M.A.LIBRARY, A.M.U.

U4384

هو الحق الودود

محمدہ تعالیٰ و نشکرہ و نصلی علیٰ

رسولہ الکریم

بعہد سعادت مہد ہین خدیو کامران فرمان فرمائے شش صوبہ دکن ظل الٰہی

حضرت آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہم بیچ حیدرآباد دکن

کے یہ کتاب لاثانی موسوم

تاریخ رسد الدنیا والدین

بنام نامی اصفی نواب شمس الامرا اقتدار الملک اقتدار الدولہ بہادر جنگ محمد رشید الدین خان دام اقبالہ

سپہ الفرمان ذی توار خورشید جاہ خورشید الامرا خورشید الدولہ خورشید الملک تیغ جنگ محی الدین

بہادر دام ظلہم کے

مطبع عالیہ

خورشید یہ میر حیدر علی

آراستہ ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ وتم بالخیر ؛

مقدمہ
ہند و مسلمان کے راجون
کے بیان میں

نامی مشہور ہے اور کوسکی کوردان کہتے ہین اور جیتے وسط مین راجہ کور کے ایک آچنبھا پیدا ہوا نے
بہت بڑا راجہ کیا اور اسکے تین بیٹے ایک دھرتراشٹ دوسرا پانڈ تیسرا ابدر منجلے بیٹے پانڈ کو راجگی اس
اقلیم کی بعد جیتنے بھائیون کے سمین موی یہ ایسی زر کی حاصل کی کہ اسکی اولاد کو اسکے نام سے پانڈو کہتے ہین
اور اسکے پانچ بیٹے ایک جد ہشتر دوسرا بھیم تیسرا ارجن کنتی نامی عورت سے چوتھا نکل پانچوان
سہدیو مادری نامی عورت سے اور وجود ہشتر نامی بڑا بیٹا جیتے بھائیون کا رہا اسکے ایک سو ایک بیٹے تھے کندھاری نامی راجہ
زوجہ اسکی سکنی کندھار عرف قندہار کی راجہ کی تھی کہتے ہین کہ اسکے پیٹ سے ایک سو بیٹے اور ایک بیٹی بڑی کا نام دریودھن
اور ایک بیٹا بقال کی لڑکی سے تھا جسکا نام یوچھو بعد پانڈ کے دھرتراشٹ بڑا بھائی اسکا قایم مقام ہوا اور دریودھن دھرتراشٹ کے بیٹون
جد ہشتر پسر کلان پانڈ اور وجودھن مہین پور وہرتراشٹ کے بہت سے دن تک نفاق کی ظاہر ہوئے
آخر مگر وجودھن نے یادری طالع سے بنا بنایا باپ کی چندے بانفاق اور ورنا کے بلکہ نیز اس
تنہا حکم رانی کی آخر کار وقت معہود پہنچا جد ہشتر سے ایک شک عظیم ہوئی کہ آج تک ہندوستان کی
اس اقلیم مین نہین ہوئی ہے اور وجودھن اس معرکہ مین مارا گیا اور جد ہشتر حاکم مستقل ہوا کیفیت
مفصل اس جنگ کی کتاب مہابھارت مین جو بیاس نام حکیم نے بنائی ہے مفصل مرقوم ہے چنانچہ ابوالفضل
فیضی نے ترجمہ اسکا زبان فارسی مین کیا ہے اور دیباچہ ترجمہ مہابھارت کا یہ ہے کہ مہابھارت زبان ہندی مین
بڑی کو کہتے ہین اور بھارت لڑائی کو سنا ہے کہ اس لڑائی مین بہت آدمی مارے گئے ہین بعضے کہتے
ہین کہ پانچ لاک سینتالیس ہزار اور بعضے کہتے ہین پچیانوے لاک سب قیاس سے باہر ہے اور وہ شمار
سے باہر ہے کل کیا رہ شخص ازانجملہ چار بھائی اور پانچ ہمراہ اور ان سے جد ہشتر کے اور

ہندوستان کے
راجون کے بیان مین

جو دانشمندی مانتا ہے کہ احوال عالم کا بیسا
طریق عقل فہم مین آسکتا ہے تاریخ
ہے کہ ایک شخص حضرت سے کہ بقا عالم کی
واقفیت و حالات عالم کے ابتدا سے انتہا تک
کرے اور وجود و شر پر اسکے طور پر معاینہ
واقف ہو اس کو چاہیے کہ احوال عالم کا
اور ضابطہ اور طور اسکی ترقی اور تنزل
تامل قرار واقعی کرے اور کوئی علم تاریخ کی
اس کام کا نہین اور کوئی
فائدہ علم تاریخ کا
اور درست طلبان کی

چار لشکر سے درجہ دیں کے باقی رہے اور کشن جی نہ ہوئے جنکی پرستش کرشنا میں جنکا ذکر قسم سوم میں آیا
وہ بھی اسی زمانہ میں تھے بلکہ مہابھارت میں لشکر کے اور طرفدار جدا جدا کے تھے بعد انفصال جنگ کے ساتھ تھے
جدا جدا کے جو کچھ رہے تھے انہیں ایک کشن جی اور پانڈو کے تھے پہلا شعبہ راجہ جدا جدا کا اور
اسکے ورثا کے بیان میں راجہ جدا جدا کا بیان جدا جدا تھے کہ کہاں پر رہتے تھے کونسا
دارالسلطنت اس عصر کے فرمانروایوں کا تھا اور ولایت میں جدا جدا جہاں تک تحقیق ہوا
وغیرہ لکھا ہے جانکا بیان کرنے کی بہت خدر چاہا اور اپنے سے رفع کیا ہے
رخصت ہے کہ سوائے اجازت چاہنے کے بھائیوں سے مشغول جہانبانی کا ہو اکثر میں جدا جدا کہ تھا اور ایک
تہا کوئی حکم ہے اسکے نہیں رہتا تہا اور کہو اسے ہوئے ہیں کبھی اور اکثر ایک قسمیں ہے
فراق ولایتہا کے حکم اسکا سے قلیم بھائی کی ساری تہا اور ہر روز آتی ہزار ہزار
جگہ کی ہر کام پر مقدم رکھتا تہا عہد میں اسکے ہر ہر تہا اور دہا کا ذکر کیا ظلم ہے جو
اور ہر ہر ان کے بندگان خدا آسودہ آخر وقت جدا جدا کے بالاتفاق بھائیوں
بیٹا پانڈو کا یدھشٹر بن ابہمن بن ارجن بن پانڈو کہ سو اسکو اولاد سے آتی ہے بھائیوں کی
کوئی وارث ملک و مال کا باقی نہیں رہا تہا کیونکر یہ سب کیا اور ارادہ سے
اسکا اسوقت چاروں بھائی بھی اسکی شرکت کو بہتر جانکر
کہ وہ تدبیر میں ریاضت شاقہ اٹھا دو سیطے کفارت عصیان
کہتے ہیں کہ وہ پانڈو سے اور کنتی سے ایک ایک فرزند پیدا ہوئے تھے

ہوئے اور جو شہر موافق اعتقاد بعض ہنود کے جسم عنصری سے رواں نہ ہوا مدت سلطنت کو ورد ان
اور پانڈوؤں کی بالاتفاق جہتر برس اور درجہ دین بدھ شرع کی مہابیر اسال اور جہ شہر کہ بعد جنک
مہابہارت اور بکرماجیت درجہ دین کنہ ہوئے پیدا ہوئے کہ ان سے چھین سو چھ برس بعد بکرماجیت کا
بیان راجہ بکرماجیت بن بھیمسین بن ارجن بن اندرپت بعد رخصت دنیا کرنے جد شہر کے حکمرانی اختیار کی اور بہت دراز
تک مشغول اسور بھلائی کا رہا اور وہ سند ایسی بزرگوں کے عدل کستر اور رعیت پروری میں مشہور ہوا اور اس کے زمانہ میں
پہنچا آخر کار بدو بیاہ ایک برہمن کی بیٹی سے اسکو کانا اور وہ مدت سلطنت اسکی ساٹھ برس
ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہ بہاشا کتابیں جو احکام دین میں ہندوؤں کے تالیف کی ہے اسکے لاکھ
اشلوک ہیں جلیم بیاس جی نے اسکو درمصل کیا ہے لاکھ اشلوک کے اور اٹھارہ پران کے
ہیں کہ ورد ورد پانڈو کی راجی کے سنسکرت میں نام مہابہارت کہا ہے جس کی بیان
بن راجہ پریکشت کو اور اور پانڈو کی راجی کے بنسی میں باپ کیا پہنچ راجہ بار جو دھن ساتھ
ضبط سلطنت اور بندوبست ملک میں ایسا کہ کسو کو یارا خلاف کا نہ ہا رعایا اور پرجا سب سکھ
اور چین سے رہے چند روز بعد ملک ولایت شمال کے شکر کشی کر کے فرمانروا یوں کو وہاں کے
مطیع کیا اور اپنے ملک تمام قبضہ تصرف میں لایا کہ دارالسلطنت ہستناپور کو پلٹا بعد اس مہم کے
چاہا کہ انتقام باپ کے خون کا سانبھن سے کہ پیش ازیں اس غم سے افسوس دن کو بار کر کیا اور
انہیں سے ایک سلیکہ اور مدت سلطنت اسکی ساٹھ برس ہے چنانچہ ہر روز پیشتر ہاتھ سانپ مہابیاک سے ناگ کہ اسکے جسم اور

ہزار سہ مین اور راس وسطی پر جسے اعتقاد بعض قوم کے زمین کا کرہ رکھا ہوا ہے اُسنے بھی چاہا کہ کچھ
جھاے لیکن ارادہ مین خالق کے کچھ اور تھا کہ کرہ زمین تہ زلزلہ ہو اور اصل پانی کا جو تمام روے زمین
مین پھیلا ہوا تھا سب کا سب ایک جگہ جمع ہو کر خشکی ظاہر ہو اور اس خوبی سے سمجھا یا کہ شعاع راجہ کے آتش غضب کا دیا اور باقی سارا پانی سمندر
سمیت تشن جان ستان سے بجانب پاتی پاتال اس راجہ کا اصل طبعی سمیت ہوا ۔ دیکھا کہ اس کی پیدائش
پر جس سے راجہ آمندا اور اسکے پیروان کا بیان راجہ سمندر بن راجہ بھی بھی بھی

گیارہ مہینے ایسکے بعد آدسوان برس اجد بارہ مہینے ایسکے بعد آدوان برس سوان مہالیل
سال دو مہینے ایسکے بعد آدونی برس انوک اکاون سال ایسکے بعد متوشالح اکاسی برس
بن آدونی برس ایسکے بعد آدونی برس لمک بیاسی برس ایسکے بعد آدونی برس
بن متوشالح مہالیل برس ایسکے بعد آدونی برس لمک پینسٹھ برس ایسکے بعد آدونی برس
سال پانچ مہینے ایسکے بعد آدونی برس لمک ایکسو بیاسی برس ایسکے بعد آدونی برس
بن لمک نوح پانسو برس ایسکے بعد آدونی برس نوح کے چھ سو برس طوفان
آسی سال دوسرے مہینے کی سترھویں روز طوفان آیا اور ایسکے بعد آدونی برس
نسل یافث کی تفصیل ہوئی اور یہ ہے کہ یافث کے بیٹے جومر اجوج
اصل یافث کے بیٹے جومر اجوج ماجوج آدونی برس ایسکے بعد آدونی برس
دوسرا شعبہ اجد بیٹے اولاد کے بیان میں ایسکے بعد آدونی برس
سفت کے بیٹے سبا حویلہ سبتا رعمہ سبتکا اور رعمہ کے بیٹے شبا اور ددان آدونی برس
آسیکے بعد آدونی برس نمرود کوش کے بیٹے ایسکے بعد آدونی برس
راجہ بابل ارک اکد کلنہ تینوں شنعار میں ایسکے بعد آدونی برس
راجہ اشور نینوہ رحوبوت عیر کالح رسن ایسکے بعد آدونی برس
سال تین مہینے ایسکے بعد آدونی برس ارفکشد برس ایسکے بعد آدونی برس
گیارہ مہینے ایسکے بعد آدونی برس شالح تیس سال ایسکے بعد آدونی برس

ہندوستان کے راجون کے بیانمین

پانچ مہینے اسکے بعد راجہ بدیل اکتیس سال آٹھ مہینے فقط خلاصہ کلام یہ موجود اشخص جو اسے لیکر جو پانچ مہینے اسکے بعد راجہ بدیل اکتیس سال آٹھ مہینے فقط خلاصہ کلام یہ موجود اشخص جو اسے لیکر جو
نسل پانڈوان کے مرتبہ سلطنت کو پہنچے تھے راجہ بدیل تک سریر آرائے ملک ہندوستان ہوئے اور چونکہ بدیل
الحمد تہا پرہاد نامی وزیر نے غافل جانکر قابو پاکے وقت کام اسکا تمام کیا اور آپ مالک ملک کا ہوا یہان سے
سلسلہ انتظام تمام اور امر سلطنت طرف دوسری کے منتقل ہوا جسکو زمانہ قوم سلطنت بیسر کا
بوجہ اصل کے پانچ سو اور آٹھ برس کے بعد سے پانچ برس دو مہینے تیس اٹھیس راجہ پرہاد
اور اسکی اولاد کے بیانمین راجہ پرہاد جب وزیر سے پانچ ہوا زمانہ اسکی دو کم پچاس برس
ہے راجہ جنمجے سنکہ ستاسی برس سات مہینے اٹھارہ برس گیارہ مہینے راجہ بھیم سین چار برس راجہ اوچھ
جات چھیاسی برس نو مہینے راجہ مری پانچ برس دو مہینے راجہ بھیم سین چھتیس برس آٹھ مہینے
راجہ ادہبت انتیس برس گیارہ مہینے فقط حاصل کلام راجہ پرہاد سے راجہ ادہبت تک سولہ سو
سرزمین ہندمین راجہ ادہبت کے جب راجہ ادہبت پیش ہوا اور جب وہ دنیا سے اور عورت فرمانروائی
پردہ اپنی ہر ایک امر مین کیا فلکدرز یزدور راجہ دنیا ہر ایک موافق عادت قدیم زمانہ راجہ کے
ملک عدم کا کرکے وسادہ سلطنت کو تنکیہ گاہ اپنی کیا یہان سے نسل پرہاد کی ختم ہوئی اور
دولت طرف دنیا کے مبدل ہوکر اس عرصہ راجگی جملہ پرہاد کا جب اصل کے پانچ سو آٹھ برس
ازروئے جمع کے چار سو اکاون سال آٹھ مہینے چوتہا شعبہ راجہ دنیا ہر اور اسکے پیشرو ان کا

جانا چاہیے کہ سب جنمجے کے اور بعد ان کے

اصناف خلق اللہ سے

عالم

اس سلسلہ کے

راجہ وزیر پایہ وزارت سے مرتبہ سلطنت کو پہنچکر کہ نالین برس چھ مہینے جہانبانی کیا بعد راجہ
سورسین دہ ہوچھ پیتالین برس تین مہینے راجہ میگ کہنالین برس دو مہینے بہ اضافہ جو دہ تیس
برس راجہ تاتہہ تہاطین برس راجہ جیون اجیہ پیتالین برس سات مہینے راجہ ادی سین سینتین برس
پانچ مہینے راجہ انند جل اکاون برس راجہ راجپال چھبیس برس چھ مہینے۔ راجہ بیشی عہد سکہ اکثر ملاد آپنے
تعصب میں پایا تہا اور بہت سے ہندوؤں کے حکم دیا کہ اپنا کیش چہوڑ مسلمان ہوجاویں جو نہیں مانتا تہا
اسکو مار ڈالتا تہا ایک شخص کہ نہور ملک والا تہا کہ اسکا دین سے ایسکے زور نہیں تہا اغوا سے راجہ کو
راجہ پر لشکر کشی بہ اغوا شیخ الہی سے ہوا یا اور راجہ نہیں مارا گیا سات برس بعد انتقال کیا
راجہ وزیر بہ ہمراہ پیتالین برس سولہ دن حکومت کرکے فرمانروائی اور بہ سبب تعین نائب
کیارہ مہینے پانچ دن تخت سلطنت پر بیٹہا سکونت جانب ملک سلطنت کا ہوا نہ دوجہ کرا ہوا
بہ سبب کمی سپاہ اور زیادت کمزوری اور بہ سبب جمعیت کی جو حکام کہ شاہان فرمانروا ہوئے تہے
بیٹہا تہا کہ اسکے بعد راجہ کو کہ معاصر
اسکا تہا شکست دی بہ استعداد لشکر پیش راجہ موصوف متوجہ اندرپت ہوئے دہلی جو دارالسلطنت تہا ہوا راجہ
بہی واسطے مدافعت کے موضع اراہی کی جانب مقابلہ فتین کا ہوا راجہ سکونت زر سکاہ میں
دت سلطنت آٹہ برس چھ مہینے راجہ جگرا جیت سکہ بیٹا تہین راجہ کرا جیت بیٹا
راجہ سکندر چھتیس برس راجہ ندر کا کہ ذکر اسکا وقت سوم میں آوے گا بعد قتل سکونت سکے دہلی
پر قبضہ اسکا رہا اور بہ عہد ایام زندگی اسکے انہ برس چھ مہینے راجہ بیا اور راجہ تنکی

ہندوستان کے راجون کے بیان مین

والہ اب لکھتا ہی کہ ایک جوگی ہے کہ نام اسکا سمندر پال تہا فریب کرکے راجہ کو قتل کیا اور آپ
اسکی جایہ پر فراز ہوا ساتہوان شعبہ سمندر پال اور اسکے جانشینون کے بیان مین سمندر پال
بعد بکرجیت کے راجہ دہلی کا ہوا اگرچہ اسنے امور جہانبانی مین بہت جدوجہد کی لیکن آخر کار ناکام
ناکامی سیکے رہ نورد عدم کا ہوا مدت سلطنت سمندر پال کی چوبیس برس دو مہینے ہے بعد اسکے راجہ چندر پال
بن راجہ سمندر پال نے چالیس برس پانچ مہینے حکومت کی پس مین پال نے اکاون برس پانچ مہینے
دیس پال نے ستتالیس برس دو مہینے رسنگھ پال نے اڑتالیس برس تین مہینے سوبہ پال نے ستتیس برس
گیارہ مہینے کہیہ پال نے اڑتیس برس تین مہینے انیرپال نے ستائیس برس چھ مہینے مہی پال نے پچپن برس پانچ مہینے مہیپال نے
اڑتالیس برس آٹھ مہینے نیدپال نے ستتیس برس نو مہینے پتی پال نے اکچالیس برس دو مہینے ہرپال نے چوبیس برس نو مہینے مہیپال نے اکتیس برس
دو مہینے کرم پال نے بتیس برس پانچ مہینے بکرم پال نے چوالیس برس تین مہینے فقط الغرض سولہ نفر راجہ سمندر پال سے راجہ
بکرم پال تک ایک سیکے بعد دیگرے حاکم ہوئے چلے آئے اور وقت مین بکرم پال کے کہ سنے باپ کی
جایی پر قایم ہوکر ملک ستانی سنبھالا تہا اور کنر حکام سے خراج لیتا تہا لیکن اپنے تصرف مین
لایا تہا جب ایام زندگی اسکے تمام ہوے اور اوسمین الہی کے پاس گیا تہا کہ راجہ منتقل ہوکے پسر اسکے بموجب کار کنان
قضا و قدر کے راجہ ملوک چندر فوج کشی ہوکر مین ہوکر جدال و قتال مین آیا جمیع سوات حکام مذکور
الصدر کے بموجب اصل قدیم سے ستالیس برس آرزو کے شمار چلے آئے اکتالیس سال آٹھ مہینے سنہ کے کون
برس کیا غلطی کا نہین معلوم کہ سہو کاتب ہے یا امر آخر آٹھوان شعبہ راجہ ملوک چند اور اسکے
ملحقات کے بیان مین راجہ ملوک چند تہوڑا سا حال بہرا نجی کا درکنار تہا ؛

اور فرمانروایان اندریت کو خراج دیا کرتا تھا جب راجہ بندوسار نے اسکے باپ کی بکرم پال سے راجہ دہلی اقتدار
فتح کیا بس سے سارا اندریت بن کر سرکار ہوا لیکن جب اجاتشترو نے فرصت پائی جلد انتقال کیا مدت سلطنت اسکی دو برس تین
راجہ کرم چندین راجہ ہوا کہ چند سے بائیس برس سات مہینے راج کیا پھر کانچندر نے چار برس تین مہینے رام چندر نے
چودہ برس گیارہ مہینے اور ہر چند نے اٹھارہ برس دو مہینے کلیان چند نے پندرہ برس سات مہینے ہیم چند نے اٹھارہ برس تین
مہینے کو بند چند نے بائیس برس دو مہینے بعد کو بند چند کے اسکی زوجہ مسماۃ رانی ہیم دیوی نے ایک سال سرداری کی مقطع
راجہ نلوک چند سے رانی ہیم دیوی جدوبنس بموجب اصل کے ایک سے بیالیس برس تک سلطنت کیے اور ارادے
شمار کے نو آدمی ایک سے اٹھارہ برس گیارہ مہینے نوان شعبہ ہر یہم درویش اور اسکے
متعلقات کے بیانمیں ہر یہم درویش خدا اندیشہ کو بعد انتقال رانی ہیم دیوی کے لوگوں نے واسطے
سلطنت کے لایق جانکر کلاہ درویشی کو تاج شاہی سے مبدل کیا وہ بزرگ پہنچنے رتبہ گدائی مرتبہ جہان
آرائی ایک عرصہ قلیل میں مرگ طبعی سے کوچ کیا کلہاس مدت سلطنت اسکی سات برس پانچ مہینے
راجہ کو بند ہیم بن راجہ ہر یہم درویش بعد پدر کے راجہ ہوا اور بیس برس تین مہینے تاجور رہا اور
راجہ کو پال ہیم بعد اسکے پندرہ برس تین مہینے مہا ہیم سے بعد کو پال ہیم سے اگرچہ بظاہر
تخت جہانداری پر بیٹھا لیکن باطن سے متوجہ حقیقت کا تھا بعد چند روز کے رفتہ رفتہ دنیا سے
کو چھوڑ کر جادہ پر ہر یہم کے فقیری اختیار کی مدت سلطنت اسکی چھ برس آٹھ مہینے چار دن
شمار کے انجاس برس سات مہینے کا سلطنت کیے اور بموجب اصل کے تین سال دسوان شعبہ دیبی سنگھ اور
اسکے پس آیندگان سے بیانمیں راجہ دیبی سنگھ والی سنکالہ حقیقت حال سے مہا ہیم کے

مقدمہ

بیان میں

واقف ہو کر لشکر ان سپاہ پیکران لیکر متوجہ اندریت کا ہوا اور بیرحمت بعد کے تخت جہانبانی پر جلوس
کیا اگرچہ ایک کا راد ار کا مملکت سے تیسرے اندریت کا تھا لیکن بعد کو اسکی بیکسی کے سبب سے اطاعت اختیار کی کسوٹے کہ
نکلا اور دوام الحیات کا ان ریاست اسکی ہوگیا تھا اس ملک میں بارہ برس حاصل رہا مینی کتنے بیس بندہ برس آٹھ
مہینے ہوئے کہ بارہ برس مینی بیس برس مہینے ہوئے کہ بارہ برس مینی بیس برس مہینے ہوئے کہ بارہ برس مینی
بارہ برس دو مہینے ہوئے کہ بارہ برس مینی بیس برس مہینے ہوئے کہ بارہ برس مینی بیس برس مہینے
سے یہاں تک کہ بارہ برس مینی ایک سے یہاں تک بارہ برس مینی ازروی شمار کے ملک ایلی کا ہوا اور
بموجب اصل کے ایک سے یہاں تک برس ہوا کہ مدت حکومت اسکی بیس برس کی تقریباً آٹھ
سال ہے اور بعد دو برس کے کہ دوسرے شمار تہا سے یہ فصل شمار کے اختیار دو برس
ہوا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوا ان شعبدہ بیچ سنکہ اور اسکی فرزندوں کے بیان میں
راجہ دیب سنکہ خبر پدروی یا دہ برس کی اسکر طبل شادی کا بجایا اور مانند شاہباز کے کوہستان
سوالک سے جناح استجال بر طمع سے طمعہ سلطنت سنکہ ڈالا اور اس دراج نابکار کو صید چنگل کا
کر کے قفس جسم میں بند رکھا اور آپ عہد میں چار برس کے کلدار روزگار کو کہ خزان سے
اسکی ظلم کا تہا آب عدل سے اپنے تازگی بخشی ملک سلطنت اسکی ستائیس برس دو مہینے
بائیس برس دو مہینے راجہ سنکہ برس آٹھ مہینے ہوئے کہ چالیس برس ایک مہینے ہوئے کہ
پچیس برس نو مہینے یہ سب کے سنکہ بیتے جب چتون سنکہ بن راجہ سنکہ ہوا

لاوبالی مزاج تھا تھوڑے عرصہ میں زمام سلطنت کی ہاتھ سے نکل گئی اور وہ آوارہ دست
ادبار کا ہو کر قضا پذیر ہوا سلطنت اسکی آٹھ برس پانچ مہینے راجہ دیپ سنگھ سے اس کا بیٹا جسے ادیچ
شہارا عداد کے ایک سو اڑتیس برس نو مہینے برابر اور بموجب اصل کے ایک سو بیالیس سال تک جہان
بان رہے یا رہوان تبعہ راجہ پرتھی راج کے یہاں راجہ رتبہ پرتھی راج تھا ہور
زبان ولایت بیرا ٹھہ کا تھا اور مدت تین راجہ چنون سنگھ کے یہاں رہکر تھا تہا راجہ چنون کو فعل
امور سلطنت میں سنگھ وقت فرصت کے لشکر جرار سے ناگہاں کہیں آ پہنچا اور نظام کار اسکا کر
راجہ چنون سنگھ کو سامان شکار درست تیار رکھتا تھا تا ت لاکر پہاڑ کا اور پہاڑوں میں جا جا اور
آخیر یہاں لاکر ہوا اور آپ ہور افتح کے نقارے بجاتا ہوا سر پر آ رہا دہلی کا ہوا عہد میں سلطان
شہاب الدین غوری غزنین سے آکر کئی دفعہ محاربہ کیا آخر کار موضع ترائن ہر دو نظارہ رہی یا آ
آپ فرمان روا ہند کا ہوا سلطنت سے آپ ہیمور کی پندرہ برس کئی مہینے میں جانا چاہیے کہ گذشتہ ہوئے
راجہ ہیمور ایک حکومت ہندوستان کی ملک ہند و ستان سے منقطع ہو کر طرف سلاطین کے منضم ہوئی
چنانچہ احوال انکا اور انکا انشاء اللہ تعالے ظاہر ہو کہ راجہ جد ہشتہر ناند سے لیکر راجہ ہیمور ایک
موافق نسخہ راج ترنگی کے کہ کتاب معتبر ہی اور ہندو نمیں مشہور ہی جا بجا مذکور ہوا
سی بیس تن اقوام مختلف اہل ہنود سے چار ہزار چار سو آٹھ سال تک فرمانروائی کی کہ مرجع
طریق علم کے ہوئے اور بموجب امتحان راقم کے سوائے سلطنت راجہ دیپ سن اور راجہ بکرماجیت کے کہ
نامعلوم ہی ابتدا راجہ ہشتہر سے جمع جمیع کامل طبقات مرقوم الصدر کی چار ہزار ایک سو بیاسی برس پانچ مہینے
ہی اور آغاز سے راج گورداں اور پانڈوان کے چار ہزار تین سو ستر سال پانچ مہینے عدد پیش

باقی ہوس جانا چاہیے کہ اصل کتاب میں جس سے مضمون اس فصل کا انتخاب کیا ہی مدت حکومت ہر گروہ
کی کہیں کم اور کہیں زیادہ یا یکی اور چونکہ حقیقت اسکی پوشیدہ تہی تو لا علاج راقم نے واسطے اطلاع
یکے دو قول سکے ایک سو بیس شمار اپنے اور ایک سو اسی تحریر مولف عنہ کے اور بدستور ایکے بھی بعض بعض جا
عاجز ہو کر اسپر عمل کر نہیں آیا ہی لیکن جہانکہ تفاوت احاد کا پایا کیا نظر کر نے قلت کے اور جہاں فرق
کا آیا اعتبار کر نے کثرت کے قول سابق کے اعتبار کر کے اعداد شمار پر اکتفا کیا ہی دوسری فصل مطابق تحریر
شیخ محمد قاسم فرشتہ کے اور اسمیں بدرہ شعبے ہیں واضح ہو کہ ملک ہند ابا کیا ہو نہ بن
حام بن حضرت نوح علیہ السلام کا ہی اور اسکا نام بیئے سنسکرت اپنا لیے مشہور اور مترجم ہی اور اول اس ملک میں
جو شخص کہ مسند نشین حکومت کا ہوا نام اسکا کشن تہا اور مراد اس کشن سے کنہیا نہیں مشہور ہیں اور اول اس
ایکی پرستش کر تے ہیں چنانچہ ذکر انکا دفتر سوم میں آویگا انشاء اللہ تعالے یا نعل یہاں سال مشہور کو
ہی بعد اشعہ کشن اور اسکے فرزندوں کے یہانتک کشن کا یہاں مشہور عنہ کو غیر مشہور ایک مرد عاقل اور
صاحب جرات بہادر شجاعت ذاتی اور فراست خلقی سے اپنے ملک ہند میں بہادر داری کی ذوالی ہی جسکو
وہ عظیم الجثہ تہا اور کہوڑا اسکی سوار کی طاقت نہیں رکہتا تہا اسمعانت سے اذیتہ و صحیح تیل قوی
تشنہ سے رام کر کے اپنی سواری میں کہا اور رہمن نام ایک شخص اسکے عصر میں نسل سے ملک ہند میں
کہ کہ ملک بنگالہ جسکی اولاد سے مشہور ہوا ہی بہت دانا تہا کشن نے اسکو وزیر بنا کیا اکثر قضایا مشکل
آپکی اور در رو کی اسنے ایجاد کیے ہیں اور بعضے ایسا کہتے ہیں کہ لکہنا اور پڑہنا بھی اس
سے نکلا ہی اور اوسوقتمیں پہلے شہر جو ملک ہند میں معمور ہوا ہی بنارس اور وہ بھی اور یہ کشن مذکور
معاصر مہابھارت کا ہی اور اسکے زمانہ میں فریب دیو ہزار قریب کے ابا ہے ہیں اور اسکو مستقیم

مقدمہ

ہندوستان کے
راجوں کے بیان
میں

مقدمہ

ہندوستان کے راجاؤں کے بیان میں

اوضاع اور اطوار اسکے قنوج میں آنے بار ہوال شعبہ راجہ رام دیو کے بیان میں

رام دیو راجہ بسیں دلیر اور شجاع اور صاحب تدبیر تھا اور اسکے تصرف میں مالوہ تک ملک تھا
ہے کہ وہ بھی بہت برس آپ تھا بعد قتال و جدال کے لڑکی لیکر اپنی شہور آحاکم دکن نے بھی شکست کھائی کر
کو اپنی سمع جہیز دیا فدیہ کیا تھا اور اوضعین کو کوٹ کی بہت سی غنیمت کر کے پھر آیا اور اپنے فرزند کے
قلعہ جیپور راجہ کی بھی بہت سی دولت جمع کی اور اپنے فرزند کے
منتہی ہوتے میں قریب پانچ سو راجہ اور رایوں کے جا کر قرار کیے اور بہت مال و اسباب فراہم کیا تھا
متعین ہیں کہ مانند رام دیو کے راجہ عظیم الشان نہیں ہوا اور راجہ
ولد کیقباد کا برسال اسکو خراج دیتا تھا اور اطاعت میں رہتا تھا اور سلطنت اسکی بہت
تیرہوان شعبہ یہ تالیف کی بیان میں پرتاب جیسنہ نام راجہ رام دیو کا بعد فوت ہونے
اسکے درمیان اسکے فرزندوں کے رہتا تھا دیکھ کر اس امر کو غنیمت جانا اور بہت سا مال و اسباب
ہوا یہ شخص معاصر نوشیروان کا ہے اول ارسال بیشکش کی بھی
ہو کر تا زیست اپنی ہر سال خراج دیتا رہا حکومت کی
انند دیو کے بیان میں راجہ انند دیو راجپوت بعد فوت ہونے
تمام مالوہ اور بھروچ اور مرہٹہ اور دکن اور ہر ایک متصرف ہو کر قلعہ

کر بیاپ کی تخت نشین فیروز کر تنہا ساتھ حکومت غزنین کے مشغول ہوا دوم ناصر الدین قباچہ کہ ذکر اسکا سابق ہے
بحکام سندھ کے متعلق ہے تیسرا اختیار الدین محمد خلجی سلاطین بنگالہ شمار کیا جاتا ہے چوتھا بہاء الدین طغرل والی
بیانہ ہیں کہ حصار بنا کر رہتا تھا حصار سلطان کہ تراشے سے ملک بہاء الدین طغرل کے ہے سلطان آرام شاہ
کا بیان سلطان آرام شاہ فرزند بتبہ سلطان قطب الدین کا ہے ناکہ ہے کہ فرزند صلبی ہیں کہتے تھے
اتفاق سے اراکین دولت کے تخت نشین ہوئے ہیں اور کہا ہے والد ہو آپ سال کے عرصہ میں
آپکے اک فتنہ و فساد کی مشتعل ہوئی پھر وہ انتظام کے امیر علی اسمی اور امیر داود دہلی اور
نادم ہو کر طرف ملک شمس الدین التمش کے کہ وہ بھی فرزند بتبہ اور غلام سلطان قطب الدین کا
تھا اور حکومت بداون کی قبضہ تصرف میں اسکے تھی جو علی اور اس اثنا میں سلطنت میں چلے
ملک موصوف فوراً وہاں سے آکر قابض اور متصرف دہلی کا ہوا آرام شاہ اس اسے مقابلہ کو
آیا اور حوالی دہلی میں محاربہ کیا لیکن فتح نصیب نہوئی بسبب ملک موصوف شاہ مقتول ہوا کا
ہو کر تمام مدت میں عزت و ناموس عالم رہا اور آخر کار اس جہان فانی سے کنارہ کیا جانچہ
لکھا جاتا ہے سلطان شمس الدین کا بیان سلطان شمس الدین معروف بہ ملک التمش
اور رائے سلطان قطب الدین کا بیٹا ہے بعد انتقال سلطان مرحوم کے
شاہ سے امور خلافت کے ارادہ کر ہوا اتفاق
اور دوست اراکین وغیرہ کے بداون سے آکر
اور قتل اسکے کہتے ہیں کہ خوف کی شب ہوا ہی اور سنہ ۶۱۶

سولا ہجری میں الطی خلفاے عباسیہ کا بغداد سے خلعت و اسطے سلطان شمس الدین کے بلایا سلطان نے اس الطی کی
بہت عزت کی اور تمام انعام لایق سکے دیا اور مراسم اطاعت خلیفہ کے بجالایا بعد شاہ مانی کی اور تمام شہر کو اراستہ
کر کے کئی روز نقارہ خوشی کا بجایا اور جب ۶۳۰ چھ سو تیس ہجری میں سکے کی ولایت پر بیٹھا اور منظور و منصور و منجا
عباد کا کیا کہ جو پرانی تعمیر یا تھا منہدم کیا اور نشان راجہ پرتھی راج کی اور دوسرے بتوں کو پاؤں کے جامع مسجد کے دروازہ میں
دفن کیا تا کہ لوگ روندیں اور اکثر اوقات عبادت اور طاعات الہی میں ریاست سے مقدم
جانتا تھا اور تمام عمر ساتھ عدالت سکے زندگانی کی اور رعایا اور برایا کو نہایت خوش رکھا انجام کار
بیسویں شعبان کے ساتھ اجل طبعی کے گذرا اور جناب محمود طاب ثراہ تقریباً تیس برس بادشاہ سلطنت اسلام
انتہا عین سن میں سلطان رکن الدین کے بجاے سلطان رکن الدین فیروز پسر شمس الدین کا جو
بدرو الاقدر ۶۳۶ چھ سو چھتیس ہجری میں تخت سلطنت پر جلوس کیا بسکہ نالایق تھا اور ہر امر
خزانہ انعام میں مسخروں اور رذالوں کے حرف کیا ماں اسکی شاہ ترکان نام کہ کنیز ترکیہ تھی سکے روا
بیٹے کی دیکھکر آپ سر انجام ملکی اور مالیکا کرتی تھی لیکن کوتہ اندیشی سکے مقتضاے کہ سرشت میں عورت
سکے ہی امور نا شایستہ کہ لایق پیادہ ہی سکے نہوں اس سبب ظہور میں آیا سو اسواسطے ارکان دولت نے اتفاق کر کے
پی پی رضیہ بنت شمس الدین جو ہمشیرہ رکن الدین کی شاہ ترکان کو معہ رکن الدین سکے دستگیر کر کے در قلعہ
زندان کیا بعد چند روز سکے رکن الدین دو نوم میں فوت ہوا ایام سلطنت اسکی ایک سال چھ مہینے اٹھہ دن تھا

سلطانہ پی پی رضیہ کا بیان

سلطان پی پی رضیہ بیٹی سلطان شمس الدین کی
بسکہ لایق تھی باپ نے لیاقت اسکی دیکھہ کر حین حیات اپنے ولیعہد کیا تھا سنہ ۶۳۴

سلاطین کے بیان میں

پہلا دفتر

چھبیسویں ہجری میں اتفاق سے وزرا اور امرا کا جلسہ ہوا اور ملک خلافت کو آراستہ کیا
اور ہر روز لباس مرواریہ پہنکر آمد ہونا اور دربار عام کرنا اور کمال خبرداری سے ہیبت جہانبانی کی نمود کرنا
شعار اپنا کیا تھا بعضے لکھتے ہیں کہ بعد رام شاہ شمس الدین کے کہ مقتدا سلطان رضیہ الغرالامکہ
اور ملک اختیار الدین کبیر سلطنت کے عہد مزاج جسکا کہ اس سے تھا ہوا حکم سے معزالدین کے قتل ہونے ایام سلطنت
اسکے تین برس چھ مہینے چھ دن ہیں سلطان معزالدین کیقباد بیان سلطان معزالدین رکن الدین رام شاہ دوسرا بیٹا
سلطان شمس الدین کا ہے تخت فرمانروائی پر بیٹھکر سنہ ۶۳۱ چھ سو اکتیس ہجری میں خطبہ سکہ اپنے نام کا کیا
نظام الملک مہذب الدین کہ ہیں سلطان کی اسکے جانے سے کاموں میں مدار المہام تھا بعد اسکے
تباہ بغاوت اختیار کی اور مکر و فریب سے سلطان معزالدین کو دستگیر کرکے قتل کر سنیا سلطنت کی
دو سال ایک مہینے علاء الدین کیقباد بیان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ
تھا اور آثار رشد کے پیدا تھے اسکی طبیعت بعد قتل ہونے سلطان معزالدین کے ارکان دولت نے
سلطنت پر ملک نظام الملک کے راضی نہوکر سنہ ۶۳۳ چھ سو تینتیس ہجری میں بادشاہ کیا ناصر الدین
اور جلال الدین کو کہ بھائی دونو تھے سلطان شمس الدین کے بیٹے بندی خانہ میں بھیجدیا تھا ناصر الدین
کو ساتھ ولایت بہرائچ اور جلال الدین کو ساتھ ولایت قنوج کے نامزد کرکے بھیجدیا اور ملک سیف الدین
کو عوض میں کنوان نعمت کے قتل کیا بعد چند روز کے جب سلطان نے طریقہ عدالت کا ترک
کیا ارکان دولت نے اتفاق کرکے ناصر الدین کو کہ حق شناس تھا بہرائچ سے بلا کے مختار
امور سلطنت کا کیا اور سلطان علاء الدین کو سلسلہ کرکے قید میں بھیجدیا کہ بادشاہت

اسکی چار سال ایک مہینہ ایکدن سلطان ناصر الدین کا بیان سلطان ناصر الدین

غوریون کے طرف خلجیون کے منتقل ہوئی القصہ جب خبر یہ کیفیت جوش کی درمیان فخرالدین وزیر سلطان کے
نا موافقت آپس میں سلطان معظم رکن امیرالامرا کو معلوم کرکے ملک جلال الدین فیروز کو کہ عارض ممالک یعنی کیتھی
تہا سانا ہے ملک کہ مدارالملک کیا اس عرصہ میں سلطان کو بیماری اطشرا ہے کہ مرض لقوہ اور فالج کا ایسا عاید حال ہوا کہ
سلطان نا رکا رفتہ ہوا امرا نے بالاتفاق کیقباد نام پسر سلطان کو کہ صغر سن تہا جلوس کرا کے بادشاہ کیا ملک
جلال الدین کہ آدمی بیباک تہا چاہا کہ اسکا قرار آوے اسکا اس طفل کے چند ے اتالیق کا خرچ مصلحت سے خود دور رہا کے
ارا کین دولت کو متفق اپنا کے طفل کو رمتعید کیا اور آپ حاکم مستقل ہوا بعد اسکے اور ایک شخص کو کہ باپ اسکا کسی جنگ
سے جب الجکی سلطان کے قتل ہوا تہا انتقام پیدا کرکے زود یا سلطان کے بیہی اسی شخص نے مار
کوالدم کہ رستم کے تخلص سے باقی تہی چند لاتیں مار کر دریا سے جمن میں ڈال دیا بالجملہ
اسکی تین سال تین مہینے الحاصل سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان غیاث الدین کیقباد
جملہ گیارہ آدمی ایک علاقہ کے ایک سو اکیس برس کے عرصہ میں سریر آرا سلطنت کے ہوئے
تیسرا تذکرہ خلجیون کے بیان میں سلطان جلال الدین کا بیان سلطان جلال الدین
خلجی اتفاق سے جمیع امرا سلطان غیاث الدین کیقباد کو اڈہا کر سنہ ۶۸۹ھ میں
رفیع سلطنت کو پہنچا جب اعیان شہر اور عمائد رعایا کو رغبت پایا بخت پر کہ سلاطین
جلوس کرتے تہے نہ بیٹہا اور دارالسلطنت کو چہوڑ کر کیلوکہری میں رہنا اختیار کیا اور ایام
میں آپکے وہاں ایک شہر اور قلعہ بنوایا بعد چند روز کے جب آوازہ نیک نامی
اور خدا ترسی کا اسکا اطراف واکناف عالم میں مشہور ہوا آدمی شہر کے پیشتر

اور ایک ہزار سوار اپنے طرف ولایت کڑہ کے راہ دریا سے کشتی پر روانہ ہوا ملک علاء الدین سنگرور بہان ولایت کڑہ
اور زمانہ پور کے اگر از احمد سلطان نے یہ خبر چھوٹا بھائی استقبال کو آیا اور عرض کی کہ علاء الدین ماموں خوف کے مہنے سے
کہ آوارہ وقت تنہا بیکا ہوئیں اسکو کورہ ہاہوں ہو حضرت تشریف لاتے ہیں اگر لشکریوں کو مسلح دیکھیگا البتہ تنہا
جائیگا سلطان نے کہا کہ چند آدمیوں کو یہ بھی ہتیار بندھے کشتی میں بیٹھے فرمان خوان سیر تک ہو سلطان کی خدمت
پہنچا ملک علاء الدین اگر پاؤں سلطان کے اور سلطان نے از رہ شفقت کے عنایت سے ایک طمانچہ اسکے منہ پر مار کر
فرمایا کہ میں نے تجھے بڑی شفقت سے پرورش کر کے بڑا کیا ہے اور تو ہمیشہ فرزندان سے
میرے عزیز تر تہا اب تجھے کیا ہوا کہ کرفتار بدیندیشوں کا ہوا اور ہاتھ کر طرف کشتی کے کہنچا اس
طرف کشتی کے سپہ سالار اختیار الدین بہنگرام کہ پروردہ نعمت سلطانی تہا سازش سے علاء الدین کے نام
آیا اور سلطان کو زمین پر گرا کر سر تن سے جدا کر ڈالا علاء الدین نے اسکو نیزہ پر چڑہا کر مانک پور کے نام
گلیون میں پھروایا اور انکو جو ہمراہ سلطان کے کشتی میں تھے قتل کیا اور خود سلطنت کے سریر
بیٹھ کیا بات اسکی بات برس ایک مہینہ بیس دن اور یہ بھی جانا چاہیئے کہ الحق اللہ تعالے
بڑا منتظم حقیقی ہے قاتلان سلطان تھوڑے عرصہ میں کرفتار بلائے عظیم کے ہوئے محمد سالم جو دام
کی چہار پہیے کی گوت چڑہ کر مرا اور اختیار الدین دیوانہ ہو کر فنا ہوا علاء الدین اگرچہ پدر کش
ہوا لیکن اولاد سے اسکی کوئی نہ نام و نشان اسکا مانند کیا علاء الدین کا بیان سلطان علاء الدین
اور دیوا سلطان جلال الدین خلجی کا بعد قتل ہونے عمر کے ساتھ ہزار سوار کے داخل شہر دہلی کا ہوا

امر آخر دوبرس سلطنت کو اسکے کہ حاشیہ کا نسبت ہتر اپنا کیا ۱۲۹۶ھ سے سنہ ۱۲۹۶ھ تک

سریر آرا سلطنت کا ہوا اور اصل محل دار الحکومت پانی پت اور پانی پت الف خان اور نظم خان کو جالندھر کا

سردار کر کے واسطے دفع رکن الدین اور محمد اور ابراہیم کے کہ وہ سکندر بن بہلول سلطان جلال الدین کے پوتے

اور بعد قتل ہونے باپ کے دہلی سے بھاگ کر ملتان کو گئے تھے معین کیا اور انکو بھیجا کہ ملتان کا محاصرہ

پسر ان سلطان مرحوم سے نا مقابلہ ہت کی ملا کر واپس آئیں چنانچہ بموجب حکم رکن الدین کے

اکر ملتان کا الف خان نے بمقتضائے ادب کے شرایط تعظیم کے ادا کئے اور انکو ہمراہ لیکر دہلی کی طرف

پھرے آئے جب یہ خبر سنی کہ رکن الدین کے مرنے کی پیچھے ابراہیم تخت پر بیٹھا ہے

جیسا راس و لایت کو فتح کیا اور بیت کو سومنات کے دہلی میں لاکر زمین میں دفن کیا

نالی پر خلایق ہوئی دو تین سال لشکر جمع کیا دار النہر سے مراد دہلی ہے اکثر شہر کو فتح

کیا سلطان سکندر جب یہ خبر سنی پیش آیا مقابل ہوا اور آتش فتنہ کی مشتعل ہوئی

بجہت خاطر سلطان کی اطراف سے ممالک کے جمع ہوئی اور شیخ بایزید اپنا سلطنت اور خزانہ میں

بہت پایا کثرت لشکر دیکھ کر دلکو اسکے قوت حاصل ہوئی چاہا کہ دہلی اور شیخ بایزید افغانوں کے پیش دہلی

کر ایک مقدمہ کو نوکروں سے حوالہ کر کے آپ نہ آئے سکندر روہی کے مشورت سے فرقا جمع

کا ہوا چنانچہ اسکو سکندر نے خطہ میں پڑھا کیا اور سکہ میں بھی یہ لفظ داخل ہوا

علاوہ الملک کے امرا میں بڑے تھے اور سلطان اسکو بہت عزیز رکھتا تھا اور علاوہ الملک

کر کے اس ارادے کی بازار رکھا اور اس زمانہ میں بہت دن سے رہتا تھا اور

سلطان کے لکھا ہے ہزار تنکے کا بادشاہی سے جواب انکا تہاں ملک نائب نام ورید دا علیہ وکیل سلطان اور مشہور
نظر سلطان کا تہا بیٹے کتے ہیں کہ سلطان سے مسمم کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مستقی کی بیماری سے موت
موا مدت سلطنت کی تحقیق نہیں ہوئی جانا چاہیئے کہ چار پانچ برس اخیر عمر سلطانی کے

سلطان شہاب الدین مشہور بہ سلطان شہاب الدین بن سلطان علاء الدین

بہت صغر سن تہا ملک نائب کا وزیر تہا تمام برادران کو بند کر کے آپ سلطنت پر
لشکر بہا اور بہا مفرر کیا کہ ہر روز قدم سر آسکو برا بھلا کہے اور بھاری ہزار ستون کے تخت پر بہا
اور آپ انتظام بادشاہت میں قیام کرتا اور بعد انقراض اس طوفان کو اندر زدہ تہا
کو کہ برادر بڑا سلطان کے بیٹے سو یال انکھوں میں پھوڑا نکل کر اندہے ہو گئے
اور جنہوں نے آپ مفرور ہوا اور بہا رک خان حقیقی بہائی کو سلطان کے خطاب سے
کہ ملک نائب بہت قبیح افعال اور دائم الخمر اور قمار باز تہا اسلئے سب لشکر اسکی
اسکو قابو سے قتل کر ڈالا اور سلطان کو بیٹھا کر کے قلعہ کیلوکہری میں بٹھا دیا

سلطان قطب الدین کا بیان

کہ محض نام کو تہی مدت حکومت سلطان قطب الدین
مبارک شاہ عرف بہا کہان برادر حقیقی سلطان شہاب الدین بن سلطان علاء الدین کے
نائب کیا تہا مذہبین تہا بعد قتل ستار اللہ اور حبس سلطان شہاب الدین کے امرا نے
تمام ان کا پیش کیا تہا مسجد میں بیٹھ کر اسلطنت کا ہوا اور بعد جلوس کے
کل زندانیوں کو خلاص کیا رہا کیا اسواسطے کہ چند روز آپ کی قدر معیت رہا تہا

واضح ہو کہ سلطان نوجوان تہا بمقتضائے ہوا پرستی حسن نامی ایک خدمتگار بچہ کو کہ حسن صورت
ظاہری میں نظیر رکہتا تہا منظور نظر انیا کر کے فریفتہ اور شیفتہ ہوا اور اسکو خسرو خان خطاب دیکر
منصب جلیل القدر وزارت پر فراز کیا اس نمکحرام نے جب اقتدار انیا حد سے زیادہ بیکہا خواجہ سلطنت بلکہ
چشم ہوس اپنی بندوبست کر کے بعد چند کا پانچویں ربیع الاول کو پہر رات گئے قاضی خان کہ محافظ قلعہ درگاہ کی
عہدہ پر تہا اور اسکے تابع ہزار ستون سے آکر کو در دروازہ کے احوال کا متفحص تہا کہ روبرو سلطان کے انتہا آور ہے
قاضی خان کے اگر اسکو باتوں میں لگایا یا پیش جانے نام روانہ کیا چاہیے آگر پہلو میں قاضی خان کے خنجر مار کر اور
خاکہ ہلاکت پر ڈالا آپ غل اور پکارا کہ خسرو خان بلوہ جلد بادشاہ جا کر عرض کی کہ کہوڑ ہے ملیچھ کے پیروں کر
آپہنچے ہیں رعیت غوغا اسکی سے سلطان غافل اجل سے خاطر جمع بیٹہا تہا کہ شتاب اسکے جارہ کو دیکھ
لوگوں سے متوجہ ہزار ستون کے ہو کر پاسبانوں کو قتل کیا جب سلطان واقف ہو کر ارادہ کیا کہ
خسرو خان نے دوڑ کر بال پکڑ لیے اور جانب خنجر پیشکار کر ڈالا پس کاشغے نام ہزار ستون کے
پہیک دیا پہر اندر حرم سرا کے جا کر فرید خان اور سنکر خان پسران علاء الدین کو صفدر بیٹے زوجہ سلطان سے
مادر دولت سے انکے چہین کے کر زمین پر دیا اور بعضے امرا اور ملازموں کو جو اسکے مخالف تہے قتل
پکڑ کر قتل کر دیا مدت سلطنت قطب الدین کی چار سال چار ماہ چند سلطان جلال الدین خلجی سلطان
قطب الدین تک چہاسٹہ چند چہل سال کیا رہے جہان بان ہے چوتہا تذکرہ

خسرو خان نمکحرام کے بیان میں سلطان ناصر الدین المخاطب بخسرو خان مقتول ہونے

خسرو خان بعد قتل قطب الدین مبارک شاہ کے سکہ اور خطبہ آپ نام کا کیے سلطان ناصر الدین المخاطب بخسرو خان

اور حرم کا سلطان کے اپنے بھائیوں میں قسمت کیا اور شکر خاں سلطان کے ساتھ جس کا نام غازی الملک
نام ایک امیر کا تھا سلطان علاء الدین کے کہ حاکم دیپالپور تھا فخر الدین خان تھا اسکا خطاب
تھا بعد قتل مبارک شاہ کے اور تاج خلجی سے ہاتھ سے خسرو خان کے رہا ہو کر بابر کے پاس گیا اور کہنے لگا یہاں
کے اطلاع کی غازی الملک اتفاق سے ملک بہرام حاکم ملتان کے کہ انتقام کی مقید بانده کر شکر
لیکر اس کے متوجہ دہلی کا ہوا جب پہنچا خسرو خان بھی فوج کو اپنی ارستہ کر کے مستعد کارزار ہوا اس
لڑائی کی تسلہ زن ہوئی اور غازی الملک کی مراد دی غازیوں نے پھر کے اس بگڑا اس کی لڑائی
مار مار کی کہ خسرو خان مع ان لوگوں کے جو شریک قتل سلطان قطب الدین کے تھے مقتول ہوا اور غازی
الملک اور ملک بہرام یہ دو تو امیر بادر ارسته فتح کے ہزار ستونی محل میں ایک فعول رسم تخت سلطان
اور اسکے برادر کے ہوئے اور بعد انقراض خاندان خلجی کے انصرام کی نسبت سلطنت غیاث الدین خسرو خان کی جا
چند روز یا کچھ اس سے زیادہ تغلقوں کے بیان میں سلطان غازی الملک کا سلطان
الملک غیاث الدین ثانی بن ملک تغلق کا ترک ہوا کہ وہ غلام تھا سلطان غیاث الدین بلبن کے تھا جو کہ تغلقیا
دلاوری اور سپاہ کی کے خسرو خان کے کام کو تمام کیا اور بعد انقراض خاندان خلجی کے قطب الدین کے محل سرا میں
بادشاہ کیا کہ بلند پروردہ تخت سلطان علاء الدین کا سلطان قطب الدین کا ہوا فقط
اور اکثر ملک کے کافر نعمتوں کو مار اموال اسباب غالی سے فرزندوں اور اولاد سے
ان دونوں بادشاہوں کے جو کہ باقی رہا ہو حاضر کرنا تخت نشین کے کہ شکار سے
کیا اور اگر اولاد سے انکی کوئی شخص نہ ہو جو لایق اس کے ہو صاحب شعف ہو کے

الغ خان معروف فخر الدین جو باین غیاث الدین تغلق شاہ بعد پدر والا کو مرشد سمجھتا تھا
مین سر برفرازی پر تمکن ہوا۔ سلطان اعجوبہ روزگار اور جامع اضداد تھا کبھو ارادہ کرتا
تھا کہ مانند سکندر رومی کے اقالیم سبعہ کو تسخیر کرے کبھو چاہتا کہ مثل حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام کے جن و انس سے محلوقات دیار اقلیم آدمیت کو سوا کہ سلطنت کے ساتھ نبوت کو جمع
کرے کبھو احکام شریعت اختراع کرتا کبھو نماز اور روزہ اور احکام شریعت مین قیاس کرتا کبھو علوم منقولہ
تواریخ اور معقولات اور نظم و نثا مین مہارت کمال رکھتا تھا اور سخی ایسا تھا کہ حاتم کی نام عمیق
بخشش کے آگے عبث تھا ہر روز اسکی بخشش کی تہی اکثر لوگون کو بیست پنجہ دینار انجملہ ایکبار کسی امیر کو مسوط خلعت
کیا اور فرمایا کہ جو کچھ اسکو وقت خلعت پہنانے کے دیا ہے سو دیا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر زمانہ مولانا جلال الدین حسام ایک قصیدہ
مدحیہ سلطان کے تصنیف کرکے لایا بیت مجرد سے فقط مطلع کے کہی ہزار درمہ ایکے انعام مین دیے اور کہا کہ اس کے
مشابہ ہو کہ مین صلہ اسکا دون اگر سکون کا تسخیر ممالک مین سعی بلیغ کرتا تھا جانبہ دوست کے بحر اور مالوہ اور دیوگیر
اور کنبایت اور دھور سمندر اور تہرمت اور لکھنوتی اور ستارگام تہور کے عرصہ مین لیے اور اسطرح کا حکم تھا
کہ کیا مجال کسی کی تخلف کرے باوجود اسکے ارباب ظلم و ستم کہتا تھا کہ ہر طرح کا عذاب اور ایذا اخراج بندا دیتا ہون
کہتا تھا جو قوت دیا مام مین مقتضا نہا ہون طرح طرح کی ستا اور بندا دیتا ہون کسی کو قتل کرتا ہون کسی کو
اور قتل سے تقصیر رعایت کرتا اور حکم کیا تھا کہ فلوس مسکی مانند طلا اور نقرہ کے تیار کرکے سوار اقلیم مین بھیجے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ روا بھی مین کا اسی وقت سے ہوا ہو کہ مسکوک فلوس جاتکہ دیکھا کہ زمانہ راضی
نہوا مین اسکو دوبارا نکری کیے تھے دولت آباد نام رکھکر تختگاہ اپنی بنایا اور وہان سے

داخل کر کے پرگنہ جدا انکا مقرر کیا اور ایک بڑا دریا ستلج اور بیاہ بہتا ہے کہ دونوں دریا کے بیچ میں
فیروز آباد نام ایک معمورہ بنا کیا اور نواح ہانسی میں قلعہ احمد آباد کہ بیکے اسکو حصار فیروز سے موسوم کیا
اور بہر دو دریا جناب کی سرحد ٹھہرا کر اس قلعہ میں پہنچا جہاں اکثر ممالک ذرہ تسخیر ہوئے اور راجہ کرنا کوٹ کے
فرمان بردار بنام اس قلعہ کا محمد آباد کیا اور وہیں منتظمی ہنسی و پایان میں اس قلعہ کے ایک مکان
منتخب بہ بہادری پرستگاہ اہل بندگان اور حاکم شہنشاہ کا بھی جا رہا سلطان کی تلاش میں سالہ قبل
کیا ہا ہفتگانہ زائی ہے تو انہیں اس مہمان کے تمام ملک میں شائع کیے ہے از انجملہ خراجی ملک کا
موافق طاقت رعایا سے طلب کرنا نہ محصول دلی حرفہ کا مثل کل فروشی دریا ہی فروشی اور بندر
اور قصابی اور کوتوالی وغیرہ کہ قوت غربا اور عامہ رعایا کا ہے ہرگز نہ لینا بہر کات معدلت آپکی
راہ ظلم کی سد و بندی کر کے آفریدہ جہ سلطنت میں کہ از ارزانیا بود ہے الناس علی دین ملوکہم تمام
بہی سیرت سلطان فرخندہ فرجام کی کہ بیتے کہ کسے کو طاقت تعدی کہ ملک ظلم کا بواسا نہ ہو
کی بنیاد رکھی ہے اور جدہا ہی منہدم کہ فرزندوں و دولدارون کو ان پر کون چلے کہ سلطان
محمد شہید مرحوم اور قطلغ خان عظما کیا تہا انعام اور روزینہ سے خوش کر کے خطہ ملتان کا ان کے
اسعد و مبارک کر کے اکثر معتبرین سلطانی کہ سپہ سالار یا تابعین میں آپکی سرکار کا ہا سپہ ہوا اور کہا
حصول اسعادت اندوزی کی فیروز آباد وغیرہ بیش شہر عالیں مسجد جامع پختہ بیس مدرسہ بیس خانقاہ درویشان
مہمانسرا شہر شہر اور سوچین عام سو مسجد دس منار بیچ بیچ بنا کیا ہے اسکے
شہر جہ پر کہ نام ہے بنی عم آپ سلطان محمد شاہ الغفران منزل کہ فرزندان ہمہ ناکہ شہزادہ تہا آباد کیا

عمود ایک موسوم بجہان نما موجود ہے عوام الناس اسکو فیروز شاہ کی لاٹھ کہتے ہیں ارتفاع اسکا قریب ساٹھ گز کے
ہے اور قطر میں دو گز کا سلطان جنہیات بسنی کو پہنچا فوت آبدی اور حوادث ظاہری کو سبب پاکر ۷۹۲ھ میں
میں شہزادہ محمد خان کو سلطان ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر ولیعہد السلطنت کیا چند روز کے بعد قابل اسکے
نکلوا دیا سے اپنی اسکو نکلوا دیا اور شہزادہ فتح خاں پسر فتح خاں کو اپنے کہ باپ اسکا مرد نہاد ولی عہد کیا اور بعد
زمانہ بسیر کے آمد کے طبعی سے شربت رحمت حق ہوا در دنیا میں نام نیک چھوڑا بعد آنحضرت بنکا
کہ ہشت نمدہ تاریخ وفات اسکی لفظ وفات شد سے نکلتی ہے اور تاریخ مرنے کی بھی
ہوئے اور اسکے سات بیٹے موجود ہیں مدت عمر بعد اکثر کتب کے نوے اور اردی شمار کے اتنا سی برس کی
اور وہ ہمعصر امیر تیمور کا تھا امام سلطنت اسکے اڑتیس سال سلطان غیاث الدین تغلق شاہ
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ بعد رحلت جد بزرگوار کے
۷۹۲ھ سات سو بیانوے ہجری میں قصر فیروز آباد میں سریر آرا ہی پر متمکن ہوا سلطان جوان تھا
شاہزادہ ابوبکر را در حقیقی کو مقید کیا اور عیش عشرت میں مصروف ہوا ملک رکن الدین اور دیگر امرا
چند روز میں اس محسوس کر زمینداران سے نکالکر خروج کر دیا پس اکبر ملک مبارک کہ وزیر اور مدار
تنہا دولتخانہ کے دروازہ پر مارا کیا سلطان نے جو سنا دوڑے دروازہ بند کرنا چاہا گاتا رہا
تعاقب کر کے سلطان کو سعی خان جہان کے کہ اسکے مصاحبوں سے تھا قتل کر کے اسکا سر دروازہ سے
کہ دیے بہایکہ تھے لشکا دیا مدت سلطنت اسکی پانچ مہینے تین دن سلطان ابوبکر کا بیٹا
سلطان ابوبکر بن شاہزادہ فتح خان بن سلطان فیروز شاہ ۷۹۲ھ سات سو بیانوے ہجری میں جلوس کیا بعد

ایکے قبضہ مین تہا بہت امر امتعین کرکے رخصت کیا ہور شہزادہ رستہ مین تہا کہ سلطان علاء الدین
سے کندر اسلطنت اسکی پہنچے برس ساتہہ مہینے سلطان علاء الدین کے بیان سلطان
سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ بعد سنے خبر رحلت باپکی فتحپور غربت ملا ہور کے
رستہ مین سنے پہرا اور داخل دہلی ہو کر سریر آرا ہوا بیس تہوڑے دنون مین اپنی موت سے شہر حادی
الاول مین مرگیا سلطنت اسکی ایک مہینہ سولہ روز سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان
محمد شاہ چہوٹا بہائی سلطان علاء الدین سکندر شاہ کا بعد رحلت باپ کے برسر تخت نشین فرمانروائی کا ہوا
سنہ ۸۱۸ ہجری مین سکہ اور خطبہ اسکے نام کا ظہور پایا سلطان ازبسکہ شاد اور بیباک اور انصاف دور تہا
بمجرد جلوس مفسدون کو اس نوا سے سلیم اور منقاد اپنا کیا لیکن زمانہ موافق اسکا نہوا اور فتنہ مفسدون کا
امرا آپ حضور نے چہوڑ دستی کی مقرب خان اور ملو خان کہ امرا کبار سے تہے یوا فتخار بلند کے ایکدگر سے عناد
نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو تخت نشین کیا ایکے اور سلطان کے کچہہ لڑائیان ہوئین علاء الدین نے
امیر ہیبور کا قصد کیا اسکی آمد ہوئی پہر تو کیا ہو عجب طرح کی لڑائی ہوئی دونون حکم قتل عام کا ہوا
ظفر یاری کی اور اسیون اور بندیون کا عدد و عد کو معلوم ہے آخر کار صورت دلی کی ایسی
ہوئی تہی کہ کوہ و بیابان ہی بستی بعد اسکے قتل کے سکہ اور خطبہ امیر کے نام کا ہوا
ضمیمہ کارا جہ جوکہ ہر کشن تہا اس زمانہ کے بیان اسکو بہی امیر نے دستگیر کیا بعد اسکے
اسلام قبول کیا ہر دوار سے لیکر جہانتک امیر نے چوبیس لڑائیان کین اور ہر لڑائی مین عنایت الہی سے
وہی فتح پائی اور اس جگہ جب خضر خان اور اور امرا آپکے ملازمت کی امیر نے کو توقیدیا اور

روز میں آسمی بلاک مدت سلطنت آسکی کہ ایک تام کو تھی بیس سو صفحہ سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ عرف غازی الملک سے سلطان ناصر الدین محمود شاہ تک آٹھ آدمی تخت پر بیٹھا نو برس کیا ماہ
امیر زر جہانبانی کیے بعد اس سلطان کے نسل اور سلسلہ کو تمام فرزندوں اور خویشوں اور ملازموں
سے سلطان شہاب الدین غوری کے قطع ہوا اور امر سلطنت نے طرف دوسرے کے رجوع کیا جو تیسرا آدمی تھا
ہیاتک دوسرے دن بیس سو ماہ جہانبانی کے چھتا تاریخ کی سلطنت پر بیٹھا خضر خان تھا
بیان راتا اعلی حضرتاں ملک سلیمان سے بولا فرزند ملک سلیمان کا کہ وہ امیر کیا تھا فیروز شاہ تھا
جب سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی رحلت ہوی اور آسکی جاہ پر دولت خان کو دہ بیٹھا
بلند تھا اور دل نے اتفاق کر کے سلطنت ناصر دی خضر خان کی اس حقیقت سے آگاہ ہو کر تخت پر سلطنت
دار الامارت سی جمعہ لشکر دہلی پر آیا اور محاصرہ کیا چار مہینے محاصرہ کا بعد دولت خان کے
کر سکے فیروز آباد کے قلعہ میں بند کیا بیس دو دین مرکیا اور خضر خان منصور داخل قلعہ دہلی
کا ہو کر ۸۲۱ اٹھ سی اکیس میں تخت جہانبانی پر بیٹھا اور اول سکہ اور خطبہ تام
تیمور کے کیا اور خطبہ میں نام سید تا ہر خضر مرزا کہ خلف اکبر مرزا کا تھا کیا بعد چند روز کے انتقال تام کا اکثر
ملک کے قبضہ تصرف میں آئی حکومت ابھی طرح سے کی سب کی فرمان روا آسے اور اطلاق
سلطنت کا اپنے نام پر بجا کر رایات عالی تا خضر خان کی بیس اہل ظفر تک کہ زیادت
سات برس تین ماہ سلطان مبارک کا سان سلطان مبارک فرزند رتا اعلی
بعد رحلت باپ کے ۸۲۴ آٹھ سی اٹھا بیس میں بادشاہ ہوا سکہ خطبہ پر نام کا کیا

کرکے مقابلہ حصار کے حوالے کیے جب محاصرہ کو بہت عرصہ گذرا تو تنہا سلطان کیتی دن مصلحتاً از رہ مدارا کرو فریب
واسطے اپنے سلام کے جاتا تھا آخر کار رفتہ رفتہ اسکو مسلسل کر کے قید کیا اور آپ بے فراغت اور مخالف
غیر سے خزاین و دفاین وغیرہ پر متصرف ہو کر سنہ ۸۰۶ھ میں سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا اور نام
سلطان علاء الدین کا بھی شریک رکھا پس جو امرا سلطنت پر اسکی راضی تھے سلطان محمود والی جونپور کو
دہلی پر متعرض کیے سلطان اور اسکے دو لڑکے ہوئے اور کچھ عرصہ تک آپس میں آخر کار اس
امر پر صلح ہوئی کہ ہر ایک اپنی اپنی جاگہ پر قابض اور متصرف رہے اکثر دیہ پر فوجی تعلق اور
سلطان محمود کے سلطان حسین فرزند نے اسکے ایک مجادلہ کیا اور فریقین سے بہت سے
ملک جہان بیت سلطان علاء الدین کے ہمراہ لشکر جمع ہوئے تھے ایک لاکھ سوار اور پیادہ چار سو ہاتھی
کیا لیکن بدبرانہو آخر الامر ناچار ہو کر پندرہ ہزار سوار سے اگر مقابلہ کیا طالع یاور نہ تھا تلاش
فتح پر فیصلہ ہوا سلطان حسین بھاگا اور ملک دستگیر ہوئی سلطان بہلول از رہ مردی اور مروت
خاتون کو بکمال اعزاز و اکرام سے سلطان حسین کے پاس روانہ کیا بعد اسکے سات بار سلطان حسین
جنگ کی اور شکستیں پائیں مرتبہ آخر شکست فاش کھا کر اکثر دور دست میں کیا جب سلطان بہلول
جونپور کو جا کر وہاں اپنا سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور وہ ملک بہار کو بھی کوشش کر کے اپنے
سونپکر دہلی کو انہیں دنوں میں علاء الدین اجل طبعی سے مر گئے وہاں جا کر تعزیت
تعزیت کے ادا کرنے بعد اسکے بدر دین کو بیٹوں سے سلطان تک لیکر آئے نوکروں کو دیا اور

ضرور تی ہوئی لیکن اب سلطنت خواہ خواہ قبضہ میں آئی دراصل جو سلطان پیرو شرع شریف کا نہایت معتقد ہوتا تھا اور
علما کو بہت کم ناراض ہونے دیتا تھا آخر وقت اجل طبعی سے راہی ملک بقا ہوا اس کی اولاد میں سے سلطان
سکندر کا بیان سلطان سکندر عرف شاہزادہ نظام خاں سلطان بہلول کو خانخانان فرمانروائے گجرات
نے اپنا کارپرداز مہم بنکہ تنہا اور اپنے کمال اعتماد و مہربانی سے تمام حالات اپنا اسکو بنا کر اور اسکو
سلطنت کا آئینہ بنا کر اپنے بعد جلوس تخت پر بٹھلایا اور اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا سلطان بعد جلوس تخت شاہزادہ
پر کہ جو چنور میں تھا اجاگر فتنہ ہوا اور وہاں اور جنپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر اس ملک کو برادر مذکور کے سپرد
بعد اسکے سلطان حسین جنپوری نے کہ فتنہ ہوا اور بالکلیہ اس ولایت کو اپنے ضبط و اقتدار میں لایا اور
شرقی جونپور و غیرہ کہ تصرف سلاطین دہلی میں تھا بدستور رہا اور بیس برس کے بعد سلطان
ضبط ولایت دہلی کیا اگرچہ قبل اسکے سلطان بہلول بھی فتنہ گیوں پر غالب آیا تھا لیکن تسلط
نہ ہوا تھا اور وجہ عمدہ ملکت شرقیہ کے مستقل جانے کی قبضہ سے فرمانروایان دہلی کے اور ذکر وہاں کے حکام بالاستقلال

سلاطین شرقیہ

سلطان حسین جونپوری

سلطان حسین بن محمد شاہ بن ابراہیم شاہ شرقی

سلطان حسین بن محمد شاہ بن ابراہیم شاہ شرقی

بیان

بیانات تک کہ تا تبار خود درست کو کوچہ و بازار میں بیٹھا تھا اور حقیقت احوال ہر ایک کی معلوم کرتا تھا اور تربیت
دیانتدار اور آراستہ کرتا صفحہ کاغذ پر کاتبان کا نام لکھا جاتا ہے کہ وقت سنے کہ حکمین نہ ہی
کم و زیادہ کرے یہ تبادلہ ترک ہوگی کا ہمیشہ موجود رہتا تھا اور جس امیر پر حکم عالی ہوتا تھا
حکم کے بیٹھ استقبال کے آتا اور عاقل فرمان بلند جا پر مسند تخت یا چبوترہ پر کہ ہوتا ہے کہ فرمان دستار اور
فرمان کو لیکر سر پر رکھتا اور عزیز رکھتا ہے ہوا اسکو بڑھتا ہے آداب اسکا بتا آخر مرتبہ خلاف
کا کیا مدت سلطنت آپکی چھبیس برس پانچ مہینے میں سلطان ابراہیم کا بیان سلطان
بن سلطان سکندر بن سلطان بہلول سنہ ۹۲۵ نو سو پچیس ہجری میں اور تخت نشین ہوئے میں
نیا تیار ہوا بخلوس کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا نقش ضبط و ربط اسکا بتا ہے بہتی یاد دست تہا کہ
سر ہو حکم ہے ایک بار انجاوز کا تہا اور کہنے ہے وقعہ طلبان ہے کہ سنو بھائی جلال الدین سے اتفاق
آیا رفتہ رفتہ ہوا کہ ہے ہے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا اتفاق سے اعظم ہمایون سے دلی کہ امرا کبار سے سلطان
سکندر کے تہا فوج کشی کی اور جانب ہی اعظم ہمایون تہا نا کہ ملازمت سلطان کی اختیار کی اور شہزادہ
طرف کو نہ دانہ کیا بہاگ کیا آن پہنچے رحمول نے اتارہ دیا سلطان کے وہاں اسکو قتل کیا سلطان
نوجوان تہا اکثر اعیان دولت کو شہزادی تعصب بتی ستیا کرتا تہا اس لیے تمام امرا بہاگ
زوال دولت ہوگئے اسپر علاوہ یہ کہ میاں ہمراہ کہ سادات اعظام اور بزرگ کرام سے
پیش قبل کیا اور اعظم ہمایون سروانی کو جو کہ اسلام خان عقلا سکا جو حاکم بہار تک ہوا کا
تہا بدل کیا اور چالیس ہزار سوار پانسو ہاتی سے آکر مقابلہ کیا اور سے بھی شکست ایک دفعہ کو

من سال اسکا گیارہ سکا تہا قلعہ ندجور مین پہنچکر کہ بعنایت خداوند عالم و عالمیان کے
رفیع القدر سلطنت کو پہنچا پس سلطان احمد مرزا بابا عمر شیخ مرزا کہ سلطنت سمرقند کی
رکہتا تہا جب یہہ خبر سنی کہ ملک اکثر ملک کے ہوس مین ہین از جان بشکر آیا اور اسکو بکلیہ
سعدیہ نے محاصرہ کیا جب سلطنت قسمتین مارے کہ بنی قضا کر دکہا تہا کہ مرزا بشکر لیکر پیش یا اور مرزا بشکر
ایسا غلبہ کیا کہ اکثر آدمی اور چارپا تلف ہوگئے اور وہ بیچارے نا امید ہوکر اس بعد بارہ ماہ تک اس کیارہ سکا
عرصہ تک وراء النہر مین سلاطین بیچارے اور اوزبکیہ سے محاربات سخت کرتا رہا اور ہمیشہ مارا جاتا تہا احمد مرزا
پر آتے غالب آکر اگرچہ سمرقند کو فتح کیا مگر مشیت ازلی اسپر تہی ملک ہندوستان کا بہ تصرف اولاد تیموریہ
و نقش تسلط اسکا دلات تورانیہ دست بیتہا لاجرم سمرقند سے پھر کر بدخشان پر آیا اور وہان کا حاکم ہوکر
جنگ کرکے فتحی کی اور بہر محمد مقیم دارد والنون سے کابل آکر تصرف مین لایا بعد بارہ کابل مین نمایاں کرکے اسمعیل
شیبک خان پر آکر خراسان کو فتح کیا ممالک محروسہ کا کیا پس بابر مرزا بہی کابل سے فوج لیکر
مدد کمک کے نکلا اور کرمینہ کی تسخیر بلخ اور بخارا پر بادہ کر فتح کیا لیکن پھر وہ ملک چھوٹ
بات سے ایک بارہا بعد چند روز یک فوج ازبکیہ بہم پہنچا کر قاصد سمرقند کو تہا بہیجا اسلطان
ابراہیم لودہی جو سلطان یہان کا تہا آپنے لاکہہ سوار اور ہزار ہاتی اور تو پخانہ بکثرت لیکر دہلی سے نکلا پس جمنا
پانی پت کے میدان مین مقابلہ لشکرین کا ہوا بعد بہت سی کشش و کوشش کے بابر فتح و نصرت لشکر
بابر کی ہوئی اور سلطان ابراہیم بیچارہ ۹۳۲ھ ہجری مین میدان مین مارا گیا بعد قتل ابراہیم کے بابر
سمجھ لشکر کے جناب مین واسطے ملک کے بجالا کر دہلی مین کہ تخت گاہ سلاطین ہندوستان کی

بعد اسکے سلطان بختیار و سلطان مراد مرزا کو بار بار رسوا کر کے اپنے کمال سے متفرق کر کے
مکان پر ہمایوں کے آمد اور شہزادہ مذکور کا ساتھ کر کے روانہ کیا تا بدرب العالمین شیخ کامل رشد و ہدایت
صبغۃ قبال سے مبدل ہو بجی کابل قندہار وغیرہ سر کرنے ہوئے ہندوستان میں آیا اسم قنوج اقامت
پائی و مرد ار السلطنت دہلی از سر نو مخیم سرادقات اجلال کر بیٹھے ہمایوں مخدوم اور معزز
شوق بہت تا بحد فتح مذکور کے اکبال کا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ایکدن وہ بیٹھے بیٹھے
چکر کھا تھا کہ دفعتاً زمین پر سے پاؤں پھسلکر الٹا گر پڑا اور چوٹ کھا کر عالم فانی کو
مادہ تاریخ اسکی رحلت ہے ہمایوں بادشاہ نام آور تھا دہ ایام سلطنت بعد اعمال
دس مہینے بعد وفات آپائی اور یہی جا دفن ہوا اور شہر دین پناہ کے نام سے آباد کیا
اور نقرہ کا جو فیل زنہار ایجاد ہمایوں بادشاہ کا ہے اول اسکے نام آشکارا اور اور بنا دفاتر
جاتے ہے اور کچھ دن میں یہی کم و زیادتی ہوتی ہے نوان سکہ تنہا نون بنا نون
کا بیان شیر خان سور افاغنہ کے نام سکہ و خطبہ اول داد اسکا ابراہیم خان نام
کہوڑوں کی کیا کرتا تھا ہے جلالہ وہ ہے اکثر مورخین نکھتا ہے کہ تا بنا رنور سکہ
عہد میں سلطان سکندر بن بہلول لودہی کے جلال خان نام جو حاکم جونپور کا تھا نو کر اسکا ہوا
سبب وہ کیا بعد فوت ہونے سکندر کے سلطان بنا اسکا بھائی شیر خان تھا شیخ جلال خان
کی بہت رشد اور کارروائی اپنی ظاہر کر کے ایسی ترقی حاصل کی کہ سہسرام اور رہتاس
تک جاگیر اسکی مقرر ہوئی اور ہاتھی ہوا اسکے جیرہ پر سکہ و خطبہ فرمانروا

بادشاہ اور تمام آرائے سلطنت ہند کا ہوا سلطان ابراہیم لودہی نے زر امین بار کیا اسوقت حاکم بہار کا کہ ایک امیر تھا
لودہی کے تہا استحکام سلطنت کا اور پرانے قرار دیکر خطاب سلطان محمد کا دیا وہ خان اسکے نزدیک جاکر نوکر ہوا اور اسکو قوت
تسخیر کا بہت ازروی لالچ کے دیکر روانہ سلطان مذکور کیا کہ تین تین پشت سے ہمارا سلطان محمد خاندان کا نمک خوار ہے
کہ بنسر خان خطاب عنایت فرمایا اور بجاے حاکم بہار کا یعنی سلطان محمد کو فرمود ہوا بیٹا اسکا طفل نالائق اور
بنسر خانکہ مدار المہام اسکی دولت کا تہا بنفسہ مشغول ہوا کہ بہت جلد واسطے تسخیر اطراف و اکناف کے پانچ ہاتھی
اور فورا قلعہ چنار گڑھ کا بہ تصرف میں لایا انہی دنوں میں بابر بہی انتقال کیا اور ہمایوں بجاے اسکی جلوس
سریر آرا سلطنت کا موئید خان بخشی لشکر کا تہا کہ ہمایوں پر حملہ آوری شروع کی اور وہ بھی
ملک اور قلعے بہ اختیار میں لاتا اور رفتہ رفتہ اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر الامر ہمایوں بیقرار
اختیار کیا اور شیر خان بخشی گران سابقہ دیکر خواص خان غلام کو اپنے واسطے مخالف کے
روانہ کیا اور آپ کہو کرون کے قلعہ تک پیچہا کیا کہ پہر اور رفتہ مراجعت کیا اشارہ مفصل کیا
کہ ایک قلعہ بنا کیا اور نام اسکا قلعہ رہتاس رکہا بعدہ آکر ہمایوں اگرہ میں
اور خطبہ بنام کا کیا اور ہمایوں ایک مدت تک آوارہ دشت ادبار رہا آخر خود
رفیقوں کے ارادہ عراق کا کیا بعد رسیدن کے حسب طالع نے یاوری کی پہر کہ ارسر نو
سلطنت ہند کا ہوا چنانچہ کذرا اور تا وقت مراجعت اسکے بیان عمل افغانوں کا رہا
واضح ہو کہ شیر شاہ نے موقوف سابقہ حفاظ صیدہ کے تہا اور وہ محکمہ عدالت میں
اور جبکہ کہ ایک نظر سے دیکہتا تہا جنانچہ نقل ہے کہ ایکروز شکایت مادل خان

حکایت

یہ سنا ہے کہ زمانہ ایک بقال کی عورت سے کہ میں نیکی نباہتی جو کہ وہ اپنی مکان کی چھوٹی میں
نظر شہزادہ کی سپر پڑی سے کلوری پان کی جو ہاتھ میں تھی طرف سے پھینکی اور زبان
عورت سے کہ عاصمہ تھی چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے شوہر نے سے جو سنا اس حرکت سے منع کیا اور
پڑا یان کا لیکر زمرہ میں فریادیوں کے آحاضر ہوا بادشاہ معدلت پناہ سے حقیقت بیان کی
حکم کیا کہ بقال کو ہاتی پر سوار کرو اور عورت کو عادلخان کی بدد کے لیے آوا یہی
پان کا طرف سے پھینکے اور میزان عدل کی برابر ہو یہ وزیر امرا نے عرض کیا کہ
کہ نزدیک سے فرزند اور رعیت برابر ہے بقال نے عرض کیا کہ
عرض کی کہ میں نے حق کو پہچانا آپ حق انتقام کی نہیں ہے
سلطنت کے زمانہ میں بہت سے اخراجات سے جہانبانی کے
اسکے اگرچہ سلطان علاء الدین نے مقرر کیا تھا لیکن رواج نہیں پایا تھا
جو وقت کہ وہ سپاہی سے ترقی پاتا تھا بچہ سے آواز نقارے کی
دار السلطنت کی تمیں شور نقاروں کا ہر طرف سے بند ہوتا تھا
منتہا سے قلمرو تک اسکی ہر ہر جاگیر میں تمیں تمیں
بادشاہی میں پہنچکر آگاہ کرتی تھی بیس
کا محتاج پہنچتا تھا اور عہد سلطنت میں

روبرو بلوائیں تہہ تہہ یہ کہا کہ اگر آج سے کوئی حرکت خلاف شرع ہوگی تو اسکی سزا ملیگی اور توزندہ
جلایا جائیگا فقیر نے بحال پروائی سے کہا کہ اول تو اپنی تئیں علیحدہ سے بچالی بعدہ جیسے جلانا اور روا
قصاص کروگا سید ان دونہ دبل کا مقعد کے نزدیک سلام شاہ کے موا سمین جہاں کہ وہ لوٹتا تہا اور کہتا تہا
جلا جلا جلا بیچ اسکے کہ دو تین مہینے میں مرگیا بیٹا اسکی تہا سال دس مہینے

فیروز شاہ کا بیان

فیروز شاہ بن اسلام شاہ بن شیر شاہ کو کہ عمر اسکی وقت انتقال اسلام شاہ کے دس برس کی تہی اراکین مملکت نے
تخت پر بٹھلایا بعد تین دن کے سارنگ خان نام بہائی نے پالیا بیگا جو حقیقی والدہ فیروز شاہ کی تہی سلطنت کی
محلین سوز فق عادت قدیم کے آپا پائی بائی نے انار شرارت کے دفعہ سے اسکی دور تک کہ ہر چند عاجزی
لجاجت اور گریہ وزاری کی لیکن اس سے دونے نہ مانا اور نا حق اس طفل مظلوم کو مار کر خدا بیاد لائے

سلطان محمد کا بیان

محمد عادل عرف مہاور خان عادل بہنوئی شیر شاہ کا اور
باپکا نام نظام خان ہے فیروز شاہ کو سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری میں مار کر تخت سلطنت جلوس کیا
اور تفنگ سلطان نے کی کہ جیرات بہتیری کی اور ہمون نام ایک بقال رستے والا بہتیری
دیوار بگا کہ اول کلیون میں نمک فروشی کرتا تہا بیطائف الحیل سے مورد کار شیر شاہ
ہو کر نوبتی اعتبار پاتا تہا اور رفتہ رفتہ دخیل امور مالی اور ملکی کا بہی ہوا تہا سلطان عادل نے
تمام مقدمات بادشاہی سپرد اسکے کیے اور اول خطاب سنت راے بہرا دیا بگرما جیت عنایت
کیا پس عدلی بادشاہ بنکر کوتہا اور ہمون مختار بعد چند روز کے لیے انتظام میں تہا دعوی
اتاغہ عدلی سے پھر گیا لاحول ولا قوۃ ایک بد اسلوبی ظاہر ہوئی یہانتک کہ ایکروز دربار

عمر اسکی تیرہ برس آٹھ مہینے اٹھائیس دن کی تھی اور تخت سلطنت کو قدم فیت لزوم سے اپنے بھند پاکی بخشا
چنانچہ عدد اسکے کہونے لفظ کام بخش مین پائے ہین اور بیرم خان خانخانان کو مدار المہام کل سلطنت
اپنا مقرر کیا بعد جشن جلوس کے اول مقابلہ ہیمون سے ہوا سردار یہ اگرچہ میدان جنگ مین بڑا بہادر تھا لیکن مشیت ازدی مین
اکبر کا نہادہ اتفاقا گرفتار ہوا بعد فتح کے بیرم خان نے اپنے نمک خوار سے اسکو قتل کیا متعاقب اسکے فوج شاہی واسطے
فتح قلعہ اگرہ کے روانہ ہوئی سکندر والی اگرہ شاہ متحصن تھا منجملہ ہوئی سلطان سکندر کے سنا کہ ہیمون کو فار ہوکر ماتھ سے
بیرم خان کے مارا گیا اور عدلی کا بھی خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے کام تمام کیا جیسا کہ مذکور ہوا چکا شکستہ خاطر ہوا اور
جانا کہ اقبال مین پٹھانون کے فرق آیا پس بلکہ جواب کے ماتھ سے ڈالدی اور سوار زبان کو سیدھا
عجز مین جولان کیا پس اقبال اکبر کا یاور تھا دروازہ قلعہ مذکور کا بجز دیدے جمعیت کے مفتوح ہوا شاہ
اس بات سے سلطان سکندر بیحد رنجیدہ ہوکر خدمت ملازمت سے اسکو خورسند کیا پس سلطان
سکندر اسی عرصہ مین بیٹے کو اپنے خدمتین بادشاہ کی بھیجکر کہ آپ الارشاد پیچھے مہروانہ ہوا
چونکہ مشیت مین خالق اکبر کی سلطنت اقلیم ہند کی حصہ اس شاہ جم جاہ کی اولاد کا تھا علی ہذا سنے
جسطرف رجوع کیا فتح ہوئی بڑے بڑے راجے بابوزمیندار پٹھان وغیرہ متمردون اور کشون سے معلوم اور
منقاد ہوئے اکبرنامہ مین جو تصنیف شیخ ابوالفضل بن مبارک ہے درشیخ نے بسط کیا ہے مفصل احوال
ہر ایک کا مثل تسخیر ولایت مالوہ اور ولایت گجرات اور گڈہ والا اور قلعہ چتور اور ولایت بنگالہ اور ولایت کشمیر
اور ولایت اڑیسہ اور قندہار اور ولایت تتہہ اور بھکر اور سیوستان اور اجمیر وغیرہ علیحدہ علیحدہ
مرقوم ہے سنہ ۱۰۰۹ ہجری سال جلوس کے چھبیس سال ہوا کہ ایک قلعہ متین اور ایک شہر عظیم بنا دین الہ آباد

سلاطین ہند کے بیان

بیان

اور باعث فتنہ اور آشوب شہر کا ہوتا بادشاہ آپ آسکے اسکے اگر ایک باون دانت پر بیٹھکر سوار
ہو جاتا اور دو سیر ہاتی ہیے جو ہمسر اسکا ہوتا لڑتا اور اکثر ہاتیون کی لڑای مین ایک پر ہیے دوسرے
پر لیسا پہاندجاتا تہا کہ موجب حیرت نظارہ کیان کا ہوتا بادشاہ اکبر و شاہ نظام الدین بگ روضہ کی زیارت
کرکے تشریف فرما دولتخانہ کا تہا چوکمین ایک بترا آکر سید ہے ہاتہ مین لگا اور قریب دو بالشت کے کسیکو
حاضر دن نے راہی کو جلد گرفتار کرکے حاضر کیا اور سبب اسکا پوچہا حکم ہوا کہ دریافت کرنا مناسب نہین
جو شد نی تہی ہوی بہ ناحق کسیکو گرفتار بلا کریگا جلد اسکو قتل کرو تا وہ اپنے سر کو پہنے اور دوسرو
عبرت ہو اور آپ اسیطرح کہوڑے پر سوار دار السلطنت مین آکر داخل ہوا حکم ہوا جراحون نے اسکا علاج کیا سات
روز کے عرصہ مین وہ زخم اندمال پایا سید اللہ خان والی توران نے عبد المومن خان بیٹے کو اپنے
تزکی اکبر کی جاہی تہی لیکن اس شاہد نے جلوہ ظہور کا نپایا اور بسبب نفسانیت علماء اہل تشیع و
اہل تسنن کے اکثر انہین جھگڑا ہوتا تہا سن سنکر شبہ مین نہ کیا بلکہ عقیدہ اسکا یہانتک متزلزل ہوا
کہ لا مذہب ہو گیا ایک نئی بات نکالی یعنی حکم صلح کل کا درمیان ہندو مسلمان یہود و نصاری
ترسا وغیرہ کے دیا تہا اسطرح پر کہ ایکدو سرے کے دین کا متعرض نہو ہر ایک موافق عادت قدیم
پرستار آفریدگار کا رہے اور نام اسکا مذہب الہی رکہا اور جذیہ بہی نظر کرنے اسکے معاف
کردیا تہا اور یہ ٹہہرایا تہا کہ ہر جمعہ کی شب کو فضلاء دین مسلمان و شیعہ یہود و نصاری
اپنی اپنی کتابون کو پڑہی یا ہمہ سورہ اور اور تمام مذاہب اور شاریکے محل چار ایوان مین کہ سیطرح
واسطے تعمیر یا تہا اکٹہے ہوون اور آپسمین مباحثہ اور مناظرہ کرین اور بادشاہ بذات ہو
مصنف ان بلا تعصبیات مین اپنی سمجہ اور عیار کفتار ہر ایک کا محک خود پر اپنے جانچے جو کہ

مناسب خاطر ہووے اسی طرح سے خاطرنشان منکرون کا کرے جبر اور جب پچاسویں سال جلوس سے
ان اکبر کی کہ مریم مکانی اسکا خطاب تھا نقاب اجل کا اپنے منہ پر کھینچی بادشاہ موافق آئین آبا اپنے سر اور
داڑھی تراش کر لباس ماتمی پہنے ہوے نعش کاندھے پر لیکر چند قدم مشایعت کی اور سکندرہ افونسی شہر
میں قلعہ آگرہ کہ اول اینٹ کا تھا توڑکر سنگ سرخی سے بنا رکھی ہے اور بعد فتح قلعہ بکھر کے برہان الملک
برادرزادہ اسمعیل نظام الملک حاکم احمدنگر کا چچا سے اپنے آزردہ خاطر ہوکر دکھن سے قطب الدین خان
غزنوی کی جو شرف اندوز ملازمت کا ہوا اور بعد چند روز کے عرض کمک کی واسطے تنبیہ احمد نگر کے
علیخان حاکم خاندیس کو حکم ہوا پس برہان الملک کمک سے راجی علیخان کی اسمعیل نظام الملک
اگر ملک موروثی پر اپنے تسلط پایا بسکہ وہ سفلہ مزاج تھا سر اطاعت سے پھیر کر مخالفت اختیار کی بادشاہ
شیخ ابوالفضل فیضی کو راجی علیخان پاس واسطے فہمایش اسکی روانہ کیا اس کم بخت نے نمانا
آخر کار ہوا اور آخری صف میں بار بیگانہ کہا کہ سخت بیماری سے مر الیس جانے پی پی بڑی پس نے
اسکی ابراہیم نام پسر برہان الملک کو کہ اسکا بھتیجا ہوتا تھا امراون کے اتفاق سے حاکم کرکے انتظام
مہام اپنے ذمہ کیا کیفیت جب اکبر کے سینے میں آئی شاہزادہ سلطان مراد کو ساتھ لشکر
کرال کے متعین کیا شہزادہ آیا اور سواد دکھن میں بہت ساجدال و قتال فوج عادل شاہی حاکم
بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکندہ سے ظاہر ہوا اور راجی علیخان جو ہمراہ رکاب شہزادہ کے
تھا مارا گیا آخر الامر اولیاے دولت اکبری مظفر اور منصور ہوے شہزادہ متزایخوار تھا جب
قرار واقعی اس سے نہو سکا اسواسطے ابوالفضل کو بادشاہ نے وہان سے روانہ کیا جب حکم کے
ابوالفضل تو خدمت میں شہزادہ کی یہان پہنچا اور شہزادہ بجبر مشیت روانہ عالم

حضرت کا ہوا اکبر خبر ارتحال شہزادہ کی سنکر بہت رنجیدہ ہوا اور شہزادہ دانیال کو اسطرف رخصت
فرمایا متعاقب اسکے آپ بھی طرف دکن کے کوچ کیا کہتے ہیں کہ جسوقت عبور اکبر کا دریائے نربدا سے ہوا
یاد نہیں فیل خاصہ کے لوہے کی زنجیر بھی جو وہ کنارے پر آیا فیلبان کو زنجیر سونپکی دکھلائی روپی
وہ چرتمند ہوا اور دوبارہ وعدہ جاگیر کا اظہار کیا ذرہ غبار پہ کیفیت حضور میں عرض کی اور زنجیر کی
کدرانی اکبر نے ملاحظہ کرکے عجائبات صنعت ایزدی پر اقرار کیا اور کہا کہ شاید اسمیں
دریا میں وہ پتھر جیسے بندکے آدمی پارس کہتے ہیں ہوگا دریافت کیا چاہیئے یہ سنتے ہی فیلبان
کو زنجیر میں یاد نہیں ماندہ کرادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر لایا اور لیکر کچھ بھی
نہوا القصہ اکبر بعد قطع مراحل کے داخل برہانپور ہوا سنا کہ ابوالفضل نہ بہت اماکن دکن
کو فتح کیا اور جشن نوروز کا ادا کیا اور وہاں پادشاہ پر عرض کی کہ جہانپناہ پر ظاہر ہو
کہ اکبر اباد تک دو منزلہ مکانات کے سوا جو ہیں اور اقتی فتح حضرت نے حکم کیا ہر چند روز
میں ابوالفضل بھی جو خرقدم میں تھا لشکر اصد کے ساتھ چلا آیا اور ملازمت کی
اور ایک ہفتہ عشرہ میں واسطے تسخیر قلعہ اسیر کے کہ حاکم وہانکا تمرد اختیار کیا تہا رخصت پائی
اکثر اسیر اور احمدنگر اور تمام ولایت نظام الملک کی تسخیر ہوئی ابوالفضل کی مفتوح کی
اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل نے تسخیر کیا اور بہادر نظام الملک نیزہ
بہان نظام الملک کا فرقنی اختیار کرکے حضور میں آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم
گولکنڈہ کا بھی عرائض نیاز کے اور تحفہ لائق ارسال کیے اکبر بطرح صحت خاطر ہوکر شہزادہ دانیال
کو وہاں مہم کا اہتمام دیکر اجمیر دولت دار الخلافت کی طرف فرمایا بعد چند روز کے دانیال بھی کہ

بانہ سلطان مراد اپنے بڑے بھائی کے کردار سے بدظن تھا اور اس بے مکنتی سے بدن اسکا ضعیف و زرد ہو رہا تھا
ایک بیمار جو ہوا تو اس بڑھاپے کی مرض سخت عاید حال ہوا پس سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری میں چھبیس برس چھ مہینے کے عمر میں
انتقال کیا ہنوز دل سے اکبر شاہ کے غم سلطان مراد کا زایل نہوا تھا کہ اس عاقبت جانکاہ نے مہد و کہلا داغ بالائے داغ
ہو ضعیفی کا وقت تنہا فراق اسکا مزا عذاب سے اکثر تب پایا امر مقتضا وہ فراہم ہوئے آخر کار اسہال کی بیماری
سے شب چہارشنبہ بارہویں جمادی الاخر سنہ ۱۰۱۴ ہزار چودہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ سولہ سو پانچ عیسوی جلوس سے اسوقت عمر اسکی
بائیس دن کم پینسٹھ برس کی تھی عالم بقا کو ارتحال کیا مادہ تاریخ اسکا اس بیت سے آخر ہیں ہے فوت اکبر بندہ انصاف
بگفت تاریخ فوت اکبر شاہ اور لقب بعد وفات عرش آشیانی مدت سلطنت اکاون برس دو مہینے چھ

جہانگیر بادشاہ کا بیان

ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ فرزند جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ کا سنتیس برس کے سنہ ۱۰۱۴ ہزار چودہ ہجری تاریخ جمادی الثانی کی بیسویں شنبہ کے دن آگرہ میں
قلعہ دار الخلافت اکبر آباد میں اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا کما قیل نخ ز نور محمد جہان ستد
واضح ہو کہ سلطان خسرو نام بزرگ پور جہانگیر کا خیال سلطنت کا سر میں رکھتا تھا اسواسطے کہ
اکبر نے وقت رحلت کے فرمایا تھا کہ شہزادہ سلیم بیش دولت ہی قابلیت سلطنت کی نہیں رکھتا بلکہ
سلطان خسرو بیٹا اسکا جمیع خوبی سے آراستہ ہے کشکے سے خوش اور کوئی چیز پینے حقے
شکنجبین آتشین دیکھ کو معتمدان خانہ برانداز کو بیالیکر اکبر آباد سے نکلا اور راہ فرار کی
لی فوج شاہی نے تعاقب کی اگرچہ شاہزادہ نیز اڑای بہی کی لیکن سلطنت تقدیر میں تھی کر قتہ
ہو کر بندرہ برس تک قید رہا آخر کو شہزادہ سلطان خورم مخاطب بہ جہان نے

جب مہم پر رخصت پائی شاہزادہ خسرو کو بھی مسل و آلے کیا کہنے ہیں کہ اپنے اسپر نہ ان جانے
جاندہی واضح ہو جہانگیر بادشاہ شہزادی کی کے وقت سے دیبیہ حسن جمال نور جہاں بیگم کا تہا اور نور جہاں بیگم زوجہ علی قلی
شیر افگن خان کی تہی اور شیر افگن خان وقت سے اکبر شاہ کے بیچ صوبہ بنگالہ کے اپنی جاگیر میں بتا تہا نور جہاں بیگم
بہی ساتہ اسکے رہتی تہی بعد جلوس جہانگیر نے قطب الدین کو کلتاش خان کو اس امر منعی سے اقف کیا اور اسکو صوبہ بنگالہ
کر کے روانہ کیا اور رخصت وقت ایسا کہا کہ شیر افگن خان اسپر فوج اپنی جاگیر میں سے بھیجکر اسکو بلوا لیوے اور نور جہان
بیگم کو طلاق دیکر اپنے سے دور کرے تو بہتر ہے اور اگر مولہ اسپر راضی نہ ہو تو جنگ پر تیار ہو کر اسکو
کو کلتاش خان جب بنگالہ کو پہنچا اور شیر افگن خان سے ملا ہوا اور فیما بین ایسی گفتگو ہوئی
اکثر کہ شیر افگن خان نے کو کلتاش کو علف تیغ کیا اور وہاں سے ارادہ
نور جہان بیگم کے کیا لیکن لوگوں نے کو کلتاش خان کو بہ کہکر کہ ہمکو بہی مارڈالیگا تیار کیا
مذکورہ داخل حرم سرا بادشاہی ہوے اور نور محل خطاب پایا پہر نور جہان بیگم مخاطب ہوئیں اور
ہوا کہ وہ اسکے بادشاہ کے سوا کسی کا نام اور کلمہ نہ پڑہے کہ تہا وہ اسکے اسیکے تہا ہر روز جہروکہ میں آتے
تہے اور اہل حاضر ہو کر آداب بندگی بجا لاتے تہے اور وہ لوگ جو ممالک محروسہ پر متعین تہے
اسیکے نام پر جو فرمان لکہا جاتا تو قبل طغرا اسکا یہ لکہا جاتا تہا حکم علیہ عالیہ مہد علیا نور جہان
بادشاہ اور سجع اسکی مہر کا یہ تہا نور جہان گشت بحکم الہ سکہ زد بر گرد عالم شاہ
اگرچہ خطبہ بیگم کے نام کا نہا لیکن سکہ اسیکے نام کا تہا اور نقش اس سکہ کا یہ تہا بیگم شاہ
جہانگیر بادشاہ صدر زور بنام نور جہان بیگم زد و مشہور ہوا کہ نور جہان بیگم بادشاہ

ممتاز زمانی اور اکثر اوصاف میں بے نظیر تھا اور بہت سی نعتوں پر زیادہ رکھتی تھی طبیعت اسکی موزون تھی بعضے بعضے اشعار اسکے ایسے زبان زد دوستداروں کے ہیں اور واضح ہو کہ درمیان جہانگیر اور شاہ عباس فرمانروائے ایران کے موافق تھی خط ایلچی تحفہ ہدیہ بھیجنا وہاں کا یہاں آنا جانا رہتا تھا دسویں سال جلوس کے شاہزادہ شاہجہان کے حرم سرا میں لطیفہ پیدا ہوا ممتاز محل بنت آصف خاں کہ سلطان دارا شکوہ اور کیارھویں سال سلطان شجاع اور نیرھویں سال مطابق ۱۰۲۶ھ سنہ ہجری شب یکشنبہ پندرھویں ذیقعدہ کو محمد اورنگزیب تولد پائے آفتاب عالمتاب مادہ تاریخ اورنگزیب کا ہے اور از روئے حساب ابجد ہم زیادہ ہے واضح ہو کہ جہانگیر نے اکبرآباد سے لاہور تک کوس بہ کوس ایک منارہ دو کوس پر ایک باولی بنوائی ہے جہانگیر وقت شہزادگی شاہجہان نزدیک ساہوپلی کے پہنچا نام سے ایک سرائے آباد کیا نام اسکا نتیجہ پور رکھا تھا بعد جلوس کے اسکو رکنہ علیہ کے نام سے مشہور کیا جہانگیر نامہ میں مرقوم ہے اور دو جگہ شیخوپور کی بہت تعریف کی ہے اسی مثل کو نسبت کرکے شاہنامہ میں شیخ حسنی کہ بزرگ سے انکی دعا کے سبب اولاد سلطان ہوئی تھی اور شیخ حسن کا مقبرہ اسی جگہ ہے اس سبب سے شیخوپور کہلایا معلوم آدرد قدیم الایام سے شمالی طرف لاہور کے واقع ہے کئی ایک فرمانروایان دہلی سے زمانہ تک باوصف تغیر شہرہای متواترہ کہ مفتوح ہوئے تباہ نہ ہوا دفعتین جہانگیر کے عہد محکم جلوس مطابق سنہ ۱۰۳۱ھ اکثر حصہ کے روز دوشنبہ فتح ہوا بعد ملاحظہ کے بانک ارزانی شہر کو ضبط میں لاکر حکم کیا کہ یہاں ایک مسجد عالی بنایا جاوے اور واضح ہو شہزادہ خرم ملقب بہ شاہجہان ہمیشہ مورد عنایات بادشاہ کا تھا اور نور جہان بیگم بھی بیٹا

خاطر بادشاہ کے اور رضامندی آصف خان اپنے بھائی کی کہ شاہجہان دارا وسکا نہایت مقتدر کرتی تھی لیکن
جب بیٹی نورجہان بیگم کی جو صلبی بیٹی آصف خان کی تھی جسکا
جہانگیر بسر دانیال سے ہوا نورجہان بیگم کہ تمام مہمات سلطنت کے قبضہ اختیار میں آگئے تھے ہر امر میں طرفداری
چاہیے اور مادی کی کرتی تھی رفتہ رفتہ درمیان بادشاہ اور شہزادے کے نفاق پیدا ہوا یہانتک کہ آخر کار معاملہ منجر
جدال و قتال کے ہوا نسو رفع فساد نے صورت پکڑی تھی کہ تیسرے سال جلوس کے وقت جب کہ شہزادہ
شدت سے بیماری حیض کے چاٹ کے وقت شہزادوں آبان کی بیدہ ہوں تاریخ کے مطابق اٹھائیس ذیقعدہ
سنہ ۱۰۳۷ھ سنتیس ہجری کہ اسوقت عمر اس جہان پناہ کی نوون کم ساٹھ برس کی تھی بطاعون
آشنا ہے کالبد عنصری کے بدر آسمان نورجہان بیگم کرتی تھی اور مانند طاؤس
خاک پر لوٹتی تھی اور بے اختیار کہتی تھی اعظم و ریغاز میں دل از دست دادی و ریغا و ریغا ز میگفت
و ریغا نخواہم بے جاش زندگی بلک خاک و دلش پاید کی کرد نہال مرد بر کشت بداد حق حق و داد
مرگ بداد بقانون و فانیکوفتا کہ من ہم مکتبی ادنا نیز ہم کرد بکیہ نشست
جہاز اپے مال او نہ غیم چہ آسایش در آن گذرہ نا کہ کل جنت بند و فارا نہ بادہ تا رنگ
اسکا کاشفی سے یہ بیا و و جہانیکی و فاش جنت کشتی ز حد گفتہ جہانگیر از جہان رفت نا انصاف
جہانگیر از جہان عزم سفر کرد بلف بیدفا جنت مکانی سلطنت بایس بر سر آمد دین
محمد شاہ جہاں بادشاہ کامران بر سلطنت نشست از دین جہان بادشاہ جنت مکانی
در خواب کی عہد دین جلال الدین بر تخت نشست

امیر تیمور کو رمکان کا نہایت ہوا۔ احتیاط خاطر بادشاہ کا ہوا اور اسی سال نجابتخان نے قندہار کو فتح کیا اور اسی
سال نوروز کو کہ وہ دن بادشاہوں کے جشن کا ہے تخت مرصع پر جو نیا تیار ہوا تھا جلوس فرمایا اور واضح ہو کہ
مدت تیار ہونے تخت کی سات برس ہوئے اور مہینوں کا سلسلہ تین کم کا تھا اور عرض لڑائی کرکے اور لفافہ پانچ گز کا
تھا قیمت اسکی کروڑ روپیہ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیچ تختوں کے ایک لعل نصب تھا کہ قیمت اسکی لاکھ روپیہ تھی
تاریخ اسکی بنائی گئی ہے چنار بخش مرصع پرداز دل شکفت اور بخت بادشاہ عادل نویں سال جلوس والا میں
یکایک درد پیدا ہوا بعضوں کو گرائی ہے اور بعضوں کو حسن تدبیر سے مسخر کیا اور ستارہ سے
مع سنکر اور جتنے داخل ممالک محروسہ کے ہوئے اور میدان جہان بنے قلعہ سولا پور کا
مفتوح کیا اور اسی سال ملک کوکنہ میں سکہ اور خطبہ جہان کے نام کا ہوا اور قلعہ ادیسہ
خانہ دوراں کی سعی سے فتح ہوا اور سوین سال جالیس ہزار روپیہ لاگ کر اجمیر میں بیچے روضہ کے ایک سنگ
تیار ہوئی کہ تاریخ اسکی ہے مصرعہ قبلہ اہل زمان قبر مسجد شاہ جہان : اور اسی سال
کتخدائی شاہزادہ اورنگ زیب کی جیسے شاہزادہ نوازخان صفوی کے کہ متعلق
شاہ اسمعیل فرمان ایران سے تھا چھبیسوین تاریخ ذیحجہ کی سلخ اردیبہشت الہی میں ہوئی اور تاریخ
اسکا ہے مصرعہ دو کو ہر یک عقد دوران گشودہ : اور اسی سے لطف خان کی چند قلعے
نبت یکلخت بنے اور جشنی یک بطریق سفارت سے ایران کو روانہ ہوا ایک شمشیر مرصع
اور ایک سنگام مرصع پچاس ہزار روپے کا بطریق تحفہ کے لیکر گیا اور اسی سال شاہزادہ مراد بخش
یمین الدولہ آصف خان اور جمیع امرا حضور کو ہمراہ لیکر ضیافت کہنا شاہ نوازخان کے گھر گئے

سلاطین ہند کے
سیاہ تخت

نوین دو کروڑ روپیہ لاگ کا تخت
سونے کا مرصع جواہر
ایک فرد بیش قیمت
ایک فرد بیش قیمت
شمشیر مرصع
ایک فرد بیش قیمت
ایک فرد بیش قیمت
ایک فرد بیش قیمت

اور مہمانی قبول کی پس آخر شب خود بادشاہ نے بھی قدم رنجہ فرما کر انہیں خوشی کیا یہ دونوں سال قندہار کو اول
اکبر شاہ نے اسکو فتح کیا تھا اور بعد جاتا رہا تھا اور حصار رہند اور قلعہ بست کو ایسے اور پندرہ قلعے
اسیطرح کے یا مردی سے فیلخ خان بہادر اور سعید خان صوبہ دار کابل کے مسخر ہوئے اور علی مردان جان سپہ کنج علیخان
جو حاکم قلعہ قندہار طرف شاہ عباس والی ایران کے تھا زمرہ میں بعجز التجا ہونیکے منسلک ہوکر تھا بھیجنے تحفہ ہائے
اور ارسال علم اور نقارہ کے سفراری پائی اور ان فتوحات میں بانیسویں جلوس کی ہات آئین اور تمام ممالک
چھاچوریہی قبضہ ہوا اور اسی سال تبت بھی ہی ہے ظفر خان حرکی داخل عمالک ہندوستان کا ہوا اور بادگار یک
کہ ایکے موقوع سے قندہار کے ولایت چلا تھا آیا اور روز دوم قعدہ یوم العود کو بادگار ایک سو بیس نذر و تعارف
پیش اور کوشش سے شاہزادہ اورنگ زیب کی ولایت بلخ کی حصول اس ولایت کے تمنا
رایات عالیہ اکبر آباد سے طرف لاہور کے متوجہ ہوکر بارہویں سال دارالسلطنت لاہور میں بادشاہ
رونق افزا ہے صفدر خان کہ سفیر ایران کا ہو کر گیا تھا حاضر خدمت ہوا اور بادگار یک سفیر
ایرانکا کہ رخصت پائی تھی واسطے سرانجام سفر کے وہاں متوقف تھا بھیجا اور ملازمت کی دولت حاصل
ہزار روپے اور اسکو وہاں رخصت ہوا اور مصحوب یک دستار شاہی کے ایک صراحی ایک کمالہ ایک
رکابی مرصع کا بھیجا سیسال روپے کی قیمت کی بھیجی گئی اور آپ لاہور سے کابل کی طرف متوجہ ہوئے
شاہزادہ اورنگ زیب کو طرف دولت آباد کے رخصت فرمایا اور نویں تاریخ بیسویں کی دولتخانہ
کشمیر کا قدوم میمنت لزوم سے سرفراز ہوا اور ایلچی
سیکیا تھا صحبت ارسلان آقا بیگ آیا اور دستار اور خلعت فاخرہ کا اور ایک گھوڑا اسپ نام صبح زان

مرصع اور ایک عبا بھی مرحمت ہوئی دوسرے فیصر کمبرف سے تحفہ ملاحظہ میں لایا چودھویں سال ارسلان آقا کو تین ہزار
روپے ایک مہر سو تولہ کا اور ایک روپے سو تولہ کا عنایت ہوئے پندرھویں سال یمین الدولہ آصف جاہ سپہ سالار کی مرض
استسقا سے آصف کا ہوا اور قلعہ جو متعلق شاہ جہاں سے تھا فتح ہو کر حسب الالتماس شاہ ہوا اور اسی سال
شادی شاہزادہ مراد بخش کی دختر سے شاہ نواز خاں صفوی کے مقرر ہوئی اور بیاہ کا سامان بدستور انجام
اسکے عنایت ہوا اور اسی سال جمرا تقال شاہ صفی شاہ ایران کی بھی آئی بیسویں سال صوبہ داری پنجاب کی
فتح خاں بہادر کو ہوئی اور نیک نسب کو بتایا ہوا بادشاہ نے نام اسکا مجمع معظم رکھا اٹھارھویں سال
طالب کلیم نے قصیدہ تہنیت میں کہ بعد فتح بادشاہ نے سنا صلہ اور انعام دو ہزار اشرفی کا
سرفراز ہوا انیسویں سال سید امیر الامرا علی مردانخاں کا قلعہ کہیر مفتوح ہوا اور جان نثار خاں کو داروغگی
توپخانہ صفی کی اور بخشی گری عبوس شاہ عباس ثانی کی مع نقارہ نشان کی قیمت اسکی ساڑھے تین لاکھ روپیہ
تھی روانہ کیا اور روانہ کیا سفیر ولایت پنج اور بدخشان اور سمرقند کے کہ وہ دار الملک امیر تیمور کے کہ کان تھا رہا
افواج ممالک سنان طرف مل کے چلے بیسویں سال فتحنامے پنج اور بدخشان اور سمرقند کے سلطان بیک طرفداری ایران
کی بھیجا کیا اور سفیر انہی دنوں میں تیمور آباد سے شاہزادہ اورنگ زیب اور اذبکیوں سے لڑائی ہوئی
اس لڑائی میں سعید خان بہادر ظفر جنگ امیر الامرا علی مردانخاں بہت خوب لڑا کہ قابل آفرین اور
تحسین خاص و عام کے ہوا اور جنگ کے بعد بہت سا سامان اذبکیوں کا قبضہ افواج شاہزادہ کے آیا
پیش شاہزادہ سے خوب داد پائی اور اطمینان اخلاص و انقیاد کے نذر محمد خان کو کہ وہ حاکم وہانکا
تھا پیغام بھیجا طرف پنج کہ سفیر خان سے صرف کرے کہ معاودت کی اکیسویں سال عمارات قلعہ

ت بجہان آباد کے اتمام پر پہنچیں ابتدا اس فصل کی سنہ ۱۰۴۸ دس سی اڑتالیس ہجری سے ہوئی تھی سنہ ۱۰۵۸

اتہادن ہیں انجام پایا اتھہ لاکھ روپیہ اسکی تیاری ہیں خرچ ہوا بادشاہ پچیسویں ربیع الاول سال مذکور کی

سے کنارہ دریا کہ شاہ محل کی طرف ہے داخل ہو کر ایوان دولتخانہ ہیں بار عام دیکر اورنگ مصنع پر جلوس فرما ہوئے ہیں

کہ اسی دن بارہ لاکھ روپے نذر کے جمع ہوئے یہ بھی کاشفی نے تاریخ اتمام عمارات کی یہ کہی ہے مصنع شاہجہانی

از شاہجہانا باد پیوند سال شیخ عبدالمجید لاہوری ملقب بہ مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کا سوانح دیبالہ انجام کو پہنچا کر

ہزار روپے انعام پائے اور جناب خلد آشیانی حضرت عرش آرامگاہ کے حالات کا مختصر مضامین تکملہ مستی

علی مردانخان امیر الامرا کو حکم ہوا کہ لاکھ روپے کی ہنڈی کر دیوے اور عوض انکے ہیرے جواہر دیکر روانہ

قندہار پر جاکر کارپردازان کمپ اور بہت تکلیفیں اٹھائیں جب قریب سات مہینے کے عاصم ہا

تو بادشاہ نے جلد دہلی اس خدمت پر شاہزادہ کو پندرہ ہزاری منصب اور بارہ ہزار سوار دو اسپہ

سہ اسپہ سرفراز فرمایا اور جمعیت صدر کے شاہزادہ موصوف کے موافق مرتبہ سے زیادہ

کیا اور رستم خان کو اصل اضافہ سے منصب پنجہزاری پانچ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور جعفر

فرزندی فیروز جنگ اور قلیچ خان بہادر کو صد اصل و اضافہ سے منصب پانچ ہزاری کامل اور

سوار دو اسپہ سہ اسپہ ہوئے اور نیابت صوبہ کابل کی جگہ ہندی چغتائی سال جلوس بادشاہ کی

مستقل تنخواہ ذکر کی ہی از قلعہ مستقر سکہ اورنگ بیستم ماہ رمضان کو سیخ ماہ تیر

روبرو غلام اسکندر بہادر آخر سال سیزدہم جلوس کی جنگ ہوئی بادشاہ کو

مرقعہ

سفیر قیصر روم کے بیچے جشن میں وزن قمری کے اس سال کہ ہر برس میں سنین عمر کے دو بار تولتے تھے
سو زر و اجناس سے مطابق حساب شمسی کے معمول تھا شاہزادہ دارا شکوہ کو بخشا خلعت خاصہ
اسادری طلسمی زرنگار کے کہ کلون پر اسکے قرص مرصع الماس کے بنے ہوئے تھے اور دورہ اور کرن اور
آسمین اور دامان پر موتی بیش قیمت ٹکے ہوئے کہ قیمت اسکی دو لاکھ روپیہ تھی اور سرپیچ
قطعہ لعل اور دو آویزہ کہ قیمت میں ایک ایک ستر ہزار روپیہ تھا اور زین لاکھ روپیہ کا اور خطاب
شاہ بلند اقبال سے سرفراز فرمایا اور طلا کی کرسی جو منتخب سلطنت کے کہی جاتی تھی حکم بیٹھنے کا دیا اور
امرا دول کو ارشاد ہوا کہ نذر دیکر مبارکباد کہیں تین سال شاہزادہ اورنگ زیب بنام قلعہ
کولکنڈہ کا ہو کر سعید آباد کہ وہ چندرا بابا سے آباد کرتے تھے اور جسکو محمد قلی قطب شاہ نے
کو اپنے توقف کا حکم کیا کہ جانب قندھار روانہ ہو پانچ ہزار سوار بارہ ہزار پیادہ جانب
آیندہ اور اسکی مدد پر مستعد ہوئے کہ کنور مہاراجہ جیسنگھ قطب شاہ کی بیچ آیا اور
دیکھکر سخن انتساب بیچ صبیہ کا سلطان محمد سے درمیان لانا التماس اسکا قبول ہوا اور اسی سال از دواج دونو کا ہوا اور جملہ
الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ کہ از انجملہ ایک الماس تہا وزن میں نو ماشہ کا کہ اسکے دو سو لاکھ
روپے تھے میں قیمت میں دو لاکھ روپیہ کے تخمینہ فیل زرہ پوش ساز طلا اور سو اسپ نژاد
سانبہ طویلہ عنایت کئے کذرانیدہ اور جشن میں وزن شمسی کے اس سال دارا شکوہ نے پیشکش لاکھ
پچاس ہزار روپیہ کا اسمیں کذرانا از انجملہ ایک لاکھ تہا زر ثمن ہزار روپیہ کا پیش کیا اور سکہ
اسکا مسکوک شد کہ مرصع الماس اور یاقوت زرد و سبز تہا اور قصبہ جامی شاہجہان

سنہ ۱۰۶۷ ہجری میں نذان بدن سے خلاصی پائی مادہ تاریخ اسکا یہ ہے شاہ جہان وفات کرے
الفضا رضی اللہ اور بلقب سعید و قت فردوس مکانی امام سلطنت اسکی تعداد سے سنین مذکورہ کے ظاہر ہے یعنی
تین برس چار مہینے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ شاہجہان بادشاہ ہندوستان ملک اور قالیم میں بھی اپنی دانست
میں قبل اسکے نہ مانند اسکے ہوا ہے اور اسطرح حکمرانی سلطنت کا کسو کو نہیں ملا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ بادشاہ
بار کے بلکہ غزنویوں کے زمانہ سے تا مادہ واسطے اسکے جمع ہو رہا تھا لیکن آخر عمر بسبب مغلوبی اور بیمار کے اسکا عکس ہوا کہ
بہت تکلیفیں اٹھائی یہ بھی ایک قدرت خدا کی ہے اور مقام عبرت کا وہ جو جہانبانی سو کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے
نفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید مجرد عالمگیر بادشاہ کامیاب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر
عالمگیر بادشاہ غازی یعنی جب بالیدہ شدت از کوفت اور بیماری اور بے اختیاری شاہجہانی کی اخبار
دارا شکوہ کی امور سلطنت اور جہانبانی میں اور حال دوسری سپاہ کا سنا ہے وقتیں بنا اپنا حوالی باد کیا
میں مصلحت کا نکر فوراً در پی اسکے سرانجام کا ہوا یعنی او ۔ ل سلطان محمد پسر بزرگ کو آگے بہم
متفقا کے پرہانپور کو روانہ کیا اور مقارب اسکے اسپاہ جرار غیرت شعار جقدر کہ چاہیے فراہم کیا کہ
سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار کیا محمد اعظم شاہ کو ہمراہ بھیجا جو بیٹے تھے شہنشاہ عظم
ملاقات باپ کے خطا اور ننگ آبا ہے کہ آبا کیا ہوا اور مرکز دولت اسکا تہا روانہ ہوا اور مراد بخش جو بیٹے
بہائی کو نامہ و پیغام بھیجے مطلبی کہ یکجا رفیق اور شریک اپنا کیا پس جمع قت پہنچے بکنار ستانی کے
موضع دھرمپور پر پہنچے وہاں مراد بخش نے کہا لازم مواقفت کا ہو کہ بگرات جا بیٹھا اور بست ملاقات
حاصل کیا اور راجہ جیونت اور بہتیرے رجال اور سپاہ جرار دیا شاہی کو امین امین اتفاق حکم دارا شکوہ کے

سکونت رکھتے تھے خبر عبور لشکر اورنگ زیب عالم گیر کی زیبا سے اور ملحق ہونا مراد بخش کا لشکر ایسی کے
طرف لشکر عالم گیر بادشاہ ہوئے اور مفصل اوپر ہا ہو چکے آکر ایک کوس کے فاصلہ سے جمنا پار اتر کے
عالم گیر بس عاقل دانا تھا دیکھتے ہی تمام جمعیت کے دل مقام کیا کہ ارادہ سیر اجنگ کا نہیں ہے بلکہ صرف
واسطے عبادت باپ کے جاتا ہوں اگر توفیق رفیق ہو تو تم کو چاہیے کہ آکر میری ملاقات حاصل کرو یا آہستہ
دو نہیں تو سوائے انفعال کے کچھ حاصل نہ ہوگا یہ سنکر وہ کہ موقف بردار اسکو کی مغرور تھا اور بے تمیز اس قدر
پی بہرہ کیے یہ بات کہ خیال کرنے کے آمادہ پیکار کا ہوا عالم گیر یہ دیکھ کے مطلع ہوئے کہ حکم اپنی فوج کو صف آرا ہونے
دیا غرض ماہ ربیع الثانی ۱۰۶۸ھ کے ایک ساعت دن چڑھے لڑائی ہونے لگی اور دونوں طرف کے بہادر مردی اور مردانگی
کی دھوم مچا دی اسلحہ دونوں جانب سے چلنے لگے اور ہر ایک کو شش نمایاں کرنے لگے اور جب صدمہ کرتے وہ بھی سہ سکتے
تھے آخر شب بہت مارا مارا کی جنگ طرفین سے چھ ہزار کشتوں کی پہنچی سلطان محمد معہ عالم گیر
کے تھی روز جمعیت کو شکست فاش ہوئی اور وہ سپاہ عالم گیر نے سپاہ کو اپنی تعاقب سے منع کیا اور موقع پاکر
غنیم کے خیمہ مختصر جو ہمراہ تھا بپا کیا کہ نظر کی ہمراہ اور کی اور شکر کے افسر جیسے کہ بالا کے حکم شاہ زادہ کا دیا
پہنچے اس مقام وہاں پہنچے اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی چار پانی اور بہت سی چیزیں ہاتھی سلطان
محمد کو اور فیچہ زری پانچ ہزار روپیہ اور اور اجمعہ کو ساتھ کے جو صلہ سرفرازی حاصل کیے بعد یہ دن
کے اجین سے کوچ کر کے اکتیس روز میں انہا پور جہاں کے سرحد کو الہ آباد کو پہنچے وہاں دارا شکوہ
نے واسطے منع عبور کے اورنگ زیب کے آب نربدا پر کنارہ پر مقام کر ضبط
کیے سو چال باز دکھا تھا اور بندوبست قرار واقعی کیا تھا اور نگ زیب نے بعد اللہ توکل اس کے

جب تحقیق کہ رکاب کی واردات عبور لشکر کا کیا بعد پوچھنے اور دریا کے زمینداروں سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ کنارہ
بہت میں سے یہاں سے واقع ہے قابل عبور کے وہ جگہ ہی اتفاقاً دارا شکوہ نے عافیت سے اسکو چھوڑ دیا تھا بجز دسنے
اس خبر کے کمال خاطر اسنجال پر وہاں پہنچکر غرہ ماہ مذکور کو مردم کر نصرت یار یکے فوج مانند موج دریا بہتے
تمام آب دیکھ کر اسطرف سنبل کے نزول کیا اور دارا شکوہ بھی پچھیون شعبان کو اکبر آباد سے نکلکر معہ سپہ
اپنے چھوٹے بیٹے کے دھولپور پر آپہنچا اور کنارہ میں جا کہ چاہیے مضبوط کر کے اقامت کی تھی اور منتظر سلیمان
شکوہ بڑے بیٹے کا تھا جو قبل فیروز عبور کر اندر ریت کی سینے موضع مذکور کے متوجہ مقابلہ کا ہوا اور راجپوت کنارہ
آب جمنا کے زمین دا سیطے جنگ کے ہموار کر کے ترتیب دینے میں فوج کے مشغول ہوا شاہجہان بادشاہ غازی رحم
حال پر دارا شکوہ کے ہر چند کہ مکرر فرامین عطوفت عنوان مشتمل جنگ اور آپس میں صلح بھیجے لیکن فائدہ
نہوا پہر جہان پناہ باوجود ضعف و ناتوانی دا سیطے الطاف اس تازہ فساد کے وہاں کہ پنچ خانہ خیمہ ہمایون
باہر نکالین اور درمیان دو لشکر کے سراپردہ شاہی بلند کرین تا ہم بذات خود وہان آ کے سبب جدال و قتال
دارا شکوہ بند انواع حیل سے اس امر کو جہاں تک ہو تاخیر مین ڈالکر مرتکب جنگ کا ہوا اور راہ نزدیک جنگ آنے
دارا شکوہ کی دھولپور سے دا سیطے جنگ کے سنکر مین کوچ پیاپے کر کے ڈیڑھ کوس لشکر سے دارا شکوہ
یکے تو قف کیا مدن دارا شکوہ قرب فتین سے مطلع ہو کر فوج کو اپنی ترتیب دی اور ارادہ سے جنگ کے سوار
ہو کر شہر ارا کو یکے طرف بٹھا تے مین اسکو دلین ہو کچھ شدنی باجہان دہین کہ ہار ہا اور خوف
مخالف سے سبب ناتجربہ کاری کے وہ تمام دن دھوپ مین کنارہ دریا صبح ہو کہ وہ موسم گرما کا تھا
لوگون کو دارا شکوہ کے بہت ایذا ہوی بلکہ بہت تشنگی آب اور شدت عطش سے

غوفق آب عدم کے ہوئے جب شام ہوئی وہاں سے پھر کہ منزل گاہ پر آیا اعتبار طبع اور دانا دلوں نے اس حرکت
کو اسکی فنا فی بخت کی جانکر تکون فرار اور ادبار کا لیا اور زینب نے اقتضائے دانش اور ہشیاری سے
کہ اس دن پانچ کوس کی راہ عرصہ کم آبی میں طے ہوئی تھی حرکت کرنا مناسب نجانکر توقف اپنی جگہ پر کیا
رجب اور شعبان جنبش نہوئی اسدن جنگ موقوف رہی دوسرے دن ساتویں رمضان کی تھی دونوں طرف
سے لشکر آراستہ ہوکر ہر ایک موافق حکم ریفار جرنفار التمش وغیرہ پانچ کٹکے ہوکے القصہ فریقین کی
لڑائی شروع ہوئی ایسا لکھا ہے کہ اول بان طرف سے اراشکوہ کے چلا بعد لشکر سے عالم گیر کے آتش افروزی
ہوئی پھر نوبت خنجر و شمشیر کی پہنچی اور خوب جنگ ہوئی بہادروں نے داد مردی اور مردانگی کی ذی بہت
سے کام آئے اور بہت سے زخمی ہوئے حتی کہ خود مراد بخش نے زخم کاری تہایئے چوٹ لشکر داراشکوہ کے کمال
تہور سے بیش کبھی شخص سمین سے زیب اور زینب کے آنکر نزدیک کیے اور راجہ روپ سنگھ نام ایک راٹھور نے
عجب جرأت کی کہ نزدیک اور زینب کے ہاتی سے آیا اور وہاں پیادہ ہوکر ریسمان بندھے ہودج کے
قطع کیے اور زینب نے دلاوری کو اسکی دیکھکر بہت پسند کیا اور چاہا کہ یہ زندہ
ہات آوے تا داخل گروہ مخلصان ہووے لیکن ایسے بہادر کہیں گرفتار ہوتے ہیں آخر کار
مارا گیا شکر نے بھی بڑی جان فشانی کی کہ فتح نصیب اور زینب کے تہی آخر قرار فرار
پر تہہرا اور اراشکوہ مع فرزند اور بعضی ملازموں کے افغان خزان سے سہسرام اور جہان شاہ کے
وقت اکبرآباد میں پہنچکر اپنے مکان میں اترا اور افراط شرمساری سے باپ سے بھی
نہ ملا پھر آخر شب کچھ سامان اور مصمم آلات لیکر بارہ ہزار سوار سے ہمراہ

تالیف قلوب ملازمان بادشاہی کی کہ سبب متفرق انہا کا واضح ہو کہ منظور عالمگیر کرنا تھا کہ وسیلے رفع
تشنیع کے ملازمت پاکر کہ بزبان خلص خلایق کی باعث ہے اور رفع کدورت خاطر سے ایکے کہ بکمال سلطنت کا
عہدہ مین ہے لیکن شاہجہان کا مایل اور راضی بجنگ اللہ کی طرف دار شکوہ کا کہ تنہا اور اپنی ہی
بجز مالیا اپنی بہت لکھی تہین توجہ خاطر بادشاہ کی خلاف مقصد و عالمگیر کی موافق ہوئی اگرچہ غلبہ
اور استیلا اسکا دیکھکر ظاہر مین مدارا فرماتے تہے لیکن بلے اختیار جانکہ بیزاری ظاہر کی اور بعض
ملاقات فرمایا پس خود بخود مجبور ہوئے اور بادشاہت معطل رہی اسوقت عالمگیر کی ملاقات پاکی مخالفت منتفی
و مراد کا جانی اور بخاطر نشان دار شکوہ کا دہلی سے بیچنے مصلحت سمجھکر ارادہ شاہجہان بادشاہ کا فرمایا بعض امرا کہ
بسبب ضروری جو جو کہ چیزین کہ لشکر مخالف کی مناسب کرنہ تہا ابرہ کہ بکنار آب جمنا اور آگرہ سے بہ مرام
تہا ہوا اور سلام کو حضور آتا یعنی شاہزادہ کی مقرر پائی اور رفاقت خان میر سامان کو واسطے سرانجام فرمایا کہ
اور بندوبست بہ مجموعی کا فرمایا اور فدوی الفقرا کو کہ بسبب قدیمی کہ آباؤ اجداد ہمارے بادشاہ کی نمک خوار اور
مقرر پائی اور تقرب خان کو واسطے علاج باب کے حکم فرمایا اور تین ہزار اشرفی از خاصہ اور جمدہر مرصع
مع علاقہ مروارید کہ زیب انعام دیکر دوسری رمضان کو کوچ کیا چونکہ کوچ شاہی منزل
ہوئی خبر فرار داراشکوہ کی شاہجہان بادشاہ سے طرف لشکر مخالف کے پہنچی اس باعث سے مراد بخش کہ
تقدیم حضور سے تہا ایسے فوزندی شاہجہان کی اور ابدی پسر عالمگیر کی نام ملعون
سے خیال سر مین رکہتا تہا کہ سر برآرائی ہندوستان کی پہنچے ہوئی تہا صاف سے تخت اورنگ
اور تمام لوازم سلطنت سے اپنے پاس رکہتا تہا اور عالمگیر مصلحت وقت جانکر یہ ارادہ کذار نا تہا

یہانتک کہ بعد چند گاہ کے دیکھا کہ امور سلطنت اور فرمانروائی عالمگیر سے رجوع ہوکر عرق حمد و ثنا ہے
جہندہ کی بیدلی اغوا سے خوشامد گویوں کے حرکات و بیغام پے در پے و نوفی اور سفاہت کے درمیان لائے عالمگیر نے
دیکھکر اسکے قید کرنے کی تدبیر کی چنانچہ چوتھی ماہ شعبان کو موضع متہراباد اول منزل جو واسطے ملاقات برادر بزرگ کے اور
ادای رسم تسلیم کے آیا عالمگیر نے غنیمت جانکر اول حسن تقریب سے دلجوئی کی اور بعد غافل ہونے کے نہایت آسانی سے
پکڑکر دو پہر رات کو عمدہ قدویان دولتخواہ شیخ میر کے سپرد کرکے قلعہ اجمیر کو بھیج دیا اور
آپ وہاں سے کوچ کرکے ایک روز آ ہوا اور ارادہ تقریب جلوس کا فرمایا ارباب تنجیم نے غرہ ذی قعدہ
کا واسطے اس امر کے مقرر کیا آنے تاریخ منتہا یکم باغ اعزاباد میں مقام کیا پس روز مبعہ غرہ ذیقعدہ
سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین بعد انقضا پندرہ گھڑی باہسین پل کے مطابق چھ ساعت نو دقیقے
دس ثانیے بنوعی کے محمد اورنگزیب عالمگیر نے تائید رب قدیر کے سریر فرمانروائی اور تخت شاہی پر جلوس
اجلال فرماکر رفعت افزا اورنگ اور سرفرازی پیرا اکلیل و سہیم کا ہوا آیہ کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعو
الرسول و اولی الامر منکم سید عبدالرشید نتوی نے مادہ تاریخ مین بہم بھیجا ہی لیکن لوازم جشن کے
و احتیاط نسق مخالف و انتظام سلطنت کے جلوس ثانی پر موقوف رہے اور سکہ اور خطبہ
اور تعین لقب جو الہ آباد میں کیا دو سیزدہ دن حسب الحکم وہان سے پیش خیمہ طرف پنجاب کے نکلا
پچیسوین ذیقعدہ کو رایات عالم گیر ظل ورود اپنا کنار ستلج پر ڈالے اور راجہ جسونت کہ قبل اسکے
نزدیک پہنچے شکست پاکر بھاگا تھا اور دریان میں پہنچا تھا التماس اپنا بھیجکے عفو تقصیر ہوئی تھی اس
منزل پر حاضر ہوکر خلعت کرانش پایا اور تحائف خاصہ اور ایک نیچر فیل مزین ساتھ

شکر مین عالم گیر کے طرف سے بد ذاتی ہر چند جسوت سنگھ کے باوجود عفو تقصیر اور قسم سرداری بھائی
قسم پدر یعنی ہمراہی اپنے کمال اور سپاہ خاص جات بادشاہی اور سلاح اور یراق سپاہ وغیرہ کا جو آیا لیکے اور
اسمالین جو پانے آیا مارنا شروع کیا لوگ ہراسان ہو کر بہت سے بھاگ گئے بہت لشکر شجاعین جانبازی عجب طرح کا
ہنگامہ ہوا کہ معاذ اللہ صبح کو عالم گیر باوجود کم ہونیکے مردم سپاہ کے دسویں حصے کے فوج شجاعت سے دل قوی رکھکر
متوجہ جہان رزم کا ہوا کہ یمین کو راجہ امین کو راجہ نوبہار زین الدین کے ہاتی پر بھیجا ایک ہاتی فیلبان کا ایک ہاتی
خواصی والیکا آر الیکبا اور جیت نوبت نیزہ و سنان کی پہنچی عالم متوحل ہاتی بہت سے لوگ اور ہین ہاتی مست لیکر
درازت سے شجاع کے جرنغار پر عالم گیر کے حملہ کیا ایک تیر نزل ہوا تب ہاتی کہ پاؤن ثبات اور استقلال کا سہلے اور
اور اُن ہین کوہ پیکر عزت منظر سے ایک ہاتی ایک فیل سواری عالم گیر کے ماند ہاتیہ یکہ خود سنبھالے تھے
ہواشہنشاہ حملہ سے آپکے اپنی جاسے ہلا اور فولادیون کو جو ہاتیون پر سوار تھے حکم کیا کہ فیلبان کے
تفنگ سے مار لو ایک نے انہین سے چالاکی کر کے بندوق چلائی کہ بندوق چلانی مساعد نہ ہے قبال یکے کوئی نشانہ پر آئی اور
فیلبان کو لاور فیلبان بادشاہ کا جہت اسپر ہر کہ مطیع نہ ہا کیا ایک خلق عظیم تھی کہ جو ایک طرف
کی دوسری طرف پہنچ نہین سکتی تھی اور غلبہ فوج کو شجاع کی تھا اور عالمگیر فقط ہمت اور استقلال سے پنج قدم
دشمن کے ساعی اول کر خان جہانی اور عبد الرحمن اور سپہ زلفقار خان نے موافق زبانیون کے دو دو سے نمایان
ہوئے عالمگیر نے انکو ارمان سے فیلبان کر کے ملک سونپنے وعدہ کیا کہ ایک فقط قرار دیون کے جب
قرار شجاع کی پیچھائی پیش نظار کی پانچ دن کے نواح شہین آئے فتح عجب نمایان واحاطہ عالم گیر
کیے ہوئی اور عالمگیر بعد مدد سپاہ کے مائل اندیشہ کہ شجاع فرصت اجتماع آپنے

محمد سلطان کو واسطے تعاقب شجاع کے کیا تھا وہاں سے اتفاق ہوا کہ شجاع نے نامہ اور پیغام اپنی
لڑکی کے بیاہ کی قبول کرنیکا صرف اشتیاق کا درمیان لایا اور بکوشش طرف اپنے مایل کیا اور دوسرے سال شاہزادہ موصوف
بسبب کینہ بعضے اصول کی طرف سے معظم خان سپہ سالار کے کہ عالم گیر نے سرداری عسکر کی اسکو دیکر ہمراہ کیا تھا
اندیشہ فاسد اور خیالات باطلہ کو دلمیں جاگہ دیکر نامہ اور پیغام بھیجے وعدے پر عقد ازدواج اپنے ساتھ بھیجنا شجاع کے
ستائیسون رمضان کو معہ امیر قلی اردغہ توشخانہ اور قاسم علی میر توزک کے کل امرایان لشکر بادشاہی سے جدا ہوکے اختیار
کی اور رفیق دشمن شجاع کا ہوا شجاع اس امر کو نعمت غیر مترقب جانکر بہت خوش ہوا اور موافق شرط مذکور لصمدر کے
دختر کو اپنی بیچ ہزار روپیہ کے دیا اور دلیر ہوکے عزم پیکار سے مقابل فوج شاہی کا ہوا بعضون مورخین عالم گیر کے دفع
سے اس سانحہ کے کمال فتور و اختلال پہنچا لیکن معظم خان کہ از بسکہ دلیر اور مرد آزمودہ آنہا خوف و ہراس کو
بالکل دلمیں جاگیر بدستور سابق سرکرم خدمتگاری پسندیدہ رہا اور کمی از کمان اطراف میں کہ بسرداری محمل اور
جمعدار گیر کے شجاع سے کین خیانت الہی سے باوجود وقوف شاہزادہ کے غلبہ فوج شاہی کی ہی رکاب شاہزادہ
سے پیچھے رہ گئے ہوکر حیلہ سے بیماری زوجہ کی صحت سے شجاع کی کنارہ کرکے لشکر سے آملے
اور وقت صبح آکر ملے معظم خان خانخانکا ہوا معزالیہ نے حسب الحکم بادشاہ کے شاہزادہ کو ہمراہ
مذابیخان کے روانہ حضور کیا جونپور سے روانہ شاہجہان آباد کے پہنچا بموجب حکم کے اللہ یار خان بخشی
دروغہ کو زیر اوران نے راہ دریا سے قلعہ سلیم گڈھ میں بھیج دیا اور حراست اسکی معتمد خانکو مفوض ہوئی
چونکہ نقش مراد شجاع کا درست نہ بیٹھا پس وہ خراب اور خستہ حال ہوکر بسا نہ کمال
پہ اخذ ہری سے چالیس آدمیون سے روانہ طرف بنگ کے ہوا اور قریب اس حال کے

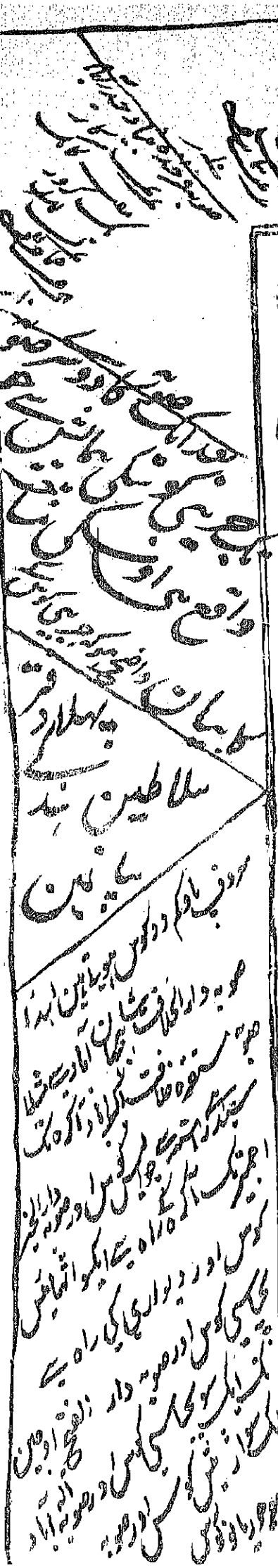

سلیمان شکوہ دوسرا بیٹا دارا شکوہ کا بھی بڑا بیٹا تھا اور ہندوستان میں بہت مشہور ہے کہ نہایت حسین تھا
ہی جلد ہو سکتا ہے جو دارا شکوہ کے پکڑے جانے کے بعد بنگالہ کو گیا تھا اور وہاں شاہ شجاع کا داماد ہو کر
کیا رہا یہ شاہجہان آباد کو بھیجا بادشاہ نے جب اسنی حکم تادیانوں کے بھیجا کیا اور فرمایا کہ سلیمان شکوہ
و سلطان محمد اورنگ زیب کو ایسے قلعہ میں جہاں سے نکلنا محال ہو اور مراد بخش اورا سکا بیٹا سپہر شکوہ
ہی جا بند رکھو اور معتمد خان جو اسکو اسیطرح قلعہ اور وہاں کے قیدیوں کی خدمت فرمایا کرے میں سلطان محمد بعد کئی برس
سے وہیں قید میں آخر کیا رہا ہی تیسرے سال جلوس کے بوادق بنگالہ الحی شاہ عباس ثانی فرمانروائے ایران کا الچی
نامہ اور سوغات طرف سے بادشاہ ایران کے گذرا کہ قیمت تمام اشیا کی چار لاکھ بائیس ہزار روپیہ کی تھی
اور سب میں بیدانہ مروارید غلطاں کا تھا کہ وزن میں سینتیس قیراط کا تھا ہندوستان کے ہیرون کی قیمت
اسکی چالیس ہزار روپیہ تھی جو تیسرے سال سنہ ۱۰۷۱ خان خانان معظم کی کوچ بہار فتح ہوا اور
ملک آسام بھی تسخیر میں آیا اس مہم میں خانخاناں سے بہت جوانمردی ظہور میں آئی سارے میں بس
زمیندار نے اطاعت بادشاہ کی قبول کی اور مسلمان ہوا اور قلعہ جانا باد بھی فتح ہوا اور اسلام آباد
اسکا نام رکھا گیا اور شاہجہان بادشاہ کا بھی انتقال ہوا اور بعد فتح و فیروزی کے مراد بخش بھی
موافق حیلہ شرعی کے قصاص میں ایک شخص کے کہ اسکو وقت خروج کے گجرات سے اسنے مارا تھا
جب بنا اسکے وعدی خون پدر اپنے کا کرا قبل ہر کیفیت سنجات حاصل کی اور سنہ ۱۰۷۱ جنت سکنہ
بھی کہ واسطے بیان کے کہ وفات دارا شکوہ پر عنقریب اسکی ہوئی تھی کابل میں ہوا ذکر کرنا
احوال اسکی اولاد کا موجب طول کلام کا ہے لیکن اتنا کہنے میں آتا ہے کہ فرزند متبنی اسکے جو

سلاطین تیموریہ کے

ابو الحسن عمدۂ رایسم خان اودھر سے خدمتمن بہادر شاہ کی آکر سورعایت پاکر ابو الحسن سے بچہ دیئے
رات کے وقت مع بعضے ہاتھی محل خانہ دیوں جواہر سے لیکر قلعہ کو لکنڈہ میں آیے کہ پیچھے یا مردان شہر سپاہ اور رعیت بھی
ناچار اور حیران ہوکے یا الہی کیا کیا بلا ہے علاوہ اسکے وقت بہادر شاہ معہ فوج کے اندر آنیکے حیدر آباد میں
ایک قیامت برپا ہوی پھر شہر کے ہر محلہ میں غارتگری اختیار کرکے قلعہ سے لیکر شہر تک ایک دم میں کایا پلٹ
ہی خلقت تباہ ناموس شرفا کی بے حد مصیبت مضطر ادھر کے ادھر پھرنے لیے اور کاروبار سلطنت
ہوگیے کہ بیان اسکا نفرت و تحریر سے خارج ہی القصہ جب تک یہی ہنگامہ رہا پانچ چھے کروڑ روپے سے بھی زیادہ اسباب
غارتگروں کو ملا آخر الامر بوالحسن نے زدیک بہادر شاہ کے لوگوں کو بھیجکر بیچ میں ظاہر کیا بہادر شاہ نے منجم
کو بلوایا کہ دیکھے تاکید شدید کرکے اس کو اس فتنہ کی تہلایا اور ابو الحسن کو خلق اللہ کے حال پر رحم کرکے
کہا کہ ایک کروڑ روپے سوائے دو لاکھ روپے سالانہ دینا اور بیدل اور بیفیل اور بیمنصب رہنا ما دنا وزیر کا اور بنگالہ دینا
اگر نہ دیا یکمشت ما دنا کے کہ جو کچھ سرمایہ خدا نے سکندر جاہ کے بیٹوں اور پوتوں کو دیا تھا سب چھین لیا
البتہ میں شفیع ہوتا ہوں تمہارا ہوگا اور اغلب کہ بہادر شاہ ملیکن ابو الحسن نے بیچ میں ان دونوں
بہنوں کے تامل کیا لیکن بیچارے سردار دن نے تمام خرابیاں انہی دو نوں کے باعث سمجھ کر بہادر شاہ کو ملا دیا
صاحبہ زن سلطان ابو الحسن سے کہ سلطان سے بہت زیادہ تباہ ہوچکی تھی اور بہادر شاہ کے اطلاع ابو الحسن
یکمشت کے نزدیک ابو الحسن کے بھیجے دیے بہادر شاہ خاطر جمع ہوکر دونوں بہنوں اور زنانہ اقربا صاحبہ کا لوا
بعد اطاعت اوسکے کل امور میں نزدیک عالمگیر کے روانہ کیا بادشاہ نے اگرچہ ظاہر میں کچھ نہ کہا
لیکن مخفی بہادر شاہ اور خانجہان بہادر کو مطعون اور مغضوب کیا اور دیر تک بہت زیادہ

بلکہ خان جہان کو بلا لیا اور قبل فتح ہونے جزار ادہ منصب کے واسطے تبخر حیدر ابا میکہ سعادت خان شہزادہ
زر پیشکش کو لکھا کہ شاہ اسکو یہ ہی کہ جونکہ میر آوے جلد وہاں سے بھیج دے کہ سرانجام کا زار ہم کرے جب
مختار الدولہ خان مذکور اس امر کے تقاضا سے کیا سلطان نے بسبب الفعل ہا فتح ہونے زر نقد کے خلعت اعلیٰ
جواہر مع اور اقسام دلا تعین قیمت اور تحریر چیزیکے بطریق امانت بارہ پارچہ میں بیشکر اسپر
مہر انہی کر کے بھیجدیا اور پیغام کیا کہ تم دو تین دن اسکو نگہ رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں زر نقد بھیجکر
مستر د کیا جاویگا اور اسکے دو سو عدد چیدہ پیشکشیان سے کی واسطے عالمگیر کے بہمین بہادر خان کے ہمراہ
اس نے بھیجوں کے جواب بھیجا۔ ظرف بے رد تہ حضور کیا بعد دو تین دن کے جب سلطان ابو الحسن خانکی جواہر انہا
طلب کیا سعادت خان نے صاف جواب دیا کہ میں نے نظر اور پرداز دی اپنی امانت مذکورہ میں سے کیا ابو الحسن
بے حد تقاضا نمایا کیا سعادت خان نے کہا جواہر تو اب نہیں ہے سکتا عوض میں سکے دوسرے جواہر بھیجدیں گے
طول ہو یی ایکدو روز بڑی نوبت آخر سعادت خان نے کہا کہ حق ہمارا تمہارے ذمہ ہے لیکن میں بے حکم
آقا کے یہ کام کیا ہی اگر میں اس قضیہ میں مارا گیا تو عالمگیر کو وسیلہ استمالت نہ ہیں ہوگی اور میں بے
تا بہ بے وفاداری میں تمہاری تصور کرونگا ابو الحسن مضمون جانکر عذر کو سچے سمجھا اور مہمات سے درگذرا کر
بلا کر تعریف کی اور خلعت اور جیغہ مرصع عنایت فرمایا غرض عالمگیر نے زیارت سے حضور فتح بنہ تو انگیزہ دا دن سر کیا شرف
ہو کر حکم بستادہ کرنے بیش خانہ کا کلبہ کیے طرف حیدر ابا کے فرمایا ابو الحسن نے بجز بخشی سے خانی
صفو جو ایم کی لکھی لیکن بالعکس اسکے جو در جاہ رہو ابو الحسن مایوس ہو کر تنگ ہمارہ کیا اور
جب وہ منزل بہ قلعہ سو کنڈہ پہنچے وہاں نواب قطب خان بہادر جو بعد فتح بیجاپور کے مامور بتسخیر قلعہ

روانہ ہوئے اور تاناشاہ کو قلعہ قندھار میں چھوڑ گئے کہ جب تک کمک نہ آئے قلعہ کی حفاظت کرے۔ اور خود ہمایوں بادشاہ کی ملاقات کو چلے۔ جب یہ خبر ہمایوں بادشاہ کو پہنچی تو اس نے بیرم خاں کو بہت سے سوار دے کر بھیجا کہ جا کر ان کو لے آئے۔ بیرم خاں نے جا کر ان کو لے آیا۔ اور ہمایوں بادشاہ سے ملایا۔ ہمایوں بادشاہ نے ان کی بہت عزت کی۔ اور ان کو اپنے پاس رکھا۔ اور ان کی بہت خاطر کی۔ اور ان کو اپنے ساتھ لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ خبر شیر خاں کے بیٹے سلیم شاہ کو پہنچی تو اس نے بھی اپنے بیٹے عادل خاں کو بہت سے لشکر دے کر ہمایوں بادشاہ کے مقابلہ کو بھیجا۔ عادل خاں نے ہمایوں بادشاہ کے لشکر کو شکست دی۔ اور ہمایوں بادشاہ کو بھگا دیا۔ ہمایوں بادشاہ نے بھاگ کر ایک گاؤں میں پناہ لی۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر ایک قلعہ میں جا کر رہا۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر ایک اور

انیس ہجری میں وقت نصف النہار طالع اسد میں جلوس فرمایا اور اعظم شاہ برادر وسطی کو اپنے لکھا کہ اگر تم موافق ارادہ
باپ کے سلطنت دکن پر کہ وسیع ہے اکتفا کرکے سلطنت ہند کی مجھ پر موقوف رکھو تو البتہ بمقتضاء الصلح
خیر ہے ورنہ میں محمد اعظم شاہ کہ ہمراہ لشکر باپ کے فوج دکن میں تھا بعد رحلت کے روز شنبہ دسویں ماہ مذکور
کہ روز عید الضحی کا ہے بلدہ احمد نگر میں تخت سلطنت مورونی پر جلوس کرکے امرا اور ارکین دولت کو استمالت پیدا کیا تھا اور
خود اس اور آباد موجود پر متوقف رہا بہادر شاہ کو کسی بات میں برابر اپنے نہ جانا کچھ ہمیں سے سلسلہ مشہور
کہ دیا تھا اور اقلیمی نکتہ کہ بہ کرنا کیا اور بادشاہ منازل کرتے جب اکبرآباد تک پہونچا محمد اعظم شاہ
بعد چند روز یکے تک قدیم اور جدید دکن سے کوچ کیا اور بطریق ایلغار کے کہار ہوئیں ربیع الاول سنہ
سی انیس جلوس کو آپہنچا اور بنگاہ دھان چھوڑ کر اسکے روانہ ہوا تھا اظہار ہوئیں ماہ مذکور
جانبین تلاقی لشکرین کی ہوئی اور آپس میں لڑائی ہونے لگی کہ ایک بہت بڑا لشکر محمد اعظم شاہ کا
بجانب ارادہ بہادر شاہ اور زوال عمر دولت اعظم شاہ کا تھا ہمراہی سے مقابل ہوئے
یکے چلی شدت سے ہوا مقابل اور کثرت کردوغبار سے عرصہ کارزار بہادر شاہ پر فوج اعظم شاہ کی تیرہ اور تار ہوا
ہمراہی انہوں حال مدبران فوج بہادر شاہ کا تباہ کیا تھا کہ آپنے پیش شاہزادہ بیدار بخت اعظم شاہ کا جو بادلی
مین تھا مار اکیا اور متعاقب اسکے ہمراہی اسکا شہزادہ والاجاہ بھی داعی اجل کا ہوا اعظم شاہ نے
جب یہ سنی کہ سر دکھنی اور کیا کہ آب تیغ اور زندگی دونو ہی کسکام کی یہ ارشاد کیا اور عماری کو
سواری خاصہ کی کہ نیک و بد اسکو کہتے تیر قوی دل اور مطمئن خاطر ہو کر تیر ہے ہاتھ سے مارتا ہوا آپکے
بڑھا یا اور شاہزادہ عالی تبار پر چھپٹا غرض کہ وہ ساتھ اپنے کے عماری کو زین سے مارتا ہوا

پسر کے سایہ کے نیچے لیا و بامردم نے لشکر بہادر شاہ کے جو دیکھا کہ دو بیٹے اسکے مارے گئے اور بسبب بیٹھنے اس رنج
عظیم کے اعظم شاہ بیہوش ہوگیا اور زیادہ تر دلبرداشتہ ہوکر حملہ آور ہوئے آخر روز کہ ایک حصہ دن باقی تھا تمام رفقا
اسکے مارے گئے اور خود اعظم شاہ بھی زخم کاری کھا کر گھوڑے کے پشت سے گرا اسپر رستم دلخان نام رہتک ستمگر
پائی پر چڑھ کر سر اعظم شاہ کا کاٹ لیا اور عالی تبار کو زندہ گرفتار کرکے صبح سر مذکور کو بہادر شاہ کے لایا کہتے
ہیں کہ بہادر شاہ سر بہائی کا دیکھ رویا اور بہت تاسف کیا اور عالی تبار پر رحم کرکے کمال شفقت اور مہربانی
کی حتی کہ تا دم زیست اسکو اپنے فرزندوں کی عزت اور حرام سے مطلق العنان کیا دوسرے دن ماں فتح کے سوائے
اعظم شاہ کی دائے کے نوکروں کے جو کہ اعیان مملکت اور ارکان دولت تھے بانفاق جملہ الملک خانخانان کے خاندان
ہوئے اور مذہبین بہتیرے کی کہ زلفقار خان اور بیتا اسکا ذوالفقار خان دونوں بھائی کو دوستی سے باندھ
کیا لاگے بہادر شاہ ازروی مہربانی کے انہیں بلایا اور خود اپنی جگہ سے حرکت کرکے پہلے ہاتھ سے ہاتھ ذوالفقار خان
کے کھولے اور دست معانقہ سے سرفراز کیا اور معزالدین بڑے بیٹے کو فرمایا کہ وہ ہاتھ ذوالفقار خان بہادر
کے کھولے پھر چند روز کے عرصہ میں محمد سمیع بخش جیتا فرزند عالمگیر کا سخت سوداوی کا ہوا بہادر شاہ کہا کرتے
تھے سلیم النفس کم آزار تھا یہ خبر سنکر بہتیرے واعظ اور ناصح سے پیش آئے لیکن فایدہ نہ ہوا آخر بہادر شاہ بیتوں
اور دو لختوں کے کہنے سے دولت آباد کے قاصد دکن کا ہوا اور روز شنبہ بیست و نہم ماہ مذکور کو کہ یہ
جہین ہر بلدہ حیدرآباد دکھے پی پی کے چشمہ پر آئی ہوی محمد کامبخش کہ حیرت ہوکر کہتا تھا
ذات سے غرور لڑکا آخر کو سبب کاری زخمون کے جیتا ہوش ہوگیا اور رفقا ہوا خواہ کامبخش کے تمام
آخر ہوئے بعد فتح راہ فرار کی اختیار کی پیش بہادر شاہ کے آخر ہجوم کرکے کامبخش کے

ہاتی کو کہیرلایے اسوقت ایک رستی جان اسکی باقی تہی بہادر شاہ نے دیکھکر کہا کہ مین نہین جیتا تہا
کہ تجھے اسوضع پر دیکھون کامبخش نے بھی جوابمین یہی کلمہ کہا اور جان اپنی جان آفرین کو سونپا بہادر شاہ نے
اسکے فرزندون کو بھی بندعائی تہا پسر اعظم شاہ کیے پا قید و بند معزز و ارجمند رکہا پس بہادر شاہ
مستقل تمام ممالک محروسہ ہندوستان کا ہوا اور گیارہ دن کم پانچ برس بلا شرکت غیرے سلطنت کی بعد
عرصہ مذکور کے سہل عارضہ سے انیسوین محرم کو یک بیک روانہ ملک بقا کا ہوا ایام عمر اسکے بہتر برس اور
اور لقب بعد وفات منزل محمد معزالدین کامبخش معزالدین محمد جہاندار شاہ بعد انتقال بہادر
شاہ کے متفکر اور متردد اپنی جا پر ساکن اور منتظر اس امر کا تہا کہ کیسے پردہ غیب سے کیا منصہ ظہور پر جلوہ کرے ہو
جہت عظیم الشان برادر دوم نے اسکے کہ وہ کارفرمائی شاہی پر تسلط اور اقتدار ایام حیات سے پاے
رکہتا تہا قابض اور متصرف تمام اسباب پر ہو کر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور حکم بجا لیے شادیانہ بجا
اور مخلصان حاضر نے موافق ضابطہ کے نذرین گذرانین لیکن خود انتظار خانہ کہ عظیم الشان سے ناراض تہا رجوع
کرکے بعد تجہیز و تکفین بہادر شاہ کے نزدیک معزالدین کے اکثر مع اپنی فوج اور اسباب اور خزانہ وغیرہ
جسقدر کہ تہا تیک ہوا اور صادق کی رفیع القدر اور رفیع الشان شاہ کو کہ یہی دو نو فرزند بہادر شاہ کے
مین بالفعل جسقدر ہو سکے متمال کرکے موافق انباکنا بہت شاہی بعد استقلال کے عظیم الشان
پر بیہا ہوگا عمل مین آوے گا معزالدین نے اس امر کو نہایت غنیمت جانکر کہ مہلت کی یا نہ ہی اور دو نو
برادران مذکور بہی دسالت سے سپہ سالار موصوف کے تقسیم دولت و سلطنت علی السویہ پر راضی کرکے
متفق انباکیا پس عرصہ قلیل مین لشکر جرار بہم پہنچا کر سپہ سالار مذکور اور دو نو برادرون کے

ذوالفقار خان کے کہ فوج شاہجہان کی اکثر حصہ سپہ اور کمیل فوج تھی جاتی تھی آدھی شاہجہان تک پہنچ گئی تھی
انجام کو پہنچا مادرت مذکور فتح نصیب معزالدین کے ہوئی اسوقت معزالدین نے فتح کی بشارت دینے میں اور رسائل
اعمال کیا اور لکھ بھیجا کہ معشوقہ اسکی تھی صحبت عیش اور عشرت کی گرم رکھی اور کہا کہ ہمیں انجام
پایا اتنے میں رفیع القدر نے خواجہ سرا کو اپنے واسطے مبارکباد کے بھیجا وہاں بادشاہ نے خواجہ سرا
سے خواجہ سرا بادشاہی نے تعریف کی اور کلام کیا جو رنگ دیا تھا کہا
جو کہ جہاں بادشاہی سے ناامید ہوکر رفیع القدر کہا کہ میں نقارہ
ہمراہ لیکر آہستہ ذوالفقار خان اس لشکر سے واقف ہوکر بادشاہ کو جس جگہ میں آشفتہ اور
پھر سوار کر واپس لایا اور آپ مقابل رفیع القدر کے کھڑا ہوا رفیع القدر اس بات
ساتھ کمال لاپروائی کے اس جم غفیر پر اکیلا اور دلاوری کی دی حتی کہ رفیع القدر
بدفاک جان ستان کے ہوا اسدم آپ اکیلا بہت سے دلیرانہ باتیں پر سے کہ دکھیے تھا
اور آخر کار شہامت ناکردہ کر کمال کو ارادہ کیا کہ نوشہ جان کیا اور معزالدین نصیب
ایک روز سے ساتھ تیار و فروش کیا ہوا ہے کہ کہ دونوں طرف سے ہوئیں قبل نصف النہار
کہ داخل قلعہ دارالخلافہ شاہجہان آباد کا ہوا اور اس پر بڑے عظیم الشان سے ایک ہوا
اس مقام پر نقل ہوا کہ جب شاہزادہ اورنگ زیب نے بادشاہ اور کل بخشی کہ فضل علی
مشورہ دیا کہ داراشکوہ پر چڑھائی کرنا چاہیے پس معزالدین جہانداربادشاہ مستقل

وزیر اعظم سوا اسکے اور اور مراتبات عالیہ سے ممتاز ہوکے واضح ہو کہ معز الدین بعد حکمرانی چند روز کے
اسیر ہوکر حسب الحکم فرخ سیر عظیم الشان کے کہ ذکر اسکا زمین آتا ہے دین دنیا کے محمد ذوالفقار خان دیر
بہادر کے ہاتھ سے مارا گیا اور محمد فرخ سیر کا بیان محمد فرخ سیر عظیم الشان بعد سنہ جزر غرق ہونے کشتی عمر
کے بدیں کیفیت کے وقت سے وہ سکھ اکبر کے عرف راجہ مل کا تھا حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد کہ شجاعت اور
جوانمردی سے موصوف اور بخابت شرافت ایمان سلم الثبوت اور سند تھا صحیح النسب تھا رجوع کیا اور اس سے موافق
اپنے مدعا کے استعانت چاہی یہ صیف نے اول سلطنت سے معز الدین کی اندیشہ مند ہو کر انکا کیا لیکن جب کہ اس کی
کی حد سے زیادہ ہوئی غایت کار عبد اللہ خان بڑے بھائی کو بھیجے کہ وہ ناظم صوبہ الہ آباد کا ہمارا ارادہ ہے اپنے الحاق کیا اپنے
اس امر کو ناصواب جانکر بطور پند و نصایح کے منع کیا لیکن نہ مانا حسین علیخان کا اس سے بیزار آچکا تھا اور سلطنت
فرخ سیر کی بعد بہت نامہ اور پیغام مشورت آمیز کے منتظر تھا یہ بھائی کو خفیہ یہ کہلا بھیجا کہ تا بیچ مخالفین فرخ
کو تخت سلطنت پر جلوس دیا اور مہاجنوں سے وعدہ وفا کیے جسقدر کہ زر ہا نہ آیا بہت کر کے سامان کا
بہانہ کا جو طرف دار انکی تھا بھیجا اور کہا کہ رایہ تمہارا قبول ہو تو حسین علیخان کے آلہ آباد کو بھیجکر قبضہ کیا اور
سے کہ تو بیچ جلد آ یا اور کچھ دیر سیطے بادشاہ اور جھوٹے پادریوں کہ رکھا اور تو بیچ قلعہ الہ آباد کی جسقدر
ضرور جانا بیچ کار خانجات کے معز الدین اس امر سے آگاہ ہو کر راجی محمد خان کو ساتھ تعزیری عبد اللہ خان کے
صوبہ دار آلہ آباد کا بیچ عبد الغفار خان کے وزیر کی طرف سے راجی محمد خان کے تا یب ہوکر بارہ ہزار
سوار اور سپاہ پیادہ بیچ قبل پہنچنے حسین علیخان اور فرخ سیر کے الہ آباد کو بھیجا عبد اللہ خان اپنے تک

حسین علیخان کے حرکات قلعہ کی مناسب جانکر آپ تو باہر نکلا لیکن سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان اور
سیف الدین علیخان برادر دکو اپنے معہ ابوالحسن خان بخشی کے قریب تین ہزار سوار اور سفید ریدل ساتھ کرکے مقابلہ کو
روانہ کیا قضا کار زار آکے قضرت الہی سے ایک معرکہ آستد ایسی ہی کہ چشم مخالفوں کی خیرہ ہوگئی اور کوئی تعرف
در نہیب نہیں پہچانتا تھا اس سنگامہ میں دروازہ کشتہ ہوئے عبدالغفار خان کا مشہور ہوا اور برادروں سے
عبداللہ خان کے سر نجم الدین علیخان بہادر کا عبداللہ خان بعد اطلاع کے شادیانہ فتح کے بجوائے اور من بعد
مشغول غارت برادر کا ہوا اس عرصہ میں جب نہضت فوج سپر کی عظیم آبادی سے آئی معزالدین نے اعزالدین کو ساتھ
ہزار سوار کے واسطے تادیب عبداللہ خان اور تسخیر الہ آباد کے روانہ کیا اور چین قلیچ بہادر کو ستعال آباد کے
تاہمراہ دے کے بجوایا اعزالدین الہ آباد سے نکل کر کچھوے تک پہنچا تھا کہ ضرور اہم ہوئے فوج سیف علیخان کے ساتھ
عبداللہ خان کے سنی وہ ماجرا کارزار دلی سے طرح اقامت کی اسپر ڈالکر حکم واپسی کا دیدیئے کہ خود اور بانبہ
سورچال اور آسنہ کرنے نکر کیا اور عبداللہ خان نے فوج سپر کے پہنچے تاب دیوار موضع کی اور سورچال تکیہ
آخر روز تین پہر رات کو لہ اندزی کی شہزادہ اور مدارالمہام اسکا برآسان ہوکر بالاتفاق استیمان اور جواہر
جو ہوسکا لیکر تاریکی شب سے فائدہ کے جمع تمام آدمی یہ خبر سنکر غرق دریا کے حیرت اور ملال
سے ہوئے اور عظما اور معتبرین دولت نے اپنے تئیں منجدار بلا آداری کا کیا عسکریان فوج سپر کے
یہ بات سنکر دوڑے اور تمام مال و اسباب باقیماندوں کا خاطر خواہ اپنی تاراج میں لایا
جو شخص کہ قادر اور قوت ایک روزہ کے تہا وجیرہ اندوزہوا اور حسین قلیچ خان بہادر کے واسطے
کمال کے متقارب روانہ ہوئے بیچ الہ آباد میں اگر مستہزر کو اس فضیحتی سے پایا پس

بہادر سوصوف ہاں متوقف کر کے منتظر فرمان معزالدین کے رہے اور معزالدین نے بسنکر ماہ میں ۱۱ ویں
تنبہ مع ذوالفقار خان بارہویں ذیقعدہ کو ۱۱۲۱ھ کیارہ بجے دن کے پہنچ کر اراده رفعت فرخ سیر کے شاہجہان
لباس سے نکلا اور ستعد سواری ہاتھی سوار اور پیادہ ہتھیار سے سنوارہ اکبر آباد کا ہوا اور وہ جب قصبہ سوکندہ پر
پہنچا اعلام اور خیام سادات اور فرخ سیر کے نمودار ہوئے تفصیل سید عبدالله کنار دریا پر اترے اور
کو مقابلہ لشکر میں کا ہوا حسین علیخان بیس ہزار سوار اور اٹھارہ توپوں کی عرصہ مقاتلہ میں آئے تھے
آئین بہادر خان بخشی ہائی رسالہ کو کر تردد کرتے تھے ظہور میں لائے اور توپ کی لڑائی تمام ہوئی
چند سرکردہ لشکر اور عبدالصمد خان بہادر ظفر جنگ اور کثرت فوج مخالف کے تردد تنہا کیا جاتا اور
کہ انجام اسکا کیا ہوگا کہ دفعتہً بعد قلیل رفیقان جان نثاری رہے تقویت کے قریب
مکان مرتفع پر پہنچا حسین معزالدین لشکر غنیم کو مغلوب جانکر حکم بجا لانے نقارہ کیا پس عبدالصمد خان بہادر
فرصت پائی بیست مجروح ہوئے ہاتھوں پر زخمانی سوار ہوئے دو تین مرتبہ ان کے اس حرکت سے بیخطر آنجناب
ظاہر ہوا معزالدین چاہا کہ اپنے تئیں وہیں فرخ سیر کو پہنچا دے لیکن ہاتھی اسکے بیٹھی کی اور اضطراب
سے فیلبان کے نکل گیا رفقا عبدالله خان کے قدم جرات کا قائم کر کے بیشتر زنانی ہاتھی بیٹھے
کو کلتاشان جال دیکھکر چاہا کہ آپ تا معزالدین پہنچے خانزمان اور حسینعلی خان نے
فلک سے پھاڑ کر دو ٹکڑے اور کام سوکلتاشان کا تمام کیا اور جو چند دونوں ہاتھی سے بیچ رہے
دار و حسینعلی خان بھی ہاتھی سے پس نہ پہنچے کہ زخمانی ہوئے اور فوج معزالدین آخر زنانی ہاتھی
لشکر کی پیشتر سے تھا اکبر آباد کا یا ذوالفقار خان باوجود ہر چار طرف سے ہجوم اعادی کے بہر رہا تھا

میدانین استقبال کی فوج شیرزنین فتح کی لیکر پیشوا سبب مستقبل ذوالفقار خان کا ہوا اور پیغام کہلوایا
کہ مدعی سلطنت بنے تو کریں کی اگر تم کو بھی دعوی اس امر کا ہی تو وہ بات جدی ہی اور اگر اعتماد نسل عالمگیر کی
منظور ہی تو معزالدین نہوا ہم ہوئے ذوالفقار خان نے یہ بات سنکر نا چار اور طرف سے معزالدین اور اعزالدین
کیے مایوس ہوکر تنہا کمال استقلال کے میدان میں آیا تہا اور دوسرے دارالخلافت کی راہ لی اور معزالدین اپنے کنبہ
میں مقام کیے واڑہی منڈایئت اپنی بدل لیکر کوسا تہیلے روانہ آباد کا ہوا بعد فتح جب حسین علیخان
کو لاشوں میں سے مجروح کے اتہالائے عبداللہ خان بہادر کو زندہ اور فوج سیر کو مظفر اور منصور پاکر
تسکین خاطر الٰہی میں بہت سے کیے پس و پیش جنگ کے فوج سیر کو اپنے پہنچکر پہنچ رایہ ہوا اور حکم بارعام
کا دیا اول چین قلیچ خان بہادر اور عبدالصمد خان اور محمد امین خان اور سردار توران وغیرہ سے عبداللہ
خان کی حاضر ہوئے اور کورنش نہیت سلطنت کی بجالاکر عفو جرایم سے سرفراز کیے اور عبداللہ خان کو
مخاطب بہ خطاب قطب الملکی کیے کر منصب سفت ہزاری سفت ہزار سوار مقرر کیا اور مرتبہ وزارت کا عطا فرما
اور حسین علیخان بہادر کو بھی خطاب امام الملک اور منصب سفت ہزاری اور سفت ہزار سوار اور رتبہ عالی امیر
الامرائی بخشی الممالک کا ملا محمد امین خان بخشی دوم قرار پائے اور منصب ہزاری اور ہزار سوار اور خطاب
اعتمادالدولہ ہوا اور چین قلیچ خان بہادر کو وہ پنجہزاری تیسے سفت ہزاری ہیگئے اور خطاب نظام الملک آصف
جاہ ہوا اور صوبہ داری دکن کی ساتھ تغیری داؤد خان کے کہ نایب ذوالفقار خان کا تہا بلی علی مذا اور صمصام
اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر پل پارہ سے پہنچکر ملازمت فوج سیر کی مستصوب ہے میر صبہ کے عبداللہ
نام اور خانخانان خطاب کا تہا اور مزاج میں فوج سیکر در آیا تہا حاصل کی اول

ذوالفقارخان کو حکم قتل کا ہوا اور اسیدن کہ سولہوین محرم کی تھی معزالدین کچھ یہی کہ وہ قلعہ مین جہانخان
بہادر کے مستعد تیار کر اسکا نیزہ پھیرتا یا اور لشکر اسکی بیخبری مین فرخ سیر کے تاپی پر ڈال کر اور لشکر
ذوالفقارخان کیا آسی دم سے بالکل ہوے اور جہانخان نام شہر کی گلیون مین پھر کر بعد
یہ دونون لشکر دروازہ مین شہر پناہ کے لڑتے رہے اور جہانخان کو بالکل سوار مع زنانہ فقط جسکے کپڑے
سے جو لی مین خانجہان بہادر کی پیدکیا اور تمام مال و اسباب انکا ضبط لشکریون ہوا اور راجہ جیسنگھ کہ دیوان
ذوالفقارخان کا تھا اسکی جیسا کہ کئی مشہور ہے کہ ذوالفقارخان امیرالامرا بعد شکست معزالدین کے اب بالکل
فرخ سیر تھا بلکہ ارادہ اتفاق سے معزالدین بادشاہ سے ایک بار دیکھ جنگ کا کہتا تھا یہ سنکے ناچار
اختیار کیا کہتے ہین کہ وہ بدلہا پیچھے میر جعفر دزانی فرخ سیر کے مارا کیا جبکہ بادشاہ سے ملازمت کا ارادہ کیا تھا
ابراہیم خان بہانا کر قتل ذوالفقارخان کی کیا تھا اسکا آخیل بہا یہ موزون کی ہاتف شام غریبان چشم عزیزان تکفت
ابراہیم اسمعیل اقربان نمودہ اور اسد خان پہلے سال جلوس فرخ سیر کے مرہٹون کی عمر ہونے کے بعد فضا
کیا دافیچہ ہو کہ ستیا ناس اور زناق و قتلین فرخ سیر کا بھی نہیں کہ مردم وقت آینے دربار کے بعد
والفعال سے رخصت ہوے تھے اور بعد پہنچنے کے خیمہ و خرگاہ سے مکان مین مذور اور صدقات فقرا اور
مساکین پر تصدق کرتے تھے پہلے سال بعد جلوس کے حسین علیخان کو بھیجا
تھا زاجہ اجیت سنگھ کو ٹھور کے کہ ہمچو تفرقہ سے عالمگیر کے کہ دوازدہ سوار بل تخریب مساجد اور
تعمیر بتخانہ کی جو دہ پورین کی تھی روانہ ہوا بعد مذکور سلطنت سے امیرالامرا کی اہانت کرکے اپنی
اپنی فرخ سیر کو دینی قبول کیا اور از امان پاکر بیلہ و نجوشہ ۱۱۲۷ گیارہ سو ستائیس ہجری

ہیں بنا دی ہوی لکھا ہی کہ ہندو دکن میں ابتدا ر عہد سے راویوں کے اور سلاطین اسلام کے کسی زمانہ میں اس تکلیف سے
کوئی عروس مع داماد نہوا تہا بادشاہ فتح پنجہ بائیسوین ماہ مذکور کو امر الامرا کے گہر جا کر کہ وہ مکان عروس کا مقرر
پایا تہا صیغہ عقد کا پڑہا ہی اور عروس کو کنا د کوس کے علفہ میں دولت سرا کو اپنے لیے آیا پانچوین سال
جلوس کے بندا نام ایک شخص حد آباد دورقوم سے کہوں کے کہ پہنچین رئیس اس قوم کا قرار دیکر اور اس کو
مسلمانوں کے بہت لیاقت تہا حالا ر بادشاہ کے عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ صوبہ دار کشمیر نے قصیدہ کو رد اس
سے مع رقعہ اسکو کہیر کے روانہ حضور کیا بعد حاضر ہونے کے بندہ مع شیر موشہا بیس کے سوار اور اسکے انصار کے
باب میں یہ ارشاد ہوا کہ ہر روز سو نفر اس کی دہ سے روبرو کو توالی چبوترہ پر قتل کو پہنچیں بموجب
اس حکم کے جب تمام وہ جماعت سزا اعمال کو نہ پہنچکر مقتول ہوی آخر پر کو بندہ کے اسی کے
زانو پر تہا پہنچے اسی نابکار کے ذبح کر دیا کہ بعد اسکے اپنے کیے ہوے کا مزہ اسکے
بہی کوشت کیے کڑوے ترش واز لذت واقعی کہ داخل جہنم کیا دفع ہو کہ ہر حصہ جوابدہ جلوس سے بہت بیتا
تہا اور ہر روز دربار عام میں وسیلے عزت افزای اسکے ارشاد ہوا تہا کہ زنانہ اور دستخط میر بخشی
اور دستخط میر ابی سبب عنادی اسکے مزاج بادشاہ کا طرف سے ماد اسکے مدظن تہا اور ہمیشہ وسیلے
ایکے تہمتہا مختلفہ درپیش ہوتے تہے و رجہ بدرجہ پرکینہ زیادہ ہوتا جاتا تہا چنانچہ بارہا دادا و داماں
بنی کا جو صوبہ دار احمد آباد کا تہا تہا سے حسین علیخان کے اسی قبیل سے بعنے جو صوبہ داری کل دکن
کی واسطے امیر الامرا کے مقرر ہوی احکام جہان مطاع صدور پایا کہ نظام الملک بہادر مملکت دکن
بعنے برہانپور سے حضور میں آوین اور داود خان شہر مذکور کو جا کر استقبال امیر الامرا کا کرے ؛

ایکے آنیکے بعد جیاد دکھین جل میں لایے اور پوشیدہ حکم ہوا کہ سامان جنگ کا تیار کرو کہین حسین علیخان ایلچی
ہی سنی بیجا کرنیکے کام اسکا اسطرح پر انجام کو پہنچا دین کہ یہ عقدہ منکشف نہو دیکے تو جلد دہین آپکے
نظامت تمام دکن بکے صوبون کی بیگو غایت ہو کی اقبال سادات کا ہنوز زوال پذیر نہوا تہا اگرچہ خانہ کو یہ
جنگ کرنیمین قصور کیا اور میدان کارزار مین کمال مردانگی سے پیش ایا لیکن معاملہ اسکے بالعکس ہوا اور فتح
نصیب حسین علیخان کے ہوئی اور داود خان افغان مارا گیا جب خبر گشتہ ہونے داود خانکی دربار مین آصفی آثار
ملال سے چہرہ سے بادشاہ کے نمایان ہوے اور طرف عبد اللہ خان کے دیکھکر فرمایا کہ ایسا سردار نامی اور صاحب جرأت
واقعہ ارا گیا ہو عبد اللہ خان نے جواب مین عرض کیا کہ اگر بہای بندہ کا ہتہ سے اس تہان بکے مارا جاتا تو نا بہتر تہا
مرضی حضور سے کے بجا ہو پاس رفتہ رفتہ قلعہ در میان وزیر اور بادشاہ کے بہت طول ہو گیا یہانتک کہ مان فرخ سیر کی ایکبار
قطب الملک سے کہکر اگر باعث صفائیکا ہوئی کہ خود بادشاہ بہی اسطے تصفیہ کے قدم رنجہ فرماے لیکن سلسلہ عزل نصب
اور تغیر و تبدل امورات سلطنت کا موقوف نہوا جو امر کہ بادشاہ کرتے تہے نا منظور وزیر کے ہوتا تہا
جہات کہ وزیر چاہتا تہا نا پسند خاطر بادشاہ کے ہوتی تہی ہر ایک کثرت اعتبار اپنا جانکر صدور سے کی
کرتا تہا اور یہ بہی مشہور ہے کہ ایک نفاق دو طرف ہوتا ہے واسطے مخالفت کے کبہو کبہو نکہدا شت بہی ہوتی
تہی اکثر ہوتا کہ آنا جانا اور بار کا موقوف رہتا تہا بارہا بچہ بازار کے افواہ موحش خلاف بہی شنیدہ
کرتے تہے چند سے صورت معاملہ کی اسطور پر رہی اور بعد مراجعت حسین علیخان کے سفر دکن سے عبد اللہ
خان نے مصلحت اپنا اندر اور باہر قلعہ کے کر ایکدو زمان تہا اور الحاصل برای آنیکے مقدمات مطلوبہ کا
کیا اور فرزندان جو داود خان افغان کو رعایت بدل مینے حسین علیخان کے ہوا تہا دربار مین طلب کیا

فرخ سیر نے چاہا کہ وعدہ کرکے بالفعل اس امر کو ٹال دے لیکن نہو سکا بلکہ کلمات سخت اور درشت درمیان آگئے
اعتقاد خان مصاحبوں سے بادشاہ کیطرف متوجہ تھا اور فریبی کی باتوں سے چاہا کہ صلاح کرے قطب
الملک نے اسکو کالیاں فحش دیکر روبرو سے اٹھوا دیا اور بادشاہ بھی برخاست کرکے محل میں تشریف لیگئے دوسرے روز
تو اسلحہ کرزا اور جقہ پوش ہوکے قطب الملک کے مکان اندر قلعہ کے اور ہوا خواہ بھی اپنے اپنے گھر سے ہتھیار باندھ کر
آئے کہتے ہیں کہ اس شب تمام شہر میں ایک زلزلہ عجیب اور غلغلہ غریب تھا کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ صبح کیا ہوگا
غرض آفتاب نکلا اور روز روشن ہوا قطب الملک اور سہارا جیسے کہ پہلے چاہا کہ فرخ سیر کو خلع سلطنت دیکر
تا انفصال جواب سوال کا کرکے ایک قاعدے سے کو جدا کر بند کریں تا فتنہ برخاست ہو جب بات صورت پذیر نہوئی
اور اس عرصہ میں ماہر خبر لے اصل گشتہ ہوئے قطب الملک کی زبان عوام پر جاری ہوئی
پس شور و شر مردم بازار کا ظاہر ہوا چونکہ پہلے ہاتھ غارتگاروں کا لگیں پردہ راز کیا امرا حال احوال سے
خبردار ہوئے قطب الملک کہہ دیا کہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرو چنانچہ ہر چند کہ نظام الملک بہادر اور صمصام الدولہ کو
مقتضائے دور بینی کے فائدہ نہیں پہنچا لیکن بعضوں سے صمصام الدولہ کہ کوئی کمل بخش شہور ہے
کہکر اپنے خالی دیکھ کر اشارہ راہ مرہٹے جو دکن سے ہمراہ حسین علیخان کے آئے تھے مائل ہوئے اور بنا
مار مار کی پڑی مرہٹے کہ لڑائی سے شہر کے ناواقف بہت تھے قریب ایکہزار کے مارے گئے
تمام سر دار مارے گئے اور مکتر رخمی ہوئے بقیہ السیف بھاگ کر لشکر میں اپنے جا شہر کے اندر
تھا تلمش ہوئے کہتے ہیں کہ بہت بازاریوں اور خوجوں سے اپنکو غارت کروں سکے ہاتھ آیا تھا
جب حیات قطب الملک کی متحقق ہوئی حسب الامر امیر الامرا کے چاندنی چوک میں رقعہ سے

ولادر امیر معز یکہ غلام ساداتخان تھا فرنسیس سیر اور غازی الدینخان کو سالمخاطب عالیجنابی سے مخاطب
ہوکر مقاتلہ شروع کیے اول حملہ مین ضربان فیصل غازی الدینخان کا رد کردا نا ہوا اور ہمراہی کی بہا
کیے اور سادتخان معہ لشکر آپ رضی ہوکر فرار اختیار کیا بازار کریدوار کا کرم تھا کہ حسین علیخان نے عبد اللہ
خان سے کہا باکہ اتنا کام کثیر ہوا ایسی قوت ہی کہ قلعہ عظیم حصون کو سر کرے تو قلب نا تکان سنا ہین جلد متعدہ کر
ایکر دیا جائے فرنسیس سیر ارادہ ہوئے ہین دو تک انتظار کی تھی لاچار ہوکر نجم الدین علیخان ہراول قلب لشکر نے
فدائیونکر آگے قلعہ افغان سے اور حملون کو لیکر ہم سیر ہین دروازہ آیا کنیان جنھاور بگیا اور گرچہ جو کہ دروازہ
پر تین دفعہ کر کے جستجو کیے بعد فرنسیس سیر کو کمال ہیرمتی سے کنان کنان لشنوہ زبان سے باہر لاکر اور پر پہونچا
کیے کہ اندر قلعہ کے وہ سیاہ تنگ و تاریک تھی قبہ کیا اور فوراً رفیع الدرجات ابن رفیع الدرجات کو جلوس کر
آواز نقارہ یانون کی اور صدا لس دامان کی کوش منتظرین بعر کہ رسیدہ ہین پہنچای فرنسیس رخواستہ تھا کہ آرام پاکر
تاریخ اس تخت کی ارباب دانش نے یون کہی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار واضح ہو کہ بدایہ کریمہ ہی اسواسطے کہ اسمین
حرف مذا مکور ہی اور یہان لفظ صفحہ ارباب سیر نے یہ کریمہ کو مادہ تاریخ کا شمار کیا ہی جسمین عدد ہر ایک حرف کا
ہی اور سب کو جمع کیے تو فرنسیس سیر کے انتقال کی بعضے کہتے ہین کہ جدروز یکے بعد اسی جہان فانی سے
سیر ہوکر راہی عالم آخرت کا ہوا اور بعضے یون روایت کرتے ہین کہ تین بار اسکو زہر دیا کیا مگر آخر
تو اثر نکیا جب بیسیر کے دفع نہ اسکا ہوا ایسے تکلیف کے حالت نزع مین کلمات درشت حق مین اسکے
زبان سے نکلے جب بیسیر کے بلکہ ت نہین جا آوری کی بہی سخنان نامناسب زبان پر لاتے تھے امیر الامرا
قطب الملک نے یہ خبر سنا حکم دیا کہ تسمہ کھینچ کر جلد اسکو فارغ کر دیجیان کرے جنانچہ مین کو وقت تسمہ

کیفیے کے ہاتھ پاؤں بھی اس بیمار کے مرض سے خوب نرم ہوے مؤلف عرض حال جہاں فانی کرتے ہے

حسرت فرما کہ کی کہ رفعت سلطنت فرخ سیر کی پچیس برس چار مہینہ سے زیادہ ہے رفیع الدرجات کا بیان

ابو البرکات شمس الدین محمد رفیع الدرجات جو تاجدار رفیع القدر خطاب بادشاہ کا کہ وہ جدید ہے عزاخانہ نشین ہوئے
مجلس کا تہانیہ ہوا دربس کی بعد تین قسمت بجے کی یاد ری کی معبد کرفتار ہوے فرخ سیر کے شہر میں منادی
ہنگامہ شور و شر برپا تھا جلد سادات بارہ کے لیے تیغ بنگا کر بے حجام اور تبدیل لباس اور درست کرنے ریش وغیرہ اپنے
موتیوں کا کلغی دار کر تین تاریخ ربیع الثانی کی روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سی اکتیس ہجری میں سوا پہر دن چڑھے
تخت شاہی پر لا بٹھا یا اور سلامی توپ و نشان بادشاہی بلند ہوئی اور نقارخانہ شادیانوں کی نقارخانہ بادشاہی
اطمینان سے بدل ہوا آپس میں قطب الملک کا مشورہ تھا کہ تہرا اور معتمد قطب الملک کے جا بجا قلعہ میں اور اطراف
دروازوں پر دیوان خاص و عام کے مقرر ہوے اور امرا اور ارکین سلطنت کے موافق منصب اور
کے تغیر و تبدیل ہوا اور اعتقاد خان کو کہ ہم طینت فرخ سیر کا تھا کمال ذلت اور خواری سے قید کر کے تمام
مال اور اسباب اسکا ضبط کیا بعد چند دن کی خاطر جمع ہوئی اور انہیں سلطنت کی حاصل ہوا خزانہ
بادشاہی سے نقد اور جواہر اور اسباب اور کپڑے اور ہاتی جو کچھ مزاج چاہا دیے دوستوں
بھائیوں نے پہچان بانٹ لیا بلکہ قطب الملک نے کہ مزاج اسکا زر کی طرف نہ تھا بیضہ
برستاران حرم سرا بادشاہی کو بھی کہ دیے حسن و جمال میں بے مثال تھیں اپنے بیضہ نصف
میں بالعلم عند اللہ جو کہ شاہزادہ موہوم وقت تسلط کے معمول تھا میں مبتلا کئی دن سے
میں ہفتہ یکم دن اکیسویں رجب کو انتقال کیا مدت سلطنت سہ کی نامعجب

رفیع الدولہ کا بیان

رفیع الدولہ ابن رفیع المقتدر برادر رفیع الدرجات کو بعد انتقال اسکے
بھائیکے عبد الحمد خان اور حسین علی خان نے یہ کیا کہ یہی دونوں مدار المہام سلطنت ہوکے بنیاد بادشاہ کیا اور امورات
مالی اور ملکی میں مصروف ہوئے چنین و چنین کہ رفیع الدولہ کو اسکی بیخبری غفلت میں قید حاصل ہوئی اسنکر خام طمعی سے
یکبیک چھوٹا بیٹا محمد اکبر بن عالمگیر کا کہ قلعہ اکبر آباد میں متعہد تھا اپنی جانب سلطنت پر جلوس کرکے رفیع الدولہ پر
خروج کیا امیر الامرا اور قطب الملک رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر دہان آئے اور ساتویں ربیع رمضان سنہ الہ میں بمقام کرکے
کرکے از سر نو قید کیے پس اس عرصہ قلیل میں مرض آسہال کا عاید حال رفیع الدولہ کا ہوا ہر چند کہ بیمارستان
نے بہم مداوا اسکے کوشش بلیغ کی لیکن اجل مسمی پہنچی تھی فلبذا نواح اللہ مرہا ری یہانتک اشتداد ہوا کہ آثار
رویہ ظاہر ہوئے اسدم قطب الملک اور امیر الامرا جانے سے ایوس ہوکر آخر شوال میں بخم الدولہ پاس آئے
کو اپنے واسطے لائے روشن اختر خلف بخشندہ اختر جہانپر بادشاہ کہ عمر اسکی انتہا بدس کی تھی اور عہد سے
معز الدین کے بمحل والدہ اپنی قلعہ سلیم گڈھ میں اقامت کرتا تھا روانہ کیا وہ صبح کو قبل پہنچے روشن
اختر کے دار الخلافہ اکبر آباد کو بلکہ کہ بخلیتے سے شاہجہانآباد کے رفیع الدولہ نو روز ایام سلطنت اسکے موافق ایام
رفیع الدرجات کے بغلیکر اجل موعود کا ہو پس اسے تک شاہزادہ مذکور کے مزار رفیع الدولہ کا انہ دہی پر
تک مخفی رہا اور جب شاہزادہ مذکور دار السلطنت کو پہنچا خبر یکو متوفی مذکور کے نکالکر جواہر
مدفون کیا جاتا تھا کہ وقت انتقال سے محی الدین محمد اورنگزیب بہادر کے سنہ تک روشن اختر محمد
شاہ ابن بخشندہ اختر بہادر شاہ تک ایام سلطنت جملہ حکام مذکور الصدر کے تیرا دن کم تیرا برس تین

روشن اختر محمد شاہ کا بیان روشن اختر خلف صدق بخشندہ اختر ولد بہادر شاہ

بن عالمگیر پندرہ تاریخ ذیقعدہ کی سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو اکتیس ہجری بیس ہفتہ کے دن صبح کے بعد کذرے چار گھڑی
نجومی کے بچے زمانہ سعود اور طالع مسعود کے سرآمد اور آئندہ کامیابی اور بلقب اپنا ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ کیا پس اپنا
قرار پایا کہ زمانہ ابتدا آیا سال سلطنت کا عزل سے فرخ سیر کے کیے ہوئے بات آئی ہے کہ اسمین سلطنت رفیع الدرجات
اور رفیع الدولہ کی اور خجستہ بنیاد بادشاہی اعتبار کریں اور بہزار اور دلی دریا سے نواب قمرالدین خان
پہنچا کر سید حسین علیخان اور عبداللہ خان کے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا تا صیانت
ماسبق سے ظاہر ہے پس عہدہ داروں اور خواصیوں اور فیلبان اور آدمی خاص طلبا اور سوار کیے اور باورچی اور
رکابدار اور آتش وغیرہ نوکروں سے عبداللہ خان کے ہر کام پر بادشاہ کے مستعد ہوئے اور اتالیقی
بادشاہ کی اور تمام خدمات حضوری اور اختیار دیوان عام خاص کا سید دلاور علی خان کو سپرد
کیا اور خطاب محمد شاہ بادشاہ اور دی ہوشیاری کے کوئی کام بغیر رضامندی اپنے اتالیق کے علیحدہ
اور ہمیشہ بات سے لوگ اور مدار کے آتش سے پیش آوے اپنا کیا تھا اور سعد اللہ خان کو سپرد
ہمیشہ آسپاس رہنے کے رہے کہ دو مہینے دو مہینے کو اپنے گھر جاوے اور کوس دو کوس دامن سے لگا
شکار اور تماشا باغ کا لیجاوے اور ہر ایک بہرا لاکر داخل دولتخانہ کرے اور عمل و عقد جملہ معاملات
اور امور مالی اور ملکی کے اور تنبیہ سے مستحقوں کی اور عزل و نصب سے عمال کے بادشاہ مطلق العنان
رہے اور قطب الملک امیر الامرا مختار رہا جاوے کرنا پس کچھ کم و بیش کے عرصہ میں
چھ مہینہ کے اقبال کا اوج سے طرف حضیض ادبار کے میل کیا درمیان نظام الملک
بہادر اور امیر الامرا اور قطب الملک کے یہ سب نامواقفت آئی انجام ::::

کہ نظام الملک بہادر سبب بنی کے مظفر و منصور اور امیر الامرا اور قطب الملک مغلوب اور مجبور ہوے تفصیل
اس اجمال کی یہ ہی کہ نظام الملک بہادر فتح جنگ حین قلیچ خاں بہادر کو وقتین رفیع الدرجات کے صوبہ داری
مالوی کی غنایت ہوی تہی باوجودیکہ اسوقت نظام الملک بہادر کو نظر کرتے اوضاع اور اطوار زمانہ
سے یہ بات منظور نہی لیکن انکار بہی نہا سکتے تہا اس لیے جو الارشاد بادشاہ کے اس نواح کو کہ خس و خاشاک سے
فتنہ و فساد کے بہری نہی پاک کرکے طرح امانت کی ڈالی تہی اور قبل اسکے وقتین فرخ سیر کے مراجعت حین
علیخان کی جو وقت کے دکن سے ہوی تہی مرحمت خان خلیدار تانڈور کا وسیلے ملاقات کے نہین آیا تہا پہلے
دلمیں اسکے تہا اسوقتین چاہا کہ انتظام اسکا کرین لیکن قطعیں دارندکور کو تغیر اور خواجم قلیچ خان تورانی کو اسکے
کام پر مقرر کرکے روانہ کیا مرحمت خان انقلاب سلطنت اور گردش زمانہ کی دیکہکر سوچے مین قلعہ کے در بند کی خواجم
قلیچ خان نے واسیطے اطلاع کے عرضین کتابت اسکی بانش کے لکہکر روانہ کیا امیر الامرا اس عرضی کو دیکہتے ہی کہل گیا
مرحمت خان کے چشم نمایی گئے اور نظام الملک بہادر کو یہ لکہا کہ سرکار سے قلعہ تانڈور کا خواجم قلیچ خان کو عنایت ہوا اور مرحمت
خان کو خانی کرنیمین اسکے تامل ہی نہی اگر ارادہ کرین اور بعقدہ انفصال آپکے تو بہت مناسب ہی نظام الملک بہادر مرحمت
خان کی فہمایش کی اور قلعہ مذکور قبضہ مین خواجم قلیچ خان کے آیا لیکن مرحمت خان کو بسبب ناخوشی امیر الامرا کے نہیں حضور مین حاضر
ہونیکا تہا اور نظام الملک بہادر کو بنجایت فہمایش اور دلاوری اور ہوشیاری کے خان موصوف کی وقیقہ کمال تہی
بلاکر اعزاز و اکرام تمام نزدیک اپنے رکہا بعد اسکے اور ایک فرمان نام سید نظام الملک بہادر کے مقدمہ مین سنہ
قلعہ رانگڈہ متعلقہ صوبہ مالوا کے جو قبضہ مین چند سال فساد بیتہ زمیندار کے تہا صادر ہوا نظام
الملک بہادر نے مرحمت خان کو کوسکہ فوج کا کرکے روانہ کیا مرحمت خان نے جاکر سانہ زور ات

بجز ہمین صلح یہ کہ چکر کیے متوجہ دست اہ دکن کے ہوے اختیار کیا بلکہ خبر امیر الامرا کو پہنچی اور تمام
لشکر پادشاہی میں مشہور ہوی امیر الامرا نے دلاور علیخان بخشی کو اور راجہ بہیم اور رحیم کیک سرکردہ لشکر
دہ ہزار سوار کے ہمراہ کیک تنبے دو اسپلے تعاقب کے لیکہا نظام الملک بہادر کو اقبال انکا یاور نہا زیدہ ہے اترنے پی قلعہ
اسیر اور قلعہ برہانپور خود بخود بے وقت ہاتھ آیے اور اوزبکخان صوبہ دار برہانپور اور عوضخان صوبہ دار برار کو
مرہٹہ سردار مدد اور بہت نہ پہنچ سکے اور پہنچان وغیرہ تیک حال ایکے ہوے جب لشکر دہ اور خانخانان کا پہنچ یکبارگی متعاقب
نہا جو وقت کہ وہ جدہ کو سن کے برہانپور کیے پہنچی نظام الملک بہادر نے جو یہ خبر سنی آپ پاس سردار دکنی کو دو اسپلے
روکنے ہیکے رخصت کیا اور دو اسپلے کمک انکی ایک جماعت بہیجدی اور آپ بھی روانہ ہوا دلاور علیخان کو بس دیا اور شجیع تہا دلیر
محمد خان اور بہیم سنگھ اور کیک سنگھ کو ساتھ لیکر گیارہ ہزار سوار بے مقابلہ ہوے تعاقب
میدانی کا بدزا دیکھ آیا اور غیاث خان سردار فوجی نظام الملک بہادر سے مقابلہ ہوا

سادات بارہہ بہکستہ ہوا خانہادلا دلاور علیخان اور دوندو راجہ شاہ تیر تقدیر کا ہوے اور ایک کو
سر دار دکن نظام الملک بہادر دیکے آفت جانی نہ پہنچی بس آدہ شاہ دیانون کی شکست سے نوا نظام
بہادر کے بلند ہوی سیخے سے اس خبر کیے بادشاہ اور محمد امین خان اور امرا باطن مین
خوشی ہوی اور دیر سیدون کیے نہایت بیکے کذرا بعد اسیکے بائیسوین رمضان کو جمعہ کیے دن
عالم علیخان بہتیجا امیر الامرا کا پچیس ہزار سوار سے دو اسپلے مقابلہ کیے کتل فرد اپور پر آکر جمعیت کیا اور نظام
الملک بہادر سے زیادہ اور ماسوون کو اپنے قلعہ اسیر مین بیچکر طرف سے برہانپور کیے متوجہ جنگ ہوے
اور دریا چوہنا ہے کہ بسبب ایام بارش کیے پورہتا اسیکے خبردار ہونیے عالم علیخان کیے

سلک تحسین بنام

بجے ہو یا لاہ اپنے ایک نکتہ داں و بیمثل بیچا ہا
باقی عاملان رقوم کردیجے کہ ادا ہو
جاما ہر شکم کا طعام جو بسبب تیار کیا جاتے
کر وقت افطار آپکا معمول وہی تہا جو
کہ ہی وہ قبل سیکے دلسی ہی یافت حاصل کرینے
کیا ہی عیبا کہ صدیون گذرا اور جو شہرت
ایکے موجب آخرت ہو کیا پانی ہی

اس امر سے بایاب جملہ دیکھکر عبور کیا پس عالم علیخان نے بہ خبر ستی اور روانہ ہونے کے
ہوالقصہ پانچوین شوال کو عالم علیخان مع رفقا یعنی متہور خان اور رفاعی خان اور امین خان اور عمر خان اور
داود خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان اور بخشی اور رفد و یخان دیوان اور مہینہ خان اور محمدی بیگ اور رفا
ملک خان اور خواجہ احمد اللہ معہ محمد داران دکن اور مرہٹہ کے ارادہ سے جدال و قتال کے سوار ہوا اور
غیاث الدینخان کو موضعی مین دیکھ اپنا کیا نظام الملک بہادر نے بھی موافق رسم قدیمی کے بخت کیا اور حسن خان بہادر
عازی الدینخان بہادر کے فرزند کو اپنے ساتھ لیکر پیشوا ول کیا اور عبد الرحیم خان اور رستم خان اور سعد اللہ خان اور
دار اسخان اور رکابیاں خان اور غیاث خان اور قادر داد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور روح اللہ خان اور
اور راجی خان اور دیگر بہادر نکو جمعہ اور بیشتر پر مقرر کیا کہ آپ مع جوملہ خان کے قول شکر مین رہکر
پٹھانون اور مرہٹون کو سلسلہ بعض نہ ہونے دین گے بنگاہ پیشین فرمایا عالم علیخان جو اور سیدنا نجیہ کا بہنا
باوجودیکہ احوال دلاور علیخان کی لڑائی کا معلوم تہا تو بہی بیشباری اور خبرداری سے تنگ کیا تنگ پای کیا پیش
سر صوف عین کارزار مین باوجودیکہ تمام جسم اسکا زخمون سے چور تہا لیکن مسند مدم قدم تک بہی نہ کہسکتا تہا کہ اسمین
سے اختصاص خان کی ہانہہ اسکا کٹ جاتا تہا اور بہادر نکے نے نظام الملک بہادر کے یورش کی پس عالم علیخان
ساتہہ کمال دلاوری اور شجاعت کے مرخصور و نہ میدان عدم کا ہوا سامان اسکا بعد قتل سے کیکے دست
تاراجیون کے جو کچہ رہا داخل سرکار نظام الملک بہادر ہوا سے اس وقت تک جو ملال نظام الملک
اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے خارج ہے خصوصا امیر الامرا کو اسکا مدینہ ہے نامدعون کا کہ دکن مین
بہت تہا اسی عرصہ مین خبر آئی کہ مبارز خان صوبہ دار بیجاپور کا اور دلاور خان ہمراہ مبارز خان

سات آٹھ ہزار سوار سے ملحق نظام الملک بہادر کے ہوئے وافیے ہو کسان رو زبادشاہ اور امیر الامرا حسین علیخان
اور قطب الملک عبداللہ خان اکبر آباد میں پہنچے جب خبر بادشاہ عالم علیخان کی پہنچی بہت گھبرائے کہ حسین علیخان
اور جہاں پناہ پچاس ہزار سوار قدیم و جدید اور بہت سے توپ جہان آشوب اور کئی لاکھ روپیہ نقد رامدا
لشکر دلیر ہمراہ رکھتے نظام الملک بہادر کے دلیعت کے مہینہ میں پہنچے ۱۱۳۰ھ
طرف مکن سے ہو کر اور ذوالملک نائب باد شاہ کے ہو کر ارادہ شاہجہان آباد کا کیا اجل ہو عبداللہ خان کی پہنچی
تھی ہمارہ چہار شنبہ کے دن چوتھی تاریخ ذیحجہ کی ۱۱۳۲ھ گیارہ سو بتیس میں موافق ۱۷۲۰ء جلوس محمد شاہ
سے پہنچ گئے جب سن نے پہنچے بادشاہ سے لشکر شاہی ہمراہ تھا اور مہر فلک ناتا کو جمعہ میں بیعا کر آپ عازم ہے جنگ گیا
ہوا کہ مطابق ہر ادی کے کہ کم و زیادہ چھ کوس کا بیچ تھا جنگ دروازہ کمال باڑے پالکی پہنچی میر حیدر خان
کا شغری قوم کا چغتا بہ شمشیر بلند شجاع پیادہ کا اور جوان دلاور جانثارہ محمد امین خان کے مستعد قتل امیر کا تھا
ارادہ مصمم امر مذکور کا کر کے دور سے نمایاں ہوا اور کاغذ التماس کا جو حسین مضمون محمد امین خان کی
شکایت کا تھا بلند کیا ہر چند کہ چوبدار مانع آئے لیکن قضا و قدر نے دلمیں امیر الامرا کے ذلالہ قدر کر
پہنچنا چاہئے حکم آگے آنکا دیا میر حیدر بیچ دایا کے دوڑا اور نزدیک پالکی کے ہو کر عرضی گذرانی اور
زبانی احوال عرض کرتا ہوا چلا جو میں امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی کا ہوا کمال استقلال سے پیش قبض
کمر سے اپنی کھینچا اور فرصت کا غنیمت جانکر پاس امیر کے مارا کہ طرف سے مقابل کے پار
ہو گیا پس اس ایکہی ضرب سے کام امیر کا تمام ہو گیا عبدالجلیل بالکرامی نے مرثیہ تعزیت میں امیر کے
کہا ہے سو امیر اسکا مشتمل مادہ کو تاریخ کے بیچ قتل حسین کر دیا پیدا

نور اللہ خان پسر اسد خان کہ عمزادہ امیر الامرا کا اسوقت پیادہ ساتھ تھا بلکی کہ تنہا خود شتابی سے
اس قابل کو ہزار دیکر روانہ زادی عدم کیا اور ایک سنبل جو ہمراہ اسکے تھا اسنے بھی بیچ سے کاٹ ڈالا
کو مار لیا میر شہ اسکو بھی سات جانے دیا پھر معلوم ہوا کہ یہ امیر الامرا اور نور اللہ خان کا کاٹ کر
بادشاہ کے لیے آیے لشکر میں ایک طلاطم ہوا کہ معاذ اللہ کیا ہی کہ سقا اور فاکر و حسین علیخان کا واسطے لوٹنے
رفاقت کے ننگی تلوارین لیکر صفین چیرتے ہوے تشیع خانہ تک بادشاہ کے پہنچ گئے تھے وہاں تک سے مغلیون کے
مارے کیے مکلم سنکہ جو دیوان امیر الامرا کا تھا اسکے لوکے بھی سراسیمہ کا گھر اندر گھس گئے تھے ہاتھ پاسبانون کے
پہرے بیٹھے یہ قضیہ دیکھ برق اندازیان کہ شوق سے عمزادہ نام خواہر زادہ حسین علیخان کا اسوقت خیمہ میں حاضر
کہ رہا تھا خبر قتل ماموں کی جو سنی فوراً رواں ہاتھ پاؤں پر سوار ہوا اور بغیر فوج ہمراہی کے تیر بان و جیغہ
بلا تامل واسطے مقابلہ بادشاہ کے دوڑا اتفاقاً ہی جلد میں دو تین ہزار سوار رفقا سے اسکے مانند برق و باد کے لشکر بادشاہ پر
پڑے اور آگے بادشاہی بھی علی التوالی مدد کو پہنچے بڑی لڑائی ہوی خود بادشاہ بھی اپنے ہاتھون سے تیر مار
رہے تھے غیرتخان کو اول وزخم کاری تیر کے آیے بعدہ ایک گولی بندوق کی ہاتھ سے چھٹی
یکے جو خواضی میں حسین علیخان کی تھا لگی پس کام اسکا تمام ہوا اس ہنگامہ میں نامداجیون سے خاصہ
کو امیر الامرا کے لگ لگا دی اور خزانہ عامرہ اسکا کہ ایک کرور سے بھی زیادہ تھا لوٹ لیگئے آخر کار جو رہا بعد رفع غدر کے ضبط بادشاہی میں آیا محمد امین خان کو اصل اور
اضافہ ملکر آٹھ ہزاری منصب اور آٹھ ہزار سوار دو اسپہ بادشاہ نے عطا فرمایے اور ایک کرور پانچ
لاکھ دام نقد انعام ملا اور خدمت وزارت کی سپرد ہوی اور صمصام الدولہ خدمت بخشی

کریکی اور منصب آتہہ ہزاری اور خطاب امیر الامرائی کا حاصل کیا علی ہذا ہر ایک شخص موافق حسن خدمت
اور سعی کے مورد عنایات بادشاہی کا ہوا سید عبد اللہ خان چالیس کوس تک شاہجہان آباد سے تہا کہ یہ جنازہ سنجی اور حشمت جہان
بین کو اسکی تیرہ اور تار اور زندگی کو ناکوار کیا لیکن سوا صبر کے جب چارہ نہ دیکہا اسی طرح سے بادل پر غم اور دیدہ
پر نم مصلحت توقف بین سمجہا کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا بعد چند منزلین طے ہونے کے شہزادہ
دنیجہ سنہ گیارہ سو تیس ہجری سلطان محمد ابراہیم خلف فتح القدیر بہادر کو لقب سے ابو الفتح ظہیر الدین
بابر بادشاہ کے تخت سلطنت پر جلوس فرما اور آپ دریا پر سے رسالہ کی نگہداشت کا حکم دیا اور مقدم سوار جو
سامنے کی پاس دلی دریا پر سے گذرے تہے انکو بہی تین روپے اضافہ دیے فرمایا جب فوج کی نگہداشت
مغالبہ زیادہ تہا تحقیق نجابت اور رزالت کی تحلیل نہین آتی تہی جو کہوڑا لیے آتا تہا نوکر ہو جاتا تہا
بہتر بیت نو ہزار سوار ملازم سرکار قطب الملک ہوئے اور روپیہ بہی تخمینا قریب دو کروڑ کے خرچ ہوا غازی الدین
بخشی اول بخم الدین خان بخشی دوم صدر جہان بخشی سوم مہر محمد بخشی چہارم فراہم کیے علی ہذا اور اوزبک
اور مغل ہر ایک کے موافق حوصلہ کے پیشکش دین دنجہ سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو
تحمل ہو کا نہ سکے جو اس عجلت بین پیش آیا ہمراہ لیکر دا سیطے مقابلہ اور مقاتلہ محمد شاہ بادشاہ
آباد سے نکلے طرف عیدگاہ کے نزول کیا زمان بہی کچہ روک اتک دیے پہر پہر ہر منزل پر حوض حوض فتح پایا
یکسو دن کیا اور ذی الحجہ شہان اور معتبر زمیندار ملک تنکر کے ہوتے تہے اور محمد شاہ کہ لکہر ابا تہے
متوجہ دار الخلافت کا تہا قطب الملک نے فرمان بہیجا کہ ارادہ کیا تا اثنار راہ مقابلہ عسکر مخالف کا ہوئے
موضع بیول پر قطب الملک سیف الدین علی خان اور شہامت خان اور سید محمد خان بہیجے

که وقت کارزار بیجا انتظام توپخانه کے اور دلدہی توپ اندازون کے اہتمام تمام بہم پہنچا کر حسن تردد سے
بے انتہا فروز بہین بدیضا دکہلایا تہا جلد وہین اس حدمت شایستہ سے ہزار سوار زیادہ کر کے منصب ہزاری
سہ ہزار سوار کیے اور عمارت خان بہادر کو حقا بہادر جنگ اور ہاتھی مرحمت ہوا دوسرے سال استقلال کے شب بیشنبہ
انتیسوین محرم کو صبیہ کہربن بادشاہ کے پیدا ہوئی اور شب شنبہ انتیوین صفر اللہ کو نکاح محمد شاہ اور ملکہ زمانی
دختر محمد فرخ سیر کا بتحمل ہوکانہ سے ظہور مین آیا اور نظام الملک بہادر دکن سے آئے اور ملازمت بادشاہ کی حاصل کی سکے دور
پنجم جمادی الاولی کو ربن عنایت وزارت سے ممتاز اور بخشش عطای خلعت چار قبا اور قلمدان سے سرفراز ہوے
شب دوشنبہ غرہ محرم سنہ تیرہ سو بیس ہجری مین صبیہ بیگم ملکہ زمانی کے تولد ہوئی اور اسی سال
پندرہوین ماہ مذکور کو صوبہ داری گجرات کی نظام الملک بہادر کو ملی وہان جاکر بعد انتزاع
امور ضروریہ کے حامد خان بہادر چچا کو اپنے کہ لوگ انکو جنگلی شہزادے کہتے تہے صوبہ دار کر کے
آپ طرف مالوہ کے راہی ہوے اور انتظام سے وہان کے بہی دلجمعی حاصل کر کے عظیم الدولہ خان
عمدہ زادہ کو اپنے نایب وہان کا کیا اور آپ غرہ شوال کو واسطے ملازمت بادشاہ کے آئے
واضح ہو کہ محمد شاہ بادشاہ چہاردہم ہندوستان مقتضا ہے جوانی کے مشغول عیش و طرب کا
تہا امرا زادے رنگین مزاج اکثر باریاب حضرت رہتے تہے التفات اسکو طرف انتظام ملک و ملت
کے نہا جو قدیم رکن رکین سلطنت مذکور کے تہے انکو برا معلوم ہوتا تہا وہ چاہتے تہے کہ خاطر
بادشاہ کی کرانیاری اور تہذیب اخلاق اور عدالت گستری اور رعیت پروری ہو کہ اسی چیز
خالق کی ہی سبب تکالیف ان امور کی صحیح نظام الملک بہادر کی بادشاہ اور اپنے ہم جلیسون کو

دستور آصفی پیش از ایام اختیار کیا بلکہ غیاب میں کلمات رکیک حضین بکہ ہوئے کہ نظام الملک بہادر
کو بہت غایت ہوکر وہ معلوم ہوئی اور دفعتہً دربار کی طرف متوجہ کر کے مستدعی ہوئے کہ دزارت
آرزو کی نظام الملک بہادر کی مطلع ہو کر فوراً شفا یاب ہوئے کمال اخلاص سے بازخان نائم بہادر کو بھیجا
کہ اگر نہ ہو سکے تو مہمات نظام الملک بہادر کے کماشتوں سے ایک حسین یا نظام الملک بہادر فتنہ انگیزی
سے آگاہ ہو کر بہادر سے موافقت آپ دوآبہ بھیجا ان ایام کہ مراد ایام کی رخصت لی اور سہ کہار پہنچا
ہر حسین بسیوں بیجاپور الاول کو دوآبہ اسطرف ہوئے اور تھوڑی دور جا کر اورنگ زیب کی راہ لی اور جلد آپ حسین
وہاں پہنچا بازخان مدد اور حیدر ابادی سے ملا اور ہم فتح و ظفر یکساں جنگ کر کے آئے ہم
صف آرا ہوا نظام الملک بہادر بھی سامان جنگ کے مقابل آیا کہ ہوا جنگ ہوئے مبارز خان مع فرزندوں
اور رفیقوں سمت راہی ہوا نظام الملک بہادر عرضی لکھی اور آپ کے تابہ ہمراہ مبارکباد کی اور تمام
ضبطی کا حضور میں پروانہ کر کے آپ ارغی الیال تمام صوبوں پر دکن کے متمکن ہوئے اور بندگی شاہجی
کو اشارہ کیا انہوں نے حسب الاشعار نظام الملک بہادر کے نزدیک سے حاضر ہوئے نظام الملک بہادر کی
بدل مخلص کر کے نقارہ بیس الملک العدل کا بجانا اختیار کیا بعد چند زمان برادر مبارز خان مرہٹہ کی ادبہ
ہمیشہ کی ملک میں نظام الملک بہادر کے کماشتوں سے ایک حسین یا نظام الملک بہادر فتنہ انگیزی
سے آگاہ ہو کر بہادر سے موافقت آپ دوآبہ بھیجا ان ایام کہ مراد ایام کی رخصت لی اور سہ کہار پہنچا
ہر حسین بسیوں بیجاپور الاول کو دوآبہ اسطرف ہوئے اور تھوڑی دور جا کر اورنگ زیب کی راہ لی اور جلد آپ حسین
وہاں پہنچا بازخان مدد اور حیدر ابادی سے ملا اور ہم فتح و ظفر یکساں جنگ کر کے آئے ہم
صف آرا ہوا نظام الملک بہادر بھی سامان جنگ کے مقابل آیا کہ ہوا جنگ ہوئے مبارز خان مع فرزندوں
اور رفیقوں سمت راہی ہوا نظام الملک بہادر عرضی لکھی اور آپ کے تابہ ہمراہ مبارکباد کی اور تمام ضبطی
کا حضور میں پروانہ کر کے آپ ارغی الیال تمام صوبوں پر دکن کے متمکن ہوئے اور بندگی شاہجی
کو اشارہ کیا انہوں نے حسب الاشعار نظام الملک بہادر کے نزدیک سے حاضر ہوئے نظام الملک بہادر کی
بدل مخلص کر کے نقارہ بیس الملک العدل کا بجانا اختیار کیا بعد چند زمان برادر مبارز خان مرہٹہ کی ادبہ
ہمیشہ کی ملک میں نظام الملک بہادر کے کماشتوں سے ایک حسین یا نظام الملک بہادر فتنہ انگیزی
سے آگاہ ہو کر بہادر سے موافقت آپ دوآبہ بھیجا ان ایام کہ مراد ایام کی رخصت لی اور سہ کہار پہنچا
ہر حسین بسیوں بیجاپور الاول کو دوآبہ اسطرف ہوئے اور تھوڑی دور جا کر اورنگ زیب کی راہ لی اور جلد آپ حسین
وہاں پہنچا بازخان مدد اور حیدر ابادی سے ملا اور ہم فتح و ظفر یکساں جنگ کر کے آئے ہم
صف آرا ہوا نظام الملک بہادر بھی سامان جنگ کے مقابل آیا کہ ہوا جنگ ہوئے مبارز خان مع فرزندوں
اور رفیقوں سمت راہی ہوا نظام الملک بہادر عرضی لکھی اور آپ کے تابہ ہمراہ مبارکباد کی اور تمام ضبطی
کا حضور میں پروانہ کر کے آپ ارغی الیال تمام صوبوں پر دکن کے متمکن ہوئے اور بندگی شاہجی
کو اشارہ کیا انہوں نے حسب الاشعار نظام الملک بہادر کے نزدیک سے حاضر ہوئے نظام الملک بہادر کی
بدل مخلص کر کے نقارہ بیس الملک العدل کا بجانا اختیار کیا بعد چند زمان برادر مبارز خان مرہٹہ کی ادبہ

صاحب سے کیے اور شکستیں بھی یا مدد خان بہادر وغیرہ کو دیں باوجود اسکے مرہٹے ترغیب سے نظام الملک بہادر کی کہ تسخیر
اسیر پر مستاج ہوئے تھے اور صوبہ مالوہ اور گجرات کے تصرف میں نہایت جلد ایک فوج اراقی حضور سے عازم آباد ہے
رفتہ رفتہ مشعر کہ ایسا پر ہوئے اگرچہ امیر الامرا صمصام الدولہ فوج کثیر سے بلکہ اور امرا آمادہ اسی پر تھے دفع
کیے اور برہان الملک سعادت نشان بہادر جنگ صوبہ اودھ سے کہ وہ پیش تر تھا اور بعد دور ہونے نسبت اور امرا کے ممتاز
آپ عازم اس امر کا ہوکر فوج غنیم کو بہت نزدیک پر کنارہ تسخیر ہی ہے سالار ابل مخالف کا قتل یا اسکا آپ ہو پہنچا اور دکا کین غیر
وہاں کی غارتگین پس مزاج بادشاہ کا بر چند کہ طرف نظام الملک بہادر کے بدظن تھا اور وہ بھی تہیہ امیر الامرا صمصام الدولہ
لیے نہایت آزردہ خاطر ہوکر بر کنار الفتہ اصلاح میں مفید نکلی تدبیر نہ تھی بلکہ فی الجملہ انکو آشتہ دینے و بجوی نظام الملک
کی ضرور تر جانکر خطاب صفدر جنگی اور برادر کا منصب اور اضافہ منصب ہزاری سے فرزند کر کے حضور میں بلا لیے
فرمایا کہ اسوقت اصفجاہ بہادر نظام الدولہ نوابا جو جنگ فرزند کو اپنے نایب صوبہ دکن کا
کر کے آپ طرف شاہجہان آباد کے روانہ ہوئے اور بعد پہنچنے جنت آشیانہ کے کنارہ ہی کے اس ہجر میں
ملازمت حاصل کی خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوے کی پاکر بیٹے کو تو آپ اور امیر الامرا بادشاہ
کے ارادہ تنبیہ باجی راؤ کا کر کے اکبرآباد میں آکر وہاں سے عبور دریا جمن کا کر کے بعد طی منازل
جب ہوشنگ کو پہنچے باجی راؤ بھی فوج سنگین سے ماہ رمضان میں آکر مقابلہ کیا اور اکثر جدال و قتال کی
روشن ہوئی اس ضمن میں خبر آمد بادشاہ کی دہلی پر نظام الملک آصفجاہ بہادر کو پہنچی اور یہ بات پیدا
ہوا کہ اصلاح اسوقت صلح کو بہتر جنگ جانکر شاہجہان آباد کو جلد مراجعت کی پر چند کہ جی یہ چاہتا تھا کہ
کسی بہی طرح سے شکست ارکان دولت کی ہو کہ تا طبیعت بادشاہ کی راہ پر آوے

لیکن کہان ہوسکتا ہی خاوند بیگانے سے ملا معلوم ہوتا ہی نفاست کو کام نفرما کر اپنے تئین حضور مین پہنچاوے اصفح
ہو کہ نادرشاہ والی ایران کو یہ منظور تہا کہ اپنے تئین بنا جہان اما دلک تہی کہ ما یب تغافل بادشاہ اور امیر الامرا کے
کہ وہ اس کوئی بہی چاہے کرے کوئی نہین پوچہتا تہا کوئی آوے ناوے یہ خبر بادشاہ کو ہوتی بہی امیر الامرا کو
درست تہا ظہور مین آیی تفصیل اسکی یہ ہی کہ جب شیخ افاغنہ کی نادرشاہ کو مدد نظر ہوی قندہار پر فوج کشی کا
حکم کیا اس ضمن مین بہت سے خطوط امرا سے محمد شاہ کو لکہے اور جوابات انکے یہان درست پہنچے بلکہ ایسا ہوا کہ بعض
خطوط کے جواب کے لکہنے مین اور ایلچی بہیجنے مین دو برس سے زیادہ گذری بلکہ علاوہ ہی کہ ہاتہون یران لوگون کے
جو پیام زبانی لاتے تہے اور وہ لوگ جو احوال کابل اور قندہار کا مشاہدہ کیے تہے مجلسون علیحدہ ان حال کی چرچا
استہزا ہوتا تہا اخبار کو انکی فریب اعتماد الدولہ اور آصفجاہ بہادر کا سمجہتے تہے یہانتک کہ شاہ موصوف نے قندہار
کو خراب کرکے کابل پر آیا اور وہان سے ایک شخص کو بلیاقت سفارت تس سوار دیکر روانہ کیا جب سفیر مذکور
جلال آباد پر آیا وہان سے لوگون نے ہجوم کرکے اسکو مار لیا ایک آدمی اسکا بڑی دقت سے بہاگ کر اپنے تئین
شاہ موصوف تک پہنچایا اور صورت واقعہ کی بیان کی سنتے ہی نادرشاہ غصے مین آیا اور مارکوٹ
سے وہان کے افاغنون کی فارغ ہو کر جلال آباد پر آیا اور حکم قتل عام کا دیا پس جنکی قضا
آہی تہی مارے گئے اور جنکی حیات باقی تہی وے بچے رہے بعد اسکے ماہر خان چرچا کم
صوبہ کابل تہا اسنے جمرود کے درہ مین ایک جا مستقیم بہم پہنچا کر لڑائی محاربہ کا کیا تہا نادرشاہ نے
اسکو زندہ پکڑ لیا اور وہان سے پشاور پر چڑہا ہوا آب دریا ٹہاٹ سے اوترکر داخل ہندوستان
ہوا اور وہان بہی خوب زد و کوب کرکے منزل بمنزل آہستہ آہستہ دو مہینے کے عرصہ مین موضع

ان کیساتھ بھیجا ابادیہ چار منزل پر پہنچکر ایلچیان کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی آتے ہیں ہوا اسپ پر سوار ہوکر
امیر الامرا صمصام الدولہ خود آگے بڑھے اپنی اگرچہ صلح اصفیاہ بہادر کی تھی مگر مقابلہ کیلئے امیر الامرا تیار کیے اور کہا ہم
الملک کو گرفتار کرینگے پس ہمان الملک حالت گرفتاری میں جو خبر فوت شدن صمصام الدولہ کی سنی امیر الامرا کیلئے مرتبہ
کا امیدوار ہوکر کہ بدیں تقرر و مدد اس امر کا تمہارا تا کہ کوئی بات مصلحت کی ہو ہمان الملک نے دو سردار کو
دو کروڑ روپیہ دیکر بادشاہ کو راضی کیا کہ آپنے اختیار نقد لینا اور صلح کیلئے معاودہ فرمانا اور سر انجام اسکا آپ اصفیاہ
بہادر کے سپرد کیا پس محمد شاہ کو رخصت کیا ہمان الملک نہایت متفکر تھے بیچ دشمنہ کے اس مضمون کیلئے
اصفیاہ بہادر کو خط لکھا کہ بہادر نے وہاں جاکر ملازمت حاصل کی اور عہد و پیمان مضبوط کر
کی بادشاہ دوقوع سے اس امر غیر مترقب کے سخت اور مطمئن ہوکر جب اصفیاہ بہادر کو عہد و پیمان مضبوط کر
آئے تھے اس خیال پر منصب امیر الامرا اسکا چاہا بادشاہ نے اسمیں ضد انکا لازم جانکر آخر قبول
امیر الامرا اسکا اور عنایت خلعت خاصہ سے سرفراز فرمایا صلح تو ہو چکی تھی بعد اسکے دو روز کے
بعد اصفیاہ بہادر کے محمد شاہ نے بادشاہ یکہ و اسپہ ملاقات کے واسطے بجانب قریب اسکے لشکر کے بھیجے
نادر شاہ مرزا اللہ فرزند کو بہ استقبال کو روانہ کیا شاہزادہ بجانب نزدیک آیا محمد شاہ بخت
روان ہوا اور کمال تعظیم و تکریم شاہزادہ بھی ملوک فرزندانہ بجا لایا اور ہمراہ آپکے
ہاتھی لیکر بادشاہ نے بھی بسرعت استقبال انکا کیا اور معانقہ فرمایا اور مسند پر برابر
اپنے بٹھایا پھر کمال احترام سے عرض کیا رخصت کیا ہمان الملک نے جسنا کہ منصب

امیر الامرا ایکا آصفجاہ بہادر کو ملا مانند سیمرغ کے آتش طیش و غضب میں غلطاں ہو کر نادر شاہ کو عرضی
کی اور لکھا کہ دو کروڑ روپیہ پر آپ ہرگز صلح نکریں اس سلطنت میں یہ بہت ہے اب ذرا جمعیت کریں پھر
فائدہ ہو نادر شاہ خوش ہوا اور آصفجاہ بہادر کو بلایا کہ محمد شاہ کو بار دیگر واسطے ملاقات کے طلب کیا آصفجاہ بہادر اگرچہ
عذر و بہانہ لائے لیکن فایدہ نکیا پس آصفجاہ بہادر نے عرضی حکم شاہی کی موافق للکر حضور میں بھیجی نادر شاہ
نا چار بار دیگر تخت روان پر سوار ہو کر عازم نادر شاہ کے لشکر کا ہوا اور جب سواری وہاں پہنچی نادر شاہ
نے محمد شاہ کو علیحدہ خیمہ میں اوترا کر بہت کچھ دلاسا دیا کہ اب تک جو ہوا سو ہوا اور تسلی اور تشفی دی
نزدیک کے ارام سے آ بیٹھیں اور عام لشکر جیسے چاہیے جو چاہیے سو شہر جہان آباد کو چلا جاوے بعد ایکے
برہان الملک کو طرف سے شاہ دہلی کے اور طہماسپ کو آنے طرف سے محمد شاہ کا نام سے لطف اللہ خان صادق کے جو آپ
شاہجہان آباد کا تھا دیکر واسطے لانے نقایح خلعہ اور خزانہ کے روانہ کیا اور مقابل کیمپ آپ بھی محمد شاہ کو ساتھ لیکر
ارادہ شہر مذکور کا کیا بعد دو اقل تو یہ کہ آٹھویں تاریخ ذیحجہ کی نہ تھی تیسرے دن کہ اتفاقاً تحویل آفتاب کی بھی
برج حمل میں اس سال اسیدن تھی کو یاد و عیدین ایکجا ہوئیں نہیں خطبہ عید اضحی کا نام سے نادر شاہ کے بمقام
جامع مسجد اور عیدگاہ وغیرہ کے پڑھا گیا پس کل ۱۳۵۰ تاریخی قضائے کردگار وقت عصر کے جو ٹلی نادر شاہ
کی ستہاریا کی فوج فوج احقان کم و خصیصین تلواریں لیکر ازدہام کیا اور ہر گلی کوچہ اور راستہ
اور بازاریں قتل قتار اج کرنا قرار پا شونکا اختیار کیا تمام شب یہی حال رہا صبح قتل باشس
ماہ سے کیے باوجودیکہ کرنال کی لڑائی میں تین سو آدمی سے زیادہ کشتہ ہوئے تھے اور ستر ہزار تک
علی الصباح نادر شاہ نے خبر پاکر طپانچہ میں آیا اور فرمان قتل عام کا دیا پس غرض بزی شہر کے

پہلا دن

بادشاہ مع ہمراہیوں کے

سلاطین سید کے

سادات بارہہ

بادشاہ مع ہمراہیوں کے

دہلی کا بادشاہ

امرا و ارکان دولت کا

شہر میں

ایک لاکھ

سلامت تک

بیعت کیا

بعض تاریخ میں

بعض تاریخ میں

بطابق

امام

العظمه امده و بهر تقریب بازار رسوتکا گرم رہا آخر کار بسبب تعداد کشتو تکا خدیو کذرکیا اسوقت بقیه السیف کو
زمان ملی کہتے ہین ولی ہین یہ ایسا عذاب عظیم انسان پر ہوا ہی کہ ایک زبانہ میں مردم سے خرب المثل ہو کر جا بجا لی اور
محل پر آکر کیا جاتا ہی کہ تو نادرشاہی ہوی القصہ بعد اس امر تبدیلی کے نادرشاہ نے دو کرور روپی موجود
بہت سا ذخیرہ بادشاہی سوا اس کے ہر ایک عمدہ سے بقدر حوصلہ آپس میں حاصل کیا اور ایک لاکھ کی اصفہان بھیجا
کی جو پیشتر لشکر لیکر جوز یکے نکا میں لاکر صید کی اور کاظم نظام ملک اور رضا قلی میرزا
ہی جو فتحعلی شاہ کے محمد شاہ کے وضع کیے ملکی انتظام کو کیا جب قندہار کو انتظام کر انتقال بابا اور بنیاد دولتی کی
ہوی پھر شاہ جہان کی اس مخالف کے کہ مہنا کو اپنے پسند کیا بعد نادرشاہ نے ہی محاصرہ کی آتے ہی
اور وقت کے نادرشاہ نے محمد شاہ اور امراء کو اپنے خلعت دیکر کابل تک بدرقہ رضا قلی کے ساتھ
دنیں اعمال انتقال کر کے ۱۵ گیارہ ہی باون بجے دن طبل مراجعت بجا اور آہ کیا اور اصفہان
طرف دکن کے روانہ ہوے اور کام وزارت کا اعتماد الدولہ محمد قلی خان کے قرار پایا بعد اس شہر روشنی
آتشبہ بس تک اگرچہ سلطنت سے ایران کے دلجمعی رہی لیکن مدت سے جو زوال سلطنت کے ہوتے ہین
کنجائش تحریر کی نہیں یہ کتابچہ بہت دو تین آیتے اور نادرشاہ کے کارنامے سنی ہین اصل شاہ
ابدالی شہور درانی تھا کہ وہ اصل میں ہرات زادہ ابدالی پٹھانون کی اولاد سے اور صلہ رحمانی
دارالسلطنت ہرات کی ہی اور وہ تک منظور نظر تیسے نادرشاہ کا تہا اور بچپنی مردم بینہ
کی اور نفاق امراکا اور سستی بادشاہ کی ہمراہ رکاب نادرشاہ کے رای العین شاہدہ کیا تہا یہ
نادرشاہ کے اعانت سے محمد نبی خان شیرازی کے لقب پایا تھا کہ نادرشاہ نے ایکدو تھانہ

فتحعلی کے کہنے سے ڈالوایا تھا جیغہ سلطنت کا سر پر آپ مار کر مہب اقتدار ہوا تھا اور تائید سے ایزدی کے
کابل وغیرہ پر مظفر و منصور ہو کر سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سی اکسٹھ مین سمع نقی خان آختہ بیگ کہ وہ سالار فوج
قزلباشون کا تھا متوجہ تسخیر جہانآباد محمد شاہ بنے سسکر اصد شاہ فرزند کو اپنے جو ہمنام غنیم کا تھا نام فوج
شاہی ہلازم سرکار اور توپخانہ سمیت اور کل امرا اور بخشی وغیرہ کو مع اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان
بیگ بیانہ کر کے واسطے مدافعت کے روانہ کیا جب شاہزادہ دریا ستلج پر پہنچا ابدالی نے کہ ہمراہ اسکے چھ ہزار
سوار سے زیادہ نتھے لدہیانہ سے مالا مال آگر داخل سرہند ہوا اور شہزادہ کو خوب تاراج کیا شہزادہ بیلہ پر جا سسکر
موافق قاعدہ جنگ سسکر اور مورچال کر بقصد مقابلہ کا ہی کر رہے ابدالی کہ یہ خبر سنکر اور خندق کھود دا سسکر کے پاس
پندرہوین ربیع الاول سے انہایسوین تک صف قتال رہا آخر بایسوین ماہ مرقوم کو شبخون کے وقت اعتماد الدولہ کے
اپنے خیمہین نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک گولہ توپکا طرف سے ابدالی کے آکر لگا اور کام اسکا تمام کیا پھر انہا
تاریخ کو پورش عظیم صلوہ کر ہوی اور بہادر طرفین کے سر کرم کارزار رہے اس ضمن مین بانون بکھاریہ
مین کہ سرہند سے ابدالی کے ہاتھ آئے تھے ایک لکھی ہزارون بال لشکر مین منتشر ہوے رستخیز قیامت
کی دکھلائی دی اسقدر تاجاراند ہوا کہ میدان کارزار کو بیٹ دی اور غنیم فتح نصیب اور اپنے
دولت بیگ ہوی دو سے دن شاہ درانی نے کوچ طرف کابل اور قندہار کے کیا پس محمد شاہ خبر فتح
ظفر کی سسکر بیت شادیانہ بجوا دیا ہوے واضح ہو کہ یہ مقدمہ مشہور ہے ہمارے مین بادشاہ کے ظہور پایا تھا اور بعد
اسکے جب مرض قدیم استداد پایا یہانتک کہ آثار ریب ظاہر ہوے شفی مطلب کے واسطے صفدر جنگ

اور شہزادے کے بیالیس روانہ ہوے اور وہ بھی اس امر سے مطلع ہو کر کوچ کر گئے

تربتی منزلین کرتے ہوئے جلد جلد عازم پنجہ کرنا ہوا متصل نواح پانی پت کے حضرت بادشاہ کی پہنچی
محمد شاہ کا ستایسویں ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۱ اگیارہ سو اکسٹھ ہجری میں ہوا ہی جانا چاہیے کہ وقت میں محمد شاہ کے پنجے جدیدی سے رحلت کرجانے کے
ساتھ اہتمام مرزا خیر اللہ اور شیخ محمد عابد بخشی کے سعی پنجے محمد شاہی پیرایہ آغاز اور انجام کا پایا
احمد شاہ کا بیان احمد شاہ غرہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۱ اگیارہ سو اکسٹھ ہجری میں
باغ شالیمار دہلی میں رونق افروز ہو کر جمیع ارکان دولت کے سر پر آرائے سلطنت کا ہوا جمعہ کے
چودھویں ماہ مذکور کو جامع مسجد میں خطبہ اسم نامی کا سنا بعد جلوس کے احمد شاہ تخت نشین ہوا اور شاہ
اسد رضا سے آصفجاہ بہادر کی بادشاہ کو جس نے خلعت فاخرہ پہنایا دیوان خانہ آخر کے تئیں عذر
در پیش کر کے سو دو بار ہزار روپے چوتھی جمادی الآخر کو اس جہان فانی سے کوچ فرما کر انتقال کر گئے
اور وزیر کا چند روز قبل جنکیں درانی کے پیشانچہ کذا اور آصفجاہ بہادر کا بعد سنتے ہی دنیا کی بیوفائی
ہوئی میر غلام علی بلگرامی المتخلص آزاد نے تاریخ جلوس شاہ اور عماد الملک اور امیر الامرا آصفجاہ
بہادر کی ایک ہی جانبیہ سے چھ عدد خارج کر کے یوں کہی ہے گشت تاریخ چون سیم آہ
وزیر و آصفجاہ اور اسی سے تین عدد کم کر کے یوں کہی ہے شد ز جہان
فنا دو شخص دریغا ز کف دہر برای رحلت این ہشت ہفتم تاریخ
جلوس شاہ و رحلت آصفجاہ بہادر کی بادشاہ کو پہنچی خلعت فاخرہ کا کہ وہ
شاہ کا بیٹا اور بعد وفات محمد شاہ کے ایک ہفتہ

آباد کو پہنچا تہا عنایت فرمایا اور خدمت بخشیگری کی اور خطاب امیر اللہ ابنکات داماں بہادر ذوالفقار جنگ
مقرر ہوا اور آخر عہد میں محمد شاہ کے خدمت دیوانی کی جو نجم الدولہ پسر صفدر جنگ کو موروثی تہی بحال رہی دوسرے
سال جلوس کے سنہ ۱۱۶۲ گیارہ سو باسٹھ میں احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور پر لشکر کشی کی معین الملک پسر قمر الدین خان
کہ عین جوانی میں محمد شاہ کے صوبہ داروں کا بنا دیا تہا جنگ کے نکلا اور طرفہ یہ ہی کہ استعداد جرار اسوقت دولوجات
معین الملک نے زمانہ دیکھکر سلسلہ جنبان صلح ہوا ابدالی نے بہی اسکو غنیمت جانکر حاصل حال بمجال تنخواہ کابل کا
کہ عبارت ہے لکوت اور اٹک اباسین اور کچھ رات سے بہی بیشتر اپنا ذمہ معین الملک کا کر کے مراجعت کی سنہ ۱۱۶۵ گیارہ
سو پینسٹھ میں پہر احمد شاہ ابدالی قصد ہندوستان کا کر کے لاہور پر آیا معین الملک پسر قمر الدین خان جو صوبہ دار ملتان
تہا سد راہ ہو کر چار مہینے تک لڑا مار بہاگا ابدالی کو مجال غلبہ کا نہ ملا آخر بیچ انتظام خانہ برانداز دولت بیگمان کے کہ بیوہ
سورامل دیوان اسکا مخلص واقعی تہا نقد جان کو سپرد اجل کر کے زر زن بہی معین الملک نابالغ بچہ مغلوب ہو کر شہر کو بہاگا اور مغنی
عبد الصمد خان کو پیام صلح کا دیکر بہیجا ابدالی نے جہان خان کو واسطے استقبال کے بہیجکر معین الملک کو کمال اعزاز سے
طلب کیا جب معین الملک حاضر خدمت ہوا احترام بہت سے کر کے اپنی طرف سے نیابت لاہور کی اسکو
دیکر عطف عنان طرف کابل قندہار کے کہ وہ مرکز دولت اسکا قرار پایا تہا کیا پس صوبجات
لاہور اور ملتان کے فلمرو سلطنت بابریہ کے نکلکر ممالک محروسہ ابدالی میں
محسوب ہوئے بعد چند روز کے درمیان وزیر اور بادشاہ کے تقاضی آیا اور رفتہ رفتہ منجر
سانہہ جنگ کے ہوا اور وہ جنگ چند مہینے تک امتداد پا کر بطرز انتظام الدولہ قمر الدین خان کے آخر بر
بحال ہوئے صوبہ اور وہ اوراسہ آباد کے صلح ہوئی اور وہ محرم الحرام سنہ ۱۱۶۷ گیارہ سو سینتالیس کو

پیغام رفاقت کا اور داعیہ ازدواج دختر مذکور کا تھا اسکے کہلا بھیجا کہ میں در اپنی لیے اس امر کو سرمایہ اپنی
افتخار کا سمجھکر قبول کیا اور اقامت کر کے دختر مذکور کو بیاہ کا میں لایا پس کار بیاہ ہی ملکہ زمانی اور رضا عمل کے
سفر کی سمجھ احوال اتصال اسکے کر دی اور ہمراہ اپنے لیکر عازم لاہور کا ہوا اور وہاں جا کر بادشاہ کو اپنی لاہور طلبان
اور ٹھٹھہ کا اور جہان خان کو سپہ سالار اسکا کر کے آپ اور ستھ مل اور قندہار کا لیا یہاں عماد الملک غازی الدین خان
بہادر کو ہمیشہ بادشاہ سے خلاف رہتا تھا آخر ارادہ اسکے قتل کا مصمم کر کے مہابت خان کو بھیجکر دھوکا سے بلوایا
کیا اسنے ایکدن بادشاہ سے عرض کی کہ ایک درویش صاحب حال وارد اس شہر میں ہوئے ہیں اور کوٹلہ میں فروکش ہیں
ہی قابل زیارت ہیں بادشاہ سادہ مزاج حیلہ دانستہ اس حیلی درویش کے ارادہ فرمایا جب جا کر معہود
پر پہنچے حجرہ پر دروازہ کے جا بجا سیف جمدھر ہاتھ میں لیے اور پردہ اوٹھا جو میں کہ بادشاہ اندر ہوا
باہر سے کواڑ بند کر زنجیر چڑھا دی مرزا بابر خلف اصغر ان وقت بادشاہ کا جو ہمراہ تھا حال دیکھا تلوار کھینچکر
کو مجروح کیا یک عماد الملک کے دوڑے اور اسے گرفتار کر کے پالکی محفوف میں بٹھلا کر حبس خانہ سلاطین میں
بھیج دیا اور حجرہ میں جو بچا بے درویش کے تین چار آدمی تھے تلوار کر منتظر اس امر کے تھے
تلوار سے کٹا رہیں پھر دیکھا کہ اس بیچارے کی جان لی اور لاش کو طرف دریا کے پھینک دی
کہتے ہیں کہ بچوں نے لباس بھی اتنا اوتار لیا بعد چند روز کے بعضے آدمیوں نے حکم بادشاہ کشمیری کا لیا
مقبرہ ہمایون کے دفن کیا اور اسی روز بھی اسنے بیگا بخش اور زاہد بیگ کو تخت پر بٹھلا کر جہان
ملقب بہ سلطنت عالمگیر ثانی کیا چھتر شاہی علی گوہر شاہ عالم کا بیان
اعلی گوہر شاہ عالم بہادر ولیعہد عالمگیر ثانی کا نام محمد [illegible]

راجے خود اہان آپکے درود یکے ہیں اور اول سے ہی خیر ہیں کہ ماغیون مرتبہ کی شہزادہ تیمور شاہ اور سکندر شاہ
جہان خان سے کذرین تہیں ارادہ فرمایا عماد الملک ضرور اسکے اپنی پاکی طرف سور جیل جائیگے یہاں کا آورہ ایدلی
ایتے ہی اول میدان باد لیہیں کہ بچے سوار دہمان ایا کہ ہی دنا سر دوآمر مٹہ سے مقابلہ ہوا کہ ول نے درانیو نکے جو
مقرر روز کا سے انو ایچ مرٹہ سکے نکالا اور چونکہ دنا مع جمیع ہمراہیان کے خصوصاً کے اول سنہ ۱۲۱۳ اکیس بارہ سو تیرہ ہجری
الف بتجے سدر نبے ہوئی مادہ تاریخ اسکا ہی ہے کہ سلطان عصر درانی قتل دنا یہ تیغ دشمن کا ہے کفتہ تاریخ
این ظفر آزادہ نصرت پناہ پہ بہار ہوین صدی کے چہرہ وین سالمین چھٹی جمادی الاخر کو شمالیطرف
پانی پت سے شمیو راو بہاو سے لڑائی ٹی روہی ابدالی اور مسلمان ہند یعنی نجیب الدولہ اور ضابطہ خان اور شجاع الدولہ
استعداد پیش آئی کہ عرصہ قلیل ہیں مشتوں کے پشتے ڈالدیے زمین معرکہ کی مذبح مقتولون سے
تمام کلکہ ادی عرصہ عدم کا کثرت لاشو سے خیلی تنگ ہو کر ایا دس ہزار روہیلے پیدل ہمراہی
نجیب الدولہ کی کہ جو ہر شجاعت ہیں غیرت المثل ہیں سنکرین کہ بس بلوت راو ضبطہ یار کو کہ
مدار المہام اور قوت بازو اسکا تہا مارلیا بائیس ہزار روہیلے غلام و کنیز شاد بقیم مردان سالم کے
ہوئے اور جو ہر نقود کر نمایہ اور اجناس لوٹ پچانہ اور پچاس ہزار گھوڑے اور دو لاکھ گاؤ کی
ہزار اونٹ اور بانوماتی ہات غازیان نصرت شعار کے آیے اور بقیہ السیف جو آوارہ دشت ناکامی ہوئے
پیچے دم دبہاگے جب باکر پکڑ لیے اور مار ڈالنے ہیں کوی دقیقہ مہمل نچھوڑا کہ کہتے ہیں کہ ایک
یک مدت مدید تک اس جماعت مذکورہ کے نمایان نہو اور نیسابق اسکے عمل غنیم کا طمان اور
دیڑہ غازی خان اور دوسرے طرف تک جہانتک ہوگیا تہا اور باوجود اسکے کہ سلطنت ہندو

کر رہیتے کہ عرضیوں سے ارا کین کی متضمن کیفیت آشفتہ شاہ ابدالی کی اور حال استیصال قوم مرہٹہ کا کہ وے وا
سلطنت سندوستا نکا کیتے اور حقیقت نیابت سلطان جوان بخت کی اور جاری ہونا سکہ اور پڑھے جانا خطبہ اور فراہم ہونا
مذور تہیت جلوس کا تخت مورونی پر کہلا اور سیر اطمینان کا ہوا کہ احمد شاہ مذکور امراؤن کو دہلی کے مخصوص نجب الدولہ اور
شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور کل سپاہیون کو شاہ عالم کی اعانت پر بہت تاکید کی ہی بلکہ روانگی شجاع الدولہ
کی واسطے لینے تادیب کے وہان سے طرف صوبون کے ہو چکی پس شاہ عالم شکر فاد یجون کا بجالایا اور دوسرے سال جلوس
یعنی ۱۱۷۱ اکیاسی ہجری میں عظیم ابا دسے نکلکر قاصد ملک شجاع الدولہ کا ہوا اور شجاع الدولہ جو
اودہ سے چلا تہا اپنے صوبون کو پہنچکر بلا توقف لکہنو سے نکلا اور بیس روز میں سید پور پر آیا اور شاہ
عالم جو عظیم ابا د سے اگرے کی سڑک کو مخیم اپنا کیا تہا سو لہون فریقین کو حاضر ہو کر ملازمت حاصل
کی شجاع الدولہ کہ وہ بدون عنایت ہونے خلعت کے کام پر وزارت کے سرکرم تہا شاہ عالم نے ایک
مالہ مروارید کا اور خلعت ہفت پارچہ چار قبا اور ایک قلمدان مرصع دیکر سرفراز کیا پس ان سے
دونون ملکر بادشاہی عمل کو بزور نصب کرتے ہوئے چلے سو بیچ مل جاتے یا وہ وشاہدہ کرنے احوال
شاہ ابدالی اور مرہٹہ کا بادشاہت پر شاہ عالم کے راضی نہوا اور بارے بلا لیجانے کے قلعہ دار کے اکبر ابا د کے
سازش کر کے تمام سامان بادشاہی پر قابض ہوا اور نجب الدولہ اور مرزا جوان بخت ولی عہد جہان
آباد میں سمت اور شاہ ابدالی کو دور جا کر بغاوت اختیار کی بلکہ نایب کو شاہ مدموع کے جو لاہور میں
تہا مار ڈالا اور صبا نام ایک شخص کو قوم سے اپنی بادشاہت کے نامزد کر کے سکہ اسکا کیا اور ایک علم مفید
سیکون کی ہمراہ اسکے بوئی احمد شاہ ابدالی نے جو سنا عازم لاہور کا ہوا لکہا ہی کہ نیت اسکی طرف

سلاطین بعد بابر

دوسری طرف سے راہی ہے کہ اشارہ ماتھہ صمصام انگریزوں کے آگے سے بڑے اعزاز و احترام سے انہیں لیکے
اور یولا کہ تم ہمارے بادشاہ ہو ہم فرمان بردار ہیں آپ سے ہمیں جنگ نہیں شجاع الدولہ متہم ہو کر الہ آباد میں
آیے اور وہاں جمع اکٹھی کر کے لاکھ سوار اور پیادے بارود بکر مقابلہ صمصام انگریزوں کا اس فتح ہی
شجاع الدولہ کی ہوی اور پھر بنگالہ لیٹ کر شجاع الدولہ نے ناچار پھوک کمک روہیلوں اور مرہٹوں سے چاہی
اور غازی الدین خان بہادر کو بھی اپنے متفق اپنا کیا ماہ رفیعہ میں خوب عظیم و قتح حال ایسے
ہو لکر کیے یار کیے لاوردہ بہاگا اور کہات پر جمنا کو جبور کر کے رستہ کو الیار کا لیا کیتے ہیں ہراہی سے ہو کر شمار
دریا میں ڈوبکر واصل جہنم ہوئے اور فیروز جنگ بہادر بھی سو کر دان ہو کر قلعہ کالنجر جا کی پناہ لی بس شجاع الدولہ نفاذ
اور منکوب ہو کے صمصام انگریزوں سے صلح کیے اور وہ تمام الملک الکنا تمر فین آپ لاکر بادشاہ کو دیئے ہوئے کہ
کو آیے اور شجاع الدولہ وارد فرخ آباد میں ہوئے اسمیں ہوا کہ فقط صوبہ اودہ کا دیئے شجاع الدولہ کے اور
الہ آباد اسیطرح بادشاہ کے اختصاص میں آیا اور باقی جسکا قبضہ تھا اسکا قبضہ تہا انہیں دنوں میں جب سید علی خان کہ مدار
معاون عماد الملک کا تہا ہمتہ سید محمد خان برادر زادہ بہادر خان بلوچی کے ماہین شاہ جہان آباد اور فرخ آباد کے میدان جنگ
میں قتل کو پہنچا اسکا قایم مقام باپکے ہو کر محاصرہ قلعہ شاہ جہان آباد کا کیا شجاع الدولہ نے اگرچہ
پیشتر اسکے رفیق تھا مدکرم رکھا لیکن آخر کار صلح کی اور اش فتنہ کو اب صلح سے بجھایا شاہ
عالم بادشاہ کہ بیسب اطواری زمانہ کے ہمیشہ محکوم کسی ایک ملازم کے رہا کیتے تہے الہ آباد میں بعنایت
سے شجاع الدولہ اور سردار ان انگلشیہ کی تنگ اکر ارادہ شاہ جہان آباد کا کیا اور چاہا کہ لباس
شاہی اپنا اس شہر کے باشندوں کو دکہلا دیے لیکن یہ امر بعید الوقوع جانکر فکر میں ہم

پہنچا نے اعوان و انصار کے نہا کہ سامین بعضے سرداران مرہٹہ بقیہ السیف لشکر ابدالی کے جو ملک دکن اور مارہٹہ
تھے وطن سے بعضے امرا کے عہد و پیمان خاصکر دریافت کر کے بادشاہ کو مطمئن کیے اور عرایض قبول مسئولات کے پیا کیدر اپنے
پس بادشاہ دیتاب ہو کر اظہار مطلب کیا اگرچہ یا نچے آنے والوں نے منع کیا اور قباحتیں سمجھائیں مرچند اوتات پر الہ امام کی
راضی نہوا افغان اکبر زئی تنگ آجا رہو کر رخصت کی بادشاہ دہانے سے لشکر کو چ کو چ دارالخلافہ کو آکر قلعہ میں کو دلی نہا داخل
ہی نزول فرمایا اور بعد داخل ہونے حرم سرا کے مشغول لہو و لعب کا ہوا اور مرہٹوں نے کچھ زیادہ طلبان تشدد کیں بادشاہ نے
تب متفکر ہو کر استعانت فرزانجف خان سے جاہی اس نہا دینے باوجود قلت فوج کے واسطے ایکے کو شمالی
کی باہر نکلا اور ہر طرح سے ستیزہ آویزین غالب آیا نزدیک بادشاہ کے اسکی جا ہوئی اور مرہٹہ
نے ترقی کی پہر سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوین عبداللہ خان کشمیری اور اور بہی آدمی ارکان حضور سے
اقتدار پر نجف خان کے حسد کر کے ضابطہ خان کو کہ صاحب الوس جماعت روہیلون کا تہا
اور ایک جم غفیر پاس اسکے جمع تہا رہنا سہنا پایکہ ہوے مزاج اسکا بہی کہنے سے اکیا امیر الامرا
ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر نے ایسی اسکی کو شمالی کی کہ آخر نا چار ہو کر امن مانگا کہتے ہین کہ خان
موصوف نے اس سے ایسی جنگ کی کہ یوجہ نکسا بادلی کے کبہی ایسی جنگ نہوی تہی ہزارون آدمی کے
سر و تن میدان مین تہے پہر وقیکہ خان مذکور کو پیشمان پایا امیر الامرا نے عذر خواہی اسکی قبول کی
اور عفو تقصیر کیا پس بہت دنون تک وہ خدمتگذار رہا اور بہن اپنی امیر الامرا کو اور بیٹی تحف
قلیخان کو کہ وہ پسر تہا امیر الامرا کا تہا دینی مقرر کر کے سہارن پور کی سرفراز ہوا بعد چند روز کے غلام قادر خان بیٹا ضابطہ خان کا رطایف الحیل سے

سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک میں داخل قلعہ ہو کر ایکدن شاہ عالم بہادر کو تخت پر سے اوتار کر قید کیا اور جہاندار
نامی ایک شہزادہ کو اولاد تیموریہ سے اسیوقت برائے نام بٹھلا دیا بعد دو چار روز کے پھر اس جناب کو زندان خانہ
سے بلا کر جواہر طلب کیا انہوں نے محل سرا میں جا کر جتنا جواہر تھا لا دیا پھر اس نمک حرام نے دربار اس بزرگوار
کو زمین پر گرا کر چھاتی پر چڑھ کے اپنی کٹار سے دونوں آنکھیں نکال لیں ماہی مسند مہاراج مہادر
والی دکن کو کہ ان دنوں حضرت دربار دہلی کی تھی جب یہ معلوم ہوا اسنے انتظام اس کی اولی پر کے
فوج روانہ کی غلام قادر مردود نے یہ سنکر شہر کو خالی کیا لیکن دہلی قبضہ میں مرہٹوں کے ایسی انہوں نے
شاہ عالم بیاموصوف کو دوبارہ تخت پر بٹھلایا لوگوں نے بدین تہنیت کیا کہ دراین اوروہ بیکار اسیطرح
استصواب سے ایک زمیندار یکے کو گرفتار ہو کر مرکر ہوا آیا مرہٹوں نے اسے لوٹ کے پنجر میں بند کیا اور بند بند جدا
کر کے چند روز میں مار ڈالا اور دوسرے بادشاہ کے بارہ ہزار روپے ماہوار مقرر کیے پس استصواب سے شاہ عجیب الہم
خسرو محمد امیر خان فتورہ جنگ اعظم الدولہ معین الملک کہ سنہ بسن مقتدا اور مرید انکا تھا شاہ نظام الدین
نام پدر خان مذکور ناظم دہلی کیا چونکہ شاہ صاحب درویش تھے بفحوا کل شئی یرجع الی اصلہ بجہت طلب فی
دو کال شاہ جہان آباد میں بڑی کوٹھی رود اپنا مقرر کیا اور طرفہ یہ ہوئی وہ کوٹھیاں جو فراہم ہوتی تھیں بعنوان
میں جہان پناہ کی ارسال ہوتی تھیں اسی نام انکا خلائق نے بادشاہ کوٹھا رکھا ہی کہتے ہیں تا زمانہ اس
سواد الوجہ فی الدارین کے بادشاہ اور جملہ سلاطین زمانہ سے فتح و اخراج بہت تک بات تھی حتی کہ
زد و خاص و عوام ہی کہ ایک روز شہزادہ کے بدولت خود جمع ہو کر گھر پر اس فقیر کے آئے اور سکو سمجھا بجھا کر
لا کر واسطے ادا کے جو فرض ماہوار اپنے بٹھلا رکھے بادشاہ اس کے کہ ناتوان ایسے فرع ہوئے تھے

سلاطین تیموریہ

مذرصاحب بہادر کی طرف سے کورنر صاحب بہادر آپ اپنی دینی منعقد علاقدار آسہ کارکمپنی کی مذرد یوانی پہروکلا سے
صوبجات کی بہ آداب بادشاہی قرار پایا اور جہان پناہ بہ خلعت واسپہ کورنر بہادر سے خیاز فرمایا صبیہ سکاہو اور اول
خدمت سفارت پر دلی اضر صاحب مامور ہوئے بعد ایکے ۱۲۱۱ھ میں ہمایون بادشاہ عالم اس جہان سے انتقال فرمایا مدت سلطنت
انکی ارا میس برس کی ہوئی چونکہ ہمارے مخدوم تھے اور تخلص آفتاب تھا کسوسے تاریخ رحلت کہی ہی نظم
مدی آفتاب رویی ہیں ۔ بیس ۔ آفتاب زیر زمین شد واہ اکبر شاہ ثانی معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی
بہ شاہ عالم بکے ۱۲۲۱ھ میں ہمایون نشین ہوکر سنتی عبداللہ تخلص سے دو بیت مادہ تاریخین بطور نغمہ
یون کہے ہین ۔ چو از رحلت جلال الدین اکبر شد اکبر شاہ ثانی صاحب لقب ۔ نوشتہ سید اودہ دی بشارت
زہین تاریخ ظل اللہ اکبر کہتے ہین کہ افسران انگریزی یہ برای نام انہین بٹھلا دیا تہا اور رایا سے سرانجام
ملکی کو جیسا کہ ظاہر ہی ہے بموجب دستور سوا فق الزام دیتے تہے لیکن ادب انکا مثل ادب بادشاہان قدیم کے
کرتے تہے جو قانون کہ انکے بزرگون کے دربار کا تہا وہ اسیطے محفوظ رہتا اسیکے استرضا کو انکی مقدم رکہتے
تہے کوا مرین کہو سعادت بہادر بالاتر کورنر صاحب بہادر سے مخصوص تہی نشست برخاست وغیرہ مین
خلاف آئین سابق کے بہادرت نکی جو سعادت آنا مثل بندگان بادشاہی کے ادا بجا لاوے پیسے مجرا کرنا
اور دست بستہ کہڑے ہونا اور جب عرض کرنی ہو تا تہہ باندہ کر عرض کرنی جملہ قواعد سلطانین
بجا لاوے سکے حالت سے معجبا ور نکیا چاہتے تہے ۔ ۱۲۲۷ھ بارہوین جلوس میمنت مانوس میں شہزادہ جہانگیر مرزا
کہ دماغین آسکے اندک خلل تہا ایکدن شراب کی نشہ مین بنگلہ پر بیٹھے ہوے تہے اتفاقاً سیٹ
سلین صاحب بہادر کہوڑے پر سوار اودہر سے گذرے کہڑی مین سے دیکہکر نہایت بیادبی سے چین

کیا آیا جھٹ بار تنبچہ کا اسپر خالی کیا چار الکھل انکی پیشانی سے کولی کذری زندکی ہتی صاحب بہادر تو بچہ کیئے تولی
انکی اور کہی بس صاحب بہادر اسدم تو تولی اپنی وٹھا لیکر پھیکے چلے کیئے کہ انسا کہا قتل ان خسہ بشمیر تو تقدیر زور
بازو نہ ہیچ از دل ہم تو تقصیر خود ہ اور کہہ جا کر وہان سے جناب اکبر شاہ کی عرضی کروائی کہ صاحبزادہ بہادر نے
ایسا کلام پہ سبب کہنے کے عرضہ ہین آپ انہین بھوا دینا در نہ قصور معاف کو لہ چلیگا اکبر شاہ ثانی یہ سنکر
تامل فرمایا حتی کہ دو گھنٹے کذر گیئے تو سب ہوئے کہ کلی یا سبانون نے دروازہ قلعہ معلی کا بند کر لیا سپاہیون نے
کو لیے مار کر کواڑ توڑ ڈالے اور جوانان لین تو بین سر رہے ہوئے قصر شاہی مین دولان خانہ تک چلے آئے
یہ ہنگامہ دیکھکر اکبر شاہ خود براہ ہوئے اور صحن مین کھڑے ہو کر فرمایا کہ کہان لوگون سے کیون ہمان ایذا
دیتے ہین فوراً صاحب بہادر روبرو گیئے اور نہایت الحاح و تملق سے عرضکی کہ آپ مالک ہین ہمارا کچھ قصور
نہین مزاج شہزادہ عالم و عالمیان کا مرکز اعتدال سے روکردان ہوا بالفعل آپ انہین ہمین عنایت فرمایا
اندنون آپ ہوا لہ ابا کی اچھی ہیں ہے وہان اقامت فرمایکے ارشاد فرمایا کہ تعالی اللہ صحت بخیر و فت عاصفہ سے کزر
اس سے زیادہ تر بیلہ ادیکا حال نقل فرمایا بادشاہ نے فرمایا اچھا پس تو سند ہو کہی اور زیادہ فساد نہ اٹھایا شہزادہ کو خود
بدولت نیچے اتر کہی ہمراہ مرزا الہی بخش سوار ہو کر ارادہ کیے واضح ہو کہ سعید شہ بہادر بیاہ
خاطر عاطر طفل امد بیل سوار ہیکے ساتھ ہو کر مکان تک گیئے انہین بلے آیئے اور وہان سے عمارہ
سوار کر واکر جانب مقصود حملہ سے روانہ کیئے اور وہان سے بیشتر قرار داد اسطے سے مقرر کیا گیا تھا
معذرت بیکیا انہین رخصت بجہان ایا کیے ہیا تیکی ملی تھی لیکن پہروے خود بخود نہ آیئے اپنی خوشی سے
انہین ہیا ہے حتی کہ قضا کیے اور اسکے کیارہ سی جلوس والا ہین لارد ہارڈنگ صاحب کہ وہ رتبہ ان

سلاطین تیمور

مکمل انتخاب غزلیات

محمد ظفر اقبال

اور بھی عم شاہ انگلستان نے کہ اور باپ سے بھی پہلے انگلستان کی بادشاہت کی تھی اور مصور ہندوستان ہے اور ارادہ
اکبر شاہ کی ملاقات کا کر کے ظاہر شاہجہان آباد پر آئے زبانی یہ کہ بھیجا ہے کہ جب ہم آگرہ آباد میں پہنچیں گے تو وہ بھی
سے آٹھ منزل پہلے بادشاہ نے منشی محمد علی اور صدر الدولہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمایا جب ملاقات ہوئی لارڈ صاحب
ایسا کہا کہ ہم بھی بادشاہ زادے ہیں اور ملاقات بادشاہ کی چاہتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے دربار میں ہمیں کرسی عنایت کریں اور دربار
بیٹھنے کی دیں تو البتہ ہم تکلیف اس امر کی اٹھائیں منشی نے کہا کہ بادشاہ کے دربار میں کرسی کا بیٹھنے کا دستور نہیں
تو ہم کو بیٹھے آنے سے معذور اختیار دلیعنت کا ہی پس لارڈ صاحب بہادر انکے ہمراہ لیکر آگرہ میں نواب صدر الدولہ خان کی وکالت میں
منشی محمد علی اور صدر الدولہ حاضر دربار ہوکر معروضہ لارڈ صاحب بہادر کا کہ دربار میں کرسی کا دستور نہیں
طرح سے عذر کیا کہ انہیں تسلیمات کی بجا لانے سے وقت بادشاہ کے پیچھے اور سر کو محل ہاتھ کے ہے
عالیہ والدہ ماجدہ سے بوجہ خلاف آئین اپنے زبردستی کرسی نشین نہیں کر سکتے
انہیں نہ بیٹھنے سے آزردہ ہوئے تو یہ ہوگا کہ لاک روپی ماہوار جو ملتی ہے موقوف ہو جائیگی
دفعتہً بادشاہت زایل ہو کر ہم ایسا چیز ہیں خدا سبب اللہ ہی قطع نظر اسکے اگر تم کرسی دو
تو تین دفعہ حین ہیں اول تو یہ کہ ارتفاع تمہارے تخت کا جسپر کہ ہمیشہ جلوس کرتے ہو
ہے اور کرسی اس سے بلند ہوتی ہے دوسری یہ کہ بعد اسکے اگر بادشاہ زمن کا تمہارے سامنے
اسدم کیا ہوگا سوا اسکے کہ وہ تخت پر جلوس کرنے اور تم ہاتھ باندھے ہوئے رہو اور کرسی ہو
پس کیونکر یہ حالت بادشاہ زمن کی دیکھ سکتے ہیں اگر ہم کرسی تو نہ لیں گے جی چاہے تمہارا ہمیں
نہ ملے سید منشی صاحب نے جواب میں اسطرح کے دلایل جاری کیے کہ قوال اور شاعر عما

ابوظفر من بعد شہزادہ مرزا سلیم پسر دوم جہانگیر بادشاہ اور جملہ افسران طرفین کو مناسب دیکر رخصت کیا دوسرے روز سوار ہو کر سارباں
روان ہوئی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ فرودگاہ پر لاروڈ صاحب بہادر سے کہے عمارتیں آگرہ کے اور ہوا دار بیل ہوا رہو کے اور دیوان
عام میں بیٹھے آئین بیٹھے ہیں چوکنڈار وڈ صاحب بہادر میزبان تھے وہ نہیں ہے جملہ آداب شاہی بجالائے
اور پاس ادب سے اول نذر دی پس اور افسروں نے ایک بعد دوسرے کے موافق مراتب نذریں
گذرانیں اور شرائط مجرے کے بجا لائے من بعد لارڈ صاحب بہادر قریب اور باقی حاضر ہوئے دو گھڑی
ہوئے پانچ بجے لگا بادشاہ ملاحظہ کرنے لگے پس پانچ کشتیاں جواہر کی اور سوا کشتیاں اشرفی
کی اور پانسو طبق میوجات اور دو اکتاک کے اور پانچ رنجر فیل اور پانچ راس اسپ تازی کہ روانے جہاز
بعضے اہل دربار را چہ دہل کی انعام دیے ایلچی کہتے ہیں کہ جب لارڈ صاحب بہادر نذر دیکر گھر گئے تب جہاں پناہ کو نہایت
نہ معلوم ہوا اور بعضے خوشنودی ہو کے رخصت کیا دی لارڈ صاحب بہادر حقہ پر ہوا ہو کر بیٹھے
اور باہیں ملیں دربار اٹھ کر آئے اور کچھ عرض کی اس عرصہ میں عطر دان پاندان حاضر ہوا اور خود بدولت
برخاست فرمائے واضح ہو کہ یہ حوصلہ اور یہ مردمشناسی صاحبان انگریز دن کا ہی ہے واللہ اعلم بالصواب
پس سنہ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری میں کلان مسٹر جہاد ملکہ کو گئے اور بدلی میں اسنے
فرمجن صاحب رسیدہ دہلی ہوئے اقبال اکبر شاہ کا شہر حادی الاول سنہ ۱۲۵۳ بارہ سو
ترپن ہجری میں ہوا مدت سلطنت انکی بتیس برس کئی مہینے اور لقب بعد وفات عرش آرامگاہ
ہے بہادر شاہ ثانی کابیان ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ
ثانی مدفونہ ۱۲۷۲ کیارہ سو بہتر ہجری میں اٹھائیسویں تاریخ شعبان کی روز شنبہ

قریب غروب آفتاب کے کارخانۂ وجود سے لباس حیات کا زیب بدن کرکے جمال جہان آرا ہوئے عرصہ ہستی کے
عہد سعادت مہد میں شاہ عالم بادشاہ کے روشن فرما چنانچہ مادۂ تاریخ سال فطرت کا کیف بھجنا کی ظاہر ہے
پس وقتیں محمد اکبر شاہ کے منصب والا کے بعہد کی ہے استمرار ہوئے اور بعد ارتحال مدبر الامور کے اٹھائیسویں
تاریخ جمادی الثانی کی روز جمعہ ۱۲۵۳ بارہ سو تین ہجری میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا بحسب اغنے دہلی مادۂ جلوس
میمنت مانوس کا ہی لاکھ روپیہ ماہوار سرکار کمپنی بہادر سے ماہ بماہ پائے ہوا اسکے دیہات پرگنہ بسات میں دکانین
عمارات بازار وغیرہ سے قریب دو لاکھ کے ہی حاصل اور یہی ہے کہتے ہیں کہ عہد میں جناب کے جن دنوں ما وزارالکرین
یعنے کابل پر چڑھائی کی تھی اور بغرض مراد اکتا وہاں نہ پہنچا اپنی محفل میں رہا کسو دیم کی سنکر تکیہ بالا
الحمد و منہ فرمایا یہ خبر کسو غمازنے اُن تک پہنچائی خیر جب کور زجنرل لارڈ والن برو صاحب بہادر مسہم مذکور سے فارغ ہو کر
وارد دہلی ہوئے ارادہ ملاقات کا کیا اور کرسی جاہی آگے اس امر کو جانچنے اور کیا پس لارڈ صاحب بہادر مذکور چونکہ
امر مذکور ذہن میں تہا روسا کے متعلقہ کشور ہندی کے نذر کا کذرانا اور خلعت یا خطاب یا غیرہ پیشکاہ خلافت سے مناسب سمجھے
کسی موقعی کا حکم دیکر بعد دو ہفتہ کے شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو گئے اور تخت پر وہاں کے کرسی کے کنکر پیشے
اور رائے بابو جو کہ معتمد حضرت والا کے ہمراہ کابل کے آپ سے پہلے سبکدوش ہو کر ولایت کو گئے بعد روانہ
ہونے لارڈ صاحب بہادر موصوف کے ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری میں شہزادہ مرزا دیدار بخش ولی عہد خلد مکان
کشش بقا ہوئے خود مفارقت سے انکی بہت روز دل آزردہ خاطر رہے منصفہ آپنے چاہا کہ شہزادہ مرزا اکبر
بخت مہین پر سلطنت کو امر جلیل القدر مذکور سے ممتاز فرماوین لارڈ کور زجنرل و لہو سی صاحب بہادر جو
بالفعل سکہ دوستی کور زی کا قبضہ اختیار میں آپنے رکہتے ہیں با نحو آئے ظل اللہ لیے ایک استخانامہ واسطے

مصالحت متعلقہ مذکور ہیکے ملاحظہ اور تعریف و توصیف شہزادہ عالیقدر مع تصویر واسطے ملاحظہ ملکہ انگلنڈ
کیے روانہ فرمایا کور زبہادر نے وہاں تک جانے تیار راہ میں سے پھر دیا اور انہیں آداب بجا لانے میں بیشتر سادہ اطراف
واکناف کے مواضعات سے نعرہ فدوی شاہ ہندوستان کا حک کر کیے فدوی شاہ انگلنڈ کہو دوایا اور طرف
سے سرکار دار انگریزی کیے مبادلہ میں نذر عید الفطر اور عید الضحی اور نوروز اور جشن سالگرہ کیے دس ہزار روپیہ
سالیانہ تجویز پایا حضور والا نے یہ امر قبول کر کیے کچھ تامل فرمایا اور متوجہ طرف شادی بیسٹ آبادی
شاہزادہ موصوف کیے ہوے چنانچہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مطابق ۱۸۵۲ اٹھارہ سو باون عیسوی کیے
دوسرے تاریخ ماہ مے کیے یہ امر جلوہ ظہور کا پایا بعد اسکے آخر اللہ میں حضور نے خدیو کی صلاح و صوابدید سے
ملکہ انگلنڈ اور جمیع اولیان سرکار کمپنی بہادر کیے سلطان محمد فتح للملک شاہ کرسی نشین و سادہ ولیعہد
ہوے کیے اکثر امور علی کل حال در نیولار سپنٹ دہلی طاس مسلف صاحب بہادر ہوے بہای کلان مسلف صاحب بہادر کیے
بین کیتے ہیں انہیں ارباب کمپنی نے اشتمان کیا ہی اور طبیعت جہانپناہ ظل اللہ کی طرف شدہ کیے بہت مایل ہی اور
صاحب دیوان ہیں اکثر غزلین راقم کیے دیکھنے میں آیین کلام بہت شستہ اور سنجیدہ متخلص بانکا ظفر ہی خاکیے شعار
طبعزاد جاسلطنت صاحب کیے ہیں شعر نہیں کہتے کہ دیکھ اسکو تو اہل حال کیے پہنچتے دل ہے توت ہمای در اہتہا
کیے پہنچتے دلہ جو اکیا ہی اس فلک تیرہ رنگ میں ؛ قید جہان سے ہی دو قید فرنگ میں ؛ دلہ ہون تو میں
دیوانہ لیکن ایسی کہی نہیں ہون بات ؛ جو کہ پتھا پاس بیٹھ ہوے قابل او تھہ کیا ؛ دلہ ڈر ہوت ہے کہ بنکا نہیں
ہی زیادہ ترہ پوچھو تو غافلون سے نڈر کیونکہ ہوے ؛ سلطنت کو بہادر یا دشاہ کیے وقت علوس حالت
تو یہانک اوراق ہذا لیکہ سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھہتر ہجری ہی سولا برس عیسے میتے

دوسرا دفتر

دوسرا دفتر یا دشاہان دکن اور وہاں کے طوائف اور روسا مستقل و غیر مستقل

حکام دکن کے بیان میں

تمت

نفریف خواہ اصالتاً خواہ نیابتاً جب اللہ استعداد اپنے کیتی کت پی اور کتورستانی کی حتی کہ جب بادشاہ ہندوستان کا
خلجی ہوا اور ارادہ اسکا علاوالدین خلجی دیوگڈھ پر آیا اور اسکو فتح کیا یہ ابتدا حکومت اہل اسلام کی اس
اطراف میں ہی اور فتحپور سلطان محمد تغلق شاہ کے مدت ہم لوگوں کی زیادہ ہوی چنانچہ الغخان نے
حالات شہزادگی میں آکر محاصرہ ورنگل کا کیا تا اسیطرح جاکر سن تک سکن تخت ہندوستان اور جب علاوالدین
حسن کنکو بہمنی یہاں آکر جلوس فرمایا ممالک مذکورہ علیحدہ شمار کیے اور رفتہ رفتہ خاندیس احمد نگر برار
بیجاپور بیدر حیدرآباد نام پیچھے صوبوں میں اسکے عمل مرتبدار ہوتے گیا ہے تا حالت تحریر یہ پانچ سو
بائیس سال ہوتے ہیں ۶ السنہ علی کل حال واضح ہو کہ اب راقم دفتر ہذا اس ابتدا آجلوس سے شاہ
سکہ نانظام الملک آصفجاہ رابع سنہ ۱۲۶۹ھ تک احوال ہر آبادشاہ اور ہر سکہ کے طریق احوال
کو تباہی اور ساتھ ہی تحریر ہیں اللھم اجعل عاقبتہ فی کل حال و تمم بالخیر سیلما انہ
کیا ہیں سلطان علاوالدین بہمنی کا بیان سلطان علاوالدین حسن کنکو بہمنی کا نام اصلی
اور دہ اول روزگار میں بیجو دار الخلافہ دہلی کے ملازم کانکوی ہمنی منجم کا تھا اوقات اسکے نہایت تکلیف
گذرتے تھے اتفاقاً جوجا کا دا سیطے قدرت نمائی کہ رتبہ بختی اور رفعت میں بکمال بادشاہی کے آیا دریں طالع
چند روز میں ذی اعتبار ہوا پس شمار سنہ سے سلطنت محمد شاہ بن تغلق شاہ کی کہ وہ
بس سفاک و بیباک تھا نہایت اقتدار کی اور وارد دکن ہو کر عرصہ قلیل میں رونق سلطنت دہلی
اور شجاعت خلقی کے خصوصاً بسبب نیک نیتی کے استغنا سے جمع غفیر اور مجمع کثیر کے نظام پذیر ہیں کہ
پیچھے کو سن دولت آباد ہی میں بادشاہ قطب الدین کی صبح کہ وقت صبح دم

دوسرا دفتر

حکام دکن کے

بیان میں

چونکہ یہ ذکر اتنا کوشہ ۷۴۸ھ سات سو اڑتالیس ہجری سے ہنوز زمانہ شاہ مغفور سلطان محمد
شاہ بن تغلق شاہ کا تھا تاج شاہی کا سر پر رکھا اور سیہ چتر کہ نشان خاص ہے عباسیہ کا سایہ کیا کر بالائے
فرق بلند کیا اور حضرت اور سکہ مملکت دکن کا اپنے نام سے کیا اور شاہ علاء الدین حسن گنگو کی خطاب اپنا ظہیر رکھا اور
نام کلبہ کہ کہ بانی اسکا رہا کلبہ حسن آباد اپنے نام پر کہا اور اسکو اپنے تخت گاہ اور مدار کار جانکر اختیار کیا اسے
کہ اول آکر کلبہ مین قیام کیا تھا اور وہان سے خروج کرنے کا بھی اس تہ کو پہنچا اور بعد اس کے ہر ایک مقام کو
اپنے تئین یکے بعد دیگرے بخوبی تمام کیا اور قلعہ ماندی کو سنا اور قلعہ ماندیل سے سر انر فرمایا اور جب خطابات شاہی و رعیت ہای
ہمدان فتح و نصرت کے بلد تخت گاہ کلبہ کو مشرف ہوا علاء الدین حسن جیسا کہ چاہیے عہد سلطنت کا ادا
اور دیرینہ سے ملک کا ایسا عریض ہوا کہ پہونچا ہے قلعہ اودھنی تک اور بندر چیول اور دابل سے جدا بانا تک
اسکے تصرف مین آیا امرا مغلون اور پہلوانون اور راجپوت سے جو طرف سے سلطان محمد شاہ تغلق کے تھے بندر
اور قندہار مین تھے لطف اور ملایمت سے اپنے مطیع اور منقاد ہونے اور کرنا سن ہی لیا بنا بانا
جامع مسجد حسن آباد کی اور قلعہ اسکا جو مندرس ہو گیا تھا نیا سرے سے تھوڑے سے زمانہ مین درست کیا اور قریب
زمانہ جلوس کے جب منجم مذکور یعنے کانکوی پہنچا کہ وہ نزدیک شہزادہ محمد تغلق شاہ کے وقت رخصت
رکھتا تھا بہار ملازمت کی کیے وارد دکن ہوا تھا علاء الدین حسن نے اسکو بلا کر ممالک محروسہ کے حال سے واقف
سنہ ۷۴۸ھ کیا مشہور ہے کہ قبل اسکے برہمن لوگ متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور ملازمت سے اہل دنیا کی
خصوص مسلمانون کی پرہیز رکھتے تھے کدران انکی احسان و انعام پر اہل دول کے ہوتی تھی اول قشہ

بنا شد بحال کہ اپنی حکومت اور کامیابی ثابت
تصرف کے اصل اپنا کر اسکے کو
بین بخت اپنے کو
ملنا اور حکم کے
پہلے اپنا
بین

ارتک وقہ بادشاہان دکن طرف ہمنوں کے مرجوع ہے واضح ہو کہ مزاج علاوالدین کا طرف ملک گیری و جہانبانی
کے بہت مایل تہا چنانچہ ماہ شعبان ۷۴۸ سات سو انتالیس میں ارادہ اس امر جلیل القدر کا جس کا ذکر کیا گیا
کا ہوا اور جب یہ خبر دہان دہلی پہنچی ہزار سوار کا ہوا لیکن اس عرصہ میں اجل سپہ آہنچی اور انتظار دفعتاً
سخت بیمار ہوا پس قطع عزم بالجزم کا آیندہ پر موقوف کیا کر چند روز فرمایا اور کلبرگہ میں آکر چھ مہینے تک بیمار رہا حکما
محمد نام بڑے بیٹے کو اپنا جانشین کر کے وغرہ ربیع الاول ۷۵۹ سات سو انسٹھ میں انتقال کیا مدت عمر اسکی سینسٹھ سال
اور ایام سلطنت اسکے دس برس دس مہینے سات دن ہیں البقاء للملک المعبود اور یہ بھی جانا
چاہیے کہ وجہ اسکو بہمنی کہنے کی نزدیک محمد قاسم فرشتہ کے یہ ہے کہ جس دن یہ نوکر ہمن کا تہا اسی دن ہمن نے
اس سے ایسا کہا کہ ترا کچہ طالع سے میرے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور یہ بات قریب ہے
بالفعل میں تیرا محسن ہوں پس تو بیرے ساتھ یہ عہد کر کہ اگر بخشندہ پادشاہ عظیم کا کورنیا
فرماوے تو موقوف میرے نام کو جزو اپنے نام کا کرنا مبارکت سے تیرے نام کی میرا نام بہی صفت بقا
کی پیدا کرے حسن نے اس امر کو قبول کیا اور ہنوز اعلی رتبہ کو نہیں پہنچا تہا کہ ادنی ترقی میں نقش
مکین اپنا حسن کانکوی بہمنی کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سلطان نژاد سے بہرام کور کی تہی اور وہ
سے ساسان کی تہا اور ساسان نسل ہمن بن اسفندیار کی اسمیں تو خوشا معلوم ہوتی ہے اور

بیان سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان سلطان محمد شاہ بن

سلطان علاوالدین حسن کانکوی بہمنی باپ کے بہولان کے دن صبح کے وقت موافق وصیت سلاطین
ہندوستان کے فاتحہ پڑہنے زیارت کے فارغ ہوکے بعد لباس ہوک کا تغیر کر کے دارالخلافہ جیسن زیا

حکام دکن کے

بکلر کہ بن تخت فرما ہی پر جلوس کیا اور حکم فرمایا کہ سکہ اور پرزر کہ مارین اور جمیع مردم و قت بار عام سکہ نثار کر
سر زمین بر کہین اور سر روز یا بخوف نوبت بجا کریں کہتے ہین کہ وہ عہد جہانبانی سے میسا چاہیے برآیا اور سلطنت مین
کسی نقص کو دخل نہ تھا اور سنجاب سے راہ بنا دی واضح ہو کہ بعد منقضی ہونے دولت پادشاہان بہمنی کے کہین چند روز
صاحب چتر اور خطبہ ہوا لیکن سکہ کہونے نثار اور بجنوبت کہ لازمہ پادشاہی کا ہی بجا لاکر والیان تلنگ بعنے
قطب شاہیون نے سکہ پادشاہی نوبت آنہون نے بھی نہین بجوائی اور فی زمانہ یہ نوبت پہنچی ہی کہ بلدۂ حیدرآباد مین امیر قطب
درگاہ دیوڑھی ہی کے دروازہ پر بجتی ہی معمول سلطان محمد شاہ کا تہا کہ ہر دن پچھلے پہر اور ہوا دل اسپر
تعظیم کے بادشاہ کے تخت کو کہ وہ نقرہ کا بنا ہوا تہا سجدہ کرنا بعد اسپر بیٹھ کر کمال شوکت اور صلابت
سے بار عام دیتا اور قبل ظہر کی اذان سے برخاست فرماتا بعد ایک سال کے ملک جہان نے کہ والدہ
کی تہی جب ارادہ مکہ معظمہ کے سفر کا کیا صدر شریف اور دو تین مردم معتبر کو نقرہ اور طلا کی مہر دیکر
جو اسوقت حاضر خزانہ تہا سب کا سب حوالے ابکر کے ہمراہ اس عفیفہ صالحہ کے روانہ کیا
تا راہ خدا مین صرف کرکے ذخیرہ آخرت کا جمع کرے جیسے عفیفہ حج و زیارت سے مراد و سول کی
مشرف ہو کر صحیح و سالم اپنے سب ہمراہیون سمیت کہ یہ بھی ایک اتفاقات روزگار سے ہی آئی
لکھا ہی کہ آٹھ سو عورتین سیدہ اور فقیر سو آخوندون اور قرا متون کے اور کئی بیابان بلوک اور جواہر
کین جو جو کہ ہمراہ اسکے سوار کشتی ہوے تہے وقت مراجعت سکہ سب کے سب زندہ اور سلامت
آئین و رخصت ہوے سکہ نثار کی کا ہی اور خلعت خاصہ اور فرمان بادشاہی دکن کی سرفراز کیا اور
اجازت خطبہ اور سکہ کی طرف سے خلیفہ عباسی کے لے آنے سلطان نے کمال اعزاز سے اسکو

پہنا اور جو لشکر ہمراہ اسکے آیا تہا انہیں بہت سا انعام دیا اور جابجا یہ کہا کہ واسطے برکت کے والدہ صاحبہ
یہ آہی نہیں سنیہ مجرا کہا تہا اسکا چترنا یا اکثر اہل کفر سے اسکو جنگ رہتا لیکن ہمیشہ مردانگی اور دلاوری
سے مقابلہ کیا اور بہت سے کام شجیعون کے اس سے ظہور میں آئے وقتیں اسکے ہمیشہ فتح اسلام کی رہی ہے
اسطرف کے مغلوب ایکوقت زخم کو لیکا اسکے بازو پر لگا تہا کہ کہنہ کا کار کرنہوا اور تخت مرصع کا کہ اسکے تلے نے
واسطے سلطان محمد تغلق شاہ کے بنایا تہا اور وہ دیبای اسکی سرکاریان کے کہا ہوا تہا جب اسنے حاضر کیا بادشاہ
بہت خوش ہوکر روز محمول کے اسپر جلوس فرمایا اور نام اسکا تخت فیروزہ رکہا اسواسطے کہ رنگ اسکے
مینے کا فیروزی تہا اور تخت کو باپ کے کہ سجدہ اور تعظیم سے اسکے دلکر تہا و اسیطے تین اور تبرک کے خزانہ میں رکہوا
دیا کہتے ہیں کہ قبل کہ اسکا مول اور چار کروڑ تنکہ تہا اور لکڑی اسکی آبنوس کی تہی اسمیں جواہر قیمتی جڑا ہوا
تہا اور وضع اسکی ایسی تہی کہ وقت نقل و تحویل کے اجزا کو اسکے علیحدہ کرکے ہند و قبیں بہ کہہ تیے تہے واضح
ہو کہ اوایل عہد میں سلطان کو ہمیشہ اہل کفر سے نزاع رہی اور جسقدر ارادہ کرکے کیا اللہ تعالے اسلام
کو مظفر اور منصور اور اہل کفر کو نکبت اور زبون اور خوار کیا کہتے ہیں کہ من لولہ الی آخرہ قریب پانچ لاکہ کفار سیطرف
غازیون کے تیغ کے کاہوئے آخر کار جب رائے بیاکر اور تلنگ اور تمام زمیندار دکن کے شاہراہ اطاعت پر آئے اسکی ایسے اسی قتل و
کشت میں لکہا ہے کہ اول زمین کرناٹک کی ایسی ویران ہوگئی تہی کہ قرنون میں حالت اصلی پر آنا
محال دکہلائی دیتا تہا پس سلطان نے قصد غزا سے باز آیا اور لشکر کشی موقوف کرکے مشغول عیش و عشرت
ہوا اور ہر سال کسیطرف چار طرفون سے ممالک محروسہ کے بطریق سیر کے جاتا تہا چار مہینے
مصروف شکار رہنا اختیار کیا تہا اور سپہ سالار اسطرف کا عہدہ سلطان جا تا ہے

تحفہ لایق گذرانا اور بادشاہ کو دار الملک تک اسکے پہنچا کر آپ بعزز اور مکرم مہوجت کو تا بہی ستور زندگی
تک اسکار ہا اور تاثیر بے سخنان پند و نصایح مشتمل بر ان الدین کہ وہ در دلشین با شرع تنبیہات بے فوید
کر کے ترویج بین شیعہ غرا کی بہت کوشش کرتا تہا اور شیعہ فروشی کو صیح دلایات سے اندور کر دیا تہا اور
بزرگ صوفی سلطان محمد غازی کر کے خطاب کی نوبہت خوش ہو کر فرمایا کہ اس لفظ کو القاب پر بادشاہ کے زیادہ
کرین اور ردو کا اسکے یہ حال تہا کہ بین منار ہائی فیلہا بین بہم پہنچے تہے اور خزانہ بہی ایسا جمع ہوا تہا کہ بہر دو سے کے
زمانہ بین نہین ہوا جب دن زندگی کے تمام ہوے نوبین دیقعدہ ۷۴۸ھ سنہ سبع و ثمانین و سبعمائہ اہل طبعی سے اس کو بہوگیا کر اور نہ
عدم کے سفر کیا دکنیون کو اسکے مرنیکا بہت غم ہوا ایام سلطنت اسکے سات سال نو مہینے پانچ دن سلطان
مجاہد شاہ بہمنی کے بیان سلطان مجاہد شاہ بہمنی کہ پہلی زادہ فرزند محمد شاہ کا تہا بین بہمنی کی
تخت سلطنت دکن پر جلوس کیا واضح ہو کہ سلطان تنومند اور خوش وضع اور خوبصورت تہا اور زبان
فرنگی تہا اور لڑائی کے طرف تیر و کمان کے میل رکہتا تہا اور شجاعت اور جلادت بین کوئی اسکا نظیر نہا بہت بین
غضبور و شمشیر کا لانا شعار اسکا تہا اور ایسا کہتے ہین کہ عہد سلطنت بین جب تخت پر آکر والی ایجانگر نے واسطے مقابلہ
کے روانہ ہوا اثنار راہ خبر شیر کی سنکر اودہر متوجہ ہوا اور جو فوج کہ سامنا اسکا اس شیر غرین سے
ہوا جیت سکے ایک تیر اسکے طرف پھینکا ایسا وہ تیر کار کر ہوا کہ شیر وہان تہا وہین کا ہوا فوت
اسکو جنبش کی نہ ہی سلطان نزدیک جا کر واسطے دریافت کرنے اس بات کے جب دیکہا اسکا چاک کیا ہوا
اور دل و جگر مجروح پایا اور قبل مقابلہ کے آیندہ سے ایک نامی مجانہ ہندوون کا جو بیٹا پر
ایک پہاڑ کی بنا ہوا تہا اور وہین جو اصنام تہے طلا اور جواہر نفیس سے مالا مال ہو تہا

اسکو توڑ کر پہنچے صرفین یا اور سولا اسکے سبب سے بچا یا پال کیے کہ بعد مدت بہ آتش غم سے اسکی جل گئے اور اس
مسجد کو کہ امیر علاء الدین خلجی نے بنائی تھی تعمیر اور ترمیم کروائی اور رات بھر چراغاں کیا اور دوسرے روز
آدمی ہاتھ نذر نہ کو سفید و سیاہ کپڑے پہنا کر لے گئے اور کہا کہ ایک شخص مبارک نام غلام محمد شاہ کا ہے کہ مرتبہ بہ مرتبہ بہ متولداری
خاصہ کے مرتبہ قرب زیارت کو پہنچا تھا اور خزانہ بھی اسکے حوالہ تھا ایک رات اسنے دیکھا کہ سلطان محمد شاہ وقت شہزادی
کے دروازہ خزانہ کا توڑ کر بہت سا زر لے گئے اور اطفال جو شہر بھر کے یاری اسکے تھے اپنے قسم مبارک کو لے
یہ حقیقت سلطان محمد شاہ بہمنی سے عرض کی سلطان مرحوم خفا ہوا اور فرزند کو روبرو بلا کر چند کوڑے لگائے سلطان محمد
شاہ اسکے طرف سے یہ کینہ دل میں رکھتا تھا اس مبارک قدم سے اپنی جان کے داود خان نام جو ولیعہد تھا علاء الدین کا نواسہ تھا
کر کے محمد شاہ کو قتل کیا اور بیٹے کا منہ نہ دیکھ کر دل مبارک نام متولدار کی سلطان کے حین حیات بدرجہ کے
مین فوٹ ڈالی یہی مسعود خان کہ بچتا اسکا نہا اپنے بدلے مین اپنے باپ کے سلطان سے ایسا سلوک کیا واللہ
اعلم بالصواب واقعہ محمد شاہ بہمنی شہید کا ستروین سنہ فجیہ کی ۷۹۸ھ شاہی انا سی مین اتفاق
مراجعت کیے مہم ایجانگر سے طرف دار الخلافہ گلبرگہ کے ظہور مین آیا مدت سلطنت اسکی مین سال
آٹھ دن ہی

سلطان داود شاہ بہمنی کا بیان

داود شاہ بہمنی نے اسیوقت کہ محمد شاہ قتل کو پہنچا تھا
جمیع امرا کو حاضر کر کے اپنی سلطنت کی دعوت کی جبکہ یہی دولت ملک کا تھا اور سلطان محمد شاہ کا لڑکا
سبھوں نے سر تسلیم کا جھکایا اور اسکی قبول کی پیش شاہ موصوف نے بعد دو تین دن کے سب سے کہا کہ مقام ہے
اپنے منصوبہ دار الخلافہ کا ہوا مدام مردم پاسدون سے حسن آباد گلبرگہ کے دور ہے بعض طرف ہے
کی اور بعض خواہان سلطنت محمود نے کہا کہ وہ چھوٹا فرزند سلطان علاء الدین کا تھا ملک نائب سیف

الدین غوری نامی بادشاہ کا کہ وہ منصب وکالت کا رکھتا تھا اور مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا کہا کہ یہ امین
باعث زوال دولت کے ہیں اب جو ہوا سو ہوا مناسب یہ ہے کہ سب اطاعت داؤد شاہ کی کریں کیونکہ اس کی عمر اعظم
کے سبب سے افضل ہے پس ان جناب کا سات بلہ خلعہ اور شاہ کے نام کا بڑھ ہوا کر التفات سے ایلچیان اور مشائخ اور صدور
استقبال کو بھیجے داؤد شاہ بہمنی کے نکلا اور تخت فیروزہ پر بٹھلا کر بعد جلوس کے آپ منصب وکالت سے استعفا کیا واضح ہو کہ
روح پرور آغا نام خواہر سلطان محمد شاہ کی کہ عم ہے برادر کے بیت منصب الکمال تھی وہ اس امر سے خاموش نہ ہوئی اور
صبر نہ کیا دکا نکلایا چند کہ داؤد شاہ طرف اسکے اکثر طالبت کرتا تھا لیکن اسنے کہ ہو جوان یا پہاں تک کہ بالکہ نام
ایک جواں کہ مقرب سلطان محمد شاہ کا تھا تعریص اور ترغیب سے اس ملکہ کی جمعہ کے دن الکیسویں ماہ محرم شہور سنہ
سی اسی کو جامع مسجد میں نماز نماز کر لوگ سب بیٹھے تھے شہر استقام کی کہنچکا اسی کرم فرنگا کی کہ داؤد شاہ
تہنیت ابو مدت حکومت اسکی ایک ماہ چار دن سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان سلطان محمود شاہ
بہمنی سب سے چھوٹا بیٹا سلطان علاؤالدین کا بعد داؤد شاہ مقتول کے استقرار پایا بلکہ روح پرور آغا کی دہم جہانبانی
کو سرانجام کیا اور ملک نائب غوری کو بلوا کر مکرر خلعت وکالت کا دیا اور شعار اپنا کیا کہ بے مشورت نائب موصوف کی کوئی کام نہ کرتا تھا
ہیں کہ یہ بات بہت اسکو مبارک آئی کیونکہ سلطنت میں اسکی فتور نہ آیا اور مسند عالیشان محمد کا بنا رہا وہ شخص نا
فہم کا تھا مفید کیا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصگی دار پر کیونکہ یاد واضح ہو کہ سلطان محمد شاہ بہمنی
قرآن خوب پڑھا تھا اور خطابت اچھا لکھتا تھا اور طبع اسکی موزون تھی علوم متداولہ سے خبردار تھا زبان
عربی فصیح بولتا تھا جب فتوح ہوتی تھی خوش ہوتا تھا اور جب مکروہ پہنچتا تھا غم کھاتا تھا کہ سوا
پی پی کے ہیں دوسری عورت سے کبھو نزدیک نہ ہوا اور ہمیشہ علما سے مجالست رکھتا اور اور نہایت انکی

دوسرا
حکام دکن کے
بہمنیہ

کیا اور جب اپنی عمر کا بیس برس کا ہوا تب شہر دولت آباد اور
ملک سولہ لکھ ہون کا شہر احمد آباد بیدر کا عہد میں سلطان
کہ اولاد ہو کر وارد دکن ہوا تھا
ہیں اپنا حافظہ قوی کہ ہو
جب کہ شہر

خاطر کرتا شعار اسکا تھا اور اسکے زمانہ میں شعراء اور عالم کے دکھنیں اکثر بہت مستفید ہوئے کہ ایک شاعر
عجمی نے ایکبار قصیدہ گذرانا تھا تو اول مجلس میں اسنے ایک ہزار تنکہ طلا کہ عبارت ہزار تولہ ہے عطا فرمایا
شیراز ہی اسنے وقتیں رغبت سفر دکن کے ہوئے تھے بلکہ وطن سے چلے نکلکر دریا تک آئے اور وہاں سے طلا علم
امواج کے متنفر ہوکر کشتی پر سوار نہوئے اور ایک غزل لکھکر خدمت میں روانہ کی بادشاہ نے سنکر بہت محظوظ
غزل کے ہزار تنکہ طلا کا ہندی آپ خریدکر کے واسطے اسکے روانہ کیا لکھا ہے کہ جسکو شاہ قبول ہے
شاہی کے جامہ قیمتی پہنتا تھا اور جب بادشاہ ہو لباس بے تکلفانہ اختیار کیا ہے
ہوتا تھا تو اسنے دس ہزار گاؤ خاصہ گجرات دریا کو بھیجکر وہاں سے اسکا
بنجا کیا اور باقی اسکا مینوں بقا دن لیا اور
دولت لایزال حاصل ہو اور ہر گھڑی شہر اور قصبوں میں علم مقرر کیئے
پاوین اور نقی علم کی ہو اور مومنین جو اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور سنکے واسطے وظیفہ مقرر کیا تھا اور اسپر مقید شرع شریف کا تھا کہ اسکے عہد میں کوئی
خلاف مسئلہ کا نہیں کرتا تھا اور نابینا دن کو شاہد معقول مرتبہ اسکی ملا کرتا تھا اور اسکے
انکے احوال پرسی بہت رہم فرماتا تھا کہ اس قصد آگہ ہے ہو کر آتے تھے اور دریا ہمہ اپنا مقرر کیا ہوا
ایام سلطنت میں آپکے ہوس سے افزائش ملک مال کی کسی طرف کو تنگ کش نہوا
غرتین کا ماکر آخر عہد میں بہادر دلدر خان دولت ابادیے کہ حاکم ساگر کا تھا بغاوت ظاہر ہوئی
تو واسطے اصلاح اسکے فی الجملہ توجہ کی تھی مشیت الہی سے مقدمہ مذکورہ روبراہ آیا اور بعد اسکے

الدین غوری ہی کہ رکن اعظم خاندان بہمنیہ کا تھا قضا کا کرد کار اسکا ہی انتقال ہوا کہتے ہیں کہ وقت مرگ
عمر وزیر مرحوم کی پانچ سو برس کی تھی تمام مدت سلطان مغفور کے اکیس سال پانچ ماہ اکیس دن ہیں سلطان

غیاث الدین بہمنی کا بیان

سلطان غیاث الدین رکن الدولہ مسعود شاہ کا بعد باپ کے سریر سلطنت
عمدین مسند آرا ہوا بنائی ہوئی شکل باپ کے خاص عالم تھا سلوک کا عاری تھا نقل ہیں نام غلامان ترک
معتبر شاہ محمود کا تھا کہ سکوں پر اسکے نام کی ہی نہایت حسین اور ملائم موسیقی ہیں بلکہ نظیر سلطان علاء
اظہار محبت کا کرتا تھا نقل ہیں ہے اسباب فیاضی کا بہم پہنچا کر بادشاہ کی دعوت کی سلطان اسیدیہ کہ شاید حضر
کو اپنی ہیں کرے بعد دعوت کے ہیرے کے جواہر سے بھرا ہوا ایک کہر کیا اسنے اول تو رسم مہمانداری کی بجالا کر بعد مجلس کے ایک خانہ
سے خالی کیا بادشاہ اور زیادہ رستم قیمتی دعوت کا ہوا اسمیں طرب نام غلام تقلچیں کا چند پیالے پیا
ہوشیار جانباز ہیں جنکی کہ زمانے عرصہ قلیل ہیں بادشاہ پر غلبہ کیا تقلچیں اور طرب نے جو فرصت پائی تھی
دونوں نامہ بادشاہ کے خانہ پر بھیجے اور جنکے کی تاکید کی پیدا سنکر اسنے یار دیگر انکہ کو بلا کر کہا اور بعد اسکے ایک ایک
کو بہانہ طلب سے اندر بلا کر قتل کیا یہ حال جو ہیں آدمی یار وفادار اسنے بادشاہ کو قلعہ ماہور روانہ کیا اور
چھوٹے بڑے یار و پاس جا کر بہار کیا سلطنت کیا دی اور قلعہ ہیں تمام آدمیوں کو حاضر کر کے تخت پر بٹھلا
اور ہر ایک کو انعام و اعزاز سے نوازا یہ حال سلطنت شاہ غیاث الدین کی زیادہ ایسا ہیں بس

ہیں سلطان شمس الدین بہمنی کا بیان

سلطان شمس الدین بعد عزل عیس برادر زادہ بس
کی جس میں تمام دست خط فرمائے ہوا اور جب حجت غیاث الدین کی دیکھی تب ہم کی سلطنت پر قناعت
کر کے تعلقہ کو خطاب نائب اور منصب امیر جملگی کا عطا فرمایا والدہ سلطان شمس الدین کی

دوسرا دفتر

ہنگام دکن کے

بیان تاریخ اسلام کا سانیت

من بعد حمد بیں اور نعت سید البشر ہیں عرض
اجلال فرمایا دوستان جنہ مقام عمل ہیں آئے اور
طاہر خان بیٹھا اور تاریخ عمر و دولت شاہ
حضرت علاء الدین لا زلت ظلہ الشفیق کی

چاریہ سلطان غیاث الدین کے ماں کی بہن محمدوشہ جہان خطاب پائی پسر فیروز خان بھائی احمد خان نوبہاری

ایک ماوری بیٹے واسطے وہ یہ کہ ان دونوں کو وہ بہنیں حقیقی غیاث الدین کی منوب تھیں چند ہفتہ عشرہ میں

قابو پیکر دربار تقلیبی اور سلطان شمس الدین کو مسلسل کر کے آپ قابض اور متصرف ہوئے اور بعد چند روز کے فیروز خان

نے تقلیبی کو کہ اسنے سلطان غیاث الدین کو اسیر کیا تھا واسطے انتظام اس جرم کے سلطان مذکور کو زندان سے طلب کیکے

دیوان عام میں بٹھلایا اور اسکو سنا کر اپنے ہاتھ سے اس غلام بیوفا کو اپنی تلوار ماری کہ داخل جہنم ہوا پس سلطان

شمس الدین اور اسکی والدہ نے رخصت کیا معظمیہ کی لیکر روانہ اس بقعہ متبرکہ کیطرف ہوئے اور دنیا دار

رہے آخر وہ ۷۱۸ھ آٹھ سو اٹھارہ ہجری شہر مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کو لبیک کہنے والا داعی اجل کا

ہوا مدت سلطنت اسکی سات ماہ و نو روز سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بیان سلطان فیروز شاہ بہمنی ملقب بہ

افروز شاہ بن فیروز شاہ بعد شمس الدین کے تخت پر جلوس فرمایا اور احمد خان بہادر کو جسکے خطاب خانخانان اور مرتبہ امیر الامرا

عطا کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اسکو سابقہ اسکے نسبت استادی کی تھی وکیل السلطنت اپنا

کیا اور ملک نائب خطاب دیا واضح ہو کہ سلطان مدت سلطنت میں اپنی چوبیس مرتبہ اہل کفر سے غزا کیا ہے

اور ہر بیچور اسکے کنارے ایک شہر بنا کر کہ نام اسکا فیروز آباد رکھا اور اسکو سخت گاہ اپنی قرار دیا

اور جملہ عادات پسندیدہ سے اسکے یہ ہے کہ اکثر اوقات جو دن کہ سالہا متبرک آتا تو صوم و صلوٰۃ سے گذارتا

اور کبھی فریضہ اس سے عداوت نہ ہوتا تھا اور محرمات شرعیہ سے کمال انکار رکھتا تھا اگرچہ ہر کہ

سنتا تھا اور پوشیدہ شراب بھی پیتا تھا لیکن ہمیشہ اس حرکت سے اپنی دلگیر اور آزردہ خاطر رہتا تھا

بنگاپور اور خلاصہ مملکت تلنگ اسکے عہد میں بحر اہل اسلام ہوا ہے اور صفت سخاوت میں اسکا نام نیک لیا ہے

ہر روز پانچ سپارہ کلام اللہ کا لکھا کرتا تھا راتکو دو پہر تک پہر علما مشایخ شعرا قصہ خوان افسانہ جو کوئی
طبع تاریخ دان سے بے تکلفانہ صحبت رکھتا تھا اور آنکھ بچا کر بہانہ سے سلوک کرتا تھا اور غیبت اور بد کوئی
کسیکی نہین سنتا تھا اکثر زبان سے جانتا تھا ہر ایک کے آدمی سے اسیکی زبان مین بات کرتا تھا اور قوت حافظہ
رکھتا تھا اشعار متقدمین بکثرت سمجھتا تھا اور خود بھی شعر کہتا تھا پہلے عروضی تخلص کرتا تھا بعد چندروز کے
فیروزی کیا اکثر علوم خصوصاً تفسیر اور اصول حکمت طبعی اور نظری مین مہارت بہت تھی اصطلاحات صوفیہ
سے خبردار تھا ہر ہفتہ مین تین دن شنبہ دوشنبہ چہارشنبہ شاگردون کو میر زاہد اور شرح تذکرہ اور شرح
مقاصد اور تحریر اقلیدس اور مطول ایسی کتابون کا درس پڑھاتا تھا اور کتاب توحات اور انجیل بھی پڑھ سکتا تھا
سنہ ۸۰۳ آٹھسو تین ہجری مین سلطان مظفر آیندہ امیر تیمور صاحبقران کی ملک ہندوستان پر لشکر امیر تقی الدین محمد والی
میر فضل اللہ اور مولانا لطف اللہ سبزواری تحفہ اور ہدایا کے فراوان اور کرامت مشعر اخلاص اطاعت کی دیکر روانہ
کیا صاحبقران نے حسن اخلاص سے اسیکے باوجود بعد مسافت کے خوشحال ہوکر زبان مبارک پر لایا کہ ہم نے پایا تاپی
دکن اور اور گجرات اور مالوے کی فیروز شاہ کو دی اور جاگیر اور تمام نوازش بادشاہانہ سے اسیکے دل سے رخصت کیا اور
مین فرزند خواہ لکھا اور وقت رخصت الطیبون کے سات بندے اور شمشیر مرصع اور جامہ ملوکانہ ایک غلام حبشی چہار
نامی روانہ کیے واضح ہو کہ سلطان ہذا ایک وقت مین سید عالیمقام عرش احترام پیر سید محمد دراز قدس سرہ کہ بالفعل بندہ نواز
کر مشہور ہین دہلی سے تشریف فرما تھا کہ ہوکتاد حال وہان بشارت فرمایا ہے مرقد مبارک بھی حضرت کی
اسیجا ہی کہین سلطان کی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اصل طبعی سے گذرا بعضے قایل ہین کہ احمد خان
برادر نے اسیکے عہد جاری مین کلاہ کونگر ۸۲۵ سنہ آٹھسو پچیس مین مارڈالا واللہ اعلم بحقیقت

جہانبانی اسکی پچیس سال سات مہینے پندرہ دن سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان

کہ ہنوز فیروز شاہ کرفتار مرض موت تہا اسنے رضا سے اسکی جین حیات اسکے تخت سلطنت پر جلوس کرکے سرپرہی
اس برادر بزرگ کی اختیار کی اور بخلاف سلاطین ماضیہ کہ بساط ارادت کا خاندان کے شیخ محمد سرابی کے پیٹ کر
مرید حضرت محمد کیسو دراز کا ہوا اور چند قصبے قصبات سے کار حسن الہا کلبرگہ اور دیوے پرگنات کہ انکو وقف کیے
واضح ہو کہ سلطان شاہ بخیر و خوبی حال تہا اور درویشوں سے سلوک بہت کرتا تہا لکہا ہے کہ عہد سلطنت مین اسکے
دیور کو والی ایجا نگر اور اور راے ویجایہ نگر سے بڑی بڑی جنگ واقع ہوی عنایت الہی اکثر
سلطان مظفر اور منصور رہا اور بہت سے قصبات لیکے اپنے تصرف مین لایا نیز اکثر جا کہ زنار دار کیے وہان
جو ائین اور نامی بت تہا سب کو توڑ کر مسجدین بنوائین اور ایک بت کو جو دروازہ بین محمد کیسو دراز قدس سرہ دفن کرکے تا کہ کسی کو خلاف
بین اور قلعہ کا دیل کا اشداکیا اور قلعہ زنالہ کی مرمت کی اور کہتے ہین کہ آصف ابا بہی اسی سے ہی اور
وقت بنا اسکے شیخ آذری اسفرائنی کہ شاعر زبردست تہا سلطان کی تہا سے ایک قصیدہ
مدح مین بادشاہ اور توصیف مین عمارات کے کہکر جایزہ لایق پایا اور ہندی کتابون مین ایسا لکہا ہے
کہ بیدر قدیم شہر ہے اور قلعہ اسکا راجہ بیدر نام ایک راجہ تہا دکن کے راجون سے معاصر اسکندر
رومی کا اسنے بنایا ہے اور انہی مین سے ہی دیکہنے مین آیا ہے کہ نل اور دمن جو دکن کے نامور
عاشق و معشوق ہوے ہین بیدر کے راجون سے ایک راجہ تہا کہ نام اسکا بہیم سین دمن اسکی
بیٹی تہی اور سلطان بعد جلوس کے حسن خان ولد فیروز شاہ کو کہ وارث ملک کا تہا یا نصیری
فیروز آباد اسکے رہنے کو مقرر فرمایا اور چار کوس تک دائرے پر دسکارے کے نکلنے کا حکم دیا وہ

عباس نہایت رغبت اسکو اور کاموں کیطرف نہی اسباب کو بہتر بنانا ہی ہے جانکر چھپا کے رکھنے کی فراغت سے گذرانا اور کسی
سرکت نکی کرا رزو کی بہم پہنچے لیکن بعد چھ مہینے کے اسکے بیٹے ہیں کہ مکحول ہو کر قلعہ میں محبوس ہوا اور اسی حالت
میں مرا عہد میں اسکے دس سال امساک باران کا ہوا بادشاہ دامیطے دعا کے نکلا اور وہاں سے بہتکتا ہوا آیا اس دن
سے لقب سلطانکا احمد شاہ ولی قرار پایا اور شاہزادہ علاو الدین کی شادی نصیر خان حاکم ایسر کے دختر نیک اختر سے
کیا اور بعد شادی کے فرزندوں کو جمع کر کے حسن و قبح اتفاق اور نفاق کے بیان کیا اور علاو الدین کو وہ زر کہتا
اسکو دیعہد کیا اور ممالک محروسہ کو تقسیم فرمایا پانچویں رجب کو سنہ ۷۳۵ آٹھ سو پینتیس میں اس جہان سے
کوچ کر گیا مدت سلطنت اسکی بارہ برس دو مہینے سلطان علاو الدین بہمنی کنیان سلطان علاو الدین
بن سلطان احمد شاہ بہمنی جب علو میں فرمایا شاہزادہ محمد خان کہ سب سے بڑا تھا اور باپ نے تقسیم ممالک کے اسکو نہ دیا
سلطنت کہ یکے سپرد سلطان بگرہا آبستہ کیے ہے مقہوران دکن سے بغی ہو کر لشکر کشی سلطان و ایذا سلطنت کے
متوجہ ہوا اور شاہزادہ بعد بہت سی زدو کوب کے شکست پا کفراری ہوا بعد اسکے نصیر خان حاکم ایسر سلطان کا لایا لقات
سلطان سے طرف دختر اسکے کیے کہ وہ خوبصورت اور حسن صورت اور موسیقی و ایانی میں بے نظیر تھی کیے ہے
کی زوجہ مہماۃ آغا زیب المخاطب ملکہ جہان ہے کہ وہ اسکی دختر تھی بہانہ تسخیر ممالک برار کا کر کے رخصت ہوا اور وہاں
جا کر حکام کو طمع و اون سے راغب طرف اطاعت اپنی کر کے آمادہ پیکار ہوا راکین دولت نے جا کر اسکو بہی منع کیا
بعد اسکے دیوگر کے حاکم ایا مکر کا ہوس تسخیر ممالک مال ہمسایہ کے سنہ ۷۴۸ آٹھ سو سینتالیس میں بسبب عیش
ہوا یاف بنے یہ خبر سنکر ارادہ انتقام کا کیا القصہ بہ بہت سی جدال و قتال کے بعد کے زور سے بیجنگر سے پروانہ صلح
و آشتی لیکر سلطان موصوف اول سایہ میں اپنے اختیار انشا نوا کر چند فرسخ وطن کے لیے

زبانی و اپنے نہار دیا اور فرمایا کہ سلطنت
دکن کی احمد شاہ کو مبارک سلطان اور شاہ
معاند بنکو بیدار ہو اور ملک الیتی اور شاہ
علاو الدین کو بہ ترغیب طرف
شاہ کو چلیا اس کو
ہی اگر دا فعل کر کے
شاہ کو بہادر شاہ

تا محصول اسکا دوا اور غذا ہین بیمارون کے اور حاجت روا ہین اطبا کے۔ مرد ہو کہ عورت اور سلطان یا وجود یکہ ابتدا مین
آپ مرتکب بادہ نوشی کا تہا لیکن دوسرون پر سختی تاکید تہی کہ کوئی کرفتار کوتہ کیا سکا کا ہوتا تہا اور اگر اجانا
کسیکو شبہ جرات کرکے کچہ پی لیا تو شبہ بکہلا کر اسکے حق مین دعا کرتا تہا اور عدل و انصاف مین بہت
کرتا تہا اور منبر پر بیٹہکر پایہ کے نزدیک جماعت کے ساتہہ حاضر ہو کر وعظ سنا کرتا تہا اور بہت سے تجانہ توڑ کر مسجدین بنوائین اور
یکے قتل پر ہرگز راضی نہوتا تہا نصارا اور ہنود اور برہمن وغیرہ سے کلام کرتا تہا اور بہت فصیح اور بلیغ تہا فارسی
یک جانتا تہا فی الجملہ علوم ہی تحصیل کیے تہے اور عیاش بہی اسطرح حکایت ہے کہ ہزار عورتین حسینہ عہدہ مین اسکے
سراپردہ شاہی مین جمع ہوتین تہین پس ۸۵۸ آٹہہ سو پچاس مین شراب کی توبہ نصوحا فرمائی ذات
سے متوجہ امور مالی اور ملکی کا ہوا کہتے ہین کہ جو فسادات بسبب عیاشی کے واقع ہوئے تہے چنانچہ کتب بسوطہ مین لکہے ہوئے
ہین عرصہ قلیل مین برطرف ہوا اور ۸۵۸ آٹہہ سو ستاون مین ۸۵۸ کی ایک رجم آیا ہر چند کہ معالجہ مین اسکے سعی کرتے
تیے از بہوتا تہا اور آخر مین کئی بار اوا مرکی منشور ہوئی حتی کہ محمود خلجی عازم دکن ہوا سلطان یا وجود درماندگی
واسطے دفع اسکے تیار آستہ کیا اور خلجی نے بہ صد سکر فتح غربت کی آخر کار ۸۶۲ آٹہہ سو باسٹہ مین اسی بیماری سے موا
لکہا ہی کہ ایام سلطنت اسکے تین برس نو مہینے بیس دن تہے اور بارہ دن تہا رکہ چوبیس برس نو مہینے بیس روز ہوئے ہین سلطان محمد

ہمایون شاہ بہمنی کا بیان

ہمایون شاہ الشہور ظالم بن بسر علاء الدین کا وقت انتقال باپ کے
سنہ کہ ہین تہا یوسف خان اور یوسف خان کہ معتبر امرا اسکی سرکار کے تہے وفات کو علاء الدین کے
پوشیدہ رکہہ کے حسن خان چہوٹے فرزند کو کہ دختر زادہ فیروز شاہ کا تہا تخت پر بٹہلا یا ہمایون شاہ مجرد
سنے اس خبر کے کل سپاہ اسکے ساتہہ نہیں کہ سکے اکٹہا اور دولتخانہ مین لیا حسن خان کو کہ اسوقت

ہر ایک کے دل میں ہوس تسخیر ممالک بہمنیہ کی متمثل ہوئی چنانچہ اول رائے ملک اودیسہ اور یہ کا اتفاق پسند افتاد
ملک کے سنبھاوہ ہوا آخر الامر بعد جنگ و جدل کے پانچ لک تنکہ نقد سے کہ اعتقاد خزانہ شاہی کے داخل کرکے روانہ
وطن کا ہوا سنہ ۸۸۷ ہجری میں سلطان محمود خلجی سلطان مندو اٹھائیس ہزار سوار لیکر راہ خاندیس سے نواح قلعہ ماہر
میں داخل مملکت بہمنیہ کا ہوا اور بعد جدال و قتال کے بہت سی تکلیف اوٹھا کر بے نیل مقصود پھر گیا واضح ہو کہ
قاعدہ اور آداب شاہان بہمنیہ کا یہ تھا کہ پہلے عورت کو ملکہ جہان خطاب دیتے تھے تھا ضرور تھا کہ وہ اہم جنس اور
ہم کفو سے ہو اسواسطے ایک لڑکی اہل قرابت سے مخدومہ جہان نے مقرر کرکے حواستگاری کی اور جب مانباپ اسکے
راضی ہوئے جشن طوی کا آغاز کیا عین شب زفاف میں کہ بیوین ذیقعدہ سنہ ۸۸۶ آلہ سی سینت کی بنی مکان آدھی
رات کو نالہ اور توجہ ہوا کہ نظام شاہ ملک عدم کو سدھارا وجہ اسکی کسی کتاب میں نہیں پائی گئی کہ کیا تھی مدت سلطنت اسکی
تقریباً دو سال سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیٹا شمس الدین والد ماجد ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی تخت فرمانروائی
وسطی مخدومہ جہان کا بعد پدر کے نو برس کے سن میں تخت نشین ہوا اور اتفاقاً کہ چھوٹا بیٹا اقطاع الاول تھا
اور جلیل محمد شاہ کا ہوا بسلطان فیروز شاہ کے علوم و فنون میں ماندان بہمنیہ سے کوئی بہتر محمد شاہ نہ ہوا اور عہد سلطان
کے بہت سے گنوار ہوا اور بہت بخانہ تنگ ہوئے اور بہت سے دین ہو گئے اور عوام بہت تباہ آخر جلیس
فتح نصیب اولیائے دولت کے ہوئی مملکت بہمنیہ کو بہت بہم پہنچی کہ تا ہنوز چار حصے نہیں آتے ہوئی اور
ہر حصہ پر ایک امیر تھا کہ بحیثیت طرفدار مقرر پایا غرض کہ سلطنت بہمنیہ کمال کو پہنچی پس کمال کو
زوال ہی اخیر وقت سے کے آثار زوال کے نمایاں ہوئے کہ روبہ تنزلی ہوئی کہ ملک انتہا رہ گیا
کاون الفاظ خواجہ جہان امیر الامرا کہ آدمی خدا دوست اور غریب نواز کریم النفس

وزیر عادل موافق مزاج مخدومہ جہان کا تھا جسکی وہ جفیفہ مکان کو اسکے اگر اپنا بھائی بولی نہیں
اور عنایت سلطان کی بھی بہت تھی اور اکثر اس سے مدت تک ظہور میں آئی نہیں جلدو میں ایک مدت تک
سلطان مہربان ہوکر اپنا لباس اور تاج سر سے اسکو پہنایا اور اسکا آپ پہنا بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ
لیے کہ سابق میں کسو بادشاہ نے ایسا کیا تھا اور بعض کا اعتقاد یہ ہے کہ شاہان تیموریہ کے کسو بہمن کو قتل کا
حکم نہ دیا اور اسلیے اپنے ہاتھ سے مارا چنانچہ غازی آسی روز سے اپنا لقب کیا تھا وہ نامبارک ہے اور افسوس ہے
وقتاً اس شخص کو جسے امر الامرا موصوف کہ جسکی تعریف میں ایک کتاب علیحدہ ملا عبد الکریم بیدانی نے
اسیکے حسن تدبر و کمال دوست کا حاصل ہو انتہا کہنے سے مفسدوں کے بے تحقیق قتل کر دیا امر آ فطا اس کشتہ کا
اور جب کبھی شخص سرکشی اختیار کرتا تھا اور سلطان سے آمنے سامنے آتی تھی ظاہر میں تو سکونت کرتا تھا لیکن باطن میں
ہر گھڑی خواجہ مرحوم کو یاد کرتا تھا اور افسوس میں رہتا تھا یہانتک کہ غم اسکا اسپر قوی ہوا اور ہم روز
روز کہتے لکھا کہتے ہیں کہ اسوقت شاہزادہ محمود خانکو ولیعہد کیا اور اندوز میں مکرر زیارت کرتا تھا کہ دیدہ دوستان
ہی اسواسطے کہ جب امیری اطاعت پوری نہیں کرتا باوجودیکہ سالہا بادشاہی کی ہے اور ہر سال
ملک فتح کیے ہیں بعد اسکے اس لڑکے کی کیا اطاعت کریگا اور جب بہت ضعیف ہو گیا خرقہ مقدسہ آنحضرت
سینا سی میں قدم اقلیم عدم میں رکھا وقت زعیں جو وقت ہوش آتا تھا کہتا تھا کہ نفس الامر میں
خواجہ مارا سامی ہے مصرعہ تاریخ اسکا یہ ہے مصرعہ خوابی دکن تاریخ اور شدہ مدت سلطنت
نو جینے تیرہ دن کم بیس سال سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان سلطان محمود شاہ

تخت بیمہ یعنی تخت فیروزہ کہ کہ جو اس زمانہ میں خوبی اور رونق میں ممتاز تھا قصر نشیمن میں لاکر رکھا
اور دو کرسیاں اور بیچ میں دو بازو دونوں کے بیچ میں اشرفی شاہ مرحوم اور سعید اللہ کہ افضل اور اصلح شاہ کے اس
زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھ کر تاج بیمہ اسکے سر پر رکھے اور دونوں ہاتھ پکڑ کر تخت مذکور پر بٹھلائے اور رسم مبارکباد
دونوں فریق میں ممکن ہوئی امرا جو مقام رتبہ میں نظام الملک محمد حسن نظام الملک اور رکن الدولہ قوام الملک اور صفدر جنگ
اور قمر الدین خان بدرک تخت بیعت کی باقی جمیع امرا اور ملوک اور صلحا نے سلام مشرف ہوئے اگرچہ زمانہ
اسکی مساعدت کا امیدوار نہ تھا لیکن فضل ایزدی سے بڑا ہونا علاوہ اس کے ہوا کہ محمود شاہ عفیف النفس اور
عیش و عشرت دائم الخمر تھا چنانچہ عہد میں اسکے احمد آباد سے بدر مکرم اور وطن لوٹ جاوے اور بھکنی شیخ
گنجان عوان اور خوشحال نے دار الخیر لاہور دہلی وغیرہ کا ہوا تھا قصہ خوان افغ کہ ہمیشہ مصاحبت میں پیش
ہر ایک ذی منصب کو ہوس حکومت کی پیدا ہوئی اور ہر ایک دوسرے کی دفع میں ساعی ہوا کیے ہیں قاسم
بیدکوب سید جلالی پر تسلط ہوا کہ رفتہ رفتہ سوا کام یکتائی کے نزدیک سلطان کے کچھ نہ رہا اور بعد فوت
وسعت دہ مرکبا اور بیتا اسکا امیر بیدقام مقام پایا ہوا وہ اس سے بھی زیادہ تر کامیاب ہوا کہ سلطان کو اس
بیدل محض کر دیا کہ عدم اور وجود اسکا برابر ہو گیا یہاں تک کہ زندوں میں شمار کیا جانا تھا نہ مردوں میں
طالب میں جو بھی بارہ برس زندگی کی مدت ۱۲ چھ برس منتقی تقدیر نہ تھا سو کی زندگی کا طی کیا
شاہی آسکی ساتھ تزلزلات کثیرہ اور انقلابات عظیمہ کے پایان کو پہنچیں ہر دل عزیز میں جانا جاتا
بیعت سکی ہی جانکر لکھنے میں آئی سو بدرجہ تم قادم واسواج سعید تا چند بیت بارہ ہاتھی
سلطان احمد شاہ کی بیان سلطان احمد شاہ کہ ہی کہ ہی مثل باپ کے

میں احمد نگر کو زیک بے ہان نظام شاہ یکے جاکر دہیں راہی عالم بقا کا ہوا سیف میں اسکے علاوہ
سموم ہوا یا اجل طبعی کذا مدت سلطنت اسکی مجہول اور وہ حبشی خارجی بتقدیر ستر آدمی مقوم الصدر خان
سے جس کا نکوی بہمنی کے جدا ایک بیاہی ہوئی ملک دکھن سلطنت کیے دوسرے کہ نظام شاہیون
بیانین احمد نظام شاہ بحری کا بیان آحمد نظام شاہ بحری بیتا ملک نائب نظام الملک بحری کا اور ملک
نائب اولاد رہین ایاز کے بہمنون کے تہا نام اصلی اسکا میاں بہت اور آپکے باپکا نام بہرو سلطان احمد شاہ بہمنی
کے وقتین جب بہت سے ملازمان کا ہو کر آیا اور داخل جیل ہیں بادشاہی غلاموں کی ہوا اسوقت نام اسکا
بدلکر ملک حسن رکہا پہر احمد شاہ بہمنی اپنے بیٹے بیتے یے حوالے کیا اسکو ملک حسن بولہنے لگے
لیکن شاہزادہ ایام طفلی ہیں لفظ بہرو سے تحریف کرکے ملک حسن بحری کہتا تہا اس سبب ہیں بحری
مشہور ہوا اور بلند مرتبہ امرا سلطنت ہیں منصب ہزاری پایا اور نقارہ اور ہاتہی مرصع پر کامیاب رہا
شکاری جانورون کا سبب لفظ بحری کے حوالہ کیا اسلیے ہمیشہ خطاب اور القاب اشرف ہمایون نظام الملک
بحری پایا اور حسن التفات خواجہ جہان گاوان کی طرف اور مملکت کا ہوا اور جب خواجہ جہان گاوان مارا گیا اسکا
قایم مقام ہوکر خطاب ملک نایبی اور منصب لشکری پر سرفراز ہوا اور جب شاہ نوت ہوا بموجب اسکے وصیت اسکے وکیل السلطنت
اسکے بیٹے سلطان محمود کا ہوا اور وہ یعنی بحری مرقوم بلد ہجیبن مارا گیا ملک احمد نے خطاب بایکا بانے پر اطلاق
کیے موسوم اور مشہور احمد نظام الملک بحری ہوا اور احوال سپاہ اور رعیت کے سپرد التفات کیا کہ تہوڑے زمانہ ہیں اوسکی
والی اور حواشی فیصلہ سر اور سیوکانون اور بن وغیرہ کے ضبط و نسق سے اسکے راضی ہوکر واصحی ہوکہ عنوان
شباب ہیں اسے جین جہاں بانی کے کندیل اور راجہ بندر بہیں اور بانام راجہ اور دوسرے کفارون سے

بڑی بڑی جنگ کرکے قلعہ جونداور بہاکر اور ننگی اور زردنی اور کندہار اور بورپ اور جیودان اور کہرور کو
برنجن اور مادھولی تمام کوکن کو مسخر اپنا کیا تہا اور قابض سب رہتا مردانگی اور شجاعت ایسی عالمگیر تہی
کوئی مقابلہ پر نہ آسکتا تہا لیکن زین الدین علی نائش اور شیخ مودی عرب کہ یہ دونو امیر اعظم سلطنت بہمنی
کے تہے تحریک سے سلطان عصر کی اکر ادادہ پیکار رہتے لیکن اللہ تعالے کو زرقی شاہ موصوف کی منظور
تہی ویسے دو تین مار یکئے اور اعمال و انفعال انکا موجب زیادتی جاہ و ملک نظام شاہیہ کا ہوا اور سنہ ۸۹۵
الٰہ ہجری بجانب قصبہ پنکاپور کی ہوئی وہاں ایکباغ بنا کر کے نام اسکا نظام باغ رکہا اور اس لیے
فتح باغ بہی کہتے رہے اور بعد فتح مذکور کے سلطنت بہمنیہ کو کمال ضعیف اور ناتوان دیکہکر سنہ
اسوقت وہ نشان بادشاہان دہلی اور گجرات اور ہند کا تہا سر پر بلند کیا اور خطبہ میں نام سلطان محمود کا محو کر
اپنا ثبت کیا بعضے امرا کو یہ بات ناپسند آئی نظام شاہ کہ زیور عقل سے آراستہ تہا مبادا فساد برپا ہو جائے
خطبہ تو موقوف کر دیا اور حقیقی چتر کے ایسا کہا کہ یہ تو واسطے دفع حرارت آفتاب کے ہی سہی علامت
کی کیا ہی تعجب دنیا اسکا مناسب نہیں امرا و دن نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو افسن عام ہو کہ سبہی چتر اپنے سر
رکہیں ناچار ہو کر رخصت عام فرمایا اور واسطے امتیاز چتر حاکم اور سایر الناس کے اپنا چتر
کیا اور سکہ سفید پس فتہ رفتہ عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ سبہوں نے اس امر کو اختیار
کیا اور اس بانہیں بشاہ و گدا ایک ہیئت ہو گئی اختلاف نہ رہا کہ وہاں تجربادشاہ کے دوسرے کا تعدد تہا
ہی پہر دو مہینے کو وہ ایک جو واسطے خطبہ کے مانع آئے تہے خود بخود نادم ہو کر بالاتفاق عرض
کیے کہ خطبہ پیر و مرشد نے اپنے نام کا پڑہوانا اسمیں ہماری خوشی ہی العہدہ پیکو اسکے لائق

اور بھی بہت سے مضامین منجملہ کیفیات بانی نظام کہ اسنے شہر بنارس کے ایک شہر بنا کر کے نام اسکا احمد نگر رکھا کہ ہے کہ اسنے شہر بنارس کو کمال بنا کر اسکا کیا ہے کہ وہ کسی ملک میں نہیں بنا کہ ہے اور اسکے عہد میں بسبب انصاف علی دین ہو کہ ہم غریب سب بڑے چھوٹے اسکے ستوجہ ہوئے اور اکثر دن اسکی طرف سے بہت اور اکثر دن اسکی طرف سے بہت کی فرد آفرد اگر دعوی زنا ولواطہ کا پیدا ہوا ہا ہتی کہ نکلی ہو دیدے دربار روز بیان ہوتا تہا ایک دو شخص ہاتھ جاتے اسوقت خون ہی اور دعوی علیہ کا ثابت ہوا اسی وقت نظام شاہ بحری حکم دیتا تہا کہ اسکو سب بنا جانچہ ایکبار ایک بہت حسین جوان ہر دن قلعہ کو دیکھنے آیا اور اسکو دیکھکر خوش ہوا اور ارادہ اسکے وصال کا کیا جب سے عشق کی خاوند میرا زندہ اور ان قیدیوں میں ہو جو کہ فوراً اس لفظ کے سنتے ہی ارادہ سے باز آیا اور صبح ہوتے ہی شوہر کو اسکے ملا کر انعام واکرام کے ساتھ اس عورت کو اسکے حوالے کیا اور وقت مرض الموت کے شاہزادہ جوان بخت کا سفارش شیخ کر کہ وہ بعد سلام بندگی عرض کرتا ہے کہ اے باپ میرا یا ایہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کو ایک مدت دراز ہوئی ہے کہ میں بیان نظام شاہ بحری کا

بیان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

نظام شاہ بحری کا ہمیں بات مشہور ہے کہ اسکی عمر میں کا فیصد حصہ عیش و عشرت میں گذرا اور طبیعت اسکی عمر میں کا فیصد حصہ طالب علم ہوا تہا اور خط نسخ اچھا لکھتا تہا کہ خواص عوام پسند کرتے تہے اول جوانی میں آسنے نام ہولی پر عاشق ہو کر اسکا نکاح میں لایا تہا حسین نظام شاہ بحری اسکے بطن سے ہی جو بعد بدر فایم مقام ہوا انشاء اللہ تعالیٰ

مرض جہانی سے جان جان آفرین کو تسلیم کیا وقت انتقال اسکے پانچ بیٹے تھے حسین نظام شاہ جانشین مدبر
عبد القادر کہ مان آن دو نیکی بی بی آمنہ بیبی اور شاہ علی بطن سے بی بی مریم کے اور شاہ حیدر داماد مخدوم خواجہ
جہان دکنی اور میران محمد باقر کہ وہ بیجاپور میں فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ بنگالہ میں جاکر مرا
مدت سلطنت نظام شاہ کی ستایس برس اور تین مہینے جاننا چاہیئے کہ اتفاقا جس سال برہان نظام شاہ اجل طبیعی
سے گذرا اسی سال سلطان محمود گجراتی اور شیر شاہ بادشاہ دہلی بھی سوائے تو کچھ نہیں زوال خمسہ اور اثنا عشر کہتے ہیں
حسین نظام شاہ بحری کا بیان حسین نظام شاہ بدبدہ رجوع جلوہ فروز تخت سلطنت کا
برادر اعیانی اسکا کہ بس عزیز و معزز تھا تاشی اختیار کرکے قلعہ میں نہ نکلا کیا چند کہ دو سہ برادر اور بھی
حال اسکے ہوئے لیکن سلطنت بتقدیر حسین نظام شاہ کے بھی منصبہ استقرار پر آخر الامر زد و بند عاد الملک کے جاکر مرے اور
دیے اور انکی جماعت مثل نہات الغشی ان ہوئے عبد القادر طرف برادر بیجاپور کو چلے گئے اور شاہ حیدر بیدہ کو روانہ
شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدابندہ عادل شاہ پاس بیجاپور کو چلے گئے اور شاہ حیدر بیدہ کو روانہ
حاکم وہانکنڈہ خواجہ جہان کو دختر اسکی بحالہ نکاح حسین شاہ حیدر کے بھی ارادہ ہے اس امر کے کہ شاید والا اپنا بادشاہ احمد
کا ہو کر اسلام اختیار اور بغرض تبدیل حسین نظام شاہ کے تعطیل اضیاری بھی اسطرف متوجہ ہوا اور اس
دستبرد کو روشن کی جو خاطر میں رکھے خواجہ مذکور اور اسکا داماد دونوں متفقہ کنان طرف عادل شاہ کے
بھاگ گئے اور نظام شاہ قلعہ مذکور کو فتح کرکے آپ روشن افزا اصل کے کہ ہو ظاہر ہو کہ نظام شاہ بس مرد دلیر
اور سفاک تھا کسی طرف سے ہراس دلیر اسکے مستولی نہ ہوتا تھا کہ جنگ میں حسین ہوا اگرچہ عادل شاہی
بھی جانا تھا کہ چتر سلطنت کا سر پر اپنے عم زادہ علی شاہ کے مرتفع ہو یک رائی

کہ اختیار کی انہی قضات اور علماء خلافت بیضہ دولت شاہ بنت عماد الملک کو سامان جشن شاہانہ تزویج دیکر
سالہ جشن شاہ کے عقد باندھا اور آخر سنہ ۹۶۷ نوسی سینت بن قلعہ کالنہ کہ موزد تصرف میں نظام شاہ کے تھا آکر
مع اور چند قلعون کے فتح کیا اور سنہ ۹۶۹ نوسی النتیر بن اپنی بڑی بیٹی کو کہ نام اسکا بی بی خدیجہ تھا اور وہ
بے نوزدہ ہمایون کے وجود میں آئی انہی شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن کو بیاہ دی اور سنہ ۹۷۰ نوسی
ستر میں دوسری بیٹی مسمی بی بی جمال کو عروسین ابراہیم قطب شاہ کے سپرد کیا بعد اسکے چاند بی بی بنت
ثالث کو اپنی سلسلہ ازدواج میں علی عادل شاہ کے اور بعد پسر سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو حبالہ نکاح میں مرتضی
نظام شاہ مہین بور آنے لاکر عداوت کو ہر ایک کی سابقہ حد اقامت سے مبدل کیا اور قلعہ شولاپور کو بنا بر نزاع کا تھا
حسین چاند بی بی کے مقرر کیا بعد الفراغ رسوم عیش و سرور کے یہ تینون بادشاہ اور علی بدیشور کا
الملک و اسپطے استیصال رام راج کے براق و سامان جنگ کیکدل و یکجہتہ ہو کر کمار کے بیکری کی بدیکے مقام
فرمایا کہ رام راج مذکور بیس ہزار سوار و نہ لاکھ پیادہ کی جمعیت لیکر انجانکر سے متوجہ حدود اقامت کا ہوا قضا کے
کردگار وقت مناسب غرور کہ سنی اور مدت حشمت سے جنگ کو بازی طفلانہ جانکر رام راج سوار
سنکاس کا تھا قضا رالہی ایک لاکھ تی قزلباش کے جانبچار اور کہار اپنی جان بچانیکے لیے سنکاس کو تھا
بھاگ گئے اور باقی بیلہ رام راج کو اشارہ سے فیلبان کے سونڈھ میں لوہا تھما کر اوپر دیا اور فیلبان نے تمام
اسکو نیکر نزدیک رومیخان کے کہ داروغہ ہاتیون کا تھا کہا رومیخان نے خاطر استحصال پر اسکے نظام شاہ کے
نظام شاہ بجہت سر انجام کارخانجات پرچھا کر اسپی کی پر بلند کیا اور بعد اس فتح عظیم کے احمد نگر
میں نزول جلال فرما کر کیارہ روز ہوئے تھے کہ فراط شراب اور کثرت مباشرت سے دستجہ ناگہانی

مرتضی اور برہان و سید خان چاندپانی اور پانی ضدیجہ بطن سے پانی خوزہ ہمایون کے اور دو پسر شاہ
قاسم اور شاہ منصور اور دو دختر آقا پانی زوجہ میر عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم کی اور پانی جمال بطن سے سید
سلطنت کی کیارہ برس ابوالمظفر مرتضی نظام شاہ المشہور بہ
بن صیتل بتخت سلطنت برجلوس افروز ہوا ان کی خوزہ ہمایون کہ کم بیتی کے سبب سے متصدی مہمات
بادشاہی کی ہوئی بعد آنکہ سلطان نے دیکھا کہ خود متوجہ ہوا کہیں کہ اطراف بادشاہت کی کہ اپنے
وقتوں دایرہ کو سلطنت کے عنایت الہی سے جمع پایا اور لشکر بیدار کہ بہت سے قرعہ اور تجربہ
وقف علما اور سادات کے واضح ہو کہ مرتضی نظام شاہ آدمی صاحب اقبال تھا چنانچہ جمیع فتوحات کہ
فتح قلعہ بیدر کی اور بعد سے کشتہ شدن خان نامی شخص ملازم علی عادل شاہ کا کہ اول سے قلعہ کندہ پر مامور تھا
مرتضی نظام شاہ کہ قلعہ کالنجر سے بیس کوس ہے قابض اور متصرف ہوا بادشاہ ہوئی نامزد کیا انہ
نشانہ نوبی کا بیس ہاتھی سردار کو خوزہ ہمایون کے مرحمت فرمایا کہ جمعیت لشکر اور سپاہ
پر فریب کھا کر متوجہ ہوا اور جب کہ فتح آنکی ہوئی تھی وہاں آکر بیتابانہ جمعیت کی اور سنگ تہمت حصار
استیلا کی ہم پہنچایا تھا کہ خوزہ ہمایون کو مدار کہ کا دستور تھا نظام شاہ نے جب سنا یہ مذکور کو
مدار کہ دولت کو مرحمت فرمایا اور جمعیت لشکر اور سپاہ بیشتر دے کر رخصت فرمایا اور جمعیت لشکر
موصل کر کہ تالیف قلوب سپاہیوں کی بعد فارغ ہوا تب بیتن فرمان روا مستقل ہا کہ
وایلچی نبیہ خان مذکور کے پیش ہمدم بیرکا لکھا ہی کہ نظام شاہ ایک متمول بہادر ہے ہمیشہ
لشکر کے کنارے سے آب کہ از کنتھ نکلتا ہے گزرتا ہے کہ انتہا میں ایک جا بیس

حکام دکن سے

سلامتی پہنچی

خبر سنکر کشور خان کا لیے ہوئے آیا اور وہ کاغذ جناب عالیہ میں نظام شاہ کے گذرا تو جہاز سے اوپا
اسکے خفا ہوا اور اسی وقت سوار ہو کر یہ فرمایا کہ کمبخت پرسے نہ اترونگا جب قلعہ کو فتح نکرونگا مغلوں کے
کریگے عرض کیا کہ بطریقہ قلعہ کشائی نہیں ہے جواب میں یہ فرمایا کہ سچ ہے اگر اجل سچی ہی تو کنارہ کیا بچا
ہی کرے تم دیکھو توفیق سے قادر بخوں کی یاری دیکھ دروازہ کے جا کر تیغ و سپر سے تو ڑکر داخل ہوتا ہوں
لوگوں نے جو یہ اور سلاح سنون ہی کہکر لے بہنیا یا اور اسے کمبخت کی پاک لی کنیے میں جبکہ نزدیک پہنچا روح
دیا رہ سے قلعہ کے تشبازی شروع ہوی ایسی کہ ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور زبان سے لی نہی
لکھر کر اسے بیان نہیں ہوسکتا قیامت کا پیدا ہوا اور جو اسکے نظام شاہ ہر کنعان کمش ہوا یہاں کہ اسی جا
کہ دیوار قلعہ کی وہاں سے تخمیناً پچاس گز برہ گئی اسوقت لوگ اسکے ہی تیر اندازی اور گولہ بازی شروع
کیے وہاں دو تین گھڑیاں نظام شاہ کے سلاح پر ہی پہچیں بکر بیچ کذریں کیے کو بارا نہا کہ مرہٹے کا بچا
دشمن کہ ایکبار شور اور غوغا قلعہ کیا بند ہوا اور توپ چلنی بھی بند ہوگئی لوگوں کو حیرت ہوی کہ اسکیا با
ہی جب کہ کی تو نیچے اور اندر جا کر دیکھیے تو ایک کشتہ رمضان تو نہ کہا کہ ہوا ہوا تھا اور سوا اسکے کوئی دشمن تھا
پس اسکا کام تمام کیا ہے لشکا دیا اور نظام شاہ موافق عزم اپنے مراد کو پا کر شاد ہوا اور فرمان آنیکی کا بجا لایا بعد اسکے
بین الملک اور نور خان سے کہ دونوں امرا بزرگ سے عادلشاہ کے تھے جنگ ہوی بیجاپور کی خواجہ کی عبدالملک
تو مارا گیا اور نور خان زندہ گرفتار ہوا اس اثنا میں فرنگی لوگ کہ قلعہ ریکندہ کا جو قریب جوار بندر
چول کے ہی تھے فیصلہ میں تھا ہتاب اور احکام پر اسکی مغرور ہو کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے
دیکھتے تھے اور مقام ایذا اور اہانت میں انکی سعی کرتے تھے نظام شاہ وہاں جا کر محاصرہ کیا۔

قریب دو سال کے خبک رہی بیت اہل اسلام بعہ شہادت سے مستفیض ہوکر انجام امر آنظام شاہی خفیہ سانہہ
عیوی جاہلی کون کے متوقع ہوکے اپنے اسباب معیت کا رشب کے اطراف سے اندر بھیجا کر انہا مرتضی نظام شاہ آزردہ
محنت سفر سے تبنک اگر آخر الامر کینہ سے خواجہ میر کے برخاست کر کے جب اصد نگر میں داخل ہوا نعمان خان
اور اخلاص خان حبشی کو کہ انکے زر کتر امیر کار میں انکی تنبیہ سے جرم سازش کے بند کیا اور جمال الدین صین
کو اخراج کیا اور خواجہ میر کو خطاب چنگیز خانی کے مفتخر فرمایا اس مابین میں علی عادل شاہ بیجاپوری کہ
سے وہ ملحق نظام شاہ کا ہوا تھا ملاقات کر کے بالاتفاق اسکے دفع میں نظام شاہ کے سعی کرے خواجہ میر
المخاطب بچنگیز خان کو بڑا بڑا تحفہ دھدمت نظام شاہیہ کا تھا کشش اسکی دوستی ہوکر یہ علی عادل شاہ کے کیا اور حسن تدبیر سے
انہوں نے ملاقات فخلیفہ شاہ کے ہوکر نظام شاہ سے ملاقات کرو ائی اور یہ امر میں قرار دہ مدار ٹھہرو ایا کہ علی عادل شاہ صاحب لشکر بیجاپور
اسقدر کہ محصول سکبار ار ملکت برار اور بیدر ہوکے قابض رہے اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر کو شفقہ اقتدار
نقالی ان مدار المہام عادل ملک اور علی عادل شاہ بیجاپور کے چھوڑا ہوا کہ اور فخلیفہ شاہ اپنے احوال رہے ایکدوسرے کے ملک پر تشنہ طمع دانکے سے پیش نظام شاہ
نے چنگیز خان کو بفوج کشی کی اسنے بھی موافق صلح شمہ ملک نہ پر کہ کہ وہ جو اسنے ہم کو تکلیف دیا جاتا
آمادہ مدافعت کا ہوا اور اکبر شاہ بادشاہ دہلی کے عرض کیا کہ استعانت نبی چاہیے کہتے ہیں کہ شاہ موصوف نے
عرض اسکی قبول فرمکر اور ایک مردم درگاہ سے اپنے بھیجکر نظام شاہ کو پیغام اپنا متضمن
ہیں ڈرکذر کرنے تسخیر برار اور محاصرہ زنالہ کے کہلا بھیجا لیکن کچھ فایدہ مرتب نہوا اور نظام شاہ مواجہ
اپنے پیالہ شکست فاش دیکر بعد کہ اودھر سے بھی دلاور دل بے سر بازی میں قصور نکا
نوبتی بیاسی ہیں حسن ترددات سے چنگیز خان کی جو قریب سے ایک نامور کے

دوسرا حکام دکن کے

پہنچی تب کے سید پانی پتیان اور غصہ سے حد سے اب ڈر کہ مزاج اسکا فرمانروائی سے برخاستہ ہوگیا آخر کار قاضی
بیگ نزدی کو وکیل السلطنت اور میرزا محمد نظر اور عین الملک فتحپوری کو وزیر کیا اور سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری میں
آپ تربت پر تاجپوشی کر کے قلعہ میں احمد نگر کے بغداد محلہ میں کوشہ نشینی اختیار کی اور بدیہ سلطان مادر ایران حسین
اور تمام عورات کو قلعہ سے نکالکر دوسری جاپد کہا اور دروازہ کو قلعہ کے شاہ قلی نام غلام کو کہ شاہ طہماسپ نے
ایران سے بھیجا تہا یہاں اسنے صلابتخان خطاب پاکر امرا کبار سے ہوا تہا سپرد کیا اور ایما فرمایا کہ سوائے
صلابتخان کے کہ وہ منظور نظر سلطان کا تہا کوئی اندر نہ آنے دے کہتے ہیں کہ اس باطن جہت طینت نے سبب
یکے خلق کو بہت ایذا پہنچائی اور اس حرکت سے سلطان کے سلطنت میں بے انتظامیاں شروع ہوئیں حتی قتل و کشتن بندگان
خدا کا ظہور میں آیا بات خداوند عالم پہنچے اس نوجوان کے کو مار کر اولی اور اعلی کو مطمئن کیا ظاہر ہو کہ امرا دنیا سے
بیحد نزدی ہوئے سلطان کے کہ بی بی بالاتفاق کسیوسع نفاذ امورات مالی اور ملکی کو سرانجام دیتے تہے
حسین اکوقت سید مرتضی اور صلابت خان کے جنگ ہو کر سید مرتضی منہزم ہوا اور بعد انہزام کے وہ
اور صلابت خان مع شہزادہ یہ ان شاہ برادر نظام شاہ اکبر بادشاہ پاس جا کر فراہم ہوئے
اکبر بادشاہ نے ارادہ سے تسخیر دکن بکمک خان اعظم عزیز کوکا کو اپنے ساتھ شاہزادہ مذکور کے سید مرتضی اور
حداوند خان کو روانہ کیا کوکا اگرچہ ولایت برار پر انکی دلیچسپی راور بالا پور کو غارت کیا لیکن میرزا محمد تقی
فطری سپہ سالار صلابت خان اور راجہ علیخان نے ہنڈیہ سے کوچ کر کے ایسا مقابلہ کیا کہ تا کوتک کوکا کو مع ہمراہیان شاہ
پہنچا دیا اور یہ بہی واضح ہو کہ ایک پاتری فتح شاہ نام صلابتخان کے وسیلے سے سلطان کو کہ بانی بہی
سودہ پاتری مذکور ہمچو ایسلطان کی ہو کہ در دلہ بیش از پیش سودا کی بہی اور فساد مع

صدر اور ہر کوتوال کے پیش شاہزادہ اندر قلعہ کے آکر باگ کو پکڑ لیا اور حمام بند کر کے مارڈالا انتقال مرتضی نظام
شاہ بحر کا اظہار ہوئی ۹ نویسنجات جہانبانی سلطنت اسکی چوبیس برس پانچ مہینے بیس دن
حسین شاہ کا بیان میران حسین شاہ جو قت کہ صاحب تاج و تخت ہوا عمر اسکی سولہ برس کی تھی انتظام عالم
کے بیس لہو و لعب ہوا اور جفاکاری اختیار کی بیدریغ آدمیوں کو قتل کرتا تھا چنانچہ واژمان طلب کو
در قلعہ جانکر چھپا دیا تھا بعد کے بچون بیت کہ ان میں بندرہ آدمی کو قتل کر ڈالا اور میرزا خان سے بھی
یہ دولت حاصل ہوئی تھی بگاڑ لیا اور مجلسیں اپنے پاس کہیو تو ایسا کہتا تھا کہ فلانی تلوار اسکو مارو نگا
رو کہیو ایسا کہتا تھا کہ فلانے ہاتی کے پاؤں بندھوا کر کہیو اونکا پیش میرزا خان نے نالائق جانکر پکڑ قید کیا اور
شہزادہ اسمعیل بن برہان نظام شاہ کو کہ قلعہ جہاکر میں محبوس تھا بلا کر سولہویں دن کہ اسوقت عمر اسکی
بارہ برس کی تھی تخت نشین کیا کہ مقرب تھا کہ وقتاً جمال خان نامی ولد مہدی خان منصبدار سو
منصبداروں میں کا سانہ ہزاری تھا ان دونوں کے دلوں کو فراہم کیا ہوا واسطے رہائی میران شاہ کے پہنچا اور ایک
غل غبارہ ہوا اور کھلبلی پہانک نوبت بیدار کی پہنچی اور ایک آدمی نہ تھا کہ میرزا خان کے دروازہ قلعہ
بند کر دیوے اور جہت میران شاہ کا سرکات کرتے ہوئے بھاگا آدمی ہر ایک دیکھ کر یہ جانتے کہ یہ دغا اور فساد
واسطے تباہی کے ہوا تو ہمارا کیا بہر کیا حاصل اس اطاعت سے جو شاہ کی ہی جاتے اور پریشان ہو جاویں لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا
لوگ دروازہ قلعہ کا جلا کر اندر در آئے بلوہ ہو گیا اور خونریزی اور غارتگری شروع ہو گئی تمام رفقا میرزا خان کے
مارے گئے قلعہ سر اگرٹ کیا تھی کہ میرزا خان بھی گرفتار ہوا اول اسکو کہ ہے پیتا کہ شہزادہ کی بعد
کیتے ہیں جمال خان کے اعضا جدا کر کے کوچہ و بازار میں جابجا لٹکوا دیئے کیتے ہیں

دوسرا دفتر

محکمہ دکن کے

که معاذالله ستاون تک مارا مارا رہی اس عرصہ میں ہزارہا غریب شہادر قصبہ میں جا ہلاک کو پہنچے مدت سلطنت
میران شاہ کی دو مہینے تین دن کم دو کا شعر ہی پدر کش یا دشاہی نہ پائی اگر شاید بجز دو ماہ نہ پاید
اسمعیل شاہ کا بیان اسمعیل شاہ بن برہان شاہ جب تخت نشین ہوا عمر اسکی بارہ برس کی تھی جمال خان
مہدی مختار کل ہوا برہان نظام شاہ یا اسکا آخر وقت میں مرتضی نظام شاہ کے خروج کر کے تخت پاے ہی اور
متہم ہو کر ایک بڑے شاہ کے کیا تھا جب فتح کشتہ ہو بھاے میران شاہ کی سنی اگر شاہ سے رخصت ہو کر راجپوتانے
ملک مورولی آیے آیا سنہ 999 نوسو نوانوے میں جمال خان کے اور اسکے ڑای ہوی قریب تھا کہ فتح جمال خان کی ہو انہیں ایک کولی
قضا کی آئی درمیانی جمال خان کے لک کنا بردہ کو پیا کیا امرا برہان شاہ کے اسمعیل شاہ کو ہمراہ کر کے
ملازمت میں باپ کی ماتیے مادہ تاریخ اس فتح کا محمد شریف کر بلای ہے بطریق تعمیہ کے یہ بیت
بکو موج مذہب سر جمال کرفت مدت سلطنت اسمعیل نظام شاہ کی دو سال دس ماہ ستہ روز
برہان شاہ کا بیان برہان شاہ آخر عمر میں مریض سل ہا مورولی کا ہوا اور بعد جلوس کے
ستہ ہزار میں قاصد یکدندہ کے فرنگی صاحب لوکو کے اخراج کا ہو کر بندر جیول تک طرف بہادر کی جھولی
کہ نایے دریا کے واقع ہی ایک قلعہ نیا اوہ شاہ نے کہ نام اسکا کھوالہ رکھا اور جمیع کنبہ کو آمین اس کا پیشتر کر کیا اول اول
تو غلبہ اسلام ہو نہار رہا لیکن آخر کار جب کمک عیسایون کی آیی سبب تدبیر کے اپنی شکست فاش واقع ہوی کیا قلعہ ہی
توث کیا اور مال و اموال اتواب و اضراب غیر غایت ہوا اور آدمی مثل مہرہ شطرنج کے ماریے پس مزاج
پادشاہ کا سبب کبر سنی کے متحمل اس کو فشار غصہ کا ہو کر مرکز اعتدال سے بہر گیا اور بتقریب
مایل طرف سوداویہ اور سہال خولی و یب محرقہ کے ہو کر سلطان کو صاحب فراش کیا اسوقت برہان شاہ

مایوس ہو کر بھائی ابراہیم کو دیسے عہد کیا اخلاص خان کہ راغب بہ سلطنت اسمعیل صاحب کا بھائی ہے مقابلہ و بغاوت
کے تیار ہوا برہان شاہ باوجود اس ضعف کے پالکی میں سوار اور آفتاب گیری و چتر اور تمام نشانہ سلطنت کا ابراہیم
کو عطا کر کے بیجاپور میں آیا اور اخلاص خان کو منہزم کیا وہ تو بدحال ہو کر برندہ گیا اور برہان شاہ اور سلطان
دن اس معرکہ کے کہ تعلق فراج پر بہت ہوا تھا اتہار ویں تاریخ شعبان کی سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو میں روانہ عدم
ہوا عمر اقبال سلطنت پانچ سال سو دن رہا ابراہیم شاہ کا بیان
ابراہیم نظام شاہ بجائے برہان شاہ کے مسند حکومت کا ہوا اور میان منجو دکنی وکیل السلطنت قرار پایا ملا قصنہ
بسبب اختلاف آرای ارکین کے ایک لڑای سرداران عادل شاہیہ ہوی اور ابراہیم نظام شاہ بسبب غرور جوانی
اور بہتات کے مار کیا سلطنت اسکی دو دن کم چار مہینے احمد شاہ کا بیان احمد شاہ بن شاہ طاہر
مہی دوازدہ سالہ کو ابراہیم نظام شاہ کے میان منجو نے بالاتفاق بعضے اعیان درگاہ کے اولاد اور اقارب
سے نظام شاہیہ کی بجائے حاکم اور فرمان فرما کیا اور بعد چند روز کے ثابت ہوا کہ وہ فرزند نظام شاہ کے نہیں
ہی آپس میں نفاق آیا اور نوبت جدال و قتال کی پہنچی ناحق فوج کی بربادی ضایع ہوی پس امر آ نظام شاہیہ کمزور
کر دی ہو کہ اول میان منجو قابل نہ تھا بعد احمد شاہ دوسرے اخلاص خان حبشی نے شاہ نامی پسر اسمعیل کو سلطان
مطیع و منقاد اسکا ہوا اخیر انکو خان حبشی شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ اثنا عشری بسر کرتے تھے کو
ابنا بادشاہ کیا سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ کہ حسب الارشاد پدر قدر قدرت دکن کا کر کے
کچھ رات پر آیا تھا اور قابو دیکھ کر تھا کہ آپنے میں عرضی میان منجو کی متضمن طلب کے بھیجی اور شاہزادہ
اور امیر احمد نگر کا ہوا اور مرزا عبدالرحیم المتخلص بہ خانخانان اور راجی علیخان حاکم خاندیس بھی

ملک شہزادی کیجیے پی پی جاہ سلطان کہ بعد ہوئے کہ وقت میں مرتضی نظام شاہ کیے اگر سکہ کرن
قلعہ احمد نگر کہ کوری کیے تبی جب احوال بیمانگ شاہ دہ کی حرکت کو سکون کیے بہر جاکر کمر بست کی واسطے دفعت شاہ
اور رفع فتنہ ایر انظام شاہی کیے میان جان پر چیت بادہ کہ شہر اور قلعہ میں خطبہ اور سکہ نام کیے بہادر شاہ
بن ابراہیم شاہ کیے کہ وہ طفل شیر خوارہ دیڑھ برس کی تہا کہ کیے لوگوں کو طرف کیے استمالی کیا اور فوج اکٹھا
کرنے لگی اور عادل شاہ اور قطب شاہ وغیرہ جنے بہی ہمجان لگا کہ سمجھانے خواہ ہوئی چانچہ حسین خان خواجہ
کو بیس ہزار سوار کیے عادل شاہ نے روانہ کیا اور عہدی قلی سلطان کو پانچ ہزار سوار اور پیادہ
ہشتار دیگر قطب شاہ نے بہیجا غرض میان منجو اور اخلاص خان وغیرہ کو بکو تبو سے جمع کر کے وہ عفیفہ زمان دانت
سے اپنی رفع بہی ہوئی جاکے صحن میدان کارزار میں بنگے پاس آرہ سے نکل آہی اور گھوڑے پر سوار ہو کر
شہزادہ کیے مقابل و مقابل کی ہوئی اور خندق کو جانب اموشہ کیے بہر دیا اور مغلوں کو پسپا کیا اور انکے خان
نے بہی لوگوں کو خان خانان کیے ایکطرف سے خالی کر دیتے ہوئے قلعہ میں در آیا اور دیوار پر ہر اول ان کا وجود ہو کر
پچاس گز دیوار قلعہ کی اسی بہ کہ لگا کر توڑ ڈالے تہی اور بہت سے مسلمان قلعہ میں آیا کہ اس صدمہ سے شکستہ ہوئے
آپ سے باہر دو کھڑے ہوئے تہے کہ دیوار یکبارگی اللہ ای کہ چکنا چور ہو کر گر پڑی دہ دہ گز کیے قریب
آفرین زبانہ پر ایک جاری تہا اس روز سے نام اسکا جو چاند بی بی تہا چاند سلطان مشہور ہوا و اصح صحیح
جنگ شہزادہ مایوس اور دلگیر ہو کر اپنے وقت کے مسکن میں آیا اور بعد چند روز کے کمی از دقت سے
آکر صلح خیک میں بنا بی اور پیام صلح کا کیا اول اس قرن نے قبول کیا بعد کچھ دیر کے بعد
شہزادہ کیے مرتضی کی کہ وہ زیب بادشاہ سرکار نظام شاہیہ کا تہا ہشتر خدا کو اپنی جلوہ نظر کا

عادل شاہ کا بیان

ابو المظفر یوسف عادل شاہ ترکمان کہ وہ فاتحہ اقبال خاندان عادل شاہیہ کا اولاد سے سلاطین عظیم الشان روم کے ہی واضح ہو کہ جب باپ اسکا سلطان مراد ۸۵۴ھ آٹھ سو چون میں اجل طبعی سے بھائی اسکا سلطان محمد تخت نشین روم کا ہوا اسوقت یہ بہت صغر سن تھا بھائی اسکے قتل کا ارادہ کیا ماکو بڑا بھائی اسکا سلطان محمد تخت نشین روم کا ہوا اسوقت یہ بہت صغر سن تھا بھائی اسکے قتل کا ارادہ کیا ماکو مدعی سلطنت کا ہے کہ ماں اسکی اس امر سے اگاہ ہو کر وسیلے سے جان بچانے کے اسکو حوالے ایک حبشی تاجر کے کیے والدہ اسکا کہ نام اسکا خواجہ عماد الدین محمود تھا کیا اسنے اول اسکو واسطے تربیت کے اپنے گھر میں رکھا اور بعد چند روز کے جب یہ بڑھ کر ہوا ہونہار تو واسطے تجارت کے وارد دکن ہوا چونکہ وہ یوسف جمال بھی بہت تھا اسکے ماتھے میں سے ملک التجار محمود گاوان کے سکار میں نظام شاہ بہمنی کے بیچ آیکی ہوئی اور محمود گاوان نظام شاہ کی اسکو اسکو لیکر حوالے عزیز خان امیر آخور کے کہ وہ بھی ایک کی غلاموں سے معتبر خانوادہ تھا کیا کہتے ہیں کہ امیر آخور بہت بوڑھا تھا اور یہ جوان ہشیار اسنے جتنا کام اپنا تھا اسکی ڈالدیا یعنی یوسف عادل شاہ اس ذریعہ سے شاہ بہمنی کے جا کر ہر ایک معاملہ عرض کیا کرتا تھا اور جب آخر مرگیا یوسف عادل شاہ بفاتش سے ملک التجار کی منصب کو پہنچکر اسکی جا پر قایم ہوا پھر چند روز کے بعد اس خدمت کو ترک کیے نظام الملک بحری پاس کہ زر کون میں کوئی اس سے بڑھکر زیادہ تھا کیا اور اس سے بھی فقط پیدا کی کہ وہ اپنا بھائی کہتا اور ایک لحظہ بھی کیے اسکے رہتا تھا ایکوقت بیمار کو طرفداری بہاری ہوئی اسدم یوسف عادل شاہ کو اسنے خطاب عادل خانی کا دلوایا اور مرتبہ کو اسکے زیادہ کر کیے ساتھ اپنے لیے گیا دیاں بعنایت اللہ کی اسنے خدمات لایق اس طور میں آیے کہ داخل زمرہ امرا آخر زری ہوا پھر بڑھتے بڑھتے امیر عظیم الشان ہو کر خود طرفدار بیجاپور کا ہوا اور وہاں لشکر کثیر فراہم کر کیے بعد فوت سلطان محمد شاہ بہمنی کے کہ بہت سی

دوسرا دفتر

احکام دکن کے

اور چاہا کہ آپ بھی بیجاپور کے حکام دکن سے کہلا بھیجے کہ یوسف خاں یا اسمٰعیل عادلشاہ کی پیش دستی عورت کی سی ہے
تدبیر مردانہ کی کہ وہ اور صفدر خاں ہتیا اسکا دونوں ایک منقول ہے کہ وقت جنگ کمال خاں کے پاس موصوفہ
آپ نے دانستہ یہ کہا کہ تیر و کمان شاہزادہ کو ساتھ لیکر کمین محل میں بیٹھے کہ جب بلند تہاڑی ہاتھی کمال خاں
ہاتھ سے دوڑ نکلے کہ وہ کمال خاں اسمٰعیل عادلشاہ کا تہا رکیا اور شاہزادہ مذکور بھی ساتھ ہاتھی کے کام آیا اسمٰعیل عادلشاہ
خیرخواہان دولت کے زخمی کرتا ہوا اسکے جنازہ کے ساتھ گیا اور بیس ہزار ہون سرور اسکے نام پر لٹائے اور کہنہ عالم کی
فیروزی پر تیار کر دیا واضح ہو کہ جب اسمٰعیل عادلشاہ جیجوری کو پہنچا بہت سے تیر اور مردشجاع نکلا اور حسن لیاقت کو اسکی پسند
کر کے خطابات شاہنشاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران نے عنایت فرمایا اور بہترین عمارات کہ یان کے لیے ہیں کہ کہیو
خیلک ہیں لیکر اسکے سر خاص عقل کے پیش قدمی کرتا تہا ایک دفعہ شکر کے کام میں مقابلہ کفار کمتری کے ہوا تہا تو
پاپی اور سابقہ کمال خرابی کے کہ دراب کے ساتھ سے ملا تہی کہ پہنچا اور بیان نظام شاہ بحری اور خاتم پر بیجاپور
اور علاء الدین عادلشاہ والی بیدر سے محمود شاہ بہمنی کے کہ وہ سلطان عصر مملکت دکن کا کہلاتا تہا کبھی بالا
اور کبھی بارگاہ علمدہ علیحدہ بنگامہ کارزار کا سلطان سے کرم کیے لیکن کبھو سبز نہ ہوئے اور اوضاع شجاعین
اسکے یہ بھی مرقوم ہے کہ کاسم بیگ کی باتوں میں سے ہے کہ ایک انہیں سے تین برابر ایک لشکر کے
جانتا تہا ایک تو اول یہی رستمین مرزا جہانگیر قلی کے حسن ابدال کہ بین بار کیا تہا باقی دو برادر
جن دونوں کہ اسمٰعیل عادلشاہ اصفہ کے پیوند بخش تہا عسکر غنیم سے ایک اگر اسمٰعیل عادلشاہ
واسطے مبارزت کے طلب کیے اور بسا کیے کہ مردی اور مردانگی وہ ہی کہ ہم ایک سے ایک عمدہ زیادہ
چاہیے کہ خصم سے مقابلہ کریگا اسمٰعیل عادلشاہ پر شفقت ہو کر فوراً عزم رزم کیا بعد کہ لوگ ما ہو آئینہ

اور نوبت بہ نوبت دونو کو مار کر خود الملک خود ان ہی کے لشکر میں چلا آیا اور اسکے زمانہ میں ایک معاملہ
اسطرح کا عجیب و غریب نمود کماہ میں واقع ہوا کہ کتابِ متقدمین میں ایسی کسی کے نظر نہیں آیا یعنی ترک کو صاحبقران
اور خطبہ نہاد بموجب صدقۂ عالم مطابق تاریخ فرشتہ سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس میں واسطے مقابلہ اسمعیل عادلشاہ کے لشکر میں
اپنے دشمن قوی پنجہ اندیشہ ہوکر مشغول طرف غنیم و غربت ہوا اور آدمی اسکے لشکر کے کہ بعد نزول پیمانے خستہ تھے
سو حد طرف سنہ ایک ہو اور اودہ ہے اسد خان لاری کہ پس عقلمند اور نمک حلال اور سرور و غایت ابراہیم عادلشاہ
کا تھا اور شاہ مرحوم نے اسکو فرزند بولا تھا ادا دے شبخون نکلا اور جب قریب اردوی قاسم بریدکے پہنچا خبر ای کہ کوچ
آدمی لشکر بے شمار ہیں عماد خان دریا کنارہ ہوکہ اپنے لوگوں کو چھوڑ دیا اور پچیس آدمی یکدل و یکزبان
ہمراہ لیکر آیکے چلا جب اردہ میں قاسم بریدکے کیا جیسا سنا تھا ویسا ہی دیکھا اسوقت بخشی جا پای بریدکور
کی لے شکلا اور وہ امیر اصلاً واقف نہوا اب لکھتا ہے کہ ایک شخص اسدم شیار ہوا تھا اور آخر شب صبح
ہمعنان خود عدم کا ہوا اثنا رراہ جب قاسم بریدکے پہنچا ہوا اپنے مقیس نادر احوال میں پاکر خیال لشکر جمع کیا اور فرما
کرنے لگا اسد خان لاری نے ایکے تسلی دی اور کہا کہ یہ لشکر جناب کا نہیں ہے بندہ اسد خان لاری ہے اور احوال
بیان کیا اور بہت سرزنش کی قاسم بریدکے شرمندہ ہوا اور سوا اسکے چارہ کار نا دیکھا بدیکھا بدہ بکوشنو
قلعہ آصد آباد بیدر کا چھوڑکر رہای حاصل کی جب کہتے ہیں کہ اسمعیل عادلشاہ قلعہ میں کیا خانزون نے
وہاں کے بارہ لاک ہون نقد روپیہ لاکر کہے کہ یہ لیجئے پیٹوا دیجے اور آپ خالی ہاتھ دامن جھاڑکے
ہو ٹھہر کہرا رہا اور قلعہ راجور اور مدکل کہ ستر برس سے تصرف میں اہل کفر کے تھا اسنے مفتوح کیا اور
منقول ہے کہ سنہ ۹ نوسو چھتیس میں حبش اور طوی موافق آئین شہریاروں کے کہ پی پای ہستی

بنت یوسف عادلشاہ کو شاہزادہ احمد شاہ پسر احمد شاہ بہمنی سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس میں بیاہ کر سلطنت ثانی کی
شاہ موصوف کی موافق شرع شریف کے عقد اندوا جمیں بہمن نظام شاہ بحری کی دیا اور سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس میں خدیجہ سلطان
نام بہن کو اپنی کہنیے سے احمد لاری کی علاء الدین عادلشاہ ولی برار کو قصد اور جان میں نادی کر دی اور ظاہر
ہو کہ اسمعیل عادلشاہ حلیم طبع اور کریم النفس اور سخی مزاج علوہمت خطابخش تھا اور یہ بھی خبر صادق ہے کہ
کہ اسنے کبھو بیسے فحش نکیا اور ہمیشہ علما فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور علم موسیقی خوب جانتا تھا اور خود
شاعر تھا چنانچہ وفائی اسکا تخلص تھا اور وقت موعود آپہنچا سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس میں عالم تنگدستی سے فاقہ
نواح تلنگ میں تھا کہ ناگاہ تاثیر سے آب ہوا کی مواد ناسور حسن حسین کو اسکے قبضہ بدن سے جہاں وفائی کی
صبح کے وقت چار شنبہ دن دوازدہم ذیقعدہ سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری سلطنت اسکی کہنیے سے علو عادلشاہ کا
بیان علو عادلشاہ فرزند کبیر اسمعیل عادلشاہ مصاحب وصیت باپ کے تخت پر متمکن ہوا چونکہ وہ قابل اس امر جلیل القدر کے
تھا حکم سے پونجی خاتون کے جو دادی اسکی ہوتی ہے محمد یوسف نام شحنہ دیوان عام کا آکر اسکو پکڑ لیا اور
اور دلوخان کو جو برادر اعیانی اسکا تھا کھول کر کے قید کیا مدت سلطنت اسکی چھ مہینے چند روز تھی لیکن
وہ غیر محسوب ہے تواریخ ابو النصر ابراہیم عادلشاہ کا بیان ابو النصر ابراہیم
عادلشاہ بن اسمعیل عادلشاہ جو عہد علو عادلشاہ کے متمکن و سادہ سلطنت کا ہوا کہتے ہیں کہ وہ در شجاع
اور مردانہ تھا مادام الحیات مشغول کشش و رفع آرا رہا چنانچہ دس مہینہ نظام شاہ وغیرہ سے برسر
لڑائیوں کا اتفاق ہوا اور بہ نفس نفیس حاضر میدان کارزار رہا اور جو جو لوازم صلاح کے تھے بجا
چند قصور نکلے لیکن تقریر بیان تفصیل ہیچ نہیں ہم ہوتا رہا اتفاقا اکیہارہ فتح ہوئی تھی اور سنہ

حکام دکن کے

دوسرا دفتر

ہین ترکی علاء الدین عماد شاہ رابعہ سلطان کو ہے کہ جو ہین لایا اس سے دو لڑکیان ہوہین ایک
اینی سب بابی بی نام اسکو علی برید کو دیا تہا دوسری نظام شاہ بحری کو اور بدنصیب سکا سنی وقت
انتقال دو برس کے کرفتار امراض متضادہ کا ہوا علاج اطباء ہند سے کیے جو جو معتمد علیہ تہے جب کچہ
نہوا حکم اسکے مارنیکا کیا لکہا ہی کہ اسمین تمام حکیم علاء وطن ہوگئے تہے اور اودیہ فروشون نے اپنی
دوکانین بند کرلین تہین آخر سنہ ۹۶۵ نوے پینسٹھ ہین اسکی ولادت شاہی اسکی جو بیس برس کی تہی
ابو المظفر علی عادلشاہ کا بیان

ابو المظفر علی عادلشاہ باغین محمد کشور خان کے کہ
ایک کوس پیچا پور سے ہی سنہ ۹۴۵ پینتالیس عادلشاہ کے اول فرورنا جلوس فرمایا پہر کر راس عماد
جو بجیپور مین صاحب اختیار کی تہی شہر مین آکر اباؤ اجداد کے تخت پر متمکن ہوا اور باہر شہر کے جہان اول
جلوس کیا تہا ایک قصبہ بنا کر نام اسکا شاہپور رکہا واضح ہو کہ علی عادلشاہ بنا لے جو خزانہ کہ ارث
کا تہا سو اسکے آیا تہا کہتے ہین کہ نقد تیس کروڑ ہون تہے سب کے سب تین چار برس کے دنون مین لوگون کو
ڈالے اور رعیت پر عنایت ایسی کی کہ حاصل ملک کا زیادہ ہوا اور سپاہ ہان دکن سے آکر ہی
کو بدترین صفات جانکر صاحب اختیار کی معہد احسن تدبیر سے قلعہ ایجپور اور ستل ورگ کلیانی اور شولاپور
اور اودگیر اور ہاور اور چند کوئی اور سوا اسکے بہت سے ملک اپنے تصرف مین لایا اور
دایرہ مملکت کو وسیع کیا لکہا ہے کہ سلطان بلا بسیم علم تہا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب
لکہتا تہا اور آپ اچھے آدمی اور عالیم شیعہ بسبب یکی سخاوت کے اکثر بیجاپور مین جمع ہوگئے اور ظاہر ہوا
وہ درویش تہا اور صوفی منش اور خوش طبع اور عاشق فراخ تہا ہمیشہ مجلس مین اسکی صبح

یاد ہو کہ وہ مسافقون سے سلطان سکندر تنہا کر تقاضائے دلاوری اور جوانمردی کے واسطے زیادہ ہونے
سے یکایک سبکی بزم میں جا بیٹھا اور رخصت کہ سامنے کیا تنہا اس مالی کو جسے اٹھا کر اور
بھنوا یا بعد چند روز کے جب نفاق اسکا ظاہر ہو گیا تو سنہ ۹۷۲ھ تو سی بیجا پور میں اتفاق سے حسین نظام شاہ بحری
ابراہیم قطب شاہ اور علی برید سے لڑ کر اسکو رفاقت ملک عدم کا کیا خبر ہے کہ سامراج ہیبت شعار تنہا
تمام راجہ اور بادشاہ کرناٹک کے مطیع اور منقاد اسکے تھے جو قت کہ یہ چار بادشاہ متفق ہو کر اس پر چڑھ آئے
کہتے ہیں تو وہ بھی اس جنگ کے لڑکوں کا کیا کہنا کہ اس موقع پر سوار ہو کر میدان میں آیا ہے اور کا تو
جہان تو ہوا ہی خراب کر ڈالی آخر ہوا کہ میں جنگ جنگ و شیشہ میں کہاں اسکو ٹیک سکتے اور
بڑی بات یہ ہے کہ اچھے ہو کہ جنگ اور نواح دکن میں ہاتھی جنگی ہوتے ہیں
یکے قریب پانچ سو ہاتھ اور قشنگ اور توپ اور بندوق بہت سے ہوتے تھے اور سنگ کا زار میں بڑے بڑے گولے
سونے اور جواہر سے مرصع اور زرہ جامہ بانی کے تمام دم کو تھے زیادہ ہوتا تھا تو بہت بہتر کر دیتا تھا بعد اس قتال
یکجا بیجنی کشتوں کی ہوئی تھی اول صبح قریب لڑائی کے ہوا کہ ایک بڑے چبوترے پر موضع جنگ سے بلند
کا فاصلہ ہے جہاں مرتبہ کہنی اور غنیمت میں اس جنگ سے جو ہاتھ آیا تھا سامنے لا کر ڈھیر کیا تھا تو
داخل کلکٹر ہوا اور ہولی کا طلد کہ دو سو ہاتھی تھے فتح ہوا تھا داخل اسکے خالصہ شریفہ کا ہوا بعد اس
فتح کے مصطفیٰ خان اردستانی کہ بعد قتل رامراج کے ملازم اس عدالت پناہ کا ہو کر جلد میں
خدمت نمایان کر رتبہ کو پہنچ چکے اور وکیل اسکے سلطنت کے پہنچانا جب فتح ثانی ہی اسکی کوشش
ہوئی اس غلبہ اور شوکت اول سے بھی زیادہ ہوئی یہانتک بادشاہ دین غلبہ خاص

سوا اسد خان اور کشور خان کہ اس خاندان سے کسی کو نہ ملا تھا سرفراز فرمایا اور کمال معتمد جانکر
کہ مزاج اس پناہ کا بغیر دوست نیا اور آرام طلب مہر اپنی حوالے اسکے کر کے بیجاپور خان کا کر دیا کہ
امر کے پوچھنے کی یہی جا ہے اپنے بیٹے کو اور آپ طرف عنبر ملک عنبر کے مصروف ہوا اور جب پناہ کو فرزند تھا
ماہ شوال ۱۰۳۸ھ نویں سنہ سیمیں بادر زادہ یعنی ابراہیم بن طہماسپ کو ولیعہد بنایا کہ اسی مہینے میں اسکی
خطبہ کی منادی بڑے تکلف سے کی گئی ہیں کہ سنہ ۱۰۳۹ھ کو جیسی کہ حکم دکن کی ہے جب وہ قلعہ سے باہر نکلا سعید
بیگ شیبانی کے مادر جہانزاد اور میر زمان وغیرہ موجود تھے شاہزادہ کے حاضر ہوتے ہی ایک ایک کی اور ایک ایک
سے پیش ایک ایک اشرفی نذر دلوائی تمام امیروں سے جلد پر سے گزرا شاہزادہ کو کہاں بیٹھا کر
بیچ کیا تھا آسیب پہنچا واضح ہو کہ عہد میں علی عادلشاہ یکتا نے بہت سے ٹوٹے اور سیمیں سی بنایا تھا
چنانچہ جامع مسجد بیجاپور کی اصلاحات سے ایک ہی لوٹا لایا اس موضع کا اور آپکا رنجے دماغ سے
ہے اور بقید حیات اکبر شاہ کا ہندوستان سے دوبار آنا تھا ایکوقت حکیم علی کیلانی اور ایکوقت عین الملک شیرازی
شاہ نے دونوں کا استقبال کیا عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ شہر میں آیا اور حکیم علی کو تحفہ ہدایا سے روانہ کیا تھا
اور عین الملک بیجاپور میں تھا کہ بادشاہ مارا گیا اور آپنے بے تحفہ ہدایا معاودت کی سبب اسکے
قتل کا بیان کر چکے ہیں کہ شاہ موصوف باوجودیکہ جمیع صفات حمیدہ رکھتا تھا لیکن کثیر الجہالت
تھا اور سب ان جمیع الوجوہ اور ملہوالعذار کی طرف مائل تھا جب اجل مسمی آپہنچی وہ خواجہ سرا حبش حال علی بید
پاس آیا تھا ایک انہیں سے خبردار رہتا تھا کہ بادشاہ کی بدلی ہوئی ہاکر ایک چھری بغیر بید نیفہ
میں مرد ال کے کمر میں رکھتا تھا اور بادشاہ نے بخیال ۱۵ ماہ صفر کو شنبہ ۹ نویں

انتہا سے خالی جو ہیں سکو بلا کر طالب وصال کا ہوا جو دا کے آئینے جیسے کام بادشاہ کا کام کیا ظاہر دیدہ
مادہ تاریخ اسکا ہی لکھا کہ جگہ دہ مواب سبب فاضی کے خزانہ ہیں اسکے کچھ نہ تھا ہو ہزار سا روپیہ کہ اندونہیں ساتھ جسکے
مصطفی خانکی کرناٹک سے آیا تھا سو وہی تیار وہ بھی سالم نہیں اسمیں بھی صرف تحفین ہوا تھا سلطنت اسکی
کم تین برس ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ کا سال ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ ثانی بن شاہ طہماسپ
سلطان ابراہیم عادلشاہ جب موافق وصیت کے نشین سلطنت کا ہوا حوالہ سال تہاسپ کے اور اسکے جو شخص منصب
وکالت سے سرفراز ہوا تھا موافق حکم عفیفہ دوران معصومہ زمان بی بی صاحب سلطان کے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتا
تھا اور جب سلطان رشید کو پہنچی اور اسکو خبر ہیں دیدہ غایت تہمیت طالع سعود اسکا یار ہوا کہ اسکے
تو اسکو بلند کیا منظور و منصور رکھا چنانچہ مشروحا اور مفصلا کتب مبسوطہ سیر و تاریخ میں مذکور ہے
اختیار کی وہ منہدم ہوا اور ہمیشہ اعیانی پیشہ مذہب سلطان المشہور راجو کہ جب کو سنہ ۹۹۰ نوسو چیانوے میں
مرتضی نظام شاہ نے واسطے اپنے بیٹے میران شاہ حسین کے خواستگاری کی بعد چار مہینے کے طرفین سے رسم
جشن وطوی کو اتمام پہنچا کر پالکی اس مخدرہ کی ہمراہ جانب پالی سلطان کے کہ وہ بھی میل ملاقات
برادر یعنی نظام شاہ کا کرتے تھی پہنچا پور اندر گئی کور وانہ کیا اور یہ بھی واضح ہو کہ ایک مشیر سلطان
کی اسم اسکا نامعلوم عقد ازدواج میں بر بنا کے تھی اور سنہ ۹۹۰ نوسو چیانوے میں جب سواری صبیہ محمد
قلی قطب شاہ ولی حیدرآباد عزیمت کرتا تھا جانب سلطان المشہور ملکہ جہان مع ساتھ تحف لائق
اور ہدایا فائق کے موافق رسم کے خواہر کے صبیہ عقد ازدواج کا درمیان آیا تھا قریب پہنچی واسطے
استقبال کے قریب ارادہ کوس کے قلعہ کلیانی سے نکل کر مراسم تعظیم وطوی کے اور شرائط مہمانداری

سلطان محمد عادلشاہ کا بیان سلطان محمد عادل شاہ کہ بیسالوان واسطہ عاقبت

سلطان علی عادلشاہ کا بیان سلطان علی عادل شاہ

وہ بہت شیار طبع اور سیاہ دوست اور سخاوت شعار شجاعت منش تھا فضلا اور صلحا کو بہت دوست
رکھتا تھا اور شاعروں کی بہت عزت کرتا تھا اور سکہ اسکا یہ تھا یافتین محمد است علی اور عہد میں شاہجہان کے
بسبب بے بندوبستی نظام شاہیوں کے بہت ملک اسکا تاراج اور ویران ہو گیا تھا اس دیار کی اپنی آگاہی ہو کر بہت
ہی عاجزی اس فرمانروا آیندہ کی ظاہر کی تب معاوضہ میں پالیوں کے حکم ہوا کہ ملک کے کس کا جو تصرف ہے نظام شاہیوں
کے سلک داخل ممالک محروسہ کا ہوا ہی علی عادلشاہ کو عنایت ہو کر واضح ہو کہ علی عادل شاہ سنہ ۱۰۶۵ دس سو پینسٹھ میں اس جہان
سے انتقال کیا حکومت قبضہ میں اسکے بیچ ایام فرمانروائی محمود شاہ کے نو برس رہی ہے اور تاریخ مصطفیٰ خان
ضرب سکہ اسکی سنہ ۱۰۶۶ دس سو چھیاسٹھ میں دی گئی ہے مدت سلطنت سر دو بادشاہ کی تاریخ بس سکندر
عادلشاہ کا بیان سکندر عادلشاہ بچہ سوان واسطے عادلشاہیوں کا لیکن ہیں کہ وہ طفل نشہ
علی عادلشاہ کا ہی جبکہ اسکو اولاد نہ تھی خواصخان وزیر اور بہلول خان افغان اور مسعود حبشی نے سلطنت
کو اسکے نام کہ اسوقت عمر سکندر عادلشاہ کی پانچ برس کی تھی نامزد کیا اور بعد جلوس کے بہلولخان نے خواصخان
کو ایکدن مکر سے واسطے ضیافت کے بلا کر قید کر دیا اور آپ جیسے کہ اور سلطنت کے تئیں مختار ہو گیا سکندر خان
صغیر سن تھا بہلول کی اطاعت اختیار کی شاہجہان نے بہ خدمتگاری شہزادہ اورنگ زیب کے
واسطے فوج بیجاپور کے روانہ کیا بعد ورود شہزادہ کے اراکین یہاں کے ملک تسلیم
کر کے صلح کیے اور شہزادہ موصوف روانہ وطن مالوف کا ہوا پس چند سال بعد قرار داد کے
اسکی روانہ کیے کہ کبھی اور سکندر شاہ سن شعور کو پہنچا اور خواہش ہوا پہنچا ملک کو مذکور کا اور بہلول
ہو کیا اور اور ہر طبیعت عالیکی بعدال و قتال سے برادروں کے سطحیں ہو کی اور استقلال تام سے

دوسرا دفتر

حکام دکن کے

ارادہ تسخیر دکن کا کرکے آپ واسطے تنبیہ سنبھاجی مرہٹہ کے کہ اس مملکت میں نزول اجلال فرمایا اور بجہت عدم پیشکش ناکی
درمیں کے شاہزادہ محمد اعظم کو سیجاپور پر معین کیا کہ ہی کو عندالحاجہ دکنیوں سے شاہزادہ اورنگ زیب کو
ہر چہار طرف سے رسد غلہ غیرہ بند کرکے یہ احتیاج آوردنی کیا تہا کہ آٹا بنڈیوں کا اور جمال چہاڑو کی اور بیجاپوری
کے کہا یہ تہے اسوقت سعی غازی الدین خان بہادر کی عالم کیروں کے بہت کام پڑی اور شہزادہ اپنے بہت رضامند
ہوا چنانچہ دفتر اول میں مذکور الفصیل آخر ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۱ دس سو سینانوے میں قلعہ بیجاپور کا بادشاہ سکندر
کے جا تا رہا اور وہ قلعہ دولت آباد میں قید ہوا اور بیجاپور ہستی سے رہا پائی اس سلسلہ عادلشاہیوں کا انقطاع
پایا اور وہ سلطنت علیحدہ منعدم ہوئی جملہ اولاد عادل شاہ کے دس آدمی موسی دوسال فرمانروائی کرکے اور کچھ تہا
تذکرہ عادلشاہیوں کے بیان میں فتح اللہ عماد الملک اولاد کفار الحاج تہا
ہی واضح ہو کہ وہ ایام طفلی میں اول اسیر مسلمانوں کا ہوکر داخل حلقہ بین غلامان خانجہان کے کہ وہ سپہ سالار ولایت برار کا
تہا ہوا میں عہد شباب میں جب آثار رشد اور قابلیت کے اس کے ظاہر ہوئے مقربوں اور معتمدوں میں پہنچ سپہ سالار سوقوف ہوکر
اسکے تیک ملازمان سلاطین بہمنیہ کا ہوا پہر سلطان محمد شاہ کے وقت میں خطاب عماد الملکی کا پاکر سرفراز کیا گیا اور
وہاں جا کر سنہ ۹۲۰ اٹہہ سو بیس میں بہمنی عہد سلطان محمود شاہ کے قلعہ دار ہوکر سکہ اور خطبہ
اپنے نام کا کیا علاء الدین عماد شاہ کا بیان علاء الدین عماد الملک بعد فتح اللہ عماد الملک
سے اسکی جا پر قایم ہوا اور لقب شاہی کا اپنے پر اطلاق کرکے قلعہ گاویل کو مقر حکومت اپنا کیا اور سنہ ۹۲۳
نو سو تیئیس میں قلعہ ماہور کا خدا بندہ خان یا خداوند خان حبشی کو طرفدار سے سلاطین بہمنیہ کے تہا مار کر
لے لیا واضح ہو کہ اسنے خواہر کو اسمعیل عادلشاہ کی خواستگاری کرکے جا میں بیاہے نکاح کے لا تا تہا اور جب

سلطان بہادر کچھراتی راہ یہاں پور سے برار پر آیا تو ناچار اطاعت اسکی اختیار کر کے خطبہ مملکت مذکور کا اسکے نام سے

کیا اور شہ ۹۶۵ نویں سنت یاں راہ عدم کی لی دریا عماد شاہ کا بیان دریا عماد شاہ ولد

اکبر علاء الدین بعد پدر کے جانشین اسکا ہوا ظاہر ہو کہ اسنے جیسے کہ اپنی کہ نام اسکا دولت شاہ تھا حسین نظام شاہ کو دیا تھا اور جمیع

حکام دکن سے طریقہ یاری اور مروتا جاری رکھا کہ بے کلفت اور خصومت کے ایام سلطنت اسنے یاں کو پہنچائے

پر ہاں عماد شاہ کا بیان پر ہان عماد شاہ کہ صغر سن تھا جب وہ حاکم برار کا ہوا تو افغانان دکنی

غلام اسکے وہ لقمان کا تھا اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ اور حاکم فاروقیہ پر ہان عماد شاہ کو گرفتار کر کے قتل

پیش عدم کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام سے پڑھوایا مرتضی نظام شاہ سے مدد طلب کی نظام شاہ نے فوج

کی اسکے ہمراہ کر کے پیشتر لاک کو گرفتار کر کے پیش عماد الملک کیا تھا جس کے سبب عماد الملک بھی ایلچی بھیجکر

کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام پانچواں لاکھ پر ہان محمد قاسم

بہ کا سال محمد ہشتم بدکہ چون تاد سلاطین عالمان ترک سلاطین پہنچ کے منتظم تہا اسے حیات شاہ

نے چاہا یا ملک کیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خواجہ شہاب الدین علی بدینہ سے کہ دولت

لاکر سلطان محمد شاہ فاروقی یعنی بہمنی پاس پہنچ دیا تا چونکہ سوالیہ مدت سے اور مہتور اور خط

اور سازا چھا بجاتا تہا عہد میں اس کے ملک تک رسائی پائے ہوا اور عہد میں سلطان محمود

تا اتفاق ارکان سلطنت اور استقلال تمام پیدا کر کے قلعہ اودگیر اور قند ہار اور اکثر ملک

اپنے نام کا کیا اور اصل دار السلطنت احمد آباد بدر واسطے سلطان محمود کے چھوڑ دیا اکثر کتب میں لکھا ہے کہ سلطان
محمود بیعدیت تھا کہ سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری میں بدر سے کوچ کر کے روانہ عدم کو ہوا اور مدت سلطنت اسکی بارہ برس
بیان امیر بدر و بعہد و تسلیم کا بعد اسکے قایم مقام ہوا یہ بھی مثل باپ کے بیحد ظالم اور بیرحم اور بیباک تھا
جبکہ میں رستمانہ نیتی کہتے ہیں کہ وہ والی دولت آباد میں فوت ہوا سلطنت اسکی چالیس برس
علی بدر کا بیان علی بدر بڑا بیٹا امیر بدر کا یہ وہ شخص ہے کہ اپنے مثل دوسرا حاکموں کے لفظ شاہی
کو جزو اپنے نام کا لکھتے ہیں کہ وہ دکاوت فہم اور صلاحیت طبع میں بیمثل اور بیہمتا تھا محمد آباد بدر میں
بادشاہی کی بعد اسکے والد اکبر اسکا ابراہیم بدر شاہ نام پایا مگر سات برس حکومت کی بعد اسکے قاسم بدر شاہ ثانی جھوٹا بیٹا علی بدر
کا جانشین ہوا بادشاہی کی متمکن ہو کر تین برس حکومت کی بعد اسکے اسکا پسر علی نام بخطاب علی بدر ثانی چھ سال نو مہینے حکومت
پہنچ کر ہوا اور بارہ برس کے بعد نہ سو دس میں اس سے کرفانی کو ترک کیا بعد اسکے امیر بدر نام ایک شخص
کہ وہ بھی لوگ اسی خانوادہ کے تھے سلطنت پدر پر فایز ہوا اور آٹھ برس کام روا رہا واضح
ہو کہ امیر بدر ثانی خاتمہ طبقہ بدریہ کا ہے بعد اسکے انیس سلطانوں نے بیحد انتظام کا میرزا علی نام کا اور
شخص نے امیر بدر مذکور پر خروج کیا اور وہ تاب مقاومت کی نلا کر طرف بیدر بھاگ گیا بہا
کیا اور میرزا علی دارالملک بیدر کو متصرف ہوا ان کی بابت فقیہ اختیار دین کیا اور ایک مدت
تک بموجب خواہش دل کے ایام عمر کے گذرانے اور حساب ریختہ محسن ابراہیمی لکھتا ہے کہ نوبت
علی بدر ثانی ابن قاسم بدر ثانی امیر بدر کا پسر متصل تھا کہ سنہ دس سو
سیر خبر پا کر اور طرف بھاگ نکلے بھاگ گیا اور مولف حدائق الصفا کا یہ ہے کہ سنہ

امیر بریدشاہی ہوا اور اسنہ میں میرزا علی کے امیر خروج کیا اور قسم جو تحریر کیا ہی اور ہی کتاب سے نقل ہی کہ میرزا علی مقیم
پہ کہتا ہے کہ ایکبار واسطے صید کے کیا تہا اسکو غیاثان کا اسکے کان میں آکر پوچہا موجب کے غوغا کا کیا ہی تب اسنے
عرض کیے کہ تہا سے بہائیں بادشاہ کی فرمایا کرتے ہیں فرمایا ہیں ہزار لما ب ہیں تب فرمایا ان سے جنگل میں ڈالدو
دیوین ملازمون نے تمام کر یہ سہیں بات ہے دوسرے دن پہر سے پہلے بدستور آوازہ غیاثان کا نکور کی آئی پہر پوچہا
ارکیون پکارتے ہیں حاضرین جواب دیا کہ شکر یہ کا بجا لاتے ہیں چونکہ دے آرام پاتے ہیں من ہیں اسکے دعا کرتے ہیں
پوشیدہ نہ رہے محمد قاسم فرشتہ نے اس نقل کو مختصر کر کے اپنی کتاب میں نام سے امیر برید ابن قاسم برید کے لکہا ہے
واللہ اعلم بالصواب آخر کار سنہ ۹۴۱ احدی و تسعین میں میرزا علی اور اسکا بیٹا امیر ملازمان محمد عادلشاہ کا
ہوا اصل سلطنت علحدہ بیدر کی ملحق سلطنت بیجاپور کی ہوئی اور میرزا علی ایسا قدر دان کہ کوئی مرد و زن سے ایسی
واقف نہوا البقاء للملک المنان مدت حکومت اسکی کسر سے کم اٹہارہ برس ہیں سنہ ۹۴۱ احدی و تسعین میں
بندگان بادشاہی شاہجہان بادشاہ کے قلعہ مظفر آباد بیدر کو فتح کیا الحوض بحوض فقہ خاندان سے محمد قاسم
برید کے اور ایک میرزا علی جملہ سوا سو برس تک حکومت کیے جانا چاہیے کہ تصحیح ہیں سوا نیات
سلاطین علامات شاہیہ اور بریدشاہیہ کے محمد قاسم فرشتہ کو شک ہی چنانچہ اسنے کتاب میں اپنی لکہا ہی
چہا تمہید کہ قطب شاہیون کے بیان ہیں سلطان قلی قطب شاہ کا بیان سلطان
قلی قطب شاہ منشار مولد اسکا ہمدان ہی ایام جوانی ہیں وارد دکن ہوکر جنت آباد کے اور
اور اطوار وہان کے ملاحظہ کیے سلطان محمد شاہ بہمنی پاس کہ وہ علامان ترک کو بہت
طرح رکہتا تہا اسنے تہین آپ فروخت کر کے داخل اس جمعیت کا کیا بس سلطان کو علم خدمت

خوب ماہر تہا اس لیے اکثر اوقات محل سے کام کے رجوع ہوتے اور کل خواتین نے دیانت داری کو اسکی پسند کیا اور بعد
چند روز کے انہیں خواتین میں سے کو ایک کی سفارش سے کہ ان دنون رعایا مملکت تلنگ کے سرکش ہو کر
سے اصلاح احوال کی قصد سے ہوا اور عنایت آپ سے وہان جاکر بسا دفع باغیون اور طاعیو کا کیا کہ ساتہ شجاعت اور
اور ایک بیٹا ہوا جسکا نام سلطان محمد رکہا جب وہ سن تمیز کو پہنچا تو اسکو تلنگ سے بلکہ کو لکنڈہ میں منصب
اور اقطاع سے سرفراز کیا یا بعد اسکے سپہ سالار اسطرف گیا ہوا اور جبکہ بادشاہی سلطان محمود بہمنی کی زیادہ مدت سے ضعیف ہو گئی تہی
۹۱۸ھ نوبتی اٹہا رابین قطب شاہ اپنا نام رکہہ کر جمیع امور میں قواعد بادشاہان ولایت سے جاری کیے اور باہمہ وقت
نوبت بجانیکا ارشاد فرمایا لیکن حقوق تربیت سے سلطان محمد شاہ سے غافل نہو کر ہمیشہ تحفے اور ہدایا لائق اور نقود
وافرہ بآہ احمد آباد بیدر کو واسطے محمود شاہ کے بہیجی کرتا تہا اور خطبہ میں بہی اسکے نام کو اپنے نام
پر مقدم رکہتا تہا اور سلاطین دکن سے مثل برہان نظام شاہ وغیرہ کے سلوک برادرانہ جاری رکہا
کر عادل شاہ اور اسماعیل عادل شاہ اور قاسم برید سے ایک ایک وقت جنگ ہوئی ہے اور
اہل کفر و ضلالت سے جہاد کر کے بہت سا ملک اپنے قبضہ میں لایئے اور بتجانیہ ایکے توڑ کر مسما
کر دیئے اور مذہب سلطان کا شیعہ تہا اور قطرہ قطرہ بتدریج خطبہ میں سے نام اصحاب کبار
خلفاء راشدین کے مثل آسامی ائمہ معصومین کے داخل کیے تہے اور مدت سلطنت میں اپنے دس
کیار اقلیم یعنی راج کنڈہ اور دیور کنڈہ اور پانگل اور کہن پوڑہ اور دیلکنڈہ اور کمانیت اور یکم
اور کوندہار اور سوا اسکے تمام ملک تلنگ اور نلکنڈہ تسخیر کیے تہے ان جملہ فتوحات سے فتح قلعہ
نلکنڈہ ایسی نادر ہے واضح ہو کہ جب محاصرہ قلعہ مذکور کا طول کہینچا اور جیشم زخم سے بہت غازی

فرمان
احکام دکن کے
بنام

ARCHIVE
http://Archivebeta.Sakhrit.com

ہلاک ہو سلطان نے راجہ ہری چند والی اس قلعہ کے پیغام صلح کا کیا اور راجہ بھی اس معنی کو قبول کیا حسب طلب
موافقت کے تحفہ بائین تحف اور ہدایا ملوکانہ اور ہمراہ کئے اور شرائط شاہانہ سے عہد ہوئے بملک مع بدلے
کہ ارادہ ہمارا ایسا ہے کہ جائے وقعہ ہم قلعہ کو تمہارے دیکھتے ہوئے جاویں اور حسب قلعہ ہم پر آویں بشکر منصور ہمارا قصبہ میں ہو کر
ضرور السلطنت کے ہر چند کہ اسنے عرض کرد ای کی بہت التماس کیا بلکہ آپ دو تین آدمیوں کے تشریف لاویں ملک معہ
لطیفان کہا ہی اور کہا کہ جب ہمارا لشکر اندر آوے سلوک اور مدارات سے قریب ہو کہ ہمارا لشکر باہر رہے
جب سیاہ خوش ہو اور سپاہیوں سے فرمایا کہ تم سب کے سب طیار رہو اور بیس دو تین قطعون
سے اندر قلعہ کے ہو کر تیغ زنی اختیار کرتا ہون اور فلانی علامت جب
تمہیں ظاہر ہو کہ جلد اپنے تئین پہنچاؤ اور ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے آنے تک میں دروازہ نگاہبان ہونگا اور
حتی المقدور اپنے سے بنکے نیکا مانع ہونگا کہا ہی کہ شہریار وقت کو عزیز اندر کیا اور تیغ علم کی قریب دو تین
ہزار کے بتر اور تفنگ اور تیر ہر طرف سے چلنے لگے اور وہ ان چار جوانون کو دفع انکا کرتا تھا کہتے ہیں
کہ بیدار دو تین ساعت تک بخوبی اس طرح سے دس ہزار کفار سے مقابلہ کیا اور جب علامت معہود ظاہر ہوئی
اور صاحب شہریار کے جوق جوق اور فوج فوج در آنے بعد قتل ہونے ہزار ہا آدمیوں کے راجہ کو پکڑ لیا اور
چھوٹے اور بڑے کو اس قلعہ کے زندہ پکڑا آخر کار شہریار نے اس سلطان کو ایک غلام تر
نے ایسا مارا کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے کہ تمام اسکا جسد تھا اور سینہ ہوا اسلطنت میں نشین سنجیدگی
اپنی اور طول عمری سے باپ کی بلکہ فرشتہ سے شہریار کی بادشاہت اسکی بالاستقلال
بقین ہوئی اور اس جناب کو چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں اول اولاد ذکور سے جہاندار

دوسرا حکام دکن کے

دوسرا ملک قطب الدین تیسرا بادشاہ قلعی جمشید خان جو تہماسپ کلکم پانچواں بادشاہ دولتخان چہارم ابراہیم قطب شاہ امام عظم
ہیکے نزدیک جمشید قلی قطب شاہ کا بیان چونکہ بڑا بیٹا سلطان قلی کا تہا بعد باپ کے اور ان کے
مسند رکھکر زمام حکومت کی کمند اقتدار میں پہنچی اور بندوبست دوسرے برادروں قرار واقع کرکے متوجہ
ہوئے بہان نظام شاہ کا ہوا جو تہا آن روز دن بہ بہان نظام شاہ اور عادل شاہ کے فتوحی پور پر
غبار نزاع مرتفع تہا اور عماد الملک دلاپی برار دابیط شرکت نظام شاہ کیہاں سے اسلامان موجب حصول ملاقات
ہیکے آپ بہی فتوحی ہوکر کہ نظام شاہ کو سید انکو اور ان بڑی تقویت ہوئی تہا انکو کہ ان ایک دوسرا بیان ہیکہ
ممالک ہیکہ وہ عماد و عادل شاہ کہا ہاں ان دونوں اس معاملہ ہیکہ ایک قاعدہ اختیار کرکے میں ناکامی ہیکہ ہاتھ آئی
من بعد قلعہ بیدر کا جیکا اوپر قبضہ ہے بیدر کا چہوڑ دیا کہتے ہیں کہ سلطان قلی جابر مزاج تہا قتل اور
در پے کرنا تہا اور لڑائی میں ضربت شمشیر سے اوپنی ایک طرف کا پیچ کوٹ ایک سلطان کا ایسا مجروح کیا تہا کہ آدمی الحیاۃ
کہانے پینے میں ابدا اوجہاتا تہا اور کہیو کہیو اشعار آبدار سلک نظم میں منتظم کرتا تہا شاہ نوشتاد میں عارضہ سے فوتی
ہیکہ ہلاک ہوا وقت انتقال اسکے ایک بیٹا تہا سبحان قلی اور یہ بہی جاتا تہا بقول بعضے سورہ میں سبحان قلی
بعد جمشید قلی کے امرا سے ہاتہ فرد ہوا تہا لیکن کہ قیام نہ ہوا امارت سلطنت جمشید قطب شاہ کی سے زیادہ
ہی ابراہیم قلی قطب شاہ کا بیان ابراہیم قطب شاہ بہای جمشید قطب شاہ کا بیٹا تہا وقت
واقبال ہیکہ پیدا ہوا تہا دن بارہوں تاریخ رجب سنہ ۹۵۰ نو سو ستاون ہجری میں مسند ریاست
پر جلوس کیا ملا اور خوانین اور فقرا اور شعرا کو مناصب اور انعامات خلعت مرحمت کیے
یا اور بہن اپنی جالنہ تہا جہیں مصطفی خان کے دیکہ خان موصوف کو بہی

دوسرا حکام دکن کے

فرمایا اور سنہ ۹۶۵ نوسی ہجرت میں واسطے مضبوط ہونے بنا محبت کے حسین نظام شاہ سے ملکہ کے ملاقات کرکے
محاصرہ میں قلعہ کے شریک اسکا ہوا اور ابتدا سے سلطنت میں بدمزاج تھا کہ وہ بہت بڑا راجہ تھا سبب فتنہ انگیزی کی
ادران سلطنت کے اس فساد کی اگرچہ روشنی تھی لیکن باوری ملا لیج سکتا نہ اسکے عہدی پگڑی اور بعد اسکے علم شاہ
کیے جب طے عادل شاہ قایم مقام آکا ہوا اور رابطہ اسکے اتحاد کا ساتھ رامراج کے استحکام پایا رامراج نے شہر بار بندا سے بھی اظہار نیستی
کا کرکے موافقت طلب کی شہریار نے موصوف انکار میں قبحت تو بھی بگڑ کر حق اسکا ہوا اور یہ چیون فرمانروا بالاتفاق احمد نگر کو روانہ
ہوئے پس چند روز سے آکر انکی دگر طرف قلعہ کولکنڈہ کے جو دارالسلطنت انپا تھا مراجعت کی اور بعد اسکے چند دیہرون کو عزم
محاربہ سے تفاخان مدارالمہام عالم شاہ کے تعین کیا عنایت اللہ تعالی کی لشکر مذکور سپاہ برابر پہ مظفر
اور منصور ہوا سنہ ۹۷۰ نوسی ہجرت میں بعد ادا کرنے رسوم سور اور سرور کے سادات اور علما ساعت
سعید میں بیاہ جمال بنت حسین نظام شاہ کو عقد ازدواج میں ابراہیم قطب شاہ کے لائے اور اسی سال نظام
شاہ اور قطب شاہ ہر دو فرمانروا قلعہ کلیان پر گئے اور سخت محاصرہ اسکا کیا لیکن قلعہ مذکور سخر نہوا
اور بہ نیل مقصود اپنے اپنے دارالسلطنت کو پھر آئے واضح ہو کہ اصل قلعہ کولکنڈہ کا ابتدا میں امرت
ہو کشن راو کاہی بعد ابراہیم قطب شاہ حسب التماس مصطفی خان کے بنا کیے اور پتھر سے طیار کروایا اور
اندرون قلعہ کے دوکانین اور مکانات اور رہنے اور بازار تھوڑے دنون میں مرتب ہوکر اور امرا اور خوانین
محل بنکلے اپنا اپنا واسطے بنوا کر آسودہ ہوئے اور جملہ فتوحات سے سلطان کے یہ ہی کہ بات
دیرکنات راجہ تندری کے قبضہ تصرف اپنے لاکر تباہ وہان کے نذر دایئے اور مسجدین بنوا فرمائین
اور بجب سنہ ۹۷۲ نوسی ہجرت میں حسین نظام شاہ کا انتقال ہوا اور مرتضی نظام شاہ

جانشین ہوکر علی عادل شاہ سے ہنگامہ کارزار گرم کیا سلطان اکثر اوقات امداد اور استعانت سے
پیش آیا اور ۹۷۶ھ نوسی بنیا سی میں قلعہ راج بندر پکا فتح کیا اور بعد اسکے سعی سے ملک نایک کی تمام قلعی اور تنجور
ولایت کو تنکہ تنکہ دایرہ ممالک محروسہ سے ہوا اور اسا ہی لکھا ہی کہ آخر کو درمیان سلطان کے اور نظام شاہ
کے چندر و تبد مزکی آکیی اور سلطان نے دایرے اسکے دفع کے عادلشاہ اور قطب الملک اور علی بریدہ سے مدد چاہی
کیا تہی لیکن تہ بات سودمند نہوی بلکہ وے دونو متفق ہوکر سلطان کو جوت لیا اور دیونایک اور ہوسل نایک
سرداران پرکی سے لڑوا آئے اور جب وے مغلوب اور منکوب ہوئے اسد خان بیجاپوری مقابلہ پر آیا اور فیصلہ ہوا سرداران دکھن کے
اطاعت میں ہوئین اور ۹۸۰ھ نوسی سنتا سی میں سعی امیر شاہ میر کنا قلعہ کو بندر کا مفتوح ہوا اور مسافت اسکے
نمایان سیاہ پتھر بیل کی ہی اور بنا کاری اور کاریگری اور پکی ہی سلطان کا جو عہد سلطنت میں شہزادہ سلطان قلی کے
عادلشاہیون کی طرف جاتا رہا آہستہ آہستہ ہوا واضح ہو کہ سلطان نہایت ضابط مزاج اور ہشیار طبیع اور سخاوت شعار
اور صاحب فطانت تہا لیکن کمال جابر آزار رسان اندک جرم پر بند کال خدا کو ستیا غریب تا تہا اکثر حاکم کرتا تہا کہ
مجرموں کے پاؤں کے ناخن ضرب تازیانہ کے سر انگلیون کی تک سے جدا کیے رو برو رفیل کے ڈالے کہین تا ہو جنکی
ہوا اور کہتے ہین کہ ولایت تلنگ سے دفع دزد اور قطاع الطریق کا جہد مین آپکے آیا ہوا تہا کہ سوداگر اور
بیخافلہ اور رفیق کے روز و شب جاتے تہے عروم ہی کہ سلطان عارضہ سے تپ محرقہ کے روز پنجشنبہ الیسوین
تاریخ ربیع الثانی کی ۹۸۰ھ نوسی اٹہا سیمین رہتہ آخر تکا لیا مدت سلطنت اسکی بیس برس نو ماہ
اور سنین عمر اکاون سال ابراہیم باغ اور حوض حسین ساگر اور کنورہ کشور بدولت زمانہ مین اسکے
عدم سے ظہور مین آیے اور اسکو انیس فرزند ہوئے تہے اسمین سے چھ بیٹے بیٹیان حد بلوغ کو

پانچویں سلطان محمد قلی قطب شاہ کا بیان محمد قلی قطب شاہ تخت سلطنت پر باپ کے جانشین ہوکر
بلا اختلاف ارباب تواریخ کے واسطے لشکر مرتضی نظام شاہ کے طرف قلعہ ناندیر کے متوجہ ہوا اور وہاں جاکر
برج کو اسکے جو مانند سیماب کے مستحکم تھے مثل خانہ جنگ ہوتے کے شروع اور مفتوح کیا جاسکا اور وہاں کے
جو طرف سے ابراہیم عادلشاہ کے تھے جب کی نعمت کو اپنے اس امر سے مطلع کیا اسنے اور پیغام کے اظہار محبت اور مہربانی
کا کیا کہ باعث دفع تزلزل اس کے ملک کے ساکنوں کا ہو سلطان نے بیاض خاطر اسکے کہ بہ محاصرہ کے کیا کا عزیمت
کی طرف مستقر خلافت کے منعطف کی اور بعد داخل ہونے دولت سرا کے ایک مہینے کے تولد ام شاہ مائی کے جا لا کر بیٹی
کو امیر شاہ میر کی زوجہ امین نے منتظم کیا بعضے یہ کہتے ہیں کہ سلطان تکلیف اور رغبت شاہ مزرا کی نا ملحوظ رکھا
اور اخلاص نظام شاہ کے واسطے مدد اور کمک مرتضی نظام شاہ کے دارالخلافت سے نکلکر قلعہ ساونیر کو پہنچا اور اسکو فتح
کرکے متوجہ تسخیر بیجاپور کا ہوا اور وہاں لشکریوں نے نظام شاہ اور قطب شاہ کے بالاتفاق اکثر تو شہر کو لیا جو کہ غلبہ عادلشاہیوں
کا رہا حوالی حسن آباد سے قطب شاہ تسخیر سے ولایت عادلشاہ کی دست بردا ہوکر چند مقربوں اور مخصوصوں سے
کمال خراج استعجال پردار السلطنت گولکنڈہ کو تشریف فرما ہوا اور لڑکی شاہ مزرا اصفہانی کی کہ
ابن جہانگیر ابراہیم قطب شاہ کا نہایت نکاح میں لایا اور ۹۱۵ھ نوسو پندرہ میں خواہر اعیانی کہ اسے
جشن مولدی کرکے واسطے ابوالمظفر ابراہیم عادلشاہ کے بیجاپور کو روانہ کیا داد اصحیح ہوکہ دسویں
سال جلوس کے سلطان ایک عورت فاحشہ بھاگتی نامہ عاشق ہوکر اسکو دی اقتدار
کیا کہ ہزار سوار اسکے ملازم رکاب تھے اور وہ بطریق امرا کے کبار کے دربار میں آیا جلیس با
کرتی تھی اور انہی دنوں میں بسبب خواب ہونے آب ہوا کے گولکنڈہ کے خلقت بیش قصبہ اطراف

بیچ چار کوس پر وہاں سے ایک صحرا خوش نما اور آب و ہوا اس جا کی بنا کا خدا کے سازگار ایک شہر عظیم بنا کیا اور اسکو
دار الحکومت اپنا قرار دیا اور نام اسکا بھاگ نگر نام پر فاحشہ مذکور رکھا بعد چند جب وہ مر گئی سلطان
نام کو شہر کو رکھے لفظ حیدر آباد سے بدل کیا اگرچہ مدت تک پہلا نام زبان پر خلق کے جاری رہا لیکن اب تمام
اقلیم میں حیدر آباد کہ کر معروف اور مشہور ہے اسکا اس زمانہ میں پانچ کوس کا نہاد اور دو کانیں چھ ہزار اور اسکا
بارہ ہزار تھے اور جمعیت عالم بیش از سوا اور بعد بنا کے وسط شہر میں حسب الارشاد اس شاہ جمجاہ کے معماران چالاک نے
چار طاق نہایت بلند بنا کر کے ہر ایک کو ایک سمت کو رکھا اور ہر چہار کو پشت سے ایک چہار منار نہایت
مضبوط مرتفع اور ان چار دل منارون میں پنجاہ پنجاہ گز بلند بنا کر ہر ایک اور مقابل اس طاق کے سہ منزلہ اور بازار
طویل اور عریض از سہ اور دست غربی قافلہ کو نکلنے کا شرقی قافلہ سلطان نگر و حیات نگر سنا یا نا دا من کوہ
طور جنوبی تا کوہسار چنیمہ اور متصل اسکے جامع مسجد اور پہلو میں مسجد مذکور کے حمام اور سوا اسکے
دار الشفا مدانات ہے اسکے بعد پس خرچ ہر ایک کا سرکار سے مقرر پایا اور بعد الفراغ عمارات عالی
سے ایک درگاہ والا کہ طولا عرضا سوا ری ہزار درجہ قرار دے کر وسط میں ضلع کے ایک کمان بنا کر
جسکو آپ کمان کہتے ہیں طاق شرقی دروازہ دولتخانہ کا مقرر ہوا اور طاق غربی دروازہ بھاگ نگر
کا اور اندر اسکے محل محل اور چند محلات اور کہن محل اور دا و محل کہ وہ مقام اسکے عدل و داد کا نہاد ہے
نیار ہوئے اور مادر اسکے چونکہ سلطان کو شوق عمارت کا نہادی محل کا رود موسی کے اور عمارت نہایت
کہاٹ جانب شمال دولتخانہ نادر محمدی باغ اور مداد و محل کہ اسکے سات کہنڈ ہے اور باغ محمد شاہی
عمارت کہ وہ طور جانب جنوب دولتخانہ اور جہان محل اور جامع مسجد میں دہنا و قصبات کہن اور

مدد سے اور خانقاہ اور درسگاہیں اور حمام خانے متعدد زمانہ ان سب کے صورت حال کہ بیان کیے ہیں بہتر
لاکھ ہون خرچ عمارات مذکور الصدر رہی لکھا کہ قلعہ مہرولی اور حصار سندپال اور کلکھوڑا اور کندی کھیڑا
فتوحات سے سلطان کے ہی اور سوا اسکے ولایت دیگر سے کہ کسو بادشاہ کو اہل اسلام سے تسخیر اسکی میسر نہوی ہی
سلطان نے بہت سے ملک اپنے حیطہ تصرف میں لاکے اور حاکم کردیا کے جسکا نام یا نشان زمانہ سے عاجز کیا معہذا
بہت دفع کفاروں کو مغلوب اور منکوب فرمایا اور جسنے اس سرحدی کی سزا معقول اسکے کنار میں رکھی اور
لشکر بنجابیہ نے سمار کیے اور غیر ہی کہ سنہ ۱۰۱۰ دس سو دس سے سنہ ۱۰۱۵ دس سو پندرہ میں فقیر اپنی حیات بیکم کو حالہ بنگالہ میں چھوڑ کر
محمد ولد محمد امین کے جسن اور طوی کر کے سپرد کیا لکھا ہی کہ بعہد سلطان کے سنہ ۱۰۱۵ دس سو پندرہ میں ایک
قصہ غریب شہری کا ظہور میں آیا واقعہ آگہی ہی کہ حکایت بزرگ کارآگاہ سفل کی کہ وہ بات اکثر اور لاہوت دارد
دار السلطنت جہانگیر آباد آیا ہمیشہ کا ارادہ دیکھنے محل اور عمارات آباد ہی پایا بنا بر کہاوت کے کہ بیت بہ دانی کے آشنا
پیکانہ کو بار آمین تہارات وقت چاندنی کے ایام میں شراب کی نشہ میں مع طوائف اور مسخروں اور مغنیوں کے کہا
پر چڑھے اور قفل دروازہ کا توڑ کر داخل عمارت ہی ہوا اور مجلس شراب کی آراستہ جیسا کہ مکانیان عالیشان
پیش کے نہ بلکہ در پی ایکی اذیت کے ہوے کیفیت مذکورہ جو ہیں سمع جلال میں پہنچی سلطان خفا ہو کے
علی آقا کو توال کو فرمایا کہ تمام مسافروں اور مغنیوں کو شہر بدر کر دیں پس توپخانہ اور پیادے
متوجہ کہ چہ دربار کریں ہو کر سوداگر دل اور دیگروں کو چار کر دیوار کے بکڑ بکڑ کر قید کر لائے
کے اسمیں عجب عام اوٹھا اور شہرت ہوی کہ قتل عام کا حضور سے بایا ہی پس کوتوال نے ہاتھ ظلم
کا دراز کیا اور تمام مال و منال سوداگروں کا لوٹ لیا اور غارت کیا بخاوند کے قتل کیا

پہلو میں بزرگوں کے وقت کیا سنین عمر اسکے انیاس برس اور ایام سلطنت بحساب یکیس سال ماہ اور
نوشتہ لوح مزار سے اکیس سال اور بحساب تاریخ فتحیہ تین بیس سال سلطان محمد قطب شاہ کے
بیان سلطان محمد قطب شاہ ان بزرگوں کہ اسنے اکیس میں عنایت کئے ہے کہ واقع جانشاہ عمر زیادہ
کا پیش آیا اور کافہ خواص و عوام سے بہت محبت اور اندوہ کی ہوئی سلطان محمد من استرابادی کی پیش
ہے کہ اکثر تاریخ میں مشہور ہوا ہے قطب شاہی سلطنت کی بنیاد اس نے ڈالی
اور عہد سلطان محمد قطب شاہ کے سلطان جو ان بخت جو ان سال کی بیزاری بعمل کی موجب کہیں اور اس عمل
کا ہوئے اور اپنے تئیں عہد سلطنت سے اندر کیا سلطان نے دوسرے دن ابراہیم عادل شاہ اور بعضی نظام شاہ
اور ابوالمظفر شاہ عباس والی ایران نے ایلچی واسطے پرسش اور بہت سے روانہ کئے واضح ہو کہ جب منیجون نے
جزو رسول میں یک فتحی سفیر بادشاہ عالم پناہ زمان و کے ایران کی جو واسطے ادای رسم تعزیت
اور تہنیت کے ولایت سے اپنی روانہ ہوا تھا سفیر ہر ممالک محروسہ کی سامع اجلال میں پہنچا
ایک عدد جواہر کے واسطے استقبال کے روانہ اور دہ جب داخل دارالسلطنت کا ہوا دس کوس
کی مسافت دس ہی تیس خلد محمد بن قطب شاہ کی سفیر مذکور سے ملاقات کی واسطے ادای رسم
کے اظہار محبت اور اتفاق کا حد سے زیادہ کیا کہ بعد فراغت اسلام اور ایک ہاتھی اور کرتہ خاصہ
خلعت اور پالکی اور اس اور سوا اسکے بہت تحفے شاہانہ نظر سفیر کے گذرانے اور آپ بھی دربار میں
لایق سے آکر آدمیوں بہت جو اسکے ہمراہ تھے سرفراز ہوا کہتے ہیں کہ طبیعت سلطانی بیشتر

طرف ابا ہی در تعمیر عمارت عالی کہ مصروف تھے اسوا سطے دار السلطنت حیدرابا دمیں حکم کیا کہ ایک بڑی جامع مسجد آباد کی جائے
اور اسکے بہت بڑی عظیم الشان عمارت کہ جس سے بنیاد ان دست کاریگر نے کام اسکا شروع کیا لیکن ہی عہد میں اس
بادشاہ کے قریب نشین مزار ہوئے کہ جس اس مسجد میں ہوئے اور وہ اتمام کو نہ پہنچی پس وفات سلطان عبد اللہ اور سلطان ابو الحسن
تانا شاہ کے انجام پائی تو بھی بہت سی کام باقی رہ گیا تھا سو وہ عہد میں ہا شاہ غازی عالمگیر کے ۱۱۱۸ گیارہ ہی چار میں صورت
اختتام کی پایا الحق کہ وہ مسجد شریف مسجد ہیکہ کمال شکوہ اور رفعت اور رونق افزائی سے مطلوب قلوب اہل اسلام کا فرنام
کی ہی اور نام اسکا کہ مسجد بن جانب اہل زبان پر خلق کے جاری و ساری ہی اور سوا اسکے قصبہ سلطان پور حوالی بان نگر
فیض اثر کو کلکدہ ہیکہ اور عمارات بنی ہوئے کہ اور مکانات میدان در بانکے اور دکاکین چار بازار چار مینار کہ ان مجموعات
سے سلطانیکے ہیں اور دو کوس بلدہ سے مغرب شرق رخ شہر کے ڈالکر سلطان نگر اسکا نام رکھا اور اسمیں دو قلعہ متین
بنا کیئے لکھا ہے کہ مادر اسکے سلطان جامع علوم عقلی اور نقلی کا تھا اور نہایت ذکی طبع اور شاعر بے بدل تخلص اسکا قلی
تھا چنانچہ مطلع اسکا: بلب چہ برزی تو زوصف لسان ما: پنہان شدہ زشرم زبان در دہان ما:
سنجی اور شنبہ ۲۹ ماہ پیر اور قران خوان تہجد کہ از ۱۰۳۵ دس سی پنتیس ہجری تا ۱۲ بارہ دین تاریخ جمادی الاول
کو انتقال فرمایا ہی عمر اسکی وقت انتقال کہ چونسٹھ برس ایک مہینہ ایکدن کی تھی اور مدت سلطنت کی
چودہ سال پانچ مہینے چھبیس دن مادہ تاریخ رحلت: عشرتش عالی این مایہ باب: سلطان
عبد اللہ قطب شاہ کا بیان سلطان عبد اللہ قطب شاہ کو ان روز دن ۱۰۳۵
کہ سن شریف اسکا گیارہ برس پانچ مہینے گیارہ دن کا تھا بمجرد انتقال سلطان محمد قلی قطب شاہ

والاقدر اسکے اسیوقت منصور خان حبشی اور ملک الیاس اور ملک یوسف اور ملک غیرہ کہ ہر ایک سے ہین یکصد رکین اس وقت تھانہ کا رتا
واسطے دفع خلل اور رفع فساد اوباش سلدہ کے بندوبست کیا پھر اور بازار کا رکے نشین ہین قصر محمدی محل کیے اور ملک سلطنت رکھو
وصیت شاہ مرحوم کے قیام دیا اور جمیع چار محلات کیے شرف مراتب بساط بوسی کے بحالا کے اور شعرا نے مادہ تاریخ نذر گذرا نے
بہ مزین شد جہانگیر جلوس شاہ عبد العدل ابن شاہ دین قطب زمان عبد العدل پس خاموش عم والم لفظات
زنام کا بہار ستان شاہ مانی اور نعم بے مبدل ہوا اور دل ہر ایک کے دہاڑس پکڑی واضح ہو کہ ۱۰۳۵ ہ مین
سنتیس مین والی ہند وستان کا یعنے شاہ جہان بادشاہ کہ واسطے دفع خان جہان کے دار السلطنت اکبر آباد سے
نہضت کر کے دار السرور برہانپور کو قدوم میمنت لزوم سے اپنے شرف کیا تہا انجام اور ا خلاص ریسلطان
نے نظر کر کے شیخ محی الدین کو تا عطوفت شعار مع ہدایا کے لایق کے دیکر روانہ فرمایا تہا
جیکہ سفیر مذکور آیا حوض درک پر کہ سلطان بلدہ سے نکلکر تشریف فرما تہا شرف ملازمت سے مباہی ہوا
جدیو موصوف نے اسکو تشریف خسروانہ اور پچاس اس کہوڑے اور دس زنجیر فیل اور ایک لاک
پچاس ہزار روپون نقد مدت اقامت مین عنایت کیے اور چونکہ عہد سے سلطان مغفور کے بنیاد دوستی
اور اماردت کی شاہ ایران سے استحکام پا چکی تہی سلطان مغفور نے بعد جلوس کے خیرات خان کو مکتوب محبت
اسلوب اور اقمشہ اور امتعہ نفیسہ دیکر روانہ ایران کو کیا کہتے ہین کہ ہنوز سفیر مذکور راہ مین نہ پہنچا
تہا کہ شاہ عباس موا اور بجاے شاہ جوان بخت شاہ صفی بہادر خان اسکی جا پر جلوس کیا اور اس شاہ موصوف
نے سفیر مذکور بود حصول سعادت بساط بوسی کے مکرمت بے اندازہ سے سرفراز فرمایا لکھا ہے کہ
عہد مین کے دار السلطنت جدید آباد مین بیچ سنہ ۱۰۳۸ دس سیر مالیس ہیرے کی بہ یکی باران سے

معاذ اللہ ایسا قحط ہوا تھا کہ فوق اسکے متصور نہ تھا افسوس سلطان نے از روئے نادانی ہیں لاکھ جیتے آدمی بھوکے مرنے دیئے
تکی اور بعد اسکے بیان کرتے ہیں کہ ایام بارشہین چار مہینے علی الاتصال برسا مہینہ برسا اور رود موسیکو طغیانی
ہوئی کہ پانی پل سے بہتا تھا اور اندر شہر کے ایسا تھا معراس زمانہ کے لوگ کہتے تھے کہ ہمنے نہیں سنا کہ
فرنگستان اسطرح کا جوش اس بدی کو ہوا تھا ضرور کہ چھٹی شعبان ۱۰۴۲ھ دس سی بیالیس بیشہ کرہ کو انہی مجمع
سامان جہیز کے کہ قیمت اسکی پانچ لاکھ تومان تھی واسطے عقد ازدواج سلطان محمد عالمپناہ کے دار السلطنت حیدرآباد
روانہ کیا واضح ہو کہ سلطان عادل اور باذل اور سخی اور مشہور اور قدرشناس تھا کہ عہد میں اسکے علما اور فضلا اور ہنرمند دور
سے حیدرآباد میں فراہم آئے تھے اور بہت کتابیں اور رسالے ہر علم کے وقتیں اسکے تصنیف اور تالیف ہوئے از انجملہ کتاب
برہان قاطع تحقیقات باب لغات فارسی کی بہت اچھی اور معتبر ہے واضح ہو کہ میر محمد سعید میر جملہ المخاطب
خانخانان نوکروں اور زیست یافتگون سے آپکے عالیجاہ کی ہی دل ذی اقتدار اور صاحب منصب
اس سرکار تھا خداوند نعمت سے اپنے منحرف ہو کر ملازمت حضرت جہان بادشاہ کی اختیار کی
اور سبب انحرافی اسکے سلطان محمد فرزند کبیر عالمگیر کے جو حسب الارشاد پدر والا قدر کے حیدرآباد آیا تھا
تھا ایک جنگ عظیم ہوئی اور حیدرآباد تصرف اولیادولت کے نکل گیا پہر پنشن سو روپے ماہیانہ روپے
ایک لڑکی اپنی سلطان عبداللہ دس لاکھ روپے کے جہیز سمیت بمبائہ نکاح میں شہزادہ کے دیکر
صلح کی اور ملک کو اپنے بچالیا پس مرقوم ہے ۱۰۴۲ھ دس سی بیالیس تو جلوس میں اس فتوح سے جناب
سے شہریار ہندوستان کے خطاب سے معظم خان کے مشرف ہوا پس تیرہویں سال جلوس عالمگیر کے خانخانان
خداوند کو ملا اس شہر میں ایک تالاب کہ خلقت اسکو میر جملہ کا تالاب کہتی ہے جانب شرقی بلدہ کے

دوسرا ورق

حکام دکن کے

کا بطرف روبن کے سانحین
حکمت الٰہی اور فیض بیان کا اسمعانت برادر
برکتوں وجوارح دانش ہوئے زبان کا کام آپ تعلم
بنا پس را جو قصہ معطل رہنے کام آپ
کا طرح ہاتھ کا جل آپ ایکدن
محمود اوبان صفت خان کے
خدا کا کام اس کی معطل بنا کا کام آپ
تو کا کہ وہ اس عالم کے خواری ہوئے

مستقل فصیل ہے بقیات الصالحات سے ایک ہی کتے ہیں کہ سلطان کو فرزند نہ تھا مگر ہیں بتان ایک منوچہر
سلطان پسر عالمگیر ہے کہ وجہ اسکے آویکی دوری حیاتکا حین سبب احمد کے کہ وہ سادات اور فضلا عربیے تھے تیسری
مکوحہ ابوالحسن خاتمہ سلطنت قطب شاہیہ کہ وہ سلطان کی ہاتکی طرف سے ایت قریہ رکھتا تھا اور سلطان مشیر تھے
ہین محرم الحرام کے بہت مرقوف غم اور الم جانکاہ ہوا کرتا تھا اور رسومات اسکے موافق ہیں ہاں تشتے
جیسی لڑکپنکی علاوں کی اور آستادہ کرنا علموں کا اور مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری اور رکھنا لوم اور قبول وغیرہ کا
اور تماس پہنا علی ہذا القیاس اور آپ بھی ۱۰ عاشورہ کے دن سیاہ علموں کے پہنتا تھا اور بارہ دن
تک عالم کے ہر دیوان میں توقف ہو جاتی تھی رحلت سلطان عبداللہ کی بیتیری محرم ۱۰۸۳ھ میں ہوئی
ہوئی ہی وقت انتقال اسکے لڑکا سات برس کا تھا مدت سلطنت بیتالیس سال آٹھ مہینے سلطان ابوالحسن
قطب شاہ کا بیان سلطان ابوالحسن قطب شاہ عرف تاناشاہ کہ وہ داماد عبداللہ قطب شاہ کا تھا بعد اس سلطان
کے اعانت سید مرتضی اور مادنا اور اینکا کی کہ وہ دونو بھائی پیشکار سید مرتضی کے تھے سریر سلطنت
قایم ہوا اور سید موصوف کو وزیر اپنا کیا بعد چند روز کے وزیر نے چاہا کہ بادشاہ کو مطیع اپنا کرے
بادشاہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور بعد بیخ مادنا کو جو پیشکار مستقل اسکا تھا دسازا پنا کرکے
فلمدان وزارت کا سید موصوف سے لیکر سپرد رہیم مذکور کے کیا کہتے ہیں کہ ابوالحسن تاناشاہ نے اپنے
امور مملکت کی اسکو بالکل نتھی پس رہیم مذکور نے عہد وزارت پر ہی اسلام کو ضعیف کر دیا تا اپنے
بنا نے پناہ لے اور جب بے روزگار کا آباد ہانکی اور سادات اور شرفا اہل اسلام کی اہانت کیا کرتا تھا
ہمراہ تھے اس حرکت سے بہت ناراض ہوئے پس اہل سلسلہ نیکنامی اس خاندان کا تھا اور شاہ

حکام دکن کے دوسرا دفتر

مرض سے بیحال کیدی سنہ ۱۱۱۱ گیارہ سو گیارہ ہجری مین جان جہان آفرین کو سونپی واضح ہو کہ تاناشاہ کو وہان ایک لڑکا
ہوا تہا کہ اسکو بندی سلطان کہتے تہے مآل حال اسکا اربابِ سیر کو معلوم نہوا چار محل کنار پر رود کوسی اور کوسہ تحصیل
کچہ فاصلہ پر اسکے سلطان نے عصر مین آنے بنوایا تہا اب زمانہ نے اسکو منہدم کردیا ہے سلطنت سلطان ابوالحسن کی جب شاہ
پدر درس تین مہینے مشہور ہوا سلطان مرحوم چودہ برس کی تام طفلی مین صرف کیے اور چودہ برس تحصیل علوم مین اور چودہ
علاقہ اطاعت مین منسلک کہ نام انکا شاہ راجو تہا قدس سرہ اور چودہ سال سلطنت کے اور چودہ سال قید اس حساب سے جملہ اعداد سنین کے
برس ہوے الحاصل سنہ ۱۰۳۵ ہزار پینتیس ہجری قطب شاہ سے سلطان ابوالحسن تانا شاہ تک ایک سو اسی برس تلنگانہ
مین فرمانروائی کیے اور بعد اسکے کوی حاکم مستقل نورانی وکنین نرہا اور یہ تمام مملکت ملحقات سے
اقلیم ہندوستان کے ہوگئی اور یہ بہی جانا چاہیے کہ عبدالرزاق نام ایک شخص متوطن لار کا ملازمون سے
سلطان ابوالحسن کے تہا جو وقت کہ آصف سنہ ۱۰۹۷ دروازہ قلعہ کا کہل کیا اور فوج عالمگیری کی اندر داخل ہوی
انتظار کمر اور زین باندہے کا بہی نکیا فقط اقتضا سے جوہر وفاداری کے سپر تلوار لی اور گہوڑے کی پیٹ پر
چار جامہ سے سوار ہو کر دس بارہ آدمیون سے مقابل فوج شاہیکا ہوا یا وجودیکہ اس آشوب گاہ رزم مین بہی
اسکے جسد سے ہوگئے وہ پروانہ صفت ہاتہہ پاون مارتا تہا اور کہتا تہا کہ جب تک جان ہی تنار ابوالحسن کرونگا
اور ہر دم قدم آگے بڑہاتا تہا اور تلوار کرتا تہا اور جو اسکو زخم پہنچاتا تہا اسکو جواب دیتا تہا حتی کہ سر سے پاون تک
تک زخمون سے چور ہوگیا جب قضا اسکی نہنچی دروازہ تک قلعہ کے لڑتا ہوا پہنچا اور سوا کان سے شمار زخمون کے
بارہ زخم اسکے منہہ پر آے تہے کہ چمڑا پیشانی کا کٹکر انکہون پر آپڑا بلکہ ایک انکہہ بہی کٹ گئی تہی
تن اسکا کانپے لگا تب لجام گہوڑے کی چہوڑ دی اور اپنے کو سنبہالے رہا گہوڑے نے

لاری عبدالکریم کو جو میانا اسکا بھائی دیکر روانہ کیا اس مابین میں جزائی کہ حسب الطلب بادشاہ ایران کے وہ اپنے وطن
راہی ہو کر اثنا راہ مقیم ملک جاودانی کا ہوا بادشاہ نے اور بھائیکو دوچند اسکے تئیں جاگیر میں دیکر
رخصت ایا میں اسکا حکم فرمایا قدرت خدا کی ہتی اسی تک حلال دروغا آسیکین سا توان مذکر
سلاطین دہلی کے بیانمیں بہادر دلخان کا بیان سید بہادر دلخان سبزواری الماطب جان سپار خان بعد انہدام
کہ وقوع اس امر کا سنہ ۱۰۹۶ دس سی اٹھیانوے میں ہوا ہی طرف بادشاہ عالمگیر کے صوبہ داری حیدراباد کا ہوا چونکہ خان موصوف
کو ہمراہ تا بادشاہ کے قلعہ دولت اباد تک جانیکا ہی حکم تھا تو وہاں سے جاکر آئے تک اسکے روح اللہ خان میر بخشی نے بندوبست اس مملکت
کا کیا جان سپار خان نے دم واپسین تک کمال حسن عمل سے ولایت میں اپنی اپنی عمدگی دلی اور سنہ ۱۱۱۱ گیارہ سی تیرہ ہجری میں
اور بعد عالمگیر کے خانمشار الیہ نے کار طلبی اور مال آمدنی سے سپاہ بہت فراہم کر کے تادیب مفسدوں کی کرتا رہا
اور ایک سال تک خودرای سے حکومت کی اور جب کام بخش اسطرف کو آیا مملکت حیدرآباد اسکے حوالے
کی بعد اسکے ایک ہفتہ کے عرصہ میں شاہزادہ بدگمان ہو کیا اور کہیے مفسدوں کے پہ اثبات تقصیر اسکو
مرواڈالا یا یوسف خان کا بیان یوسف خان روز بہانی بود کشتہ ہوئے کام بخش کے
طرف سے ظل اللہ بہادر شاہ بادشاہ کے صوبہ دار حیدرآباد کا ہوا اور بعد حاصل ہونے اس سرفرازی کے
پاڑ انامی ممتد دکو کہ سیمایہ فساد اس نواح کا تھا بہت کشش اور کوشش سے مدت میں جب ہاتھ
آیا بند بند جدا کر دا سکے سر تو حضور میں روانہ کیا اور باقی اعضا کو اطراف و جوانب میں بھکوا دیئے

ممتاز خان کا بیان

ممتاز خان فتحیں فرخ سیر کے خلعت سے صوبہ داری بلدہ مرقوم کے
سرفراز ہوا لکھا ہے کہ جس وقت ممتاز خان یہاں آیا تو داخل دروازہ سے پہلے کہ ہوا اس وقت حیدرآباد وہ
اس آباد کے کہ وقتیں قطب شاہیہ کے تھی ویران ہو گیا تھا کہ دروازہ کے پاس رستم دلخان کے مکان تک کہ وہ
دار الامارت تھا ایک مسافت بعیدہ ہی سو آدمیوں دوکانوں کے تمام ویران پڑا تھا پھر اس سوا کوئی تھی پس خان مذکور نے مسلح خیلہ
اور سپاہ بلیغ ہمراہ پہنچا کر بارہ برس کے عرصہ میں پھر آباد کیا اور سفر دکن کو اس مزاج کے سرکوں کیا اور جب صوبہ داری دکن
کی حسین علیخان کو ہوئی تب یہی خان موصوف بطور نیابت اپنی جگہ طرف سے اپنے بحال رہا یعنی جس وقت امیر الامرا
نظامت دکن کی سرفراز ہو کر داخل مخیمہ بنیاد ہو خان مذکور نے اکرامات کی امیر الامرا فائز ہے کہ خوش
کی معلوم کر کے سلوک پسندیدہ کیا اور مقتضی المرام طرف اپنے صوبہ کے رخصت ارزانی رکھی اور نواب مستطاب اقتدار
بہادر تبکر دو تحوا ہی خسرو زمان محمد شاہ بادشاہ کی بیعت عقیدت پر بندہ کر مالوہ سے دکن پر تشریف فرما ہوئے
خان موصوف نے حیدرآباد سے تحرک ہو کر اورنگ آباد پر ملاقات کی اور حصار کو اخلاص کے مستحکم کیا
سو وقت نواب موصوف نے بھی تجویز منصب پنجہزاری اور شش ہزار سوار اور خطاب عماد الملکی سے شاد کام
یا بعد اسکے زمانہ جب وجود سادات سے خالی ہو گیا اور خدمت وزارت کی سپرد نواب آصف جاہ بہادر کے ہوئی
سبب ہوا دہوس کے باوجود اتحاد مذکور کے کہ جو اسکو نواب موصوف کے ساتھ تھا فراموش کر کے کہ اداشت
فوج کی جاری کی اور خفیہ مسند کل دکن کے صوبہ داری کی مزین مہر بادشاہی سے حاصل کر کے کوچ
تحریر کیا پس سنا ہو گا سبب طمع راست حرف است برشتہ تحریر ۔ از ان نیست مطمعان را بہیچ دوری
محرم الحرام کے سنہ ۱۱۳۷ کی بارہ سو سینتیس ہجری میں نزدیک قصبہ شکر کھیڑ متصل صوبہ برار کے کہ مجسمہ بنیاد ہے

حکام دکن کے

دولت

آٹھواں تذکرہ نواب آصفجاہ اور انکی اولاد کرام کے بیان میں نواب آصفجاہ

اسکا مقتول ہی اور مہتمم نواب موصوف نواب آصفجاہ اور انکی اولاد کرام کے بیان میں نواب آصفجاہ

نظام الملک بہادر خطاب آصفجاہ نظام الملک بہادر خطاب شاہ نام اصلی انکا میر قمر الدین خان ہی آبای کرام ان عالیمقام کے

ولایت بوران میں مرجع کافہ انام کے تھے سلسلہ اجداد کا شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ کو پہنچتا ہی اور

نسب شیخ بزرگوار کا بواسطہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے منتہی ہوتی ہی اور نواب موصوف کا نام میر شہاب الدین خان المخاطب غازی

الدین خان بہادر فیروز جنگ تھا جسوقت عالمگیر کے سمرقند سے وارد ہند ہوکے بیجاپور انتقال کیا ہی ولایت دکہن کے وہان کے وہ

صوبہ تھے سنہ ۱۱۲۳ گیارہ سی بائیس ہجری میں اجل طبعی سے واصل ہوئے ہی اور مدفن آنکی شہر کے باہر متصل احمد یاری دروازہ کے ہی اور نام

جدہ پدری نواب کا نواب عابد قلیچ خان ہی علیہ الرحمہ سو نواب عابد خان کا علی آبا ہی کہ سمرقند سے ہند میں کو سن

واقع ہی آخر عہد میں شاہجہان کے وہ وارد ہند ہوکے ہیں اور والدہ ماجدہ نواب عابد خان کی صلب سے

صحیح النسب میر حیدر ہیں کہ سلسلہ انکے اجداد کا ساتھ بخزرعا رہ خاندان رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے منتہی ہوتا ہی انتقال نواب عابد خان کا ضرب زنبورک سے سنہ ۱۰۹۸ دس سی اٹھانوے میں قلعہ گولکندہ پر

ہوا ہی مرقد مبارک انکی ہیں کوسن حیدر آباد سے جانب شمال مغرب کے واقع ہی اور نام حیدر دری نواب

صفجاہ بہادر کا سعد اللہ خان بہادر ہی وہ وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ کے تھے تاریخ ولادت نواب آصفجاہ

بہادر کی جو دہویں ربیع الآخر سنہ ۱۰۸۲ دس سی بیاسی ہجری ہیں مطابق تقطیع بیت کے ہی سنہ ۱۱۰۲ گیارہ سی دو

ہجری ہیں خطاب سے چین قلیچ خان بہادر کے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۱۱۶ گیارہ سی سولا ہجری ہیں فوجداری

سے کرناٹک کی ساتھ تغیر رستم دلیر خان کے اور اضافہ سواران اور انعام پانچ لاک دام سے

سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۱۲۱ گیارہ سو اکیس ہجری میں بادشاہ دین پناہ عالمگیر نے انکو ٹی زمرد کی امیر چین قلیچخان بہادر کہو دا
ہوا عنایت فرمائی پس نہ نوا نگار زیادہ ہوا اور بعد رحلت عالمگیر اور مارے جانے اعظم شاہ کے دکن سے وارد دار الخلافت
دہلی ہو کر جب سعادت ملازمت بہادر شاہ کی حاصل کی قلعہ اللہ سلوک شاہ پیش آئے اور ساتھ ہزاری منصب
ہزاری منصف اور چھے ہزار سوار اور خطاب خانخانان سے سرفراز کر کے صوبہ داری اودھ کی اور فوجداری لکھنو
کی عنایت فرمائی عبد الجلیل بالکرامی نے تاریخ اسکی لفظ خانہ دوران بہادر میں پائی مگر ظاہر میں لکھا جیکہ نواب مستطاب روضہ
عالمگیر کا سلطنت ماب بہادر شاہ کی بنایا گیا تو بہانات مزاحمین ناکوار آئے کہ رعنا صاحب اور لوگوں نے غیرہ کر کے شاہجہان آباد
میں بیٹھنے کی اختیار کی لیکن کبھو کبھو واسطے زیارت آستانہ عالیہ کے اور ملاقات بزرگان روزگار کے جایا کرتے تھے بہر اللہ سن
جہاندار شاہ قتیل ہونے فرامین استمالت آمین بھیجا کہ رغبت نوازشات بلا اندازہ کی دیکھ اس عالیجناب بنوال اقبال پیشی
کسو امر کو قبول نفرمایا مگر بعد چندے جملۃ الملک نواب آصف خان بہادر درمیان آکر ملازمت کروائی اور اول عہ
میں فرخ سیر کے نواب حسین علیخان المخاطب عبد اللہ خان کو نواب مرحوم سے ایسی موافقت تھی کہ اکثر عبد اللہ خان کہتے تھے
ہم تین بھائی ہیں بزرگ سلم میں نظام الملک ہیں میں اور حسین علیخان دونو خرد و اصغر ہو کہ فرخ سیر مراد کو
پہنچے اور زمان سے موافق ہوا ہر ایک امیر کو موافق حوصلہ کے امورات سلطنت اور صوبہ داری اطراف و اکناف
سرفراز کیا چنانچہ داود خان پنی کو کہ نائب ذوالفقار خان کا تھا نیابت سے اپنی صوبہ دار برہانپور کی کہ خان
موصوف کی ذات پر تھی تغیر کر کے صوبہ دار احمد آباد کجرات کیا اور مبارز خان کو کہ دو ہفتہ قبل سے صوبہ
کجرات کا تھا موقوف کر کے صوبہ دار حیدر آباد کیا اور کجرات کہ خان فیروز بشک بدر و الاقدر خان کو تھا دوسرے
نواب کو صوبہ داری برہانپور کی سمیت فوجداری کرناٹک عنایت کر کے منصب سات ہزاری اور سات ہزار سوار

دوسرا مقام دکن سے

جو عاشق وضع بزبان ہندی کا
جرنی کا اسکے نام ہیں بزبان
بنگ پہ یکتے ہیں بزبان
لفظ قابل تقسیم دو اقسام
ہیں بزبان
حقیقی تصوری

ورود خبر جلوس شاہ عالم بن عزیز الدین بن عالمگیر ثانی

وصول

اور جا کیر میں قرار دیے مہابی چونکہ نواب نے وقت سواری جنگ فرودگاہ سے رخصت ہونا کیا تھا عرض کی کہ حضرت دولت نشان
اور کوشش کا ہی تامل و فکر کا نواب نے ہنسنہ طرف خان موصوف کے پھر کر زبان فارسی فرمایا کہ قلعہ شیر
خان سرانجام یکدستا خانہ کذارش کیا کہ یہ وضع ارشاد کی غیر مناسب اس محل کے ہی حضرت کو جو دنیا ہو بلا حرکت سر دو
یکبارگی فرماویں بندہ جو یا صوب اگذارش کریگا اور قلعہ شیر ابھی حکم ہو کہ بادین فیل خاصہ زنجیر ڈالدیں اور
موعود پہنچا ہی تو فرمضا بعصا میں نہ فیلبان کو اشارہ کیا اور سینے ہاتی کر کے طرف ہولا بجز دانیکے شیعان زور کار منصدار
قدیم جو طرف ہاتی کے تھے حملہ آور ہوئے اور سنادار ہر یک نے تیغ زنی اختیار کی دلاور علیخان نے بھی ہاتی کو سونپے
بڑھایا حتی کہ بمقابل نواب کے ہاتی یکہ ہوا دو کو میان میں ہاتی کے لایا بر اور ایک تھی کاہ بل دلاور کے لگیں
اور طایر روح کو سیکے ملحق بنا میں اجل کا کیا اور فتح مژدہ اولیای دولت نواب کے ہوی جناب ہاتی پر سے اترے اور
غازیون نے ارادہ نذر کا کیا چونکہ دست و بامحمد ابو الخیر خان بہادر کے سابق سے اس جنگ کے مجروح تھے
اور تیلہ کو خواصی کر ہوی خود نے فرمایا کہ تامل کر و محمد ابو الخیر خان بہادر کو اور تیلہ دو اول ہم نذر محمد ابو الخیر
بہادر کی لیلیں پہر سبکی لیکے اس لئے کہ فتح ہماری صلح سے ایکی ہوی ہی چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا
بموجب مراۃ الصفا اور حسب ترک آصفیہ ایسا کہنا ہی کہ ہنگام ہنر دو دلاور علی خان مردم ہراول
نواب کے صدمات حرب اہل مقابل کے چون ثبات القدم پریشان ہوے تھے کئی آدمی بادین ثبات کا
قایم رہے تھے کر دہاتی کے بنے اور نواب متردد کہ دلاور علیخان کہو ٹرے پر سوار مع آثار فقط کے صدمات
ہاتی تک نواب کے آپہنچا اور اس دار و گیر میں خواصی نشین نے نواب کے بندوق سر کار انگریز کو ہاتھ
زن کیکر بکوشہ حقا کا کیا پیش تسلیم فتح و نصرت کی عسکر سے رایات کے بنے لگی اور کل مراد

نواب کامگار شکستہ ہوا واضح ہو کہ بتعیین عبارت دیلی کی ہر دو بیت ہذا سے ثابت ہوتا ہے کہ خانہ دلاور علیخان نکاح سید محمد ابو الخیر خان بہادر
کیے ہوا تھا پس سید عالم علیخان بیشتر ازاں امیر الامرا نایب دکن کا واسطے مدارات سید دلاور علیخان کے رہنے کے جیتا پندا اور اکیا نو
ہزار سوار مرہٹہ وغیرہ ہمراہ لیکر جنوب پنا ہوا چند نوابی نے عنوان جوانی پیش کیے رہم کہ کہ کہ اس وقت یہاں سے مراجعت
عمر بے اسیطی کیے ہیں بصلاح و پسند دولت واسطے رفع مہمات فتنہ کے لکھے لیکن بسبب صغر سنی اور غرت بیچنوں کے کامیاب نہ ہوئے
کوتیر کوس پر بالا پور سے مصاف ہوا نواب سید عالم علیخان سوار اور پیدل ہو اصیبیں محمد ابو الخیر خان
بہادر واسطے دفع کے متوجہ ہوئے ہر چند ہمراہی اسکے فن جانباری میں کمی کیے اور سید مذکور
مانند شیر غران کے فن دلاوری کو میدان کارزار میں رونق دیا اور کوئی سبقت کا ساتھ اسکے
لیے کیا چونکہ بستم فتح میں اقبال سے نزدیک تھا کہ ان ہوی آخر کار طایر روح عالم علیخان کی
نقس عنصری سے پرواز کیا پس نواب ہمدان فتح و فیروزی کیے داخل خیمہ بنیا ہوا اور محمد ابو الخیر خان بہادر
کو ڈیڑھ ہزار کی جاگیر مرحمت کی حسن علیخان اس واقعہ جانکاہ سے مطلع ہو کر بڑی عجلت سے
مع محمد شاہ بادشاہ واسطے استقام کیے دہلی سے کوچ کیے قضا کہ دکار اتنا راہ وہ تو کشتہ
خنجر اجل ہوا نیز بدستور سابق اس امر کے عبد اللہ خان بھی بادشاہ سے جنگ کر کے قتل ہوئے
اور نجم الدین علیخان بھی بہادری اسکے میدان جنگ میں کام آئے جنانچہ بس اولہ الی آخرہ دفتر
اول میں اس کتاب کے مذکور ہوئے اسکے نواب نے خوش خانگی سے فتنہ و فساد کے میدان سلطنت دہلی کو جانی
پاکر فکر غبال واسطے ملازمت بادشاہ کے دکن سے ارادہ دار الخلافت کا کیا متصل اسکے ماہ ربیع الآخر
میں اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر نصرت جنگ وزیر الممالک دہلی نے بھی کنار حیات سے کنج عافیت کو

دوسرا دفتر

حکام دکن کے

واضح ہو کہ اس واقعہ جانکاہ سے معتمد مبارز خان کی جانی رہی امیر فتح اور شکست کا بالکل مدار زندگی سے اپنی سیر ہو کر گرتہ
کھولے کفنی کی اور مانی کو ڑ پاس لڑی پکڑ کئی کشتوں کے پشتے بن گئے فیلبان بھی زخمون سے چور ہو کر گرا مبارز خان مجبور
احوال سے پشتے پر آکے خط عصیان کے فیلبان کے ہو کر مثل مہوتون کے مقابلہ سے فیل خاصہ کو تنہا مار آخر الامر وہ جا
بجراحت بسیار ہو کر درجہ قتل کو پہنچا کہتے ہین کہ جنگ مذکور مین تخمیناً تین ہزار آدمی طرفدار ان سے خان مقتول کے مارے گئے اور
اہل لشکر سے تو سوا کے ظہیر الدولہ کے کسو کو آفت جانی نہ پہنچی بعد کشتہ ہونے خان مشار الیہ کے بخشہ بنیاد وجود خاز الکو براہ
روئے امدوز ہوا بعد چند روز کے بندوبست اطراف و جوانب اسکے فراغت پاکر متوجہ حیدرآباد کے ہوئے اور کوچ بکوچ
وارد اسجا کے ہو کر کوٹ محل کے باغ کو مضرب خیام اپنا کیا خواجہ آصد خان المشہور بہ امتحان پسر مبارز خان مار
پاکے ہو کر حیدرآباد مین تھا بعد چند روز کے نواب کو احوال پر آشوب ملتفت پاکر کوبنیان قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ
لیکن سنہ ۱۱۳۹ گیارہ سی اڑتیس مین سپرد اولیائے دولت کے کرکے ظل رافت مین اس جناب کے
آیا پس اس جناب نے طرف تنبیہ مفسدان اور تادیب سرکشون کے توجہ فرمائے اور بلاد مقبوضہ اور قلعجات مفتوحہ
سے کوچ کیا واضح ہو کہ بہوریطیے عرصہ مین متمرد اور کوہ نشین قسم قطاع الطریق سے مطیع اور منقاد ہوکے
اور ظلم اور تعدی سے اُن لوگون کی طرف اور اماکن اس طرف کے مصون اور مامون جیب خیر ظل اللہ
کو ہوئی تسلط نواب کے اندیشہ کرکے اہتمام کو مناسب وقت جانا اور ساتھ ارسال فرمان عنایت عنوان
سنہ تفویض صوبہ داری دکن اور وکالت کے مع خلعت اور فیل خاصہ سواری اور جواہر بیش بہا اور خطاب
اقتفا ہی سے سرفراز کیا اور سنہ ۱۱۴۰ گیارہ سی چالیس نواب سیف عضد الدولہ کی باجی راؤ سے مصالحہ
مکرر عازم حیدرآباد ہوئے اور سنہ ۱۱۴۱ گیارہ سی اکتالیس واسطے بنانے قلعہ اورنگ آباد کے حکم کرکے

اور سنہ ۱۱۴۲ گیارہ سو چالیس جاہد خان بہادر صوبہ دار ناندیر چمانوں کے سر پر سیکے سمین تعینات کیے اور سنہ ۱۱۴۳ گیارہ سو
تر تالیس مین شہر برہانپور کو منصب خیام اپنا کیا اور دو تین کوس کے فاصلے پر بنسہ نوس مسکہ کے مقام مذکور پر
پہر آمد ہو کے کہتے ہین کہ اپنے تئین مقابلہ کی طاقت نہ پاکر دروازہ صلح کا کھولا اور نور منوہر خان بہادر کے ہمراہ
بنیاد دکانداری اور محمد ابو الخیر خان بہادر کے کہ وہ اپنے تئین مغلوب سمجھکر صلح پر آمادہ ہوا تھا شہر برہانپور مین سنہ ۱۱۴۴ گیارہ سو
چوالیس آنند روپ عامل برکنہ اسیر نے اظہار کیا کہ ولیٹ لوگ کہ سردار ان فرنگ ہین بندرگاہ سورت کے طلب
کرنا ہی اور دست تطاول اسکا بیحد دراز ہو گیا ہی بہادر موصوف نے اصغا کر کے بموجب سو سوار ہمراہی کے تہیہ
یکے نو سو سوار اور پیادہ و برق انداز بشمار ہر کہ بہر کثرت کو اسکی خیال نکیا اور فوراً سولاکوس کی مسافت قطع
کر کے سر پر اسکے جا پہنچے اور موضع دہانہ تہوک پر بازار حرب کا گرم کیا چنانچہ نفر مخالف کے جان بحق تسلیم کر
بہتون کو زخمی کیا اور دو توپ سامی قسم زنان سے پکڑ لیے پرچین کہوڑے اور ایک ہاتھی یراق مطلا جین
بیعت سیف خان وزیر کی راہ لی اور بہادر منصور مراجعت کر کے چہار کھڑی دراستے کے داخل شہر ہو کے اور سنہ ۱۱۴۵
گیارہ سو پینتالیس نواب راہ دیوکنڈہ اور خانہ پس کے دروازہ اسد دروازہ ہو کے اور پہر روز مین ارادہ خجستہ بنیاد کا
اور پہر وہان کے بر تخت نور کو آئے اس اثنا مین حضور والا نے کر فرمان استمالت آئین بلکہ کر لقب فرمانروا
فساد کے مرتکبون کے خطاین خاطر نہ تھے باوجود اسکے اواخر سنہ ۱۱۴۹ گیارہ سو انچاس مین خلف ارجمند نظام الدولہ
میر احمد خان بہادر زاد جناب کے صوبہ داری دکن کی سپرد اور محمد ابو الخیر خان بہادر کو متعین حاجی آباد موضع
کاکر کے روانہ شاہجہان آباد کو ہوئے اور شمس الدین محمد حیدر کو جو داروغہ فیلخانہ تھے منصب صدی
سہ فرزند اور خدمت عرض پیکی سے ممتاز فرمایا اور آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۵۱ گیارہ سو پچاس مین ملازمت

فایز ہوکر صوبہ داری اکبر آباد اور مالوے کی حاصل کی متعاقب اسکے نادر شاہ ولی ایران نے بے استظہار
سلطان ہندوستان کی سنکر سنہ ۱۱۵۱ گیارہ سی اکاون مین ایا وہ مہ اونتین ساکنان دہلی کو ہوئین کہ معاذ اللہ منہا
آخر الامر تصفیہ اسکا استصواب کے ذریعہ سے ہوا چنانچہ دفتر اول گذرا اور انہین ایام مین شمس الدین محمد خان
اضافہ دوسو کے یا تصدی نصب اور خطاب جیسے سپہ سالار خانی سے عنایت فرمایے میر عالم لکھا ہی کہ خان موصوف بہت معتمد علیہ
تھے چنانچہ نواب صاحب مضمون مین نادر شاہ کے جانے خان موصوف اور درگاہ قلیخان ہی دو شخص الیسے تھے کہ
بعد ایام ہجوم نادر شاہ کے حوالی دکھنین کو پال اور نیند آبرار اور پاجی راو اور پٹہ بالاجی راو کا جو قلعے اور جاگیر
اطراف پانیور کے پہنچے قبضہ مین کرکے جھنڈا افساد کا برپا کیا تھا اور نواب صاحب کو بہت سے مناقشہ درپیش تھا کہ دکن
بارہوین محرم سنہ ۱۱۵۲ گیارہ سی باون مین پاجی راو آپہونچا اور وہ فتنہ فرو ہوا پس ناصر جنگ نے جو میدان خالی دیکھا اور
اپنے تئین مطلق خاطر جانا کہ بعض کے سر اطاعت پایکی پیر کر خود مختاری اختیار کی اسی سبب سے ابتدا سے آخر حال صاحبزادہ
محمد ابو الخیر خان بہادر کہ قریب تھے شرکت کو انکی مناسب جانکر معز الیہم کو طلب کیا اور مشاورہ فرمایا خان معز الیہم نے بلا تامل عرض
کی کہ بہت مناسب لیکن اول سر انجام ہے جو وسایط مہمات قابل خدمت ہیں کہ مقدم ہے تشہیر فرد ہی ہو کیونکہ جو
معتمد علیہ پدر مرحوم کا حال پسر عند الخروج ہو آخر نتیجہ اسکا یہی ہی پہر آپ ارادہ فرماوین تب صاحبزادہ نے
کہا کہ نہین ہی مطلق ارادہ میرا کہ نہین ہی اسوقت یومین تمہی وسایط امتحان کیے جاتے ہین کہی اور برسات
کی پیش خان معز الیہم روانہ اپنے مقام کو ہو اور صاحبزادہ کے موجب عزم بالجزم کے متعول حکومت بالاستقلال
نواب کو تا جہان اباد مین جو معلوم ہوا بادشاہ کو سکتہ ہی فرزند کی اطلاع کرکے وسایط اصلاح این امر
کے رضہ لی اور سنہ ۱۱۵۲ گیارہ سی چون مین عازم دکن ہوئے بعد داخل ہونے خجستہ بنیاد کے محمد ابو الخیر خان

بہادر کہ مصروف بندوبست قلعہ سونگیر تھے بجاوے اس خبر کے کنول مالا سے عبور کرکے دوڑ شتابہ اظہار عیون
جمادی الاول کی ملازمت حاصل کی اسوقت ہمراہ نواب کے مطلق فوج نہتی اور جو لوگ کہ تھے وہ بھی مہم ناصر جنگ
کا مارے تھے الحاق سید خان مغل کے نواب نے خاطر عاطر کو اپنی مطلبن پایا پس عیون جمادالاول کو ناصر جنگ کے
مستعد ہزار سوار کے فراہم کرکے واسطے مقابلہ کے سوار ہوئے نواب کے متوسل خان اور خواجہ فتحی الدین گجراتی
پسر اور جمیل بیگ خان اور رحیم اللہ خان کو براول بھیجے بدرالدین اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو جرغارہ بھیجے
اور مبشور خان اور تسلیم خان کو واسطے کمک کے مامور فرما کر فیل خانہ کے سوار پیدا نہیں آئے تین پہر دن سے لڑائی
شروع ہوئی بعد غروب آفتاب ناصر جنگ کے فرار اختیار کیا علاوہ برین فیلبان بھی ناصر جنگ کا زخمی ہوکر
ہاتی پر سے نیچے آیا لیکن ناصر جنگ باوجودیکہ دو زخم برچھے کے پوست مال جسم آئے تھے ہاتی کو ہوا لئے ہوئے
نواب کے ہاتی تک پہنچ گئے اسوقت لوگ نواب کے گرد نہ ہاتی کو ایک کھیرے اور متوسل خان نے خانہ زمان
مین اکر چاہا تھا کہ ضرب تیغ سے ناصر جنگ کو مارے ہدایت محی الدین خان بیٹے نے اسکے منع کیا اس عرصہ مین سید خان
نے چھینی سے ہاتی کو اپنے ہاتی سے ناصر جنگ کے ملا کر انکو اپنے پاس لے لیا اور بخیریت رود نواب کے چلا آیا پیش دستی
فتح کے نواب کے بلند اوازہ ہوکر اور ناصر جنگ کے پسر منفصل اور محجوب بعد فتح اول مذکور محمد ابوالخیر خان بہادر کی
ہوتی تھی خان موالیہم نے فتح ہذا کی دو مذدین کذرانین نواب نے بوجہ پیشگوئی ہونے کے عرض کی کہ سلامتی صاحب
کی بدولت سے ہوئی ہے دو دو مذدین دین اسوقت نواب کو کمال سرور حاصل ہوا پس بمضمون مثنوی سوسنجان نے ترنس
دین دستخط اراکین دولت نواب کی کہ اکثر اسمین سے اسوقت حاضر دربار جہان مدار تھے مضمون مضمون
شرکت صاحبزادہ کی قلمدان سے ناصر جنگ کے نکالکر بلے آئین نواب نے بعون ملاحظہ کے

تاکہ درست طرفین میں مراہ بنا ہے اور افشار از کا نمود دلہوا ڈالے اور فرمایا جیسا کہ مقتضاء وقت کا تھا صاحب
سو کون نے عمل کیا اگر درمیان ظل اللہ اور کسی شہزادہ کے ایسا ماجرا درپیش ہوتا تو ہم یہی سیاہی کرتے خیر بعد غل
و نصب قلعہ اور کیرت اُن لوگوں کے جو علانیہ شریک ہوگئے تھے نواب نے صاحبزادہ کو قلعہ قندھار میں بھیجکر اپنے پاس بلدرک
پہنچے اور اسی سال بعد چند سفارش سے بیگمات محل کے صاحبزادہ کو پھر دہلی کی ملازمت کی اور قلعہ مذکور سے طلب
فرمایا صاحبزادہ سو تو حاضر ہوگئے کمال لیاقت اور اخلاق سے قدمبوسی کرکے اور حضور حریم سے سرفراز ہوکے نواب نے
آغوش میں لیا اور کلمات پند و نصایح کے ارشاد کیے پس کدورت باطنی طرفین سے زایل ہوئی نواب کے نفس
نفیس جمیع مقدمات مالی و ملکی کو انصرام فرماتے تھے کسی سے بعضے ندماء خاطر کو فی الجملہ ارام ہو
واسطے خدمت دیوانگی کے امرائے کبار سے ایک معتمد الیہ مدین کو کہ نام انکا راقم کو نہیں پہنچا تجویز کیے مردہ
سرفرازی امرند ایکے اطلاع دی محمد ابوالخیر خان بہادر کہ شیر جو بہادر نیشن اور نیکخواہ سرکار تھے بہتر
بخاطر اس شکستہ کہ صبح آیکی دن تفویض خدمت مذکور کا تھا در دولت سرا حاضر ہوئے اور عرض کی دولی نواب نے زاد
ہو کر بیسب حاضر ہوئے غیر وقت کا پوچھا کہ از بس کہ کل دیوان عام کیا جائے ہیں قیاس اب اتا ہے کہ نہ ہمان
ابا ہین ظل اللہ کو مستر یقین اس امر کا ہو کہ اصفجاہ بسبب کرسنی کے آرام طلب ہوگئے ہیں باکوی اور بسبب ازین قبیل ہی
واسطے اجرائے کار کے دیوان مقرر کیا ہی اور یہ مناسب ہی نواب نے فرمایا کہ ہین تو حکم کر چکا خان مغرالیہم نے عرض کی
کیا مناسب وقت ہے عرض کی کہ ارشاد اعلام کا بندے کو ہو فیدے کہ حکمت عملی کی کدر نکا واضح ہو
حکم اعلام کا صادر ہوا ان مغرالیہم نام انکا لیکر زبان فارسی سے ندا دی کہ از خدمت صوبہ داری کہ بنا پر سرفرازی یافت ہیچ
کہ مردان ناواقف صحیح حامل بارہ مذکور کہتے رہے کہ نہین حکم اعلام دیوانگی کی ہے بدر نے صاحب الا بہادر مغرالیہم کے

مجرا نکریہ کا جلد ادا کر دیا اور مذرسہ فرازی کی دلوا دی اب رجوع کرتا ہون بیان طرف مطلب کے واضح ہو کہ
نواب نے سنہ ۱۱۵۶ گیارہ سی چھپن مین عزم کرناٹک کا کیا اور سنہ ۱۱۵۷ گیارہ سی ستاون مین محمد ابوالخیر خان بہادر کو آٹھ
ہزار سوار و واسطے مقابلہ بالونا یک کے کہ وہ پیشوا لین ہزار سوار کا سردار قوم مرہٹہ سے تہا روانہ کیا اسی حدود
ظہور مین آیا اور فتح عظیم نصیب ہوئی چونکہ ہری پانت یک بالونا یک بہا کا اور محمد ابوالخیر خان بہادر نے تعاقب کیا بعد طی منازل
معدود کے پانی کہور پہنچے اور خزانہ و افراد و مال و اسباب بیشمار پر قابض و متصرف ہو کر بسالمًا غانمًا مظفرًا منصورًا
بر گشتہ نواب نے دو ہزار سوار اور خطا بہادری اور علم و نقارہ مرحمت کیے کہ دوانہ ہو بالونا یک کے پیچھے سنہ ۱۱۵۸ گیارہ سی اٹھاون مین
رونق افزا خجستہ بنیاد کے تہے بعد کے مزاج نواب کا ناساز ہوا اور سنہ ۱۱۵۹ گیارہ سی انسٹھ مین پندرہوین رمضان کو سنہ ۱۱۶۱
صوبہ دیگہ پانپور کی مع فوجداری بنگلانہ تہہ تغیری خواجہ قلیچ خان کے نام محمد ابوالخیر خان بہادر کے کر دی سنہ ۱۱۶۱
گیارہ سی اکسٹھ مین جب غضب پرسم خوردی ہندوستان اور آمد آمد ابدالی کی پہنچی تو واسطے کمک بادشاہ دہر آکم
امراض مثل تپ اور بواسیر اور خلل شانہ وغیرہ بخجستہ بنیاد کے کچھ کیا لکہا ہی کہ اسی سال بسبب کثرت باران بخجستہ بنیاد
اور بندر سورت اور احمد آباد گجرات اور اکثر ممالک جنوبی مین اب قحط غلہ کا پڑا تہا کہ فی پیلہ آسی روپیہ قیمت
مقرر پائی تہی اور جب غضب خیام اس عالیمقام کا دار السرور پانپور ہوا خبر انتقال بادشاہ اور وزیر اعتماد الدولہ
قمر الدین خان بہادر کی آئی تو اب غم اور الم اسکا بہت ہوا مین اور نک نوبت موقوف رہی پہر جب خبر صحت
احمد شاہ کی آئی جشن جلوس شاہانہ کا فرمایا اور نوبت کا حکم دیا مراجع تو مرکز اعتدال سے منحرف ہو کر
بروز بروز بیماری زیادتی شروع ہوئی پس لاچار ہو کر حیدر آباد کے ستائیسوین جمادی الاول کو بخجستہ بنیاد پانپور
شکار زمین آباد مین مقام کیا تہا تب اس امراض کے آثار سقم آخرت کے نمایان ہوئے اور کثرت مین نزول آب کے

باوجودیکہ موسم شکال کا نہایت افراط کا تھا کرک وڑالہ میں وہاں سے کوچ کرکے قریب موضع بن نالہ کے نزول
پر خیمہ زن ہوئے وہاں طبیعت عالی ایسی بگڑی کہ بالکل تاب و توانائی رہی آخر کار سنہ ۱۱۶۱ تیرہ سو
اکسٹھ ہجری میں جو بہی جمادی الثانی کو جہان فانی سے رحلت کی صاحبزادہ ناصر جنگ ہمراہ رکاب تھے تجہیز
و تکفین کے نماز جنازہ ادا کرکے معاودہ کو روضہ خلد آشیانی کے بعد چند روز روضہ میں حضرت برہان الدین اولیا کے
مرحوم دفن ہوئے اور یہی صحیح ہے کہ وقت انتقال دولکھڑی آپکے نواب ناصر جنگ کے پاس تھے بعد تجہیز
تین کام اول رئیس دکن کو لازم ہے کہ حتی المقدور مرمتوں کرے یہ زمیندار اس نواح کے میں تھانے رکھے دوم انتظام
بنیان بنی آدم میں ہر گز جرات نکرے کہ مجرم کو حوالے قاضی کے کرے اور آپ حکم قتل کا دیوے سوم مقرر کرے
بحکم فسیروا فی الارض پابند مقام علی الدوام رہے چہارم بعد ادا قرض و اوقات کو اپنے واسطے نظم امور متعلقہ
تقسیم کرے اور وقت فرصت کے مابین شبانہ روز اپنے لیوے پنجم واسطے قیام دولت کے بزرگان دین سے استمداد چاہیے اور انکی
تعظیم کرے ششم کسو کا حق تلف نکرے اور پاس مروت کا ملحوظ رکھے ہفتم سزاوار ہمیشہ کو حضور کرے خاندان کی اور
مامور کرے نامردم کا سرکاری کام نہ دیوے نوبت بغوبت کافر قوم اسلام عہد اسلام کے سال اس نہایت دوستدار اجلبت
تا دوسرے مردم زمانہ پر ظاہر ہو اور آصف کو بجا فرزندوں اپنے جانکر پرورش کرے اور افزونی قدر و منزلت میں
سعی بلیغ کرے اور ہدایت محی الدین خان کو جملہ فرزندوں اپنے سے شمار کرے کہ دریغ اسکی شکایت سے نہ ہووے اور کوشش
سخن بر غازون کے نہ کرے نہم ارذل کو خدمت مجلس میں بازدیوے دہم ادنی کو کار
عمدہ اور عمدہ کو کار ادنی نہ دیوے یازدہم ہمیشہ ادب سلطانی بجا لاوے اور اطاعت میں
کمر بجانبرد شاہ نہ ایکدن فرط غایت سے مجھے ساتھ عطا کے لطف سے مخاطب کیا تھا

حصار شہر پر ہا پور رہی کہ ۱۱۷۲ گیارہ سو اکہتر ۱۱۷۱ میں بنایا یا اور نظام آباد بالا گنل فرید پور کے بیچ مسجد
کارواں سرا اور دولتخانہ اور پل و ہا نکا اور اتمام حصار شہر حیدر آباد اور تہر مسول شہر اورنگ آباد میں کہ بعد مرور دہور
یہ شکستہ ہو گئی تہی اور طبیعت نواب مستطاب کی موزون نہی باوجود عدم فرصت امور ملکی بیرونی و اندرونی دیوان
فارسی اشعار آبدار کا تیار فرمایا ابتدا میں مخلص خاکسار تہا بعد آصف کیا چنانچہ یہ اشعار طبع اول کے ہیں نظم

چون گل ہیچ یار کہ بیان در بدیعیت ۔ آیینہ زسوز سینہ بیان کشتہ نیست ۔ زنہار دل بنقش نگار جہان مبند
رنگی کہ دیدہ بر رخ گل بدیعیت ۔ شاگرد برنگ برق درین عرصہ جہان ۔ دامن زخویش بر زدہ یکرہ فرو نشست

نواب ناصر جنگ شہید کا بیان نواب نظام الدولہ ناصر جنگ امیر آصف علیخان بہادر بعد پدر بر مسند
یکہ دو دن تک سفر و غزا رہے اور جب تیسرا دن ہوا تو فتح و ظفر کے ختم کلام اللہ اور فاتحہ ہوئے پر کہ اکثر دن
ساتہوں جہاد کے الآخر کی تہی حکم نوبت کا دیا جملہ ماہیان دولت کو دولت اعطا کی حکم کی کہ سعد اللہ خان بہادر منظفر جنگ
کہ سابق میں مخاطب بہ ہدایت محی الدین خان تہے جادہ انحراف کیا اگرچہ یہ امر موجب ناخوشی نواب ممدوح کا ہوا لیکن کل
کو کام فرمانداری کے دوسرے وقت پر موقوف رکہا اور جب ظل سبحانی اعلیحضرت بادشاہ کو خبر حرکت نواب مغفور یعنے آصفجاہ بہادر کی پہنچی بہت
فرمایا اور عماد الملک غازی الدین خان بہادر کو کہ وہ حاضر دار الخلافت تہے دربار میں طلب کر کے خلعت ماتمی سے سرفراز کیا اور
خدمت وزارت کی جو بعد قمر الدین خان کے انتظار آنے نواب مغفور کے ملتوی تہی ابو المنصور خان بہادر
صفدر جنگ کے سپرد کی اور بعد چند روز کے بعض بعض اراکین سے قتل جاوید خان داروغہ توپخانہ
خاص سے متنفر ہو کر نواب ممدوح کو دکن سے طلب فرمایا نواب ممدوح نے حسب الطلب سنہ ۱۱۶۲ اکہاسی
باست بین نا وصف خاطر جمع نہونے و سوا اس کے مقصود نتا علے الخصوص ہدایت محی الدین خان کے کہ قرار

انکا نواب ممدوح سے یہی تہا عازم ہندوستان ہوکے اور وقت نہضت فوجدار بکلانہ کی محمد ابوالخیر خان بہادر
کو تہی لیکر قاضی دایم کو غایت کیا اور صوبہ دار رہا پنور کی خواجہ قلی خان کو اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو خطاب تہیر
بہادر کے سرفراز کیا اثنا راہ شقہ دستخط حافظ شیخ غریب کا بیگاہ سلطانی سے شرف صدور پایا اور عرضی عبدالنبی
ہدایت محی الدینخان کی بہی متواتر پہنچی پس ہان سے عرضی حضور میں کہ کے معاودت کی اور کمال صعوبت سے کہ
موسم رشکال کا تہا خجستہ بنیاد کو پہنچے اس عرصہ میں سعد اللہ خان بہادر مظفر جنگ سے ہدایت محی الدینخان حسین
خان عرف چندا صاحب کو مشفق اپنا کر کے اور کاٹ پر آئے انور الدینخان بہادر شہامت جنگ جو طرف نواب ممدوح کے تہا
تہے عزم مقابلہ کے نکلے ہنوز چند منزل انہوں نے طی نہیں کی تہی کہ مظفر جنگ دیسر راستہ سے داخل ارکاٹ ہوئے
اور بندوبست شہر کا کر کے ایک جم غفیر فراہم کیا جو ساکن بندر پہولچری کا تہا طی منازل کر کے چہٹی شعبان سنہ ۱۱۶۲
کیارہ سو بیاسٹ میں انور الدینخان پر آئے اور انکو مار بہایا نواب ممدوح جو جیت خبر ہوئے آخر رمضان المبارک خجستہ بنیاد محمد ابوالخیر خان
شجیع بہادر کو سپرد کر کے آپ ہزار سوار و پیادہ برکزیدہ ہمراہ لیکر متوجہ ہوئے پس نزدیک قلعہ پہولچری کے حسین
ربیع الآخر کو سنہ ۱۱۶۳ کیارہ سو تریسٹ میں مقابلہ فریقین کا ہوا تمام توپ چلتی رہی بعد آفتاب غروب ہوا کو ہر دو
موقوف رہی راتکو مردم دونوطرف کے دم لیے دوسرے دن شاہ نواز خان اور محمد نواز خان جاکر فیصلہ کی کہ
مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کو تسلیم کریں نواب ممدوح کے لے آئے نواب ممدوح بہت خوش ہوئے حکم فتح کے
شادیانہ بجا دیا اور ہدایت محی الدینخان کو زندہ نظر بند فرما بہیجا کہ دو تین روز انہوں نے عرض کی کہ تقاضا
محی الدینخان کی موجب فتنہ اور فساد کا ہی ہوگا اسقدر رہا نہ آئے تک قتل کر ڈالا انکا اسوقت بہت

مصاحبوں کو جان اور مال کی امان دی اور قصور معاف فرمایا اور اس ضمن میں سید غفار خان کو صوبہ دار بیجاپور خجستہ بنیاد کی

دی جو محمد ابو الخیر خان بہادر کو تھی دیگر خصت محمد ابو الخیر خان بہادر خجستہ بنیاد کو سید غفار خان مذکور کے ہمراہ بیجاپور

کو کہ ان روز دن صوبہ دار دونا کے خواجہ فلجان تھے اپنے قبایل پاس آئے اخر دو تین مہینے بعد بیجاپور کے ان تمام

انواع کے خبر رسان متروح کین نواب ممدوح نے درسیکے اس امر کی واسطے کہ فوج دار سیطے انکی مدافعت کے متعین کی قضا

چشم رخصت لشکر اسلام کو پہنچا اور قلعہ نصرت گڈھ پنچکر کا جو بایہ سخت اور کلہ کرناٹک کا تھا نہ فرمان فرما نے کیا

پس نواب ممدوح نے کمال غیرت فداتی زور حرارت دینی سے واسطے مدارک کے خود بنفسہ متوجہ ہو کر ان

سرداران افاغنہ کرناٹک کو جو ملازم رکاب تھے بطمع تملک ولایتی کی متفق انباکر کے قریب قلعہ متحی کے کہ پہلی ہی

سے بہت آمد و رفت تھی اور تیسرے محرم الحرام کی سنہ ۱۱۶۵ گیارہ سو چونسٹھ ہجری میں لشکر پر نواب ممدوح نے

پہنچکر کہ دولتخانہ تک پہنچے کہ نواب ممدوح فریب سے ہاتھی پر سوار ہو کر طرف افاغنہ کورہ کے اس کمان

سے کہ بالاتفاق اپنے دفع انکا کرین روان ہوکر وقت سو عود پہنچا تھا جب ہاتھی نواب ممدوح کا قریب

بہادر کے ہاتھی کے کہ وہ سردار افاغنہ کا تھا ہوا نواب ممدوح نے تو اضع سے قبل اسکے مجرے کے کہ ہاتھی سے

پر رکھا باوجود اسکے اور ہر سے ادب علیحدہ نہ ایا تو بھی نواب ممدوح نے اس حرکت کو حمل بچوانی اور نادانی کی

شب پر کہ اپنے بھگونہ بھجانا ہو کا واسطے دکھلانی دینے کے آتشین عماری کے قریب بلند اور فرمایا

کہ ای برادر وقت کشش اور کوشش کا ہے خان اور دو شخص خواصی نشین اسکے تھے تمام

طمانچہ نسیان پر کہ کہ عامل قہر و غضب سے بلتقم حقیقی کے بالاتفاق نواب ممدوح پر بند و قعین ہاتھی

اور سینہ پر کہ انکے ہدف تھا تمام اجل کا کیا فوراً اسکے وہ جانبر نہ فرار و فرصت سوال کے

بھوپال پس کم ہمت خانہ کو رنج ہائی کو سہنے پڑتا یا اور جلدی سے نواب شہید کا کلیجہ پر بلند گیا انا للہ
وانا الیہ راجعون پہر آخر روز ۱۷ ربیع کے لوگوں نے سر تن سے جدا کر نا بوت کے نواب شہید کے روانہ عجب بیداد کا
لفظ حسن خانہ مادہ تاریخ نواب شہید کا بھی اور مدت سلطنت جناب کی دو سال آٹھ مہینے دس روز ہیں ماورید بھی جانا
چاہیے کہ نواب شہید پندرہ روز قبل شہادت کے ہاتھ پر ایک رسالہ کے توبہ کی تھی اور تا دم واپسین کی پڑھتے اور نواب شہید
کمال ترحم مزاج انتہا فصیح الکلام صاحب علم تھے کسر نظم کلام نثر بہت عمدا علم موسیقی اور فن تصویر کو بھی
ماہر اور موزون طبع اشعار ہندی فارسی خوب کہتے تھے اکثر سلاطین دکن کے شعر دیکھنے میں آئے ہیں زیادہ
محرر کے کلام نواب شہید کا اعلا اور افضل ہی جانچے یہ اوراق نواب شہید کے ہیں نامہ کہی موقوف ہو خود نشانہ
فرزند خاص حضرت آدم نمیشود ۔ فرد ۔ در دریا دل بست کو برفشان بر سد ۔ ای صدف دامن کہ کار تست بسیار
بر سد ۔ و لہ اگر بویران کل صبا میرسد ۔ ز خم دل ما دوا میرسد ۔ دل از من مریز اید یکا کل سپارد ۔ ز جا چی تواند
بجا میرساند ۔ و در ہر جا شستن ان سفر دہ میکرد و بلند کردن تخیر ہم از دور میکرد و بلند ہدایت

محی الدین خان کا بیان مظفر جنگ سعد اللہ خان بہادر یعنی ہدایت محی الدین خان نبیرہ سلطان حقیقی
فرزند صبیہ مغفرت مآب کے ہیں نواب شہید باوجود موجود ہونے لشکر گاہ میں امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان بہادر اور
اصفجاہ ثانی اسید جنگ میر نظام علیخان بہادر اور شجیع الملک بہادر محمد یوسف خان بہادر اور ہمایون جاہ ناصر جنگ
نصل علیخان بہادر جانشین فرزند مغفرت مآب کے نظر کرتے کبر سنی اور علم و کاردانی کے جملہ مردان اہل اسلام اور
کردہ فرامین سرداری پرخان جلالت نشان کے رضامند ہو کر رہاست پر قیام کیے اور پٹھانوں نے جلد وہیں
قتل نواب ناصر جنگ کے بہت تکلیف اور صدمات سہے حاصل کلام ہو الہدایت محی الدینخان بعد جلوس سند صوبداری

برادر کی مہری اپنے نام سے محمد ابوالخیر خان شمشیر جنگ بہادر کے پاس ارسال کی کہتے ہیں کہ جب نقل سند مذکور کی مہری
ہوئی قاضی بلدہ کی خواجہ قلیچ خان بخشی خود دیکھی کنائشہ کردی اور متصدی شہر کے طرف بہادر موصوف کے رجوع ہوئے اور راجہ
رامداس نامی برہمن کو متصدیان سرکار نواب شہید کے اگرچہ وہ جدان ذی شہ تھا لیکن قتل میں نواب شہید کے جد بہت کی بہی چاہی
رکھتا تھا واسطے خطاب دیکر دیوان اپنا کیا اسکے چند روز کے بعد ہدایت محی الدین خان کے طرف سے بہادر خان اگر کنان یعنے حاکم بیجاپور کے
ملاقات کی اور وہاں کے سپاہ فرانسس کو ہمراہ لیکر عازم حیدرآباد ہوا اور ملک افاغنہ مذکورہ میں اگر سند خان انتقام نواب شہید کا
ہوا چونکہ وہ تمام اندیشہ بہادر کے پیشہ کنائشہ ہوا ہی تھا وہ نیز دو حرب کے علی الخصوص من بہادر خان ہدایت محی الدین خان سے تقاضا
نصف احوال نواب شہید کا شروع کیا ہدایت محی الدین خان کو مرد شجیع تھے نا دیت کو واجب و لازم جانا اور سابق
پیچھے الاول کو سکندر بیلی پر قوم مذکور کو ہمراہ لیکر صف آرا ہوئے ہمت بہادر خان اور دو سپہ سالار
اودہر سے بھی مقابلہ پر آئے اور جنگ عظیم و قوع پائی بہت سے نامور آدمی دونو طرف کے مارے گئے اخر کار
ایک شہزادہ ادہر سے اگر انکہہ ہدایت محی الدین کے اس لڑائی میں کام آیا لیکن راجہ رکنائہہ داس
نے کہ خواہی ہدایت محی الدین کی تھا طرفہ تدبیر عمل لائی یعنے جسد کو ہدایت محی الدین خان
کے حوض میں اسطرح پر قایم کیا کہ یہ کسو نے نجانا کہ یہ قالب جان ہی اور لشکریان طرفین کے پیشتر
مشغول جانبازی رہے حتی کہ ضرب بندوق کی کوئی کسے بہادر خان مارا گیا اور تہماں نے قرار اختیار کیا اور
لشکر نے سر اسکا کاٹ کر نیزہ کی نوک پر بلند اور آواز نشانوں کے بلند ہوئے پر حسین داخل خیمہ ہمچو مالا کہ
کہ ہدایت محی الدین خان خان کا بھی کام تمام ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس لڑائی میں ایک زخم نیزہ کا بیچارہ
اصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر کے کہ وہ بھی بنفس نفیس برادر میدان جنگ میں آیا

لیکن مال اسکا بخیر ہو لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون غیب سے واقعہ ظہور میں آیا یعنے ایسا اتفاق امین متقبل قتل نواب
شہید کے پڑا کہ ساتھہ روز کے عرصہ میں بوجہ قتل نواب اپنے ہی اپنی سزا کو پہنچے دوسرے دن جنکے مقتولوں کو صحرا میں دفن
کیجئے اور طرفہ تر یہ ہی لکھنے میں کہ تابوت نواب کا بھی مجرد آنجہ بنیاد کو ہوا تھا چنانچہ کذرا اسی تاریخ روضہ میں داخل ہوکر
بعد نماز مغرب کے مبارک دفن ہوا العظمۃ للہ قاتل اور شہید کے قبر از دفن ایکہ خاک ہوئے دیدی کہ خون ناحق رواں
تھمے خیر اندیش ان مدارکہ بترا سحر کند تا در ایکے چند احتیاج کہ اکثر ہدایت محی الدین خان کو ترغیب اور تحریص ملک کے ناپاک
دیتا تھا چند روز بعد باتہہ محمد علیخان پسر انور الدینخان المخاطب بانور الدینخان کے مارا گیا اور کسانہہ اس بھی قتل
ہوگیا اسیطرح بعد ایکے سرداران فرانسیس بھی اپنی قوم میں کیا رہ سو نفر سپاہ پوش والا تبار سوا اثر
کار دیدی کہ زندہ دستگیر ہوئے حاصل کلام بعد قتل نواب شہید کے کہ وہ ناحق تھا سب عذر ہوا کہ اسطرح کے لوگ
بیسے تا دم زیست کوئی آسودہ نرہا اور یہ بھی واضح ہو کہ ہدایت محی الدینخان بس مرد شجیع تھے اور کمال زکی الطبع اور
وقت پسند بسبب عدت ذہن بیشتر راغب طرف علوم معقولہ کے تہذیب منطق از برہے مدت حکومت انکی
مہینہ بیس دن نواب صلابت جنگ کا بیان نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ سید محمد خان
بہادر بعد کشتہ ہونے مظفر جنگ بہادر محی الدینخان کے نظر کرنے کبر سنی کے میر نظام علیخان بہادر اور صلابت جنگ
محمد شریف خان اور میر نعل علیخان سے مسند ایالت پر تکیہ پائے اور بعد قسط کے زمین بسکر بندی سے بیدر ارادہ کا
کرکے کوچ پر آئے اور بندوبست سے دہا یکے فارغ ہو کر متوجہ کرنول ہوئے اور اسکو مفتوح کیا وہاں سے بیدر
پر آئے اور خزاین قلعہ محمد نگر اور شہر پر قبضہ کرکے بعد طی منازل کے روز اندر آکر ورنگ آباد ہوئے واضح ہو سبب غصہ
شہید ہونے نواب ناصر جنگ کا ثانی بیجاپور کا یہ تھا کہ غازی الدینخان فیروز جنگ برادر اکبر مرحوم

تعریف خلعت صوبہ داری دکن سے سرفراز ہونے نظام الملکی کے مخلص ہونے چونکہ مفصل احوال اس مظفر جنگ ہدایت محی الدین خاں کے اوصاف
حمیدہ خطوط اظہار دانائی اور مہارت پنجگانہ سے ہے اور آخر محی الدین خاں اور سید لشکر خاں کے اور سند نظامی کے واسطے ہر اہل حدیث خصوصاً
سند صوبہ داری دکن کی معہ فرمان بادشاہی کے نام سے خواجہ قلیچ خاں کے روانہ کئے محمد سعید خاں نے خفیف حال
سے نواب صلابت جنگ کو عریضہ بھیجا کہ آکر نواب خان کا شمون بہادر کو جہاں دار پالکی اور امام جنگ خطاب سے سرفراز کرے
صوبہ داری بلدہ مذکور کی رسال کی خواجہ قلیچ خاں نے چاہا کہ داخل ہدایت امام جنگ شیخ بہادر عمل کیل کو پہنچے
متعین آیا کیں اور محمد غیاث خاں کا پسر دار بخشی فوج بہادر صوبہ مہدا خواجہ قلیچ خاں کا موعی صوبہ میں سیدان
چوکیں بلند ہوا تھا اور ٹھاکر جیسنگھ محمد ابو الخیر خاں بہادر کا نصب کر دیا کہتے ہیں کہ اس مکان میں چند قطب شاہی بادشاہ
کے پرستار ہزار روپیہ خواجہ قلیچ خاں کو بابت طلب سپاہ دینے پر فیصلہ ہوا اور خود بخود دریا پار گئے
امام جنگ شیخ بہادر جو صوبہ کی نواب صلابت جنگ نے شیخ امام جنگ کو چھ ہزار سوار کی تنخواہ مقرر کی تھی
ہو کہ ان ایام میں خزانہ پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ کا موضع چنا پٹن مضافہ انوپی شیخ نظر خادم سجادہ
راہی تھا جب قریب شہر کے پہنچا امام جنگ شیخ بہادر استقبال کر کے داخل سرکار کیے اور مفصل آگے سنداہ مذکور کو شیخ
بہادر امام جنگ نہر تلی سے گذر کر روضہ بنا دیتے کہ آثار راہ مرض فالج سے بیمار ہوا اور آجاں میں
چوبیسویں یقعدہ کو ملاقات نواب صلابت جنگ کی حاصل کی اور بعد الحاق امام جنگ شیخ بہادر سوصوبہ نواب صلابت جنگ
بیکار رہوں دیگر سنہ ۱۱۶۷ گیارہ سو سڑسٹھ میں ارادہ سے تنبیہ بالاجی راؤ پیشوا مراٹہ اورنگ آباد
سے نکلے اور شیخ بہادر امام جنگ کو ہراول بنا اور نصرت جنگ چنڈولی پر مقرر کیا فوج مرہٹہ کی بہ جمعیت
پسپا ہوئی اور سواری نواب صلابت جنگ کی نا امد نگر پہنچی پھر وہاں سے تو یہ

طرف دار الحرب پونہ کے فرمایے سنہ ۱۱۶۵ گیارہ سو پینسٹھ ہجری بیس مارہون تاریخ محرم الحرام کی بالاجی باجی راؤ
پچاس ہزار سوار کے مقابلہ کیا امام جنگ شیخ بہادر باوجودیکہ مغلوب ہے فوج سپہ بیس ہزار کو مقابلہ کرکے روانہ کیا
نمایان بہم پہنچایا کہ آخر کار غنیم واپس گیا دوسرے روز دا سیطے طلب کیا شیخ امام جنگ شیخ بہادر اس موصوف
نے محمد امجد خان بہادر شیر زلدہ کو بھیجا اور عزیز اللہ خان خواہر زادے کو مع رفقا خان تاریکے رخصت کیا بالاجی
اسطرف سے ہر یک سردہ فوج کو ہمراہ لیکر مقابلہ کیا جب تلائی فریقین کی ہوئی یا درین مذکور بین فوج کثیر
کو اوپر خاک ہلاک کیے ڈالکر شکست عظیم دی محمد امجد خان کو زخم کوری کاری آیا اور لکنر رفیق شیر بکر کھیت
کو بعد اس جنگ کے صلح کے درمیان آیا پس یکی تین سید لشکر خان نجف جنگ مجتہد نیاد کو اور شیخ بہادر امام جنگ
دار السرور کو روانہ ہوئے اور نواب صلابت جنگ داخل حیدر ابا اس اثنا میں امیر الامرا فیروز جنگ صف اول نواب مغفرت
پناہ سے اصدشاہ بادشاہ کی رخصت کا لیکر عازم اس صوبے ہوئے چونکہ منظور الہی کی تھا کہ ریاست دکن کی
نواب صلابت جنگ بر بحال رہے فیروز جنگ بجانب مجتہد نیاد روانہ ہوئے ساتھوں فیجہ آخر روز شنبہ علت بیماری مبتلا
ہوکر روز شنبہ بقا کو ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ مسموم ہوئے واللہ اعلم عجب فتح غنی کہ جملہ عالم بحال
ہیں کوئے نیستی ظہور کی ابتدا ار سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری نوین تاریخ محرم الحرام کی سبب وفات دستگیر
محمد حامد علیخان جد امجد راقم حلیکہ دس ہزار روپے کی جاگیر سے دکھا پورنہ حویلی و رکنہ سرکار آرام کیر صوبہ خجستہ بنیاد
حیدر ابا سے بلند و مبارز ہوئے اور بسنہ اللہ ہیں فرمان بادشاہی اور خطاب صمصام الدولہ سید محمد خان بہادر سے
اور سند صوبہ داری دکن کی سبب انتقال فیروز جنگ کے حضور والا سے عنایت ہوئی اور مثل اسکے جزای
شیخ بہادر امام جنگ سولہویں ربیع الاول سنہ مذکور فاتح اور لوٹ سے پونہ ہیں

دوسرا

احکام دکن کے

اور سنہ الٰہ مین جو اُنال لین سب کہ انکا سردار مونسیو ہوسی اوہ راجہ رکنا تھہ واسی نہا حیدر سکندر خان بہادر کن
الدولہ کے طلب تنخواہ پر کدورت آیا اور بہادر مغفرت رتبت نے خدمت دکات کی مطلقا تزک کی پاس اس خدمت عہدہ
پر سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سی سینت مین صمصام الدولہ صمصام جنگ فیروز خان بہادر مقرر ہوے اور سنہ ۱۱۷۷ گیارہ سی اکہتر مین
عالمگیر ثانی واسطے نواب کے ایی ترتیب پہچے مادہ تاریخ اسکا ہی مصرعہ از شاہ بندہ آمد ماہی ہم مرتب اور اسی سال
صوبہ دار کے برار اور خطاب نظام الدولہ سپہ سالار نظام علیخان بہادر فیروز جنگ ہوکر مع فوج تعیناتی اور بعضے امرا کے تشریف فرما
اس سمت کے ہوے اور آپ بھی ارادہ سے اورنگ آباد کے نکلے اسی سال ایلچی مصر خانم نواب صلابت جنگ کا نہا موضع پودل
پر کہ انڈہ پانا سے بہونسلہ سے ایک جنگ صعب ہوی آخر کار صلح عمل مین ای قریب اسیحال کے جملہ فرانسیس لوگ متعلق
مونسیو بہوسی کہ باعث ورود انکا اوّل بہادر سے ہدایت محی الدین خان بہی سیکا کول اور راج مندر وغیرہ کو نواب صلابت
تنخواہ جاگیر اپنی شہر اکر ذی اقتدار ہو گئے تھے صمصام الدولہ نے برطرفی انکی دلوادی پس وہ دہان سے انہکر ظاہر
حیدرآباد پر آیے اور چاہا کہ قلعہ بیدر کا لیں قلعدار نے ہشیاری کی ایک کو زد بک قلعہ کے آنے نہ دیا اس
مین چھبیسوین ماہ رمضان کی دہنجان نام ایک شخص کو حیدر جنگ عبدالرحمن خان صاحب اختیار کار خانجات مونسیو بہوسی
سے کو بہانہ سے ابراہیم خان پاس کہ وہ داماد اور بہانجہ شوکت جنگ کا تہا اور نیابت صوبہ دار حیدرآباد کی اسی سے
متعلق تہی اور دہنجان سے عید الملاقات کا اسکا تمام کیا اسنے بہی مرتبے مرتبے کہ فرصت اسکو کیا پہچایا کہ وہ بہی
ساتہہ ہو بیٹہے فرانسیسون نے مونسیو بہوسی کو پہ منازعت غیر اپنے قصبہ مین بلا کر قصر چار محل مین
اور واسطے رعب دابے کے چار محل مذکور اور چار مناریہ توپین نصب کرین نواب اور شہ نواز خان
یہ بات سنکر وہان سے چلے اور جب وہان آیے فرانسیسون نے ایکبار مقابلہ کیا پہر کچہہ سمجہے اور چلے گیا نوا

صلابتجنگ داخل شہر ہوے اور چند روز بعد ملازمت حاصل کی پس نواب صلابتجنگ نے مونسیر سبی کو سیف الدولہ
عمدۃ الملک خطاب دیکر طرف چندیری اور سیکاکول محالات جاگیر اسکے روانہ کیا اور آپ مع حسام الدولہ منصوبہ
بجستہ بنیاد کہ ہوا اور شہر صفر ۱۱۶۹ھ گیارہ سی انہتر میں موضع دیوپلی پر کنہ کدام کیر کا رطنکور نواب کے
ہزار روپیہ دام یعنی ہزار روپیہ اور پرگنہ راجکوپال پور سرکار مذکور نواب کے ہزار دام بموجب اندازہ سابقہ مذکور
تنخواہ جاگیر کے ساتھ اضافہ ایکسو سوار اور خطاب خانی کے ساتھ دیکر بسلسلہ کو رفعت پناہ محمد اکرم خان برادر
بدر راقم نے انتقال پدر والا قدر سے عزا منایا پایان سال ۱۱۷۰ھ گیارہ سی ستر ہجری میں حسام الدولہ بہادر کا
بودہ ہوا کہ دو برس انہوں نے چڑھا رکھے ہیں کہ فیصلہ اسکا دس بارہ لاکھ روپیہ ہوتا ہے اور اتنا نقد در بیہی حسام
کو تھا کہیں انہیں کچھ اور سوجھی عرض مطلب اپنا حضور میں نواب صلابتجنگ کے کیا چونکہ وہ پدر انہوں کا اس تقدیر
نصف شہر کو احوال و انتقال ضروری کر کے شہر بناہ سے نکل دولت آباد کو راہی ہوے اور وہاں جاکر آپ نے
متصرف کیا اس عرصہ میں بسلسلہ جنبان منازعت کے ہوے اثنا میں نواب صلابتجنگ نے چارہ کار سوا آستانہ
نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر کے محال سمجھ کر جلد انہیں برار کے مرحمت فرمایا نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر
اسوقت ہرچند کہ بالاجی راؤ اور مادھاجی رادو نے امانت سے نواب صلابتجنگ کی منع کیا لیکن بباد ہاشم زخم ریاست کو پہنچے
فدویت سے صاحب نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر جلد آپ تین منزل آگے بڑھ کر ملے اور بعد داخل ہونے شہر کے ارادہ
کا فرمایا اور ہر دو حسام کا بھی ساتھ جاکر دو اسپہ خاصہ مرحمت کر رخصت کیا ایکے دستخط سے فرمان کنایہ حسام الدولہ
یہی خاط صحیح ہے کہ غرہ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ گیارہ سی اکہتر میں قلعہ سے آئے اور ملازمت نواب صلابتجنگ
امور نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر کے حاصل کی اور مورد انواع مراحم کے ہوے بعد کے نظام الدولہ میر نظام علیخان

یہ پیغام کہلایا اور اسکو جلد طلب کیا وہ اجل کرفتار چند آدمیون کے ساتھ روانہ ہوا دوسرے دن تیسری تاریخ رمضان کی دوپہر کے
النہار کے ۱۱ گیارہ بجے النہر مین ہمچا خیمہ گاہ مین نواب نظام الملک آصفجاہ کی چلایا نواب نظام الملک آصفجاہ نے
اپنے رفقا سے ایک کا ہاتھ لیکر اسکے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مین انکو تمہارے سپرد کرتا ہون اور خاطر انکی ملحوظ رکھنا اور
آپ بہانہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور خیمہ کی پشت پر جو دالان تھا اسمین جا کر بیٹھے حسب الارشاد کام تمام کیا کہتے ہین
کہ قمقام جنگ نے بیت کر دونو ہاتھ اسکے پکڑ لیے اور زبردست خان ذی قرابت نے گلا دبایا اور شمشیر خنجر
سفاب ایکدیگر کے دو جدا جدا مکان مین اسکے مارے اور غلام سید خان نے سر پر تلوار لگائی اور بموجب قول عالم ہمارے
راجہ پرتاب دیو نے شمشیر چلائی آخر کار جب وہ بیہوش ہوکر گرا کسی نے انمین سے ذبح کر ڈالا مین بعد جلد سے جلد کو
نامبردہ کے چاند نہین لپیٹ کر ایک کوٹھری مین ڈال دیا اور نواب نظام الملک آصفجاہ نے غلام محمد غوث خان
بہادر کو بھیجا کہ جاکر لاش کو اٹھا لاؤ اور دفن کرو اسنے جاکر دیکھا تو لاش غائب تھی اسمین جوان یار جو ہمراہ حیدر جنگ کے تھے انہون نے جو سنا کہ
لعین کے بازو پر انکر ایک شلک کی لیکن حافظ حقیقی نے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کو بچا لیا اور کوئی زخم نہ ہوا
پرگنہ بیلون نظام الملک آصفجاہ نے ہتھوڑی سے قتل کر کے اپنے تئین ایک شیشہ پر پہنچایا اسی وقت رفیق انکے جمع ہوئے گئے
دو عدد دیوان و مان سے طرف حیدر جنگ اور نسیو بھوسلے کی جلائے گئے اور سب کی جسکو دو چار تھے فتحیاب کر کے لوٹے
عظیم برپا ہوا اہل توپخانہ اسکے سب مقام چیرتین تھے اور کلمات ہذیان کے زبان پر لاتے تھے غرض
نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے وہ جرات کی کہ کارنامہ رستم اور افراسیاب کا منسوخ ہو گیا
نے جب سنا کہ حیدر جنگ کا قتل برما کیا اسکے حواس جاتے رہے اپنے تئین نواب صاحب شلک
کو عرض ہوئی نہین معلوم دیے کیا سمجھے لیکن بعد اصغا کے جہت اپنے تئین نزدیک نسیو بھوسلی

صفحہ
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

پہنچے یا پہنچا کر فی الجملہ اسکی اطمینان کا باعث ہوا اور نظام الملک آصفجاہ ثانی متوجہ طرف دکن
راجہ دیدار میدار کے ہوئے اور اسکے حقیقت حال سے آگاہ کیا اسنے ارلیس ہی سوار نزد نیکنور روانہ کئے بھیجدیا
پس نوراب ممدوح کمال بہادری سے اور دلاوری سے ایکہ کو روانہ ہوئے اسمین ابراہیم خان گاردی
قدیم رفیق مونسیو بوسی کا کہ وہ جیت سنگھ اور نوبخانہ قدیم نشہار سے اسکر آتشبار راہ پر انہا اتفاقاً ساتھ ہو
اسنے باوجودیکہ مونسیو بوسی نے لکھا تہا کہ جسطرح ہو سکے سیدہ راہ نوابکا ہوتا اور ہرگز انکو خبر نہ دینا ابراہیم خان نے
نہ مانا اور نشب کو کام فرمایا اور چونکہ چند سے ملازمت نوراب صدر علی بہی کی تہی حقوق سوابق اسنے یاد دلائے
آیا اور از سر نو اطاعت نوراب ممدوح کے اختیار کی اور زرکاوفریکی توپخانہ کہ جو ہمراہ تہے کمپنی کے جنگ کرنے
کو واسطے قتل صمصام الدولہ اور بہائی اللہ علہ اور عبد النبی کے کہ دشمن سے محبوس اور بے اختیار اسکے اختیار تہے
بہیجدیا نوراب نے بعد گفتگو کے ایک ضرب تفنگ پر ایک مظلوم کو شہید کیا اور سر غلام آزاد کو
بہیجدیا کہ مرغلام آزاد نے ماوہ تاریخ اس آیہ کریمہ وجوہ یومئذ مسفرہ پائی ہے اور ایک رباعی سرزد نظم کی ہی رباعی صمصام الدولہ آن امیر والا
ناحق نہ کشتہ در کمین گاہ دغا ۔ واسطوہ آزاد بعرض رسانید تاریخ یارای شنوید کہ دید اکبر ان سیدرا
انا للہ ۔ القصہ نوراب ممدوح تہیہ ہوئے رضامندی دارا سے دریا پر کہ پہنچکر نزل اجلال باغ عالم آرا میں فرمایا الحمد للہ
خان بہادر علف شد امام جنگ محمد ابو الحسن خان تہیہ بہادر مستقر رہے وہان اگر احوال از قرار ملازمت کیا اور اسنے قبل
سورد عنایت پیدا یا نوراب ممدوح نے خان مذکور کو عید الفطر کے روز ہمراہ لیکر سوار ہوئے عید گاہ میں نماز ادا کی اور خطبہ
صلات عنک یذ دلال سنی بعضے حاسدون کے بالاجمی پر اور جانوجی بہونسلہ کو لکہا کہ تم بدنام ہمارے ملک

واسطے تصفیہ کے پونا کو بالاجی راؤ پاس روانہ کیا اور خود بدولت فصہ ہم پر آکر چھاؤنی کیے بعد انقضا بارش
ایام چھاؤنی کے واسطے تین کروڑ روپیہ کے کرورہ ایک مضمون نہاد و رایا سدا شیو بھاؤ جی پیشوا سنکر پیشوائی اختیار کی
نہی متوجہ ہوکر کئی دن تک شش و پنج میں رہی اور کبھی ہمیشہ فتح و نصرت ہی یار رہا بھاؤ جی پیشوا سنکر
جو دیکھا کہ کرنڈیہ اب مقابلہ کی تاب ممدوح سے نہیں لا سکتا ہی آپ عزم مقابلہ کا صاحب آیا غایت الہی
سے لشکر اسلام تب ہی غالب آیا بھاؤ جی نے چند عہود و پیمان پر نواب ممدوح سے صلح کر لی اسماعیل بیگ غلام
سید خان بھی پونا سے آکر کیفیت حال سے دہان کی مطلع کیا اور یہ عرض کی کہ صلاح دولت اسمیں
ہی کہ آپ حضور میں نواب آصف الدولہ صلابتجنگ کے اقامت فرما دین پیشوا نواب عنان عزیمت کو جانب حیدرآباد
منعطف فرما کر اور اس طرف کو نواب آصف الدولہ صلابتجنگ سے بعد گشتہ ہونے حیدرآباد کے اور نکالے جانے
حیدرآباد آیے اور دیوانی خانگی شوکت جنگ کو اور دیوانی دکن بشیر جنگ کو عنایت کیے اور بوجہ شیخ
الملکی بشیر جنگ کے مدار المہام اپنا قرار دیا اور موسیو بوسی فدوی الفقار جنگ کو حیدرآباد سے بلا کر
اس عرصہ میں خلیفہ داران انگریز کا کہ اکثر بنا در دریا ستور کے اپنے قبضہ میں لا چکے تھے موسیو بوسی آیا
اور یہ بھی خبر سنی کہ زمیندار رواج سیکاکول اور راج بندر کے چیرہ دست ہوکر ہمیں موسیو بوسی تو پھر ہی
کو راہی ہوا اور فدوی الفقار جنگ کو طرف راجمندری کے روانہ کیا پس موسیو بوسی وہاں جا کر جنیا پٹن کو کہ بندر
انگریز کا ہی محاصرہ کیا اور انہوں نگار ستعان پای انجام کار انگریز غالب آیے اور فرانسیس کمال خستگی سے
پھولپری کو بھاگ گیے واضح ہو کہ یہ ابتدا اقبال قوم انگریز کی اور ادبار اہل فرانسیس کا اس نواح میں ہوا اور
فدوی الفقار جنگ بھی اور ہر دو بیاکر خانہ اپنا تا نواحی دشت قرار ہوا اور نواب آصف الدولہ صلابت

ارادہ تنبیہ زمیندران سنکاکول کا فرمایا چونکہ ذوالفقار جنگ کو شکست فاش دیکر دلیر ہوکر بیجاپور کی
نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کی بہو بیٹی کو بیجاپور سے لیکر دہانکا قلعہ دار جو طرف جنوب کے نہایت سرکش ہوکر ملاقاتی
یا لاحصار سے توپ اندازی شروع کی نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے بھی محاصرہ کیا ایک مہینہ میں صلح ہوئی
اور وہاں سے کوچ کرکے مرکلین کرتے ہوئے بندر تک پہنچے تھے کہ خبر آئی کہ نواب نظام الملک آصفجاہ
ثانی حیدرآباد پہر آئے ہیں معاودت اسطرف کو کی پیش سے جو قبل یہاں پہنچے تو نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی
جو قبل سے داخل ہوچکے تھے بلدہ سے نکل کر استقبال کیا اور بقول بہاری آپس میں ملے لوگوں کو بہت خوشی حاصل
ہوئی بعد چند روز کے نواب شجاع الملک بہادر جنگ نے اپنی صوبہ داری سے استعفا کرکے کوچہ بندی کی تھی فقیر نے بھی رخصت
اور نواب آصف الدولہ صلابت جنگ اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی متفق اور متحد ہوکر مشغول نظم و نسق مالی
اور ملکی کیے ہوئے موافق معمول سابق دستور نواب آصف المعلی صلابت جنگ نواب نظام الملک
آصفجاہ ثانی کو دیا اور باتفاق و رسیلے مخابرہ باجی راؤ کے کہ وہ لاکھ سوار کے آپا تہا نکلے اور غربی ولایت ہوئیں ہر وقت نواب نظام
آصفجاہ ثانی نے بہت کشش و کوشش عمل میں لائی کہ کسی رکشش میدان جنگ میں اپنے ماتہہ سے خالی کیے بہت دلاور
یکے مارے یکے خاطر جمع نے نواب مدوح کو سلامت رکہا آخر الامر شنہ ۱۱ گیارہ سو تیرہ ہجری میں ساتہہ لاکہ روپے
محالات غیر منبادی مقامہ سوائے شہر کے اور پرگنہ چولی اور تپہ صوبہ برار اور بیجاپور اور ملیدہ دولت آباد اور قلعہ سیونی
برہانپور اور قلعہ ہنگولی مع جاگیر ستارہ اور قلعہ اور متصدیان کے بہت سے موضع اور قلاع غنیم نے اپنے قبضہ
لاکر صلح کی اور سکہ میں فقط حیدرآباد اور بعضے صوبہ برار اور بعضے بیجاپور سوائے روپیہ بہی نہوا اس ملک
رہ گیا سنہ ۱۱ گیارہ سو اٹھتر ہجری کے جو سیاہ میں کے بیچ میں قطعہ کا فرد تمام ہوا ۔ بعض سیاہ چیتے نے سال تاریخ رقم کی خوشوقت

ملک کن قطعہ کہ فقد کفار آصف نگر را : ذکر دولت آباد و حصن علم رفت : خود سال تاریخ ربع کمتی : چنین بود رقم
دولت آباد و هم رفت قطعہ در شاہ اسلام کافر گرفت : بدین تسکل فرمان نفاذ یافت : دبیر خرد سال تاریخ بگفت
رفت دو عجب حصن بسیر رفت : همین الکعد زیادہ ہی وجہ ہی کہ عامل بدہ و ہاتھ کہ باس اس اسلام بے پیر کرنا ان کے
مردمان غنیم کو چند مہینے تاخیر کی ہی اسوقت مرحمت غنیم کی طرف سے کیدار المقرر کیے ہوی اور نواب صلابت اللہ دولہ
اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی شوجہ حیدر ابا اس حسن فرمان شاہنشاہ عالم بہادر کا متضمن او پر خطاب امیر الممالک کے
نام سے نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے شرف صدور پایا اور نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے سر پر چشم قبول کر کے شادان
و فرحان ہوے منصب بالا جی راؤ پیشوا دار الخلافت کو اپنے پہنچکر دسوں مرہٹوں کو اپنے ساتھ لیکر اور رسالہ آپنے عرب و دیگر بہادران
مع جمعیت سرداران نامی اور سپاہیان کار آزمودہ اور توپخانہ فرنگ بندی شان کو واسطے مقابلہ در انیوں کے
کہ از روز ول شاہ در ایران بے واسطے شہنشاہی اپنی کفر و ضلالت کے آیا تھا روانہ کیا واقعات ان کے بہ قول شخصے فضل
زمین پسر زمین گذشت بے دہان کی متعلق ہی جانچ کتب موطا بخاری اور محرر نے فاضل جملہ دفتر اول مین اس کتاب کے جو
احوال مین بادشاہان ہند کے کہ مین نے بر قلم کیا ہے اسواسطے اس سے اعراض کیا کہ بدستور متوجہ طرف اپنے مطلب کے ہو ناہی بعنی
بعد اسکے رکنا ہمدرد اور بالاجی راؤ بنہ سرشتہ دار شکل مندکیا نواب صلابت جنگ امیر الممالک آصفجاہ ثانی کے مستعد ہی کہ
انتہین خبر آئی کہ دسواس راؤ اور باد غیرہ سردار ان اہل کفر ماتہ سے در انیون کے تلف ہوے رکنا ہمدرد بنہ
نواب ممدوح سے مرزہ جنگ مین ہو دیکھکر دروازہ صلح کا کہلوایا نواب ممدوح آصفجاہ ثانی بہی اس امر کو غنیمت
جانکر راضی ہوے اور محمد آباد بندر پر چہاد لی کر کے افواج کو موافق معمول کے جو اکاہ کو رخصت کیا اور امیر الممالک صلابت
خان بہادر خلف مشیر جنگ حیدر یار خان بہادر کو چار ہزاری منصب اور خیبر جنگ اسمع الدولہ

فقرہ ۱۰۵۵ انہ ہو

ہمین

فقرہ ۱۰۵۶ انہ ہو

خطاب سے جب مصرعہ شتل مادہ تاریخ کا ہے خطاب شجاع الدولہ ہمایون شہ ۱۱۷۱ اکیاسی ہجری

ہین عطا فرما پس ایام چہاد نہین معلوم ہوا کہ بالاجی راو آخر روز شنبہ انیسوین بقعید سنہ ۱۱۷۱ اللہ کے احسان سے

کدز ۱۱ اور امور ریاست کا اسکے بیٹے کے طرف سے جو مادہ ہورا و نام صعر نہین تہا اور پرادر اعیانی مسمی کنہا تہہ راو کے قرار

پایا پہر اسکے اور نواب ممدوح کے بڑی بڑی لڑائیان ہوئین ہر دفعہ لشکر اسلام کو آیا امیر الممالک کو ارد و مین فتح

رکہکر نواب ممدوح آصفجاہ بانفس نفیس کئی حملے کیے اور فوج مخالف کو منہزم کیا اس دو کو مین یکبارگی مالک الملک

میر منعل علیخان بہادر چلے بیٹے نواب مغفرتمآب کے اور رام چندر کہ عمدہ لشکر اسلام کا تہا غنیم سے مل گیے بیٹے کے

بعد اتو ہی دل ہو کر چار طرف سے حملہ کیے نواب نے بہی بیخیہ سے نونچا کے نکل کر مارنا شروع کیا اور جو ہیچ انہین

پسپا پایا حکم تعاقب کا دیا یہانتک کہ نواب ممدوح کا لشکر اوس پر تونکے پہر کر ساکنین اس دیار کے

کہنا تہہ راو سے شتابی ہوئے اور کہنے لگے کہ تو کیا کرتا ہی خانمان کو ہمارے کہا تو نے ہمارا تہہ برباد دیا چاہتا ہی مل

کے روز دو سے کے سب دیس آپ مین اور تمام رعیت کو جلا دیتے ہین اب ناچار ہو کر کہنا تہہ راو نے صلح کی بیس لاک روپی

کا ملک جو پیشکش بنا دار و رسید سے چلے جانے کا لاکھ ۱۱۷۱ اکیاسی ہجری مین تسلیم کیا چونکہ اس روز دن کو بہت کال

کا تہا نواب ممدوح نے بہر پور پاگ چہاد دی کیا اور امیر الممالک کو کہ کہنے سے مغلون کے معسکر سے جا چکا تہا کہ

سب اتری متعلقات مالی اور ملکی کا ہون صوابدید اور کارکنان دولت کے قلمدہ پر مین مختار کیا امیر الممالک اس مین

چہے دن بعد از انکے چہین ربیع الاول روز پنجشنبہ ۱۱۷۱ اکیاسی ہجری کال دن ہی سے ہاتہی پاگر

سیاح گلستان عدم ہوا مادہ تاریخ انکا ہی مصرعہ امیر الممالک گفتہ شد و اور

ریس ہی نواب معین نظام علیخان بہادر کا بیان تو یہ مغفرتمآب صفحہ ثانی نظام

الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر اسکنہ اللہ تعالی بحبوحۃ جنانہ چوتھے فرزند نواب مغفرتمآب کے ہین تولد انکے
ممدوح کا غرہ شہر شوال ۱۱۸۳ گیارہ سو تیاسی ہجری مین ہے چنانچہ اس مصرعہ سے ظاہر ہے ع طلوع آفتاب از صبح دولت
نام اصلی میر نظام علی ظل عاطفت مین نزرگوار کے خطاب خانی اور جنکی سے امتیاز پایا پہر عالم شباب مین جسنے
رفتہ رفتہ ویسی ہی افعال پسندیدہ ظاہر ہوے امیر الممالک صلابتجنگ سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکیانوے ہجری مین کلہ اصفجاہ ثانی مغفور
کر سیکے منصب والا یعنی نیابت سے معزز اور مکرم کیا پس نواب نے زمام اختیار ریاست کی اپنے قبضہ مین کی اور چند روز تک کو عہدہ
سے رفقاے دور اندیش کے تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۳ گیارہ سو ترانوے ہجری مین درجہ فضل کو پہنچایا اور پانچ برس تک جادہ پیما اطاعت امیر الممالک
رہے آخر الامر مخالفت کو مفتخر الیہم کے موجب زوال امر ریاست کا جانکر اتفاق ارکین دولت نے سنہ ۱۱۹۷ گیارہ سو ستانوے ہجری مین
بچہ فلعہ بیدر پوشیدہ اور نہان کیا جیسا کہ گذرا اور بعد سترہ دی ہوے امیر الممالک کے آپ بیس مستقل ہوکر مہراجہ پرتاب وغیرہ
کو کہ وہ بہ بچہ بندی سالکن سلکم کرطرہ نہاد اختیار کل کیا اور واسطے اطفاء نایرہ فساد مرہٹون کے لشکر کو بیجا
رایہ مذکور رایکہ روانہ کر یکے سعادت اسکے چونکہ ان روزون درمیان مادہو راو اور رگھناتھ راو سے نزاع
تھی آپ بھی واسطے تائید رگھناتھ راو کے پیدر سے برآمد ہوے اور قریب ناندیڑ کے پہنچے جب کہ مادہو راو ایک شکست
پاکر رگھناتھ راو چچا اپنے صلح کر لیا جب کہ اضفجاہی بندگان پر پیشتر رگھناتھ راو وہان آیا اور باہم ملاقات
ہوی اور ضیافتین علیحدہ آپس مین اور رگھناتھ راو کے جلدو مین اس غایت سے پیش لاکے روپیہ ملک اور دولت اسلام کو زیادہ سے زیادہ
یہ مقدمہ مشعور ہے محمد مراد خان بہادر کے کہ وہ عہدہ نوکرون کے تہے ظہور مین آیا بنا مہراجہ پرتاب وغیرہ کو خوش کرنے کے لیے
مین قبل عملدخل کے صلح بہم ہوی بندگان عالی نہ چوتھ سرخیون کے متوجہ ناندیڑ ہوے رگھناتھ راو
تاب مقاومت نہ لاکے مین بدیکہ دیا کہ شیوہ غنیم کا ہی ارادہ تاخت و تاراج کا کیا اور تین لاکھ روپیہ

آباد پر آیا سلار جنگ ظلم پیشہ وہاں کے دفعین اسکے سعی بلیغ کی حتی کہ دو دست حسرت کاٹتا ہوا بکلانہ پر آیا اور خود
میون شعبان کو داخل اورنگ آباد ہوئے پس غنیم نے چاہا کہ ملک برار کا تاراج کرے حضور اس امر سے مطلع ہو کر واسطے
دفع کے اورنگ آباد سے بالا پور پر آئے غنیم کو جو یہ معلوم ہوا زد یک سے اورنگ آباد کے ہوتا ہوا راستہ حیدر آباد کا لیا آصف
جاہ کا تعاقب اسکے تدارکی ملک غنیم کی اولی جانکر متوجہ دار الحرب پونا کیے ہوئے چونکہ قبل پہنچنے لشکر اسلام کے
پیشتر سے اس دیار کے خوف تاخت و تاراجی سے جلا وطن ہو گئے تھے لشکر اسلام نے ایک قلم عمارات پونا کے جلا کر خاک
سیاہ برابر کر دیے اور مال اسباب وہاں کا لوٹ لیا چنانچہ مادہ تاریخ اسکا یہی رباعی آصفجاہ دوم سلمہ اللہ

اعلام: آبادی قوم یہ من سوخت تمام: تاریخ شنود شعلہ طبع زکا: آتش زد پونہ را سپاہ اسلام: اورنگ آباد

حیدر آباد پر آکر ارادہ اخذ شہر کا کیا شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم بلدہ نے بندوبست شہر کا کر کے ضرب توپ شلک
و تفنگ سے اکثر زغالان لشکر غنیم کا کیا دہ پانیل مقصود وہاں سے یہی پہر کر طرف پونا کے راہی ہوا اس عرصہ
میں موسم برشکال کا جو آیا بندگان اعلی نے ارادہ جہاد دیگر کے توجہ فرما ہو کر راہ جنوب ضلع دھارور
پر آئے جانوجی بھونسلہ جو ہمراہ رکاب تھا مہاراجہ پرتاب دیو سے کہا اس سال اگر جہاد نہ ہو تو اصلح ہے کہ
وہاں پونہ ہی قریب اورنگ پور ہی قریب مہاراجہ ترغیب اس امر کی پذیرفتہ کی دریں کار عرضی کی حضور معروضہ
کو اسکے پذیرا کر کے عطف عنان فرما کے کہیں کہ جیشکر کنارہ پر رود کرک کے پہنچا ندی چڑھا دریں
واسطے لوٹا کے چند روز اتفاق توقف کا ہوا اسمیں مردم فوج کے دو جوق ہو گئے ایک تو ہمراہ رکاب
نواب ممدوح کے بارادہ ترکی اور دوسرے ہمراہ راجہ پرتاب دیو کے اسطرف آئے ساتدم جانوجی بھونسلہ
سبب جنیت کفر کے کہ خفیہ رکنا ہر دو کا ساتھ رکنا تھا بہانہ بنا کر سیاہ کے واسطے

مرحوم شہید اکبر آباد سید الشہدا بھی محمد مراد خان کو کہ دو مرتبہ زیارت سے سرفراز تھا قصاص میں قتل ہوا جو پرتاب
سنگھ کا بھائی اور خاندانی دشمن تھا اسکا بہت خان تھا قلعہ محمد نگر عرف کلکندہ میں بند کیا یہاں تک دو مہینہ تک
قید حیات سے سبکدوش رہا چند روز توقف کر کے شجاع الملک بہادر جنگ کہ بیسہ فرزند ارجمند آنجناب
تھا مدینہ کو لازم و ملزوم ہو کر قلعہ کی پناہ لی تھی اور قلعہ کرنول میں متحصن ہو کر تھا جا کر محاصرہ کیا اور
شدت بزرگانہ سے دروازہ پر اعطف و التفات کا دار کیا مناسب فرمایا شجاع الملک بہادر جنگ نے بہت مناسب
کی آنجناب میں نہایت کمی عہود و مواثیق درمیان لاکر مع منصور خان بخشی حاکم قلعہ مذکور بشرف ملازمت سے مشرف
حاضر دربار فیض آثار عالی حضرت نے انکو صوبہ داری تعلقہ اتنار گڑھ کی جاگیر مرحمت کی اور آنجناب کی طرف سے
کہ بنسبت فرمانروا محمد علی خان ظالم و باغی جو کہ بلدہ ارکاٹ سے نکلا اور بندر پیاپاتن میں جا کر آسرا لیا تھا
اعانت بادشاہ اور کمک کرنے بہونسلہ کی منظور نظر اسکے تھی لہذا فوجیں بیشمار لیکر روانہ ہوئے بہونسلہ نے
تاب مقاومت کی آنجناب میں نہ پاکر صلح کی اور کہنا بہ روداد ہو بلدہ سے روانہ ہوئے بہونسلہ کے روانہ ہونے کا حال
ہوا اور وہاں سے ممدوح نے کنار کاویری پر آکے وہاں پڑاؤ کیا ممدوح نے بہت سے
کی نزر ممدوح نے خلعت اسکے بہت اچھی طرح سے عمل میں لاکر عنداللقا خلعت فاخرہ اور جواہر
اعلی عنایت کئے پس بنا اتحاد کو محکم فرما کر شولاپور پر پیشکش لینے ہوئے کرنول پر آئے اور وہاں سے

زیارت مرقد سید محمد کیسو دراز قدس سرہ اور ملاقات صاحب سجادہ کی حاصل کرنے ہوئے حیدر علی
کو معاودت کے بعد ورود ہوگیا والا کہ سردار ان انگریز کہ در پی اشتعال حیدر علیخان ناپاک تھے ہمت امداد چاہی
بندگانعالی نے قبول کرکے پہر رخصت فرمایا جو مزاج حیدر علیخان کا جو نواب سے برگشتہ تھا پایا جب یہ خبر سنی ہر سہ ہو کر
رجوع ہوا اور اعانت اپنی چاہی پس رکن الدولہ نے مزاج کو حضور اور ہر سہ کو ہمراہ کرکے ہرلا سردار ان انگریز
کے مجلس کارنک دوسرا ایلچی جو ہمراہ تھا رخصت اٹھہ کے پاس مدراس کو روانہ کیا اور حیدر علیخان کو
ہو کر مقابلہ انگلیسہ کرے اور خوب تر ایمان ہوں اس عرصہ میں بندگانعالی نوے سالہ اکثر امیر روشن اختر تھے کہ رکن الدولہ سے انقباض
حیدر علیخان کا اور تمنا آستان بوسی کی طرف خاندان کے اظہار کیے نواب ممدوح معروضہ کو بندگانعالی کے پروانگی
انکے دی اور حسب خان مذکور کے حاضر ہونیکا ارادہ کیا رکن الدولہ واسطے استقبال کے روانہ فرمایا اور غذا لاطاف
خیفہ الماس کا اور کلغی سیہ پروں کی اور سیسج مرصع مع سلک مروارید اور دست بند اور ایک شمشیر مرصع
اور ایک خنجر مرصع و قبضہ کا دیکر بندگان رخصت کا عنایت کیا بعد دو دن کے پہر آپ پردہ میں خان مذکور
کے قدم رنجہ فرمایا حیدر علیخان فرزندون اور اقربائون کو لیکر واسطے استقبال کے جو خاک آگرا دات و مجری یک
بجا لاکے اور اکاون ہزار روپے نقد اور دو ہزار تیلیان سونے کی نذر گذرانی اور چبوترہ پر زرکے بٹھلایا جام امیر کے حوالہ
بیش قیمت اور پارچہ اور پوشش اور دو عدد قلادہ فیل نظر انور میں لائے اور دو تین ضرتیں میں جو فوج انگریز کی
سے غنیمت آئیں تھیں کارخانہ سرکار میں پہنچائیں بعد اسکے رخصت طرف حیدر آباد کے فرمایا اور خاندان مذکور مشغول
محاصرہ بالور کا ہو محمد علی ان المتخلص بسراج الدولہ والاجاہ حال معائنہ کرکے موافقت بندگانعالی کی
بکار دولت صلاح وقت جانی اور آپ ہمیشہ اگر آٹھوین رمضان سنہ ۱۱۸۱ گیارہ سو اکیاسی میں

چو بیس دنہین صلح کر کے میع دکلای فرنگ ستر اولیای حضا وغیرہ اور مخالف مسلہ لارد کورنرواب بہادر اور
سراج الدولہ وللاجاہ کے دوسری شوال سنہ کو حاضر خدمت ہوکے حضور جو اتنا راہ منتظر اس امر کے تھے بہت مسرت
مقدمات صلح کا فریادکلا کو خلعت جواہر دیکر رخصت کیے اور واسطے لارد کورنرصاحب اور سراج الدولہ والاجاہ
جواہر اور ہاتی روانہ فرمائے اور ابراہیم بیگ ہوسہ ابن فاضل بیگ خان کو کہ بس مرد شجیع اور والا تبار اور
والاجاہ نے سفارش اس کی لکھی ہمراہ بھیجکر شہر کے نزدیک وکیل کو حیدر علی خان کے اور بعض سردارون کو جو ہمراہ
تھے جواہر دیکر رخصت کیے ہیں بیچنی ذیحجہ کو دروازہ پہنچے لاشب جملہ کا اہل بلدہ ہوکر اور سنہ ۱۱۸۴
سنہ شہر فصلی مطابق سنہ جلوس والا کے محمد اکرم خان جمدار راقم کو پرگنہ راجکوپال پوکا ملکو صوبہ فرخندہ بنیاد
حیدر ابادسے سلیخ نوابی ہزار روام تنخواہ جاگیر اور مع اصل و اضافہ بکہزار روپیہ سالانہ منصب پنجہزاری
سیکہ سندکان عالیشان سے قسم از فرمان اور محمد منور خان عم راقم صدی منصب اور حیدر انور خان برادر راقم دوصدی منصب
سپاہی ہوکر واسطے مرحمت کے بلدہ کو روانہ دیئے تھے یہان سے سنون ہوکے کہ ذکر اسکا ہوچکا رخصت انتقال کرکے
بروز فتح اسی مرحمت کے بلدہ کو روانہ دیئے تھے یہان سے سنون ہوکے کہ ذکر اسکا ہوچکا رخصت انتقال کرکے
صفر کے پہلا سفر مہینی شنبہ سنہ ۱۱۸۳ کیارہ سیتہ ماہ سمن بلدہ سے تشریف فرما ہوکے بورمعہ تین سیکہ سنون
دنقعدہ کو وقت سعادت آثار راہ جنگ منصور نواح قلعہ بدکیر پہنچکر کمن ارد دلیا راحت جزم
دلہ چند رسین کو کہ وہ ہمیشہ مصدر خدمات نمایان کا ہوا حکمت عملی سے پکڑ لیا اور بعد ہمکی جو قلعہ کلیان
کا متحصن نہی ہوکر دو سیتہ بندوق کے حوصلہ ہوکے صلح سے فتح کر لیا پس ہمان سے برسات ظہور
طرف مل سیکہ ہنوز برسات اور غرہ محرم سنہ ۱۱۸۴ کیارہ سیتہ چہار ہجری مین محاصرہ قلعہ مذکور کا عمل

مین آیا ہر چند کہ بیتے بلے بہت بار اور بیدار کے اول کشتی اپنی ظاہر کی من بعد طرف عجز کے رجوع ہو کر قلعہ سے نکل کیا
پس ضابطہ جنگ ہونے سے حسب الحکم حضور کے قبضہ اپنا کیا اور خود بدولت سانہہ فتح و ظفر بیکبارہوین صفر کو مراجعت
ستر وین تاریخ مین داخل بلدہ ہوے اور بسبب کمال جان فشانی کے کہ قلعہ کو ضابطہ جنگ ہونے سے ظہور مین آئی تھی
ظفر الدولہ خطاب عنایت کر کے منصب دو ہزار کا اور دو ہزار سوار اور پانچ مراتب سے سرفراز کیے اور ستائیسوین تاریخ جمادی
الاول کی اسمعیلخان بنی کو نقارہ اور تصدیکری الچ پور اور برار کی ہوی اور اکیسوین جمادی الاول ۱۰۸۵ھ اکسارہ سے
پچیاسیوین بسبب باران کے واسطے نماز استسقا عید گاہ کے کوروانہ ہوکر کمال عجز و انکسار سے طلب نزول باران کی
ابین اس سال بہت مینہ برسا یہانتک کہ ساتوین ربیع الثانی سنہ مذکور کے دن رود موسی کو ایسی طغیانی ہوی کہ فصیل کو
عبور کر کے شہر کے اندر سے روان ہوی اور ستائیسوین تاریخ ماہ مذکور کی چار محل کے بارہ دکھانہ مانین اک کر کے
اس محل بادشاہی کو نیز و نابود کیا اور بہت سے آدمی جل گئے اور سنہ مین بعد تحویل افتاب جہانتاب برج حمل مین اور ادی آ
تقریب نوروز کے کہ عہد سے جمشید کے قدیم رسم سلاطین دہر کا ہی ہے ۱۰۸۶ھ تاریخ چھ جمادی الاول کی آخر جمادی
تک عشرت شادی صاحبزادہ کبیر عالیجاہ بہادر کا صبیہ کمترین خلایق الملک تحکی کی مع رسوم پنجی و خلعتبندی و تسبیحت
وغیرہ جسکے اس طمطراق سے کہ مبادی جلوس شاہان تیموریہ کے اس زمانہ تک اسطرح کے ساز و سامان
نشاط سے سوا دکن مین جلوہ افروز نہوا انتہا الغرام پایا اور اسمایین مین فرمان عالیشان شاہنشاہ عالم
بادشاہ کا جو عرضداور پایا سوار کے مبارک کسی لباس رنگارنگ سے واسطے استقبال اسکے صوبہ زیبوی کرتے
ہین کہ تقریبات مذکورہ مین اکثر امرا کو جواہر اعلی اور مدد ہاے شایستہ عنایت فرماے اور بعد اسکے چھبیسوین تاریخ
ذیحجہ کی دھونڈ و پنڈت کو راجہ رایان خطاب اور خدمت پیشکاری رکن الدولہ کی بحال رکھکر چکدیوے

انعام کشی نمودہ اور دیوے

غنایت ہوئی دوسرا صفر دوسری شب کو شہ اکبارہ سنہ ۱۲۱۸ سی ہجری میں راجہ بھیم سنگھ سے مقابلہ رکھنا تھا راو لشکر باجراو کو
بعد فوت نارائن بدا دیر باد ہوا راو ان بالاجی راو کے قابض اور متصرف تمام ملک اور مال کل ہو کر بسبب بھل دنا دانی کے
طلب کار چوتھا کا ہوا تھا اور ارادہ سے ملک گیری کے پونا سے متکلکر اول طرف جدرابا کے بہنچت کی تھی درمیان دنیچ کے
کوچ فرمایا اور بیدر پر دو دن تک ٹھہرا ہوئی لوک طرفین کے ماریکے پھر صلح ہوئی اور مرتب مہمانداری کے اور رسوم
ضیافات کے جانبین سے عمل میں آئے پس حضور قلعہ بیدر کو ملاحظہ کر کے طرف کلبرگہ کے روانہ ہوئے آثار راہ نوح
بمنا باد میں خلعت اور فرمان پیشگاہ سے حضور شاہ عالم بادشاہ کے صادر ہوئے استقبال کر کے اسکو لیا اور
شکر کے بجالائے پس داخل موضع مذکور ہو کر زیارت سے خواجہ کی مشرف ہوئے اور وہاں کا لے چوتھا کے طرف عنان
کو منعطف کیا اور نواحین دریا پہر آکے جا کر جو جو زمیندار کہ سرکش ہو گئے تھے انکو گوشمالی دی دہاں امیر الامرا شجاع الملک کو
قلعہ راجوری سے نکلکر آئے اور مشرف ملازمت سے حضور کی مشرف ہوئے اور مہماندار کے واسطے دسوم دہام سے کی حضرت نے
اسکو قبول فرمایا اور پھر آپ نے بھی انکی ضیافت کی دانجے ہو کہ رکھنا تھا راو بعد مصالحت کے بندگان عالی سے مطالبہ
ہو کر طرف جدر علیخان کے چلا گیا اور ملک سرحد اور قلعہ دار در بطور اجارہ کے بتیس لاک روپی اس سے لیکر لکھ دیا
اور دہاں سے طرف دالاجاہ کے روانہ ہوا اس بابین مابین کارپرداز پونا کے جو توسط سے رکھنا تھا راو
کے راضی تھے مصالحت سے بندگان عالی کی ساتھ اسکے اندیشہ مند ہو کر اول ساباجی بھونسلہ کو کہ وہ حقیقہ
رکھنا تھا راو سے ملا ہوا تھا معرفت ترمک کے اپنی طرف کیا من بعد وساطت سے عریض کے درباب رفع
فساد رکھنا تھا راو کے حضور سے طلب کار امان کے ہوئے بندگان عالی نے معروضہ کو انکے پذیرا گیا رات
ظفریات واسطے کمک کے ماہ ذی قعدہ سنہ الہ میں اپنی جانب متحرک ہوئے اور اوہر سے

گذر کر ہولکر اور سندیہ کے طلبگار مدد اور کمک کے ہوا اور موضع اندور پر اقامت پذیر ہو کر انتظام کار زد و
ہولتہا بندکا تعاقب بندہ طرف جنتہ بنیاد کے عنان توجہ کو منعطف کیا اور ری پنڈت بیرکیں کو جو پیچھے اور
مرسیع مرحمت کر کے بادن رخصت عطا فرمائی اور واسطے تعاقب رکاب بندگی کے تیار ہو کر کیا اور بعد
من بعد شریف ہوئے سرداران کور یہ کے دکھنیان جواہر کی چند عدد نذر گذرانی اس کو بطریق نظر انور کر دیا
پیشگاہ عالیہ ملحق منزل مقصود کے اشتہار آنکہ غرض معہود حاصل کر کے بیرون ناگپور سے انتالیس کوس کی جنتہ بنیاد منزل
وجلال سے روانہ ہوا وہاں پہنچکر تا بہ سے کی رہا ہو کر نزد بندگی کے پہنچا ہوا تھا بیان کیا
تشفی بخشے اس امر آپکی کہ رکنا زیادہ اتہام ہولکر سندیہ کے آزادہ پیکار ہے بسرعت عالی
منیر الدولہ منیر الملک بہادر ناظم جنتہ بنیاد کو جواہر خلعت کرامت کر کے واسطے تعاقب شہزادہ کامگار کے مامور فرمایا اور آپ
ارادہ سے بتعاقب ہولکر کے راہ ہوئے اور ناپاٹیر نویس وغیرہ کارپردازان پونا کو خلعت و جواہر سے سرفراز کیا
نامزد کیے تھے بین کارپردازان مذکور نے عرضہ قبول بین حسن نہ پہنچے درمیان رکنا تہہ راہ اور ہولکر
سندیہ کے جدائی ڈالدی پس رکنا تہہ راہ متوہم ہو کر بنا بین افزائی بندوبست چلا گیا اور
بندگان عالی واسطے بفتہ سودا جی راو بہادر سابا جی کے کہ وہ دل انتہ سے آبا جی کے رفیق رکنا تہہ راہ تھا
ہوا بنا لور من بعد ترک رفاقت اسکی کر کے طرف جنتہ بنیاد کے خانہ پیش کو چلا گیا تہا ہمنا کر کن الدولہ کی
متوجہ ہو کر اس عرصہ بین خبر طالت از انتقال عمدہ بیگم صاحبہ قدسیہ والدہ ماجدہ حضور کی سمع
اجلال بین پہنچی کہ دختر بیسوین زیجہ کو متوجہ جنت بریں فرما گئی اندوہ گین کی مادہ نا پہنچی اسکا بیان
ع عمدہ بیگم پیام جنت یافت ۔ اور بعد وصول خبر مذکور بقلعہ الہ پور قلعہ انہ پر نزول اجلال فرمایا ۔

اور ظفر الدولہ کو حکم محاصرہ قلعہ مذکور کا ہوا حاد سون نے قلعہ کے مستامن ہو کر بعد تین دن کے قلعہ مذکور کو تسلیم
اولیای دولت کیے کیا بعد فتح قلعہ مذکور کے ظفر الدولہ کو واسطے دریتی سوالجواب مصالحت کے طرف بودہا جی
کر کے آپ بھی اس مقام سے چتھی تاریخ صفر کی ۱۱۸۵ سنہ ہجری کو چل کر اثنار راہ عجب رقاص ہوا جسنے
رکن الدولہ بہادر ایکدن حاضر ہو کر تنہائیں بعضے معدات عرض کر رہے تھے کہ دفعتاً فیضو نام ایک کاڑدی نے
کٹار کھینچ کر بلا تامل پہلو میں مغرالہ کے کہ ذرا بھی کام ارکا تمام ہو مقربان درگاہ کے ضرب شمشیر اسکو بھی ہلاک اور
قبل قتل کر دیے کہ اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور کسکے کہنے سے کیا ہے کچھ نہ بولا اور عقدہ
حل نہ ہوا بندگان عالی بہت خفا ہو کر خیر جو شدنی تھی سو ہوئی دو تین دن آپ تھیرے میں شرف الدولہ راہ در رکن الدولہ کے
کلمات تسلی کے ارشاد کیے اور تمام رفقا اور وابستگان رکن الدولہ کو جنسیا تنہا خور و اکرام کے رکھے اور جا گیر
شرف الدولہ کی بحال فرمائی اور چوتھی تاریخ ربیع الاول کی ۱۱۸۶ سنہ ہجری میں بودہا جی بھوسلہ
اور رگھوجی بھونسلہ استصواب ظفر الدولہ کے عازم حضور ہوا اور استقبال ظفر الدولہ اور وقار الدولہ کا
حاصل کیا حضور نے خلعت اور جواہر اور ایک فیضہ شمشیر اور ایک زنجیر فیل انکو اور ایک کار پردازان کو سرپیچ مرصع
عنایت کیے اور ساتویں کو ماہ منہ کی آپکے خیام میں تشریف لیگئے سردار اندکور چار خوان پوشاک کے اور دو کشتیان
جواہر کی اور کہوڑے ہاتی ملاحظہ میں آئے اور دو تین دن بیات صوبہ دار کے الہ پور کی نام سے حاضر رہ کر بھاہ کے متقرر
پای واضح ہو کہ بعد کشتہ ہونے رکن الدولہ کے چونکہ سابق بسبب بخشی گیری میں اسمعیل خان پنی اور ظفر الدولہ کے عداوت
جانی بہم پہنچی تھی یعنے ظفر الدولہ کہ کو منظور یہ تھا کہ خان مذکور ناظم ایچ ہو رہا میل پنی انتقا کیطرف سے اور
وہ اس بات کے بدتر کیے جانکر غرور ضمنی اور نشہ بہادری کے اقتدار کو ظفر الدولہ کے پہنچ

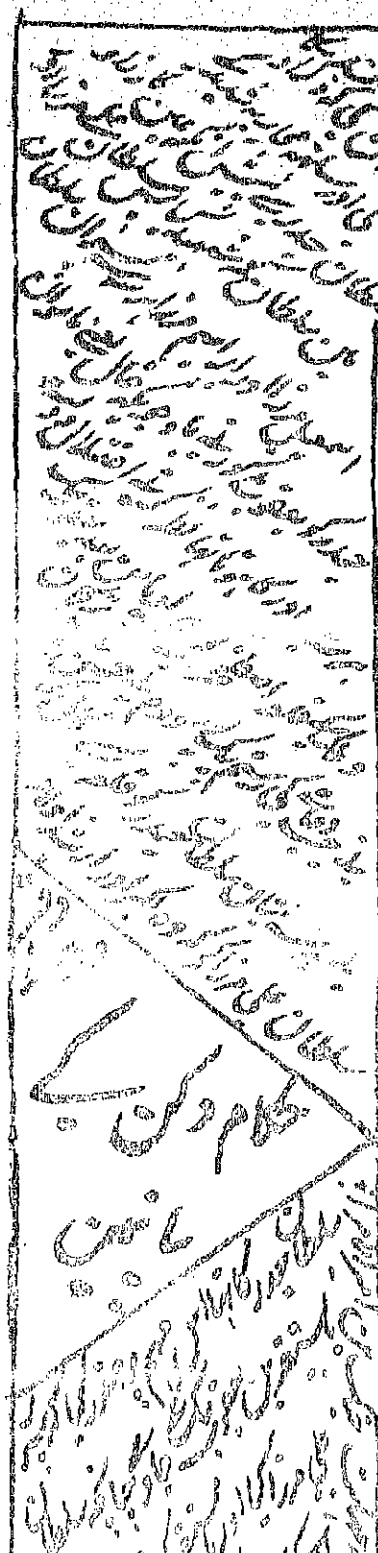

لب التجک سے شادی کر دیا اور تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کو حکم نکہداشت فوجکا دیا ہمراہ
موصوف کے عرصہ قلیل میں فوج شایستہ مردم پائیگاہ اور سلاحدار سے امصار و بلاد کے تہیہ و راستہ
قرار کے اکسا کے پس مبارز الملک افراز سے حاضر ہوئے بعد موسم شکال کے حضور سے رخصت ہو کر تعلقہ زمل کو جائے
گئے اور چونکہ معین الدولہ غلام سید خان قلعہ اودے سے حاضر ہو کر دخیل امورات ہوتے تھے مبارز الملک نے اصلاح کے
نجا کر وطن سے وقار الدولہ کے حضور میں عرضی کی کہ حاضر ہونا فدوی کا موقوف اسباب پر ہے کہ غلام سید خان کو
حضور سے خارج کر کے قلعہ اودے کو روانہ فرماویں چنانچہ حضور نے پاس خاطر انکے ایسا ہی کیا یعنی معین الدولہ غلام
سید خان کو روانہ اودے فرما کر اور مبارز الملک کو نامہ جلد حاضر ہونیکا لکھا تیسرے اسفر سانہوں میں جبکہ اولیں
واسطے تدارک حیدر علیخان کے نامبردہ نے خود سری کر کے اکثر اضلاع متعلقہ امیر الامرا التجک کے قبض و تصرف میں لا کر نہ
تشریف فرما ہوئے کہ مقابلہ جدال و قتال وغیرہ کا ظہور میں نہ آیا غرہ ربیع الاول کو سنہ ۱۱۹۱ اکیاسی
اکیاسو میں عماری سے سوار ہو کر اصفہان تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر اور امیر الدولہ ساعت سعید میں داخل بلدہ ہوئے اور
تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کو مع اصل و اضافہ پنجہزاری منصب اور پنجہزار سوار علم و نقارہ اور جمادار و ماہی و ماہی اور
حضار عنایت کے اور چوتھی شعبان المعظم یعنی گیارہ سی اکیاسو میں بدری بیگم صاحبہ مخاطب بہ صاحب
سفیر مارہٹہ کو واسطے تادیب حیدر علیخان کے سنہ دس فوجیہ و خمسہ میں بجانب دکھن فرما ہوئے لیکن حیدر علیخان نے رفع مقابلہ
کا طریقہ ضرب پیکہ بہتر کر واسطے منازعت انگریزوں کے متوجہ ہوا ایس فوج بدولتمرا جست کر کے
بندر مدراس پہنچے سنہ مذکور ربیع الثانی کو سنہ ۱۱۹۱ اکیاسو میں داخل حیدر آباد ہوئے اور تیسرے جمادی
الاولیٰ کو دوسری شاہزادی تقدیری بیگم صاحبہ کی ذو الفقار الدولہ فرزند امیر الامرا کے بموجب

تکلف سال گرہ کی اور جشن عید الفطر بان قمر الدولہ منصور جنگ بہادر کو جیغہ اور شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان
بہادر کو جیغہ اور کلغی سیہ پرون کی عطا کی اور نوین تاریخ شوال کی بدفار الدولہ علت خط دماغ سے حرکت
مار لیکر چند روز بعد مرگئے اور سنہ ۱۱۹۳ گیارہ سو تریانوے ہجری بیس اٹھوین ربیع الثانی کو مستر مالن صاحب لفٹنٹ
جہاز طرف بادشاہ انگریزوں کے آئے اور فایز ملازمت ہوکر تحایف مرسلہ کمپنی بہادر سے واضح ہو کہ بعد قتل کرنل الورڈ
اور ترقی مدارج شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے جو نکہ خدمت دیوانی معطل رہی نواب نے پاس حضور
اور صدر دفتر دانی کے جملہ امر آمادار سے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو واسطے تفویض امر جلیل دیوانی
کے انتخاب فرمایا بہادر موصوف نے شجاعت نشانی اور مال اندیشی سے قبول کرکے بندوبست ابالا اور اشارہ طرف
اللہ غلام سعید خان بہادر کے کیا اس روز دلاور معین الدولہ غلام سعید خان بہادر موصوف نمک حرامی سے اخوان زمان اور ارکان خدیو
جہان حضور سے مرتد ہوکر قلعہ اودے پور میں کہ انکو بعنوان امانت کوٹھی کی اختیار کیا تھی اور بعد فوت نواب فخار الدولہ کے ایما
حضور شاہی کے تھے نظم الدولہ بہادر کے موافق اپنے کیا تھا حتی کہ مظفر الدولہ مبارز الملک نے عرضی در باب سفارش خان
موصوف کے لکھی تھی نواب جنوز شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے معین الدولہ غلام سعید خان کو باد فرما
پیش ان مفر مقام سے حرکت کرکے سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری بیس انہار ہوئیں شتیان کو بلدہ فرخندہ بنیاد
میں تقبیل سہان خدیو کامران سے اپنے بہرہ اندوز ہوئے اور دو برس تک بتعینات میں شمس الدولہ محمد
ابو الفتح خان بہادر کی رہے کہتے ہیں کہ عرصہ مذکور میں حضرت اکثر دورہ بڑھا کر کلمات کو خان معزی الیہ کے
ادراک مبارک تلقین کیے اور بردباری اور تحمل اس امر عظیم الشان کا در یافت فرماتے تھے
اور کاہ کاہ شکار خاص وہ رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم رہے کہ کہتے ہیں شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان

آخر الامر سکندر شاہ بادشاہ دہلی
بدوم جمعہ کے بادشاہ ہوا اور
شاہ ایران کے تخت پر ۹۶۳ نو سو تریسٹھ
کی اور دولت افاغنہ سدوزی کی منقرض ہوئی
بہادر وغیرہ خاندان نظام الملک آصف جاہ
اور ۹۶۴ نو سو چوسٹھ میں انتقال کیا اور
اوسکا بیان نظم الملک
تاریخ

اور تنخواہ نقدی منصداران دکن کی فی روپیہ کو ات آنہ مقرر ہوئی اور ان سب اینہ مین اخراجات دکانات حق
چوہدراہٹ حق متصدیان وضع ہوتا تھا باوصف اسکے ماہ بماہ کسو کو نہ پہنچتا تھا بعض کو شتہای اور بعض کو اسی سے
بھی کم اکثر جاگیرداروں کو تنکی آہ و فغان سے تنگ پہنچی تھی اور ارباب بضاعت افزونی محصول اور عدم وصول تنخواہ
اور فاقہ کشی سے ہلاک ہو گئے اور صاحب استطاعت اندیشہ سے جورو ستم قلاب بحون تبدیل الحفیظ کی بر کہ سے
کہ دور زمان اپنی الحق عاملہ اللہ بما عملہ الحق ظہور آمدم بر مطلب چونکہ راجح حضور کا طرف منکار یکہ مایل تھا اور کنارے
پر تالاب سنگرا جو کہ دو کوس کے فاصلہ پر شرقی جانب شہر کے واقع شکار گاہ حضرت تھا باہتمام شمس الملک
محمد ابو الفتح خان بہادر کہ سنہ ۱۱۹۰ مین نوتیار ہوئی تھی وا سطے تردد کے تشریف فرما ہوے اور چند روز وہان اقامت رہی
اور مکرر بارگاہ سپہر اساس اطاعت مین بطور قرعہ کہ بندی آسکی باکرنہ تھی شکار کرکے مراجعت کی اس ضمین خبر رحلت ممتاز الملک
کی مرض سرطان سے آئی اور خلعت استقلال کا نام سے اقتدام جنگ خلف ممتاز الملک کے روانہ ہوا انہا ئیسوین رمضان
سنہ ۱۱۹۵ اکیارہ سیجا نوین بیچ دوسرا شمس الملک شمس الدولہ تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کے نواسے نبیرہ
جاوداني اختر بیچ کامرانی اعني فرزند سعادت پیوند شمس الامرا ثانی ابو الفخر محمد فخر اللہ نیخان بہادر تولد ہوے
پانچوان سفر سولہوین محرم سنہ ۱۱۹۶ اکیارہ سیجا نوبیچ مین بلدہ سے نکلے اور حوالی قلعہ محمد نگر کے
سیر و شکار کرکے ساتھ تین مہینے کے عرصہ تک کوچ اور مقام کرتے ہوے متوجہ سیاحت ممالک
محروسہ ہوے اس ضمن مین پندرہوین جمادی الاول کو کولاس کا قلعہ مضرب خیام فلک احتشام کا ہوا کہ
ناگاہ عصمام الملک عارضہ رجعت سے آلودہ سفر آخرت ہوے چونکہ وہ خیر خواہ خاص و عام اور آدمی لایق
تھے کہو کہو شعر فارسی ہندی کہہ کر خدمت مین حضور کی وقت وصف عرض کیا کرتے تھے

خوف کو برا معلوم ہوا واسطے رفع اس خلال کے ملاحظہ سپاہ اور اضرب صفی بان وغیرہ کا ہوا چنانچہ اول صبح
تیر اندازان ممتاز اور قزاولان قدر انداز اہتمام شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کے مجاہدان دین اور
نصرت قرین کے جوق جوق حاضر میدان عرض ہو کر فن سپہ گری کو اپنے جلوہ کر کیا بعد اسکے کولہ اندازاور جوانان
پلاٹن کے ایک تزہ کر اتوا دیا دیق و رسکلہ وغیرہ کے کمال سرعت سے شل نارک علی الاتصال و علا الفصال کیے اور بانداز دیگر
اور برق انداز دن نے چستی و چالاکی بان کوی سبقت رعد و برق کے کیے پھر اسکے بعد دست کر کے حیدر یا پر آیے اور انہا بیون
کو ماہ منہ کی تیر لاجین ساغر و شنی چوغان اور تشبازی فراوان سے کر کے چوتھی جمادی الثانی کو روز جمعہ دخل بلدہ ہو کے
اور بعد نزول اجلال کے واسطے ملاقات شاہ فیض اللہ صاحب اور شاہ امر اللہ صاحب خلف شاہ رضا صاحب کے ارادہ فرما کے واضح ہو کہ سپہ الہ بان
کچھ وین بر کے ستر مالن صاحب منصب ہو کر روانہ بندر کتل ہوے اور سنج رسفان شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کو جو طر
بہمند کا عنایت کیا اس عرصہ میں بے اعتدالیان اقتسام جنگ بن ابراہیم بیک ہونے کی جو بعد پدر سند استقلالی
سے مفتخر و مباہی ہوا تھا سمع شریفین نہیں واسطے تنبیہ اس نا اہل کے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر
کو ارشاد ہو بہادر مزنے حسام الدینخان عوف کہانی میان کو اپنے لوگون بن بے روانہ کیا متعاقب
اسکے حضرت صاحبزادہ سکندر اقبال میر اکبر علیخان بہادر کو شمس الدولہ خطاب دیکر مرخص فرمایا اقتسام خان
ابن دہونسیہ نے اگرچہ مقابلہ بن کی لیکن فتح حسام الدینخان کی ہوی اور وہ قلعہ نزل بان متحصن ہوا
یندا اس سال محمد امجد خان بہادر کو بلند جاہ خطاب عنایت فرمایا اور یہ بھی واضح ہو کہ اسی سال بن رحلت
امیر الامرا ایت جنگ محمد شریف خان بہادر کی جو حضور کے چھوٹے بہای تھے ہوی ہی حضرت سفر حجاز
ذی حجہ سنہ مذکور آباد سے نکلکر آپ بنفس نفیس متوجہ قلعہ نزل ہوے اور جب لشکر

ظفر پیکر ابطور پر پہنچا جسری تاریخ محرم کی مثلہ ۱۱ گیارہ ہی ستمبا نوین سنہ جلوس کو سرکردہ فوجکا کر کے
واسطے محاصرہ قلعہ جکتیال کے مامور فرمایا اور بتسلم انگریز کو قضایا سے سرکردہ مذکور کی مارد کیا سرکردہ مذکور
حسب الارشاد والا باک عزیمت کی اسطرف کو منعطف کیا اور بحد وزول کیے منوجہ مقصود کا ہو کر کولون سے اتوار اور
اور سرنال کے زلزلہ قیامت کا کنارہ بن ساکنان قلعہ مذکور کے رکہا ظفر الماسل نام قلعہ اپنے انہا ئیون محرم
کو قلعہ مذکور سپرد اولیا دولت کے کیا اور خواہان عفو جرایم کا ہوا حضرت نے معاف کر کے پہر قلعہ اسیکے حوالہ فرما کر وا
آپ بعد لاحظہ قلعہ کے متوجہ مقصود کے ہوئے پرسوں کنکا کے پار ہو کر وہاں سے حسب مستمد ما نشت پر وہا کے
با ئیسوین ماہ مذکور صاحبزادہ سکندر اقبال اسد الدولہ میر اکبر علیخان بہادر کو کہ وہ بہی سفر میں
شادی کتخدائی سوائی مادھو راؤ کی ہونہ کو روانہ کیا اور آپ ایادہ کو منعطف ہوئے میر ابراہیم خان دہونسے
سے بیدانہین قلعہ جکتیال کے مقابلہ جرنیل کیا اپنی بہوی کو دیکر خود اپنی فوج میں سوار ہوئے شمس الملک
محمد ابو الفتح خان بہادر سپہ سالار اور شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر بالکاہ کے لوگون کو ترغیب اور تحریص
دیتے تہے حتی کہ شام ہوگئی اکثر عزیم طرفین کے تہے اور رضی ہوکر دلاور جنگ انگریز طرفدار احتشام جنگ سے
خالی ہونے کا بہی مجموع ہوا اسوقت فوج غنیم کی انہزام پائی اور وہ شکستہ بخت سرکون ہوا بست نشان
اور پیادہ اور رو ہیلون کے ہاتہہ سے بہاگ کر نواب صاحب کے آئے سوارون نے پاکاہ کے اس روز بہی سرانجام
جانفشانی کی جسپر رات کدری اور احتشام جنگ کی درلت دو بالا آئی اور کمال عجز و الحاح سے آن جاہی
حضرت نے بسبب ترحم مراجی کے معذرت کی قبول کیا اور بہ آئین موافق حکم محل میں ارنے کا

دوسرا
حکام دکن

صبح دوشنبہ بیس قعدہ اور کمخواب عید کا اہتمام بہت خبگ سے بخشا اور بڑا فیروزی تکلف کی دربار عام و انبساط
کا رقص و تماشہ بازی آرائش وغیرہ سے کرم اور اہل دعوت ارباب محفل اور تماشای خاص و عام مشاہدہ سے
شگفتہ خاطر ہوئے اور روز فضائت حضور کہ دوسری ہفتہ کو مشیر الملک غلام سید خان بہادر بہ واسطے خلعت بہادر
کے بطریق رسم خانہ دی بہ کمال اتحاد دلی کے نہایت تزک و تزین سے دیا بجیتے ہوئے تمام امیر امرا سے انتہا
سے غنی یار خان خلعت اعلی معہ جواہر نفیس فقیر لیکر آیے اور حوالہ ابنساط کر دیا اور خود بدولت تشریف لاکر
رکھکر دولہ کے طرف ہر ایک کو فاخور استعداد انکے عطا بانعامات فرمائے اور ہر قسم کی مدد شمس الملک محمد ابو الفتح خان
بہادر کی پذیرائی کر خوابگاہ میں جلوہ پزیر ہوئے اور ساتویں ماہ البیلہ کو بجشن سالگرہ خوانی کی ادا ہوی معاودت
مدد شادی کے بہادر محتشم الیہم کو سپرد صبح عنایت کر کے آٹھویں ماہ مذکور کو کوچ کیا اور لشکر موضع روش افزا
ہوکے اور دوسرے دن وہاں سے قلعہ پرینڈہ جو اہتمام رفیع الدولہ اور عظیم الدولہ کے سپرد ہوا تھا لیکر سوار ہوکے اور دو
مذکور کو امیر الملک جہانجنگ خطاب شجاع الملک اور بسند یالی تعلقہ اودنی وغیرہ در سپرد صبح مرحمت کیا اور سلک
مروارید کے عنایت کر کے نقارہ دولت کا بلند آوازہ ہوا اور چند منزلیں طی قطع کرتے ہوئے بتاریخ بیس ماہ مذکور
قلعہ داریکہ فخر ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور وہاں کی آب و ہوا کو مذکور کیا حسب الرغبت انکے خزانہ عنایت
عزیمت کو بطریق سیر طرف قلعہ مذکور کے منعطف فرمایا اور ساحل تالاب پر تشریف ارزانی رکھے اور وہاں
مقام کیے اور ہر روز نوازشہا بیمثل کر متوجہ خیام شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور مشیر الملک غلام حسین خان
بہادر اور رفیع الدولہ اور مثل انکے امرا کے مدارج ہوتے رہے اور تماشا دوستی اور تماشا بینی کا وغیرہ کی
دیکھتے رہے اور نقد ہر ایک کی قبول فرماتے رہے کہ اس عشرت میں صاحبزادہ اصغر

میر اکبر علیخان بہادر کو منصب اصل و اضافہ نو ہزاری منصب اور نو ہزار سوار اور خطاب سکندر جاہ اور ظہیر الملک سے

علیخان بہادر کو منصب اصل و اضافہ نو ہزاری منصب نو ہزار سوار اور خطاب ہمایوں جاہ سے سرفراز کیا اور ضمن میں

اسکے اکثر اراکین دولت یہی منصب عالی اور خطاب عمدہ سے یہی ہوکر قبلہ مزاج گرامی سپہ و شکار سے نواحی مذکور کے

سیر سوار اتیات عالی طرف دعا یکے متحرک ہوکر آثار راہ پیدرہوں کو بالاجی پنڈت اور ہر رام بہر کیہ جو طرف

پردھان کے مہیم ہذا پر مامور ہوے تیے استقبال سے صاحبزادہ سکندر اقبال سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر سے قارئین

ملاقات ہوکے تینوں کو براہ بالاجی پنڈت اور موروجی پھنسلہ بھی اپنے فرزندوں سمیت ملی لشکر نصرت آثار کے

ہوے پس بالاتفاق طے مراحل کرکے تین کالیس کوس فاصلہ پر قلعہ بادامی کے نزدیک ٹیپو سلطان کے تہانیچے اور وہاں

خیمہ کر کے پاس خاطر پنڈت پہان ارادہ معاودہ فرمایا اور ٹیپو سلطان کہ سابق ایلچی ہوکر سے سازش کرکے تہا

اجتماع عسکر ظفر اثر سے اندیشہ مند ہوکر وکیل کو اپنے نزد بلا کیا اور مکرر اظہار عجز و نیاز کیا ہوکر مذکور نے کہا

سے تسلی خاطر حاصل کی بشرط یکہ پٹن سے نکلکر چینگلپور کو فرودگاہ اپنا کیا تہا آیا حضور سے کہلایا کہ اگر تمین

جنگ منظور ہی تو اور کہیں آوے اور اگر صلح مدنظر ہی تو وکیل کو اپنے بھیجے کہ معاملہ فیصل کرکے سیر موضع مذکور سے

کیا اس ضمن میں حضرت سپہ الوار جاہ پور کا دریا لانگے اور بالاجی پنڈت دنبین کے لایا کیا چونکہ وہ مقام قابل

مشہر نہا باندیر کو اندیشہ ہوا اس اطلاع سے کہ رونق افزای پردہان سے مزاج کو حضرت کے لایا بعض دولت

کہنے سے بہت ردوبدل کے بعد اس شرط پر کہ جسقدر ملک ٹیپو سلطان کا فتح ہو ایک حصہ کذرانیدہ پیشگاہ عالی کا ہو قبول

الملک بہادر رکن الدولہ کو چھ ہزار سوار کے ساتھ مامور کیا کہ ہمراہ فتحیاب رکن الدولہ کے تہا

اور حضرت جنگ کو ایک ہزار سوار سے سوا ایکے اکثر جمعدار اور جاگیردار آپہا محمد داؤد خان بہادر قوم غلجی

دوسرا حکام دکن کے

جدا ہو کر راہی ملک ہوا اور سات سو سوار سیکہ رسالدار اور عوض اسکے پرگنہ مغل کنڈہ عاجز اور صاحب منصب ہوا
سیکہ تہے اور مالکی نشین اور عاری نشین چنانچہ اسکی تفصیل پہلے قبل عاصر کی ہوئی ہی اور چونکہ ماتیخان معز الیہم کا
بچہول اور پاپل تہا تجویز بیشتر الملک کی کہ زندہ ہو کر چند روز عاری اسپری کیا اور خود بدولت کبی نزل آئیں
تشریف فرما ہوا اور لودیخان بہادر جدا فران نامی کو تین ہزار سوار بجرات و اسیطرح اعانت سرکردہ ہائے فوج بونا
کیہ چھوڑ کر برخاست فرمایا اور آٹھویں رجب کو کالے چبوترہ پر عبور دریا کشتا کر پالی کو پہنچے اور مقام کرتے
ہوئے انیسویں کو داخل جھالی فرخندہ بنیاد ہوئے جہاں آسود کی کرم نہوی تہی کہ منہوں نے ایسا اخفا نارہ فاتکا
کوتہ کیدار قلعہ بیسان سابط فیض ایغاط کا کیا کہ بعد مراجعت سواری مبارک کے فوج قاہرہ نے محاصرہ قلعہ بادامی کا کر
ہاتہہ سے رسان بیٹو سلطانیکے چھوڑا یا اور سلطان مذکور نے جو یہ باتسنی تنگ و عار اپنی دلاوری اور
جوانمردی کا تصور کر کے ایک لاکہ پیادہ چوبیس ہزار سوار چیدہ ہزار بارنان سونڈ و کرنال چیدہ چیدہ کو قلعہ ایسا
کر بغنے ادہونی پر اس ارادہ سے آکر جشن رزم عظیم سا کنان سپہر رفعت عصمت و اجلال کو جو مہابت و ادا جاہ صحیح اہل عیال سنبہلے
وہاں متعلم ہیں پہنچا کے معدود محاصرہ کیا اور روز بروز آتش جدال و قتال کی شعلہ زن اور چونکہ عنایت الہی
شہ یک حال ہی اقبال سپہ حضور کے محافظین قلعہ کے سبب پشت کر می شجاع الملک کے مدد ہات کو اسکے خیال
تکر یک جا پر اپنی قیام کیے ہوئے ہیں بلکہ تقریباً ستر سوار اور پندرہ پیادہ بندوقچی الیہ کے ضرب تیر و
تفنگ سے مارڈالے اور ماورا اسکے شمار الیہ نے چاہا تہا کہ نقب لگا کر برج و بارہ کو قلعہ کے اڑا دے
جوان اندر کے اوسہ الیہ کے دفعتاً نکلکر نقب زنوں کو طعمہ اجل کیا اور تمام پورے پر ہوئے
محصار کے سبکے سب کے برابر اور مال و اسباب وہاں کے رہنے والوں کا بالکل بت بردعار تکرو تنکا ہوگیا

پس مزاج خود کا برہم ہوا اور غلوی طیش و غضب سے چاہیے کہ خود بدولت و اقبال بطریق ایلغار قدم رنجہ کریں تھیں
الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور مشیر الملک غلام سید خان بہادر نے عرض کی کہ حضور عالی کو تکلف فرمانا و اسیطے اس امر کے
ضرور ہی اقبال سے حضرت کے نشاء اللہ تعالیٰ ہم جا کر عرصہ قلیل میں مقتضی المرام حاضر خدمت ہوتے ہیں پس دوا ایں التجا
معہ الیساغہ شجاعان کو ساتھ سرکردگی ہمایون جاہ میر مغل علیخان بہادر کے مرخص ہوا اور بڑی تیزی سے
ہوئے چلے جاتے ہیں کہ بعد عبور دریا کنشا قلعہ ہوتی تک کہیں دم نہ لیا اور ہنوز فوج مرہٹہ کی پاس خاطر اپنے خرابی ما
محرومیہ ہوی تھی ملحق نہ ہوئے تھے کہ نزل مقصود پر جا پہنچے پس ہر دو ام تکبیر ہوئی یا اور اصحاب فتح کا ہوا لشکر سلطان نے جو
وہ امر آدوی الاقدام کا نام سنا رک کر کے قلعہ شاہ بدر کو چلا گیا پس ایسان نامدار نے با اطمینان آصفیہ کو قلعہ مذکور
باستقامت تمام کمال محافظت رکون اور پاکیون میں سوار کروا کر قلعہ مذکور سے نصف کوس اور دریا تہ بہادر آصفیہ کے
مدار المہام نامدس اہل قلعہ پاکیو رہو کے اور ایسان آصفیہ ملیوس ہو کر جواہر و غیرہ چیزہا کو واسیطے آسیا
تہا پہنچا کر رہی مقصود ہو کے اور آپ راہ عنایت یار سرد طلبی کا مطالعہ کر کے پیچھے پیچھے کوس سے فاصلہ پہ کوچ اور پڑاؤ کرتے
کے چند افسران نامی کو بیس ہزار سوار کے واسیطے استمداد پنڈت پرتہ وہان کے خصت کیے اور آپ عزم
استان بوسی بن حیدر آباد کی راہ لی بعد قطع منازل معدودہ کے بتیری دقیقہ کو داخل
بلدہ ہو کر مذر حاضر ہوے کی کہ ذرا نی نوازش من اللہ خوش ہوے اور تو بین سلامی کی چھوڑوا دین الحمد للہ
حافظ حقیقی نے ناموس آصفیہ کو صحیح و سالم رکھا اہالیان دولت نے بھی مذرین تہنیت کہیں دین پر ایسان
جلد دہان خدمت کذشتہ کے شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور مشیر الملک غلام سید خان بہادر کو
جشن عید اضحی ہاں طرہ زمرد کا اور آویزہ مروارید عطا فرمایے اور دو ضمن آسیکے راہ ہمراہ صوبہ

دوسرا دفتر

اور وہاں سے مع دار السرور برہانپور تا سمت سکبکا کول راج بندر سے اور مچھلی بندر اور پونا اور ناکپور اور ارکاٹ اور
صوبہ قندھار بیجاپور اور صوبہ جاپور اور تمام پرگنات بن قطب دار اور سایر تہانہ شہر الملک اعظم الامرا امدادت سے
پچیوتہ سکہ رسمونی سکہ کشن دمنت کروڑ روپے کی ایک عالم کو سات سکہ بار کیا جہ ۱۱۸۱ بارہ سو اکیاسی ہجری میں
شہر الملک اعظم الامرا دصاحبزادہ سکندر اقبال عالیجاہ فال سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر کے ساتوین صفر
روانہ ملک ہوے اور بعد پہنچنے کے برہانپور کے اور حویلی اور باغ کے اطراف میں قلعہ کورم کنڈہ کے زدل اجلال کیا اور وہاں
سے قصبہ دودر پر آتے ہی کوس کے فاصلہ سے ہی اور وہاں سے موید الدولہ کو دربار شیخ قلعہ کے تاکید بھیجے
کہ موضع سودس ملی پرگنہ بھلکہ انگریزی فسر دنکا تہانہ جمدار بن سے کہ پہر دیکر کنارہ سے عبور کرکے راہی مقصود ہوے
کہ وہاں جواے کہ لارد کورنوالس صاحب بہادر ہری پنت بھاؤ پٹوردھن کو بمکلوریس کرکے متصل قلعہ ناکری کے خیمہ زن ہیں
اور رقعات پیشوا صاحب بسرخرو دیکے تین ہزار کی جمعیت اور چار ہزار سوار سے جمال میں اسطرف قلعہ کے چھپے ہوے ہیں اور
پیشوا سلطان بذات خود لال باغ سے آکر متصل سر پرتین کے اترے ہوے ہیں اور لارد کورنوالس صاحب بہادر نے
انگریزی واسطے محافظت کے مقرر کیے ہیں اور دو پلاٹن واسطے محافظت لشکر ہری پنت کے اور دو پلاٹن ہمراہ میر صاحب
تیجونت کے معین ہیں اور پچیوین ربیع الثانی کو واضح ہو کہ سوار غلہ اور اسباب غلہ فروشون کا رخصت لیکے اور مقابلہ
تحقیق ہوا کہ پیشوا سلطان اور علی رضا خان سمیت سوار ان بیدنور اصمین قلعہ کورم کنڈہ کے اکٹھے ہیں اور
اسکے معلوم ہوا کہ موید الدولہ جو واسطے اخذ قلعہ مذکور کے مامور ہوے تھے مارے گئے اور سوار و غیرہ جو انکی
کمک کے لیے گئے تھے بھاگ آئے اور گرفتار ہوے پس صاحبزادہ سکندر اقبال سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر
اٹھائیسوین ربیع الثانی کو مارچ کرکے کورم کنڈہ پر نزول اجلال کیے اور میر کلین کو جو ملازم سرکار کے تھے

دوسرا

احکام دکن سے

پہنچے اور ۱۲۰۳ ہجری سنہ ۱۷۸۸ عیسوی

چار سال حکومت

حکومت

فتوحات

فتوحات نظام

رخصت ہوکر اس قریب شام امیر الملک اعظم الامرا اور میر عالم میر ابوالقاسم بہادر مع بعض ارکان دولت اصفیہ
ذرہ بکتر ہری پنڈت کے جا کر تخلیہ میں نقشہ میر رنگ بتین کا دیکھے اور عطر دان بادان لیکر رخصت ہوکے اور جیتی لیتا تنج
ماہ سنہ کی مرتبہ زادہ واسطے ملاحظہ فوج انگریزی متوجہ ہوکے بتین ہری پنڈت آیا پالوت وغیرہ صلہ سر کردہ
رہنے کے ہمراہ رکاب تھے اور لارڈ کورنوالس صاحب بہادر مع تمام افسران فوج کے پالنوزیب سوار کلاہ پوش وغیرہ واسطے استقبال کے آئے اور بسیار
پذیرائی موافق قاعدہ کے آداب مجرا بجا لایا واضح ہو کہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر اور جنرل میڈوس صاحب اور میجر جنری صاحب دو سوار
سے علیحدہ الملاحظہ قول میں بیٹھے چار گھڑی دن رہے ملاحظہ سے تمام فوج انگریزی کے فارغ ہوکر خیمہ کا میں لارڈ کورنوالس
صاحب بہادر کے تشریف لے گئے وقت رخصت لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے معتمدان فرنگ سے ایک ایک کو
تحفہ تحفہ کیے اور عطر دان بادان رد برد دلائے اور جلو خانہ تک مشایعت کی پس کہار بیوین تاریخ
شہر مذکور کی فاتر سرنگ پٹن ہوکر دو کوس کے فاصلہ سے کنارے رنالہ کے پر تو افگن ہوئے جمعیت انگریزی
بھی ایکہ ازی اور ہری پنڈت نے جانب دست راست خیمہ کیا واضح ہو مقام مذکور ریت سا پر پوتل ہوئی
رنگاری خیمہ میسور سلطان کا سیاہ انگریزی ہے کرا دیا تیر ان اور دو دیے سرخ لال پانچ کے چین لیے
میسور سلطان نام نلاکر سلطان بیری کو کہ وہ کوس تمام خبریون کی تہی چھوڑ کر داخل سرنگ
پٹن ہوا پس عرصہ رجوع تک آب جدال و قتال کی شعلہ زن رہی اس عرصہ میں جنرل اکرم لیڈی صاحب
بہادر آہستہ آہستہ ہزار بار چار ہزار تربیت سوار کلاہ پوش وغیرہ لیکر بندر بمبئی سے واسطے کمک لارڈ کورنوالس صاحب
بہادر کے آئے ہیں پس محمد ابراہیم خان خلف رستم خان اور اعتقاد الملک پانسو سوار سوار دو پلاتن
صاحبزادہ کے طرف سے اور ایکہزار سوار طرف سے پنڈت پردھان کے اور چار پلاتن لارڈ کورنوالس صاحب

بہادر کین وا سیطے لائے بخدل صاحب کے صوفے کے روانہ ہوئے کتنے ہین دو سرے دن اسکے میسو سلطان با رتبہ ہزار
سوار سے جمعیت پر مرہٹہ کی آکر لارڈ اور فوج مذکور تا ملا کر بہادر کی اور لارڈ کورنر صاحب بہادر کی پناہ لی لارڈ کورنر صاحب
نے جہت کمک کرنیکے دو کوس تک ٹیپو صاحب کے سپاہ کی پیچھے سوار ہو ٹیپو صاحب کے جا کر بنگاہ کو جنرل ایکرم پی صاحب کی اور لارڈ
متعاقب اسکے لارڈ کورنر صاحب بہادر دیدہ شتون کر کے لشکر مین میسو سلطان کے تزلزل عظیم پیدا کیا صبح کو اسکے بادجود
ان صادمات کے میسو سلطان نے پیام صلح کا مصحب دلخواہ بھیجا کیا بعد سوا لجواب کے یہ ٹھہرا کہ تین کرور روپی بقدر منصب
ملک اور دو فرزند اپنے بطریق یرغمال ادای قرض تک سردار ان ہر دو لشکر کو دینا اور صلح کو نبھانا میسو سلطان
نے قبول کیا کر عمل مین اسکے جو دیر ہوی چھبیسوین تاریخ ماہ مذکور کی صبح کے وقت جنرل ایکرم پے صاحب نے اسی
جمعیت سے مقابلہ کیا کتنے ہین اس دن بھی بڑی لڑای ہوی دو تین روز تک یہ کارزار کا کرم رہا بعد
وکلا میسو سلطان کے نوشجات مہری موافق قرارداد کے لیکر آیئے اور ہوا کمیر عالم بہادر کے کیے بین بیس ہزار پگوڈا
رجب المرجب کی دو فرزند میسو سلطان کے عبد الخالق نام دہ سالہ اور معز الدین نام ہفت سالہ بقرعہ یرغمالی عمارون مین
بیٹھے ہوے نزدیک دروازہ بنگلہ کے پر رنگ پٹن کے چند آدمیون کے ساتھ دیکھ کر پیادہ ہوے لارڈ کورنر صاحب بہادر خود اور دلاور
جنگ طرف مرتفع زمین کے دیڑھ کوس تک استقبال کر کے بیچ اس خیمہ کے جو مابین راہ بیستادہ تھا ملاقات کیے پس ان صاحبزادگان
لارڈ کورنر صاحب بہادر کی بانتھ آیے لارڈ کورنر صاحب بہادر نے ہاتھ دو نو اطفال کا پکڑ کر سینہ لا بٹھاے اور دلدہی
اور دلاسے کی باتین کین اور عطر دان پاندان دیکر اس پیچھے لے مین جو اسپطے لیکے مقرر کیا تھا
از بنگا حکم کیا اس دن سے آگ جدال و قتال کی منطفی ہوی بندگان خدا خوبی سے بجات پاے
پس لارڈ کورنر صاحب بہادر و اسپطے بائد دیدہ کے خیام مین اطفال مذکورین کے کیے اطفال نے

پانچ پارچے بادلہ ایک سرپیچ موتیہ مرصع اور ایک قطعہ تمبر لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو اور ایک قطعہ تمبر
دلاور جنگ کو عنایت کیے لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے بھی ایک کمر بند مذکور علی عبد الخالق کو اور ایک جیغہ مرصع
معز الدین کو دی اور بعد رسم عطر دان پاندان کے مراجعت بخیمہ گوہ کی اور پانچوں تاریخ پسران بیشتر سلطان
استقبال سید الملک اور چند اشخاص صاحب امتیاز کے ملازمت صاحب ممدوح کی مستفیض ہوئے صاحبزادہ موصوف نے
بجز ادی پانچ جیغہ مرصع پانچ ہاتھی ایک سپر باندھ کر دو طغا کمر خاصہ کے پیش مبارک زادہ آفاق میں نذر گذرانی
اور ہر یک پر دشت میں شکر مرحمت اور خان انکر میں جمعیت اپنی را تا معاودت بلند کیے اور پسران بیشتر سلطان بطریق
برغمال ہمراہ خان انکر میں کیے چنانچہ تین تاریخ کیے اور لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے اپنے دیوان لیجا کر اعزاز و اکرام
نکہ ہر کہا قصہ کوتاہ چونکہ بخت نو ابکامد و کار اقبال فرمانبردار تھا ہر چند کہ بہ سفر دور از ہوا و ہوس تھا لیکن
حضور نے رنگ رنگ کی سنجیدگان او تہائیں بمثال بادوبار ان اور قحط و جدال و قتال وغیرہ خصوصاً مقدار قیمت ارزاق جانور
لیکن بفحوا آن مصرع العسیر یسر امال بخیر ہوا بعد عرصہ دراز کے نوازش مضمون ثانی سے مبہم کہ عنایت الہی سے
ایکے تہی دریے اقبال اور اتفاق سے انکے زوال شجاعت بمثال کے سر کرنے بخیر و عافیت تمام خوش و خرم مراجعت فرما ہوئے
کہ ہوئے اور تمام فکرین اور تردد بین الطہیان سے تبدیل ہوئے بین اور طبیعت عالی کہ ہمیشہ مشغول اس امر کی رہتی ہے
تسکین بای و سوال سفر شتہ ابارہ سنہ بین و بلات اعظم الامرا کی دسیطے بنیہ ایل ہوا تک
قرماک ہنوز اعلام نہضت سے اہتمر از نیا یہ تھے کہ تیسرے بین شعبانکی مشیر الدولہ مرتضی یار خان انتہی
نیہ عالم شباب بین بمار فرار سے طرف دار قرار کے رحلت سفر کا بار کیا چونکہ اعظم الامرا کو دے ایک
بہ قولے سہ ابن ہانی سخت است کہ گویند جوانمرگ کمال رنجی ہوا حتی کہ سبب جوش اندوہ سے مجنون ہو

احکام دکن کے

رضی کے طرف سے اعظم الامرا کے حضور میں ملازمان کے پہنچایا حضرت نے حسب معروضہ کو اپنے کی
وکیل مذکور واسطے استحکام بنا کے صلح کے نکر بن راو بندت کے جا کر حسب الامر عالی شاہد مصالحت کو کر شی
پس جب صلحنامہ فیمابین کانون رمضان کو لکھا گیا حضرت بعد اپنے اعظم الامرا کو کہ بانی مبانی اس جنگ کے تھے حوالے
اہل پونا کے کر کے بارہویں ماہ مذکور کو جھنڈا معاودت کا افراشتہ کیے پس چودھویں تاریخ سے عالم میر ابوالقاسم
خان بہادر واسطے دریافت بعضے امور کے پونا کو گئے تھے راجہ کرکے بہرہ اندوزہ ملازمت ہوئے اور آستانہ اقدس
راو بھی امیدوار آستان بوسی کامیاب پس کر چ بکوچ ساتویں شوال اللہ روانہ ہوئے حضرت بیجاپور تک داخل
بلدہ فرخندہ بنیاد ہو کر رونق افزا مسند جاہ و حشمت کے ہوئے پس سترہویں تاریخ دقعدہ کی روز دوشنبہ سنہ
گوبند کشن جی مصحوب صلحنامہ کے پونا کو گیا تھا حیدر ابا کو پہنچ کر تھا ع ملازمت فرق فرساطلک مباہات کا ہو
سال بعید و رود مسعود بلدہ حیدر ابا میں اندک فاصلہ سبب بیرنگی فلک شعبدہ باز کے سانحہ دوسرا ظہور میں آیا خدا
اسکا یہی کہ راجہ نامزد ہوا چونکہ اعظم الامرا کی تمنا امور ملکی اور مالی کے بیانا کر تھے سو رفتنی نہ تھا
راو کی کفایت سے کار کا زیادہ کر کے مرہٹوں کو حضور کے طرف تخفیف سپاہ کے مایل کیا چونکہ آن روز دن تک ہفتہ
کی دا سطے استحکام اس امر کے فیمابین کاریں اور رعیت و دا منی لفیس صلاح سے عالم بہادر کی عمل میں آئی
تہی چنانچہ حضور حضرت انکو لی اور وکیل مقیم دار السلطنت سے کوچ بکوچ و منزل بمنزل آئے تھے
اس مابین فتن و اندیش شیطنت کیش مردم حرقی اپنی ترزل میں اعظم الامرا آنے کے تھے اور بعید دوری
بارہ دوالحجہ کو بمنا نے انکی جلوہ ظہور کا پیا خاص و عام ہوا زوال نور آفتاب حیات اعنی بندگان عالی
کے ہوئے تا سبب تبدیل روشنی ساتھ تاریکی کے حسب دعا اپنے بلند پروازان کرین کون

چیلہ تہا کہ انہوں نے کیا آخر الامر دار الامارت کو جمیعت سے خالی دیکھ کر انکی زیادتی کے وقت فرصت جو
دیکھے غفلہ مرشد زادہ کی عالیجاہی سے ساخت و سازش کی اور کمال اطاعت پر انکی بایدہ کر صاحبزادہ کو خیال باطل سے ارادہ
کیا اور عین عرفہ کی شب کو تین بجے رات کے شہر عیدگاہ سے نکلے اور سیدھے راہ سندیلہ اور دو کوس مضافات
اعدار وغیرہ کی رفاقت کا اظہار کرکے عازم قلعہ محمد آباد ہوئے اور فوراً قلعہ مذکور پر قبضہ اپنا کر لیا اور سندیلہ
تے بھی عبد اللہ خان حبشی کہ وہ جلالی نشا جوانان پارسا تھے لیکر واسطے تادیب صاحبزادے کے روانہ ہوئے انہاں راہ
عفلت میں آنکر گرا اور جمیعت کو اسکی پریشان کر دیا خود عبد اللہ خان رضمی اور اہل و عیال کے گرفتار ہوئے جب منہوں نے
یہ خبرداری پا کر جمیعت ہوتا ہے روز کار ونکا اطراف و جوانب سے امید گاہی پر نزدیک حاضر ہونے کے سمع شریف میں پہنچا اول حضور نے
شفقت مرحم فرما کر عنایت نامہ مہر بخشی بکمال کا واسطے دلجوئی اور ہمواری مزاج کے مصحوب خوش رقم خان
ایلچی فرمایا اور جب طبیعت مرشد زادہ کی طرف اصلاح اور ہمواری کے میل نکیا خاموش کر خانخانہ کو بیت خود بلوا بھیجا
موسی خمو کو مع اسکی جمیعت دوسرے دن کو ساتھ لشکر کی سر عالم کے اور آپ ان پاکاہ سے
میاں کو واسطے تادیب صاحبزادی اور تنبیہ فتنہ انگیزوں کے تعین فرما کر تھے میں قریب وصول لشکر فیروزی اثر کے اوجار
پیشوں نے مانند بسملوں کے بازو ہلا کر آخر کار تاب نلا کر بہاگی اور صاحبزادہ کو لیکر جمعیتہ بیتا کو پہنچے سوا اسکے
سید محمد باقر علی خان بیچ بہیلوں میں بہولی ہیں اور محمد عظیم خان اور یسین خان وغیرہ معدودے چند
مذکور جمیعت پاکاہ کے ان روزوں اپنے پر کیوں ناہیں یہ خبر سنکر ہمنا ہا پر آکیا ہوگئے
پس غار تکران ہمراہی صاحبزادے سے دہل کنڈی پر مقابلہ ہوا غار یخان کی تلوار انکشت حضرت محمد باقر علی خان
کے پڑی کہ انکہوٹا کٹکر اڑ گئی اور ضرب شمشیر سے باقر علی خان کے ضرب غار یخان کی زخمی ہوکیا اور محمد داود خان

وہان یکے ایسی ہوا تقت بہم پہنچایی کی حسن تہ پیر سے آپ تین کوس آزو اکے کہ درست جو تہہ صوبہ محمد ابا پدیری

لیکر پچ ۱۲۱۱ بارہ سی گیارہ ہجری کی خدمتین حضور کی پہنچیا اُن دنون حضرت نیا رسید و شکار نقش و بالا کہ کر

ہین تیے بجد و اطلاع کے سوار کمیار کہ قلعہ کلکتہ کو آیی اور اعظم الامرا کو وہان حاضر ہونیکا حکم دیا منہ

محشم الیہ کی خاطر پوسان ط کر دی آپ بالاخانہ پر صعود کر کے دربار ملاحظہ حسب قرار ہے اور خود بے پہا

کی توپ چھوڑنیکو کہا چونکہ حکم نہا بجد دستور قلعہ ارد بالا حصار کے جملہ اوزار قلعہ اور بالیدہ کی سرپول

کی سنکر کولہ اندازان نے جملہ اوزار بازنا دا تی سے اور بیدہ تو اور بر اُن توپون کی بر بعض بلیدہ کی تہی

حضور بہت محفوظ ہوے اور بعد اور کہ ملازمت فرما ہے کہ بیدار کی تیار کرین

فاتحہ ہوا اور کوٹ بہر سے کیے تمام لوک زنانی اور مرد آپ کے تماشا دیکھنے

روز نازہ اور باشندون کو وہان کے مترے اندازہ عطا فرما اور مغز الیہم کہ سلامی

بذیم اپنا کیا چونکہ نیٹو سلطان بسبب جہل و نادانی کے کوس سلطانی کو بلند اوازہ کیا تہا اور بدخواہ سرکار

تسیر علاوہ یہ کہ صلح گذشتہ پر اکتفا نکر کے سلسلہ جنبان بے اعتدالیون کا تہا مشیر با تدبیر اعظم الامرا

درست کرداری اور راست گفتاری بقاعہد اور ایفاء وعدہ مین گذارش خدمت حضور کی بنا موقف

کی فرمان سرکار دولتدار حضور فیض گنجور اور سرکار عظمت مدار انگریز بہادر بشرط اعانت طرفین مستحکم کی

پس سنہ ۱۲ بارہ سی بارہ مین خود کو بیماری قابلی دلفوہ کی عاید حال ہوی حکما بلدہ اور اطبار اطراف و اکناف

حاضر ہو کر بدا دا مین سعی موفورہ بجا لاکر ہر چند کہ ہاتہہ اور پاون مین طاقت بحرکت نہ رہی

افاقہ حاصل ہوا اس حین مین افسران انگریزی قصد استیصال نیٹو سلطان کے نکلے اور حضرت کو

اورطره اور دستبند مرصع آپنے دستخاص سے دولہ کو باندھے اور بجز و کشن بھی جواہر گران بہا سے آراستہ کشتی تسلیمین
سنہ ۱۲۷۱ سال زمزمہ شادی اور دولہ نثار کیا ای مرشد زادہ اقبال سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کا عفت آ
عصمت قباب جہان پرور بیگم صاحبہ معظمہ صبیہ مرتضی یار جان عرف مالیہ بیگم بلند اوزنہ ہمہ طرف پری پیکران آسمان سا
راسکری کی اور ہر جا مہر طلعتان مہ سیما بہادری کی آپ سے سوار ہوکر ہاتھی پر جمیعی طلا کار ساز و آلات سے آراستہ ہاتھیوں
اور جا بجا آتش بازی ہوئی جب یہ تمثال سنہ ۱۲۷۱ میں فرخ سیر کے ساتھ خان ایران محمد
علیخان کے شادی کردی اور سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو پندرہ میں پانچویں تاریخ محرم کی کہ نیسیاں سنہ ۱۲۷۱ میں
حسین شہید شادی تاریخ انکاہی اور آپکی سن میں سنہ ۱۲۷۱ آپ جشن جیسا نہ اور سنہ ۱۲۷۱ میں
صاحبزادے خاص بیگم صاحبہ مرحومہ کو عقد زوجیت میں شمس الامرا والفخر محمد فرید خان بہادر کے
چونکہ الفت نواب کو تھی اپنے بدرجہ کمال تھی دستر خوان پر ساتھ کھانا کھاتے تھے جب سفر فرماتے تھے
کی جمالی آراستہ اپنے جلوہ تازہ اور ہر اعوان دولت کے مستعد اندازہ عطا کیے اور راہ جاتے
میم عصمت ثانی جمال النساء بیگم صاحبہ مرحومہ خوش اعتقاد بیگم تاریخی صاحبزادی صاحبزادہ سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ
کی بعد آداب رسم نمک و مہندی کی ساتھ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ میں
کی اتفاق روزگار چند روز محاذ دہلی دیکھ کر فوت ہوئے روز ہوا کہ صاحبزادہ میر حسینہ علی بہادر صاحبزادہ
سمیں نیاز کی بہاری کہ بادل پر ظاہر ہوئی انتقال کیے اور متاسفانہ کمال النساء بیگم حقیقی
عروس نواب سراج الدین حیدر بہادر الملقب بہ امتیاز الدولہ فخر مہتار الامرا سپہر کلاہ

خان ابن میر حیدر خان کا شعری ہے منعقد فرمایا اور ۱۲ بارہ سو سنہ ۱۲ بارہ سو سنہ ۱۲ بارہ سو سنہ

جہاندار جاہ پسر اکبر جاہ حقیقی بھائی سکندر جاہ کے اور سلیمانجاہ رئیس الملک مدظلہ وزارت اقبالہ کے ابتدا ہی سے
راقم نمکخوار ان جناب کا تھا اور روز حاضر باش رہتا تھا بیشتر کتابیں علوم رضی کی بطریق درس حضرت
راقم ہی سے عرض کی ہیں اور صاحبزادہ کو کہ انکے پسر نوازش علیخان نام رفعہ اللہ تعالے درجہ بدرس علوم عربی
اور فارسی تعلیم کیا ہی اور سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو انجاہ نور دس صاحبزادیان نقش بندی سلمہم زوجہ مدار الجاہ
سلیمہ سلمہا زوجہ عظیم الدولہ رستم خنگ برادر مدار الجاہ موصوف جہانآرا سلمہا زوجہ رستم یار خنگ شیر النجاح فخر النساء سلمہا
عرف منعلی سلمہا زوجہ فتح یاب الدولہ پسر مرحمت خان ہنسدہ دہلی ریاض النساء سلمہا زوجہ میر محمد علیخان شیر ازی عرف بناہ
مریم زمان بیشر النساء سلمہا صاحبہ خاص محل شمس الامرا ابو الفتح محمد فخر الدین بہادر مدظلہ اجلالہا کابلی سلمہا زوجہ بعد
خان ناظم جنگ پسر اکبر سلمہا زوجہ فخر یاب جنگ عرف منعلی صاحبہ پسر اول ہمایون جاہ منعل علیخان بہادر قمر دولہ سلمہا المشہور بکمو سلمہا کہ اہمیں بخشی
سلمہا صاحبہ لینے آغوش میں پالا تھا اور اکثر اسکے کہر مہان جا یا کرتے تھے شمشیر بہادر کمو سلمہا خواہ ہاشم پسر قمر الدین خان مدار سلطنت
عفر انماب کی بیالیس برس کی اور ایام زندگی بسر ہوئے جسے بیشتر دوران نوابی سکندر جاہ بہادر کا سال
وزارت مستطاب مغفرت منزل الدولہ امین الملک سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر جعل الجنۃ مثواہ طبعی فرزند نواب عفر انماب مبرور نظام
علیخان بہادر کے ہمراہ ولایت یا سفارت جہاز کے کی سنہ ۱۲۸۱ ہجری کو سیر انگلستان ہوئی ہی اور بعد انتقال عفر انماب کے
لیاقت اور الحاح سے اراکین دولت کے چونکہ جانشینی پدر والا قدر کی منظور نہتھی ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۱ ہجری سیہ
اثنا رہ مین وسادہ کو فرمانروای سلطنت کے قدوم میمنت لزوم سے اپنے سرفراز فرمایا اور اسی ماہ
کے تین ہزار روپیہ ماہوار ہر ایک برادر کی تھی المضاعف کیا اور فریدون جاہ بہادر کو کہ وہ
سب سے بزرگ تھے اضافہ سے چار ہزار روپیہ کے امتیاز بخشا اور چونکہ سنہ مین محل خاص اور ایوان

دوسرا وقف

محکام دکن سے

دنیا نام جیلا شمس الامرا بہادر کا سینے چوڑیکا آپ بھی کنار سے شانہ کر ساتھ بہادر محتشم الیہم کیا ارسطو جاہ
دیکھکر حضور سے دعا کی سرکار کشتی کو کنارہ کر لیے اور جب بہادر معزالیہم حضور سے رخصت ہوا فرمایا کہ تمنے کیوں تکلیف کی اور اسطرح
سیکے کر دن کشتی میں بیٹھکے اور دریا کا پانی کا پکڑ لیا اور جب سیر کرنے سے تھہ رہا بہادر انعام میں
بہادر سعد کے بہت تعریف کی بقول فردوسی طوسی فلک کت جس کے حضرت ہے اس شاہ پر فرمان دہ الا شاہ عالم پادشاہ
استقلال دہلی سے عزم صدور پایا فوج ایلغار استقبال کے بلدہ کے کنارہ پر علی نکم پہنچی پر نفل اجلال کیے پار میدان
خیمہ عالی استادہ ہوا اور امین مبشر دوزی کھائی کی ایلچی نے فرمانہا واجب الاداء عالیان کو لاکر صدر پر کہا نوازش کیے
اور کارخانہ پر بیچ کیے روبرو بہمدکور کے مادیہ تحفہ حضور سکی اعیان بہا کو لیکر گذرانا پس کیا
احترام سے لیکر موافق عنفوانات و ستاریہ رکھے جیغہ کے تعاقب کیا جانکر نصب کیے اور اسطرح
کیسوار بہ لاوت کر اور بخیل شکفتہ خاطر متوجہ دار الخلافہ کیے ہوئے جو زمان بارنیہ اتوار سلامی کی
سیر کمین ایا بیان صدوت ادارت تھا تہنیت کے بجا لائے اور بعد دخول دولت سرا کے مذرین گذرانین
اور روز پنجشنبہ دہمین ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۹ صاحبزادہ سید زین العابدین صاحبزادہ سید زین العابدین
بہادر نام جنگ اور صاحبزادہ میر بشیر علیخان بہادر صمصام جنگ اور صاحبزادہ میر کرم علیخان بہادر بہادر جنگ
خطاب اور منصب سہ سہ کا سباب ہوئے اور روز چہارشنبہ انیسوین محرم سنہ ۱۲۱۹ بارہ بجی رات
ماہ جب طایر روح ارسطو جاہ کا آشیانہ تن سے پرواز کیا میر عالم بہادر نے واسطے سعد ما اپنے لارد
کورنر صاحب بہادر کو ایما کیا وے پاس خاطر انکے اتحاد نامہ دربار سفارتس کے لکھا حضور نے مطالعہ
کر کے اول انکی بیمار پرسی کا عذر کیا من بعد کہنے سے تسلی پکیا جمعہ سعظم اور پل پل صاحب کرم ہمدرد والا

عالی که مخلع بسیاه و نامی بنشر نقاره کا اوج شرف کے پہنچایا چنانچہ شمس الامرا بہادر تہہ جاگیر پیش لاکھ روپیہ
اور بخشیگری سات ہزار سوار اور سات ہزار پیادہ اور پالکی سرکار سے فی عنایت اور منیر الملک بہادر تہہ مرتبہ دو ہزار
بادشاہی اور جمعیت و جاگیر تراوان سے فی افتخار اور شہامت یار الملک اور رفیع الملک اور حشمت جنگ جاگیر
و تعلقہ جات و جمعیت بمقدار حسب مناسب اور نوازش الامرا اور بہرام الملک اور اسد الملک اور حشام الملک اور جمعیت
تیر سپاہی اور اعتصام الملک اور رشید الدولہ منصب نشی کری اور جاگیر لائقہ سے بہرہ ور اور بخشی الملک اور
افتخار جنگ مرتبہ بخشی کری فوجداری اور ضیاء الملک بعد ضیاء اللہ دولہ خدمت عرض سپاہ کی سے مکرم اور امین الملک جمعیت خاص
سے سرفراز اور فخر الدولہ بعہدہ تہور جنگ محکم جنگ نادر الدولہ سکندر الدولہ شہامت جنگ محترم الدولہ بہادر
جلال الدولہ نامی جاگیر اور جمعیت سے کامیاب اور سعید الدولہ عہدہ نظامی اور سید عبد اللہ خان بہادر ظفر جنگ
اور سعید الدولہ صاحب بخشی گری اور بیاست صوبہ داری سے فی اقتدار اور محمد یحییٰ خان اور نیاز بہادر خان اور سلطان خان
جملہ سرداران افاغنہ جاگیر اور جمعیت سے کامیاب اور راجہ چندولعل اور راجہ گوبند بخش اور راجہ کیول کشن اور راجہ
خوشحال چند راجہ سیوپرشاد راجہ سیتا بہادر راجہ دیپ چند راجہ دیا بہادر راجہ میارام ہمہ جاگیر اور جمعیت
سے من الامثال ممتاز و سرفراز و مرجع القاب اور جواہر اور مناصب و خطاب سے علی قدر المراتب سرفراز اور
کامیاب ہوئے اور کیارہویں تاریخ شوال کی سنہ مذکور میں کوکب بیگ بکنامی اور کوہر اکلیل خوشکامی محمد رفیع
الدین خان بہادر منجملہ فرزند ہمشمس الامرا بہادر سے پیدا ہوکر خورد اریا مادہ تاریخ انتقال عفت آگیں واقع ہوئی کہ راجہ
مہیپ رام جو بشکار مال صاحب جرأتی میں انتخاب کیا تھا اور قبل انتقال عفت آگیں واسطے بندوبست
بلاد عربی صوبہ برار وغیرہ کے جمعیت سے تعین ہوکر روانہ ہوا تھا بعد طلوس والا سے اجا حضرت فلک

کرکے یا ترک کلان صاحب کرکے وہ میر عالم بہادر سے رشید متعلق اس لئے کہ میر صاحب موصوف طرف سے انکے نزدیک
لارد کورنوالس صاحب بہادر دل سے یکہ بانس لکھی تھی کہ شرع اسکی بین طرفین آپس میں برادر دیرانی کے مقام سے کوچ کرکے
داخل بیت الرباط ہوا اور تقریب ضیافت کی کہ حضرت کو اپنے کہر لیکر لاک رہ میکا چیوترہ وضع کرکے خاص
مسند اسپر بٹھوائی بعد تھوڑی رفتہ رفتہ مزاج کو حضرت کے طرف سے میر عالم بہادر کے پہنچا اور آپ بھی صاحب المیم صاحب
بہادر کے بہت دوستی بڑھائی شروع کی اس عرصہ میں ایلچی کمپنی طامس صاحب بہادر ہوکر جو کہ وہ میر صاحب میر عالم بہادر کے بہت
میر صاحب معز الیہ پاس ایکدو روز دروازہ پر نہ گئے جو بار دربار میں ایلچی تھا لارڈ کارنوالس کی دونوں سرکار کے بیچ میں
کوٹھی کو چلے گئے اور کپتان طامس صاحب بہادر کو نہ ملے اور صاحب المیم صاحب بہادر نے حاضر دربار ہو کر خیر خواہی اور رسم ملاقات
میر صاحب معز الیہ کی ظاہر کی طبیعت کو حضور کی عفو جرائم پر آمادہ کیا اور طبیعت میر صاحب معز الیہ کی کرکے
انہیں سے کہہ روانہ کیا پس میر صاحب معز الیہ نے ضیافت تیار کی اور از راہ سلطنت تا بعد نتی اور آئے مہمان
ہو کر سرعزت کو رتبے آسمان بریں کو پہونچایا اور راجہ جیت رام کو خلل انداز جانکر شہر بدر کیا بعد کو قلعہ
سکرشاپور میں جاکر جمعیت اکٹھا کی اور جو ہر تعاوت کو اپنے دلکھلا یا سرکاری سواران یا ہمراہی
بہادر اور سوار ان دیوان وغیرہ اور سوا انکے دیوان پالمر صاحب بہادر ملازم رکاب تھے زیادہ سوار انکے اور میجر کارنے
صاحب دو پہر رہ جوانان لین کا افسر واسطے تنبیہ اس کے دین کے اس قدر جمعیت رد تا ہوئی بعد وصول
جیت رام اور پیدا م بھانجہ اوسکا قلعہ سے نکلکر تمام سپاہ کو اپنی کہ آئین عرب پر سلسلہ بندی سے
وغیرہ سپہی قسم کے تھے اور لین اور توپخانہ کو میدانین مقابل پر نصب کیا اور آئین عرب کو
دست چپ پر ایک سمندین بہا آئین کھڑا کیا اور دو سو رسیلون کو واسطے کمک کے ساتھ کیا اور

لین کے دو حصے ہوے از انجملہ ایک ٹکڑی کو لیکر کارن صاحب بیجانہ پر مخالف کے لشکر اور پہلے صف میں تربیت
جمین لین کتے کہ جون جون یہ لوگ بڑھتے جاتے تھے تون تون سپاہی لشکر مخالف کے منتشر ہوتے جاتے تھے لیکن اخیر
پر وے غالب آے کارن صاحب مارا گیا اور دو سو آدمی ٹکڑی کہ جسکے ہمراہ ولیم پالمر صاحب بہادر اور اسکے رسالہ کے سوار تھے عرب پر
کرکے انہین بھی ٹہکانے بعد دہلون نے نشان کہوکر کو لیا بھاگتے ہوے جو اکر کرکے اور مرہٹے سر آسیمہ ہوکر چار ناچار
آدمی انہین سے ایک ویران کانون کا آسرا لیے اور جناب باری کے الامان الحفیظ چاہتے کہ لیکن کاری ضعیف شکست کا
اور سپاہیون نے قرار اختیار کیا یا کاہ یہ لوگون نے جو دیکھا غیرت کے کہ خداوند کو کب منہ کیا دیکھلائین کہ بھاگے
ہوے کے اور یہ سب ایام شہامت کے ہوے محمد حنیف بھی انہین لوگون مین تھے وہی کام آیے
اور ضیاء الدین بہادر برادر شمس الامرا بہادر کے تھے کہ پہلی شادی جناب عشم الیسم کی اہل قرابت مین
سے بہادر موصوف کے ہوی انہی سنہ غفرانپناہ کے دامادی سے سرفراز فرماوہ بھی بیدان جیسا
شریف فرماکے روضہ رضوان ہوے اور مردان دیوانی سے قادر صاحب کی کا تمام کہلتا نام کہوڑا
مرا اور دے زخمی ہوے اور چھے سو آدمی کارن صاحب کے لین مین سے اور تین سردار اور پانچ رسالہ
ولیم پالمر صاحب کے مارے گیے اور سوار متفرقہ کے نہین معلوم کہ کتنے کشتہ ہوے اور کتنے مجروح
اور طرف مخالف کے کتنے درجہ قتل کو پہونچے ولیم پالمر صاحب نے تین پیشہ روز کار
کا چھوڑ دیا اور بازار کا فی اختیار کی اور کوٹہی احداث کرکے بنا داد و ستد کی امرا سے اس
دیار کے ذالی من بعد جب اور جمیعت انگریزی متمکن ہوی وہ باغی ناعاقبت اندیش منہزم ہوکر بنارس
کو چلا گیا اور ایجانی النار ہوا اور کام پر ضلعداری کے راجہ گوبند بخش بہادر چھوٹے بھای راجہ

راجہ چندولعل کے دس ہزار سوار کی معیت سے مامور ہوئے اور ابتدا سنہ ۱۲۱۲ بارہ سی
اکیس ماہ مہین تاریخ صفر کی چار شنبہ کے دن میر عالم بہادر نے میگزاری اپنی اور راجہ چندولعل کو حضور سے روانگی
چونکہ اللہ بیمن شاہ عالم پناہ چہاردہم آبدہ سنہ ۱۲۱۴ بارہ سی اور اکبر شاہ ثانی بلکہ انگشتری خاندانی کی آئینہ ہائے مہین کی
نے سنگ نقار چیون دولت و سرکوب فتن دین کے موقوفی پانے کا حکم دیا اور عرصہ تضمین بغربت و تہمت ہر دو
کاسخ مذہب جلوس والا ارسال فرمایا سنہ ۱۲۱۳ بارہ سی ساتویں ماہ تاریخ چہ رفیع الدولہ محمد ابو
بہادر اصل طبعی کے گذری حضور والا سے پھر کے دولت آنحضرت اور صاحب کو بہت دعا دیئے اور انہیں تاریخ سوا
انیسویں تاریخ سنہ وقت اللہ بیمن میر عالم بہادر نے بھی اس عالم سے رخت ہستی کو خیمہ طی کیا بعد اسکے لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے
اسکے نور بلغ عنان توجہ گرامی کی طرف منزل الملک بہادر کے جو نسبت داماد کے کی میر صاحب مرحوم کے رکھتے تھے مصحف کیا
پس تاریخ دسویں شعبان کی سنہ ۱۲۱۴ بارہ سی میں میر بہادر معز الیہم راجہ چندولعل اور
شبان ملا سلیم صاحب بہادر نے بات جنگ صاحب حاضر دربار ہوئے اور آپ انہیں سرفراز فرمائے ملوس خاص عنایت
بہادر سے دن اسکے کر رکیار ہویں تاریخ ماہ مذکور کی دربار ہوا معز الیہم نے حاضر ہو کر مذہب سرفرازی کی
مدرانی اور برشکال میں اس سال طغیانی باران سے رود موسی میں جوش طغیان ہوا کہ فصیل کئی جگہ سے
کی اور انہیں آدان میں خود بدولت معہ وصاحب کو رسید شبان ملا سلیم صاحب بہادر نے
سرکے کو تہی کو قدمرنجہ فرمائے کہتے ہیں کہ وقت تماشائے شبانی کے زیب مدوح کرسی پر بیٹھ کر
منزل تپہ ناگاہ چنگاری آتش کی بارود میں جا پڑی اور بیحد سرزد ہوئی

طمطراق سے کہ ہاتی اور کہوڑے جمعیت سرکار کے جو ہمراہ رکاب تھے چک چک کر اختیار سے فیلبانوں اور سائیسوں
سے نکل گئے اور درمیان سواران رکاب اور مردم جلوس کے طلاطم عظیم پیدا ہوا معہذا ایک خواجہ سرا کہ ان کا جواف
صحن میں استادہ تھا شعلوں سے جھلس کے اسکو آگ لگی اور وہ تمام جل کر اس حضور پر نور ہاتی اور جواہر گران بہا
پیشکش قبول کر کے سعادت دریافت ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری میں اکیسویں رمضان کو ایک مدار تہار اجابت مغرب طلوع کیا اور وہ
ایک منٹ تک دکھلائی نیا رہا اور تیسری صفر کی ۱۲۲۳ بارہ سو تیئیس میں امیر الملک محمد خان بہادر انتقال فرمایا
اور ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس میں تاریخ پنجم کی بختیار بیگم صاحبہ والدہ حضور کی تعشر وارد ضہ جاوداں ہوئیں
اور اکیسویں تاریخ رمضان کی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس میں سعود مقصود محمد محمود سلطان الدہر خان بہادر
تاریخ رمضان کی ۱۲۳۰ بارہ سو تیس نونہال گلشن اقبال کل سید حامدہ و جلال محمد رشید الدہر خان بہادر
فرزند شمس الامرا بہادر کے پیدا ہوئے اور ماہ رمضان ۱۲۳۱ سنہ میں ہمراہیوں نے صاحبزادہ مبارز الدولہ بہادر
کے فوج انگریزی سے ایک خاط پر غرغشہ کو بڑھا کر بوقت جدال و قتال کی پہنچائی میں بلدہ میں
حویلی پر صاحبزادے کی تو بہن چلیں آدمی طرفین کے کشتہ و مجروح ہوئے خود صاحبزادہ بہادر مع دل
کئے جسارت ہوئے اور تشریف دشطاطفا یا نواب اصغا فرمایا کہ شمس الامرا بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر سے بھوا کر
صاحبزادہ کو اپنے پاس بیت الریاست میں بلوا لیجئے۔ چوتھے روز موکب کو رکھے تادیباً قلعہ محمد نگر کو بطور
شکار روانہ کئے صمصام الدولہ بہادر برادر حقیقی اور ممتاز الدولہ امام حضور اور نہیں ایکم عزت
معظمہ والدہ حضور اور جہان پرور بیگم صاحبہ محل خاص حضور نیز حال صاحبزادہ سے ہوئے تیسرے ۱۲۳۱ سنہ
بائیسویں رمضان ۱۲۳۱ بارہ سو اکتیس میں محمد قمر الدہر خان بہادر فرزند شمس الامرا بہادر کے

دوسرا

حکام دکن سے

راجہ گنش کرطا اور نورنجہ فاقا نجیہ

سلطنت کرنے ثانی اور مہر پور اور دیو

جا دکایان چار پسر اول محمد

سمر الدین مخاطب بہ بہادر شاہ دوم

محمد اعظم مخاطب بہ معظم الشان سوم

رفیع الشان مخاطب بہ رفیع الشان چہارم

فقیر اخر مخاطب

دوسرا دفتر

حکام دکن کے بیان

مخالف کے ہمراہ اپنے بیدار اطاعت مقصود مراجعت فرما ہوئے اور سابعہ ہیں تاریخ صفر المظفر کی رو در دو
جنگ صاحب بہادر نے لشکر درہ پرتاپا جی بھونسلہ کو پکڑ لیا اور وہ پناہ میں سرکار کمپنی بہادر کے آکر نظر بند ہوا ہے
تاریخ ماہ مسہ کو جنرل ٹکیور کی عرض ہوئی اور چوبیسویں تاریخ شہر مذکور کی میجر للملک بہادر اور راجہ چندو لعل سے
الکہم صاحب بہادر کی کدارش کی نیابت الکین بار اضراب نواب صاحب سپرد ہوئی جی راؤ ہنوز مستاریکونہ پہنچا تھا کہ
فرار انگریزی پیادہ جنرہ پیران راجہ ساہو کو باوری اقبال سرکار کے پاس آئے اور آپنے لشکر میں عزت سے
جی راؤ نے جو سنا بل مرام دہان سے پہر کر تلجاپور پر تاپا انگریزی نے قلعہ کے مقام مذکور پر موجود ہونے کو حصول
تاریخ بیسویں انائی کی سکنت فاش دی پس کلیا لشکر مخالف کا بہاگا اور فرار ان انگریزی پونا میں داخل
پیران راجہ ساہو کو مستبدین کیا میجر للملک اور راجہ چندو لعل بہادر نے کیفیت نہ بہت جنوا کی اور سلطان
آنہ ساہو کا عرض کیا تاں الکین بار اضراب نواب صاحب سپرد ہوئی چونکہ بعد سپرد ہونے آپا جی بھونسلہ کے عربوں نے بلدہ
پنہان ہو کر جنگل صاف ہونے سے فاش ہوئے چنانچہ ذکر ہوا آوے گا اور کپتن رونام طرا سردار ٹکیور کا بعد اضافہ
پنے آنا کے شریک عربوں کا ہو کر واسطے کمک کے باجیراؤ کو لکھا تہا جب الطلب آپکے باجی راؤ ارادہ ٹکیور
یا اور یہ بھی دل میں آپکے تہا کہ چاند بکو نکل جاوے پس انیڈا اور عرب پہونچ ہوتا ہوا قلم نوزی پر آیا
در دہان سے عرب طرفانی اور ماہور پر پہونچ ہوتا ہوا قصبہ اون پر آیا اور دہان سے لکیں کہانت
تہا کہ صبح کے وقت ماہ رجب المرجب سپاہ انگریزی نے نیمی ہار مار کی کرنل کرہکا تام ریشان
ہو کیا اور خزانہ کثرت بسیار اسم چندر راؤ صوبہ دار کو کلیا بسیا ہوا بہت سی مصیبت آپکے ساتھ ہی
دے اٹھے پاؤں پہر کر پہر انیڈ و ماہور پر آیا دہان سے ہر ایک متوجہ طرف خانہ کار آپنے ہوا اور باجیراؤ

دوسرا دفتر

حکام دکن کے بیان

پانی حوضہ کا پیس سوار بھوا کر اس کمترین کو طلب کیے اور آپ بھی وہان سے قدم رنجہ فرما کر مکہ معظمہ مین
تشریف لائے اور خانہ خدا مین بیٹھ کر دست قدم بوسی حاصل کیے قدمی پانچ روپے ایک اشرفی نذر دی قبول
فرمائی اور بشیر پکیہ اپنے لگایا اور آبدیدہ ہوے بعد حوضہ مذکور مین غاصی کو بٹھلا کر آپ کھوٹے پر سوار ہو کر
جہاں دار جیسے سوار ہمراہ طرف مکان کے چلے ریتی اور بوڑھے اہل ہونے کے دوانخانہ مین نا ماصا قبلہ
یکے تشریف رکھے تھے مرد کے کہ ہمراہ تھے نیاز مند کو سپہ سالار نے مذہبی دین کمترین نے بھی مذہب صفا بتلایا کے
صبح اپنے ایک قبضہ شمشیر اور ایک کٹار دو ہزار روپے نقد اور ایک دوشالہ ایک رومال سوا اپنے اور کئی تھان قسم ہا رنگ
خلعت عنایت کر کے سعادت دارین کے سپہ سالار کہا ہی کہ سپہ سالار صاحب تا بنجا ہی قوا بجملہ محمد فتح خان صاحب
بسر و خوش تھے اول نامدار خان کو الک بلا کر ملاقات کی اور بعد اسکے فتح جنگ خان کو بلا دیا اور تنہا مین اپنے بولا کے
صلابتجان نے تکو سر انجام کار پردازی کی اپنی موقوف کیا جب سلام پیچھے کہ نامدار خان حضور دولا مین حاضر
رہین اور تم مجستہ بنیاد مین جا کر ہمراہی مین راجہ کو بند بخش بہادر کے اوقات عزیز کو اپنے سر کر دو رہو اگر
کچھ اور ہو کا تو فوجات ہو کی فتح جنگ حضرت باری تعالیٰ کی دلمین اپنے جان ہو کر اس امر کو قبول کر لو رہا
انہیکہ خیمہ جات مین آئے مشاقب کے تو رات ایک چوکی کا رعظمت علاء کمپنی بہادر کا اور چار چوبدار نامدار خان
یکے لشکر مین آکر ہر چار سو سوار سپاہ کر دیئے کہ جو ملازم صلابتجان کے ہین الگ ہو جا دین اور جو نوکر محمد فتح خان
خان کی ذات کے ہین وہ پاس رہین مردم دو دل ہو گئے جو طرف جنگی خراب لشکر مین پائی گئی سو ہم ہین
باقر شاہ ہے کہ قدیم نام انکا مرزا باقر تھا تہا ترخیت اور امیری دی تھی لیکن محمد فتح جنگ خان نے
کی اور ایکہزار پانسو سوار اور ایکہزار دو سو پیادہ سے کہ ہمراہ لیکے تہے جانب شمال کو اور بہت

پدر دل خستہ و آوارہ ہو کیے بارہویں تاریخ شہر مذکور کی فاندکورنے یارانات کا ماندہ کر بختہ بنیاد کی راہ لی
متعدد حسب الحکم رسیدہ سدم صلابہادر ثابت جنگ کے مع تمامی جمعیت ہمراہی انہی پسر صلابخان نہی نزدیک
باپکے روانہ ہوئے اور خطاب جو انہیں جزل کا تہا ضبط ہوا دونو صاحبوں نے یہی ایک کو نہی ہمراہ ملازمت حضور
میر نواب محمد مشہور خان زین والد بزرگوار عاصی کے ہر چند کہ ملازم محمد صلابخان بہادر کے تہے لیکن بسبب رفاقت دیرینہ
وزیر کے بس سے رد غایت محمد فتح جنگ خان اور ہنوز محمد صلابخان اور محمد فتح جنگ خان کو جدا جدا نہ تہے نہتا
غریب پای کیئی لا علاج بدون بازدید عاصی کے ہمراہ رکاب محمد فتح جنگ خان کے واضح ہو کہ جنگ قطع
کر محمد فتح جنگ خان بختہ بنیاد کو پہونچے پیرون شہر سراہن اتری راجہ گوبند بخش بہادر مع فرزندان
واسطے مزید اخلاص کے وہاں آیے اور معانقہ کیا اور کہا کہ ابتک میں بارو نہیں رکہتا تہا صدوم
مبحث نہم ہمارا قوت بازو ہوا محمد فتح جنگ خان نے در جواب کے کہا کہ ہم خاصیت اصیل تلوار کی
رکہتے ہیں جسکی کمر میں ہیں اسکے ہیں اور جواہر کہ آپ بہا کذر زاد و سفر دکن خان موصوف دوست سبب الہام
سفر کیئے اور ملاقات کی راجہ صاحب بہی جواہر غایت کا پس بعد فراغ محمد فتح جنگ خان کا مکرر اعتذار کے
اور کردان ہوا کہ بعد داخل ہونے بختہ بنیاد کے چوتہے مہینہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری میں
انتقال کیئے بعد راجہ گوبند بخش جو بختہ بنیاد سے آخر ذیحجہ چلے تہے بعد عشرہ شریف محرم الحرام سنہ
بارہ سو چونتیس ہجری میں داخل فرخندہ بنیاد ہوئے راجہ چندولعل بہادر نے اپنے بہی کام پر ضلعداری کی
کہ بلوا لیا اور محمد نامدار خان کو لکہا جو تعلقات سرکار کے کہ قبضہ سے بہونچے نکلے ہوئے تہے کام میں
دیوے دو اور آنجناب جو رقم اسکی ہو بلا بہی حکم حضور کا بہی ارسال کرو انہوں نے جواب دیا کہ اول تمہے اپنے نقد میں لاؤ

دوسرا دفتر

احکام دکن کے بیان

واسطے رخصت کیے راجہ صاحب بہادر نے ایک جیغہ جواہر کا بیش قیمت دیکر سرفراز کیا اور باندان رخصت کیے گئے
واپسی پر والد بندہ ہار اور ایک جیغہ مرصع عاصی کو عطا فرمایا اتہائیسویں تاریخ ششم کوری کا پرگنہ
اور اسی دن تاریخ کوچ فرمایا اور داخل تعلقہ ہرپور ہوئے باب آسودگی رعایا کے سعی بلیغ بہم پہنچا کر
اور باشندگان کے اس حوالی کی بجنسہ تعداد اپنے سامنے فرمایا اور جو موجود تھے آدمی کو روزگار مرحمت فرما کر
ایلچپور سے اکوٹ کو آئے انہیں نوکر رکھ لیا اور کھوڑ سے اچھے اچھے گھوڑے بہت سے خریدے اس فصل میں عرض
سرہ کہ درگاہ آن بزرگ کی نواح ایلچپور میں ہی جو ابا واسطے زیارت شریف جیب فیاضی تعلقہ اور دات
دیگر چلہ باتو آدمیوں کے روانہ ایلچپور ہوئے اور بعد آنکہ بروضا کے داخل موضع ایلچپور ہوکر محمد صلابت خان
بیلاے قلعہ کی اور بندر کدرانی جناب معز الیہم نے وہیں غیاب بیگی عالیجاہ کے بندوبست کیے اور اعلا
رخصت پاکر کہا کہ محمد مشہور خان ہم تمہارے بعد آئینہ خانہ جواہر کا جاتے ہوئے دیکھتے جاویں والد بندہ کے کہنے
اور آپ دیکھ کر پھر روبرو آئے اور آپ کہا کہ ہر دو مندیہ تو بہت نگاہ کرنے کی ہے اور وہاں سے رخصت کیے
بہر و اصل تعلقہ ہر محمد مشہور خان کو بدکدرا اور دیگر زمیندار کے تحریک کیے اور بیرا چند لعل بہادر کو تاش
انگلی ہر چند کہ راجہ صاحب بہادر حسن عمل والد کے خوش ہوکر اضافہ ادنی بھی تفویض کرنیکو تیار تھے لیکن
پاس خاطر محمد مشہور خان کے انہی سے کہا کہ ہمیں دوسرا عامل تجویز کرکے روانہ کیجئے تاکہ تمہیں
تعلقہ محمد مشہور خان کا ضبط کرو اور انہیں طلب کرکے واصلات بھی نہیں دیکھو بجز اسکے محمد مشہور خان
بہادر نے غلام حسن خان بہادر اور محمد فتح خان مرحوم کو جو آپ صوبدار ایلچپور کے وہیں بھیجا
دیگر روانہ

والد کو یہ خبر پہنچی کہ راجہ صاحب بہادر نے انہیں اپنا کہا ہی واسطے مخالفت کے قلعہ کا بندوبست کیا غلام حسین خان بہادر
سے کہ بہت موافق تھے انہوں نے مصالحہ کرنے کے لیے کہلا بھیجا کہ یہ بات واسطے تمہارے اچھی نہیں راجہ چندو لعل
نزدیک بغاوت ثابت ہوگی محمد زمان خان مجھ بدون اطلاع راجہ چندو لعل کے نہیں بھیجا ہی تعلقہ جھور ڈرو
اور ایلچپور کہ ہمارے ہیں مہربان ہوں گے ابھی کچھ تکلیف نہ کیجیے پھر حال تمہارے ہوگی والد نے یہ سنکر قلعہ کو
خالی کیا حتی کہ قادر علیخان طرف سے مہاراجہ چندو لعل کے عامل ہوکر آئے والد نے ایک عریضہ محمد صدا جان بہادر کو لکھکر
روانہ ایلچپور ہوئے اور قلعہ اکوٹ کا خالی کر دیا اور باقی تعلقات پر نائبوں کو بھیجا اپنے اہلوالیے اور شیخ علی
خان کو کہ وہ اپنے اہل قرابت سے تھے اور ملازم دولت چنانچہ ایک موضع انہی کو دیا تھا پھر نودہ کئی دن
بعد بڑے تعلقدار سرکار کے ہوگئے تھے حیدر اما کو رخصت کیا اور محمد شرف الدین کو یہ کہلا بھیجا کہ میں چند
روز خان بہادر کے واسطے تعلقہ کی بندوبست کا واسطے کہ وہ مجھ سے خوش ہیں محمد شرف الدین نے راجہ صاحب بہادر کے
صاحب بہادر سے فرمایا اچھا کیا مضایقہ نہیں یہاں بلوا لو پس احکام کیا اور والد نانہ نکارے ایلچپور پہنچا حیدر اما
ہوئے اور جو کچھ کہ حساب نکالنا تھا مستعد ہوکر سرکار کو سمجھا دیا اور روزکار راجہ صاحب بہادر سرکار کے کہ نہایت
محمد زمان خان بہادر سے ملنے کا اور ملاقات کا طلب کا لکھا اور یہ کہا کہ تم یہاں چلے آؤ پھر ہم تمکو بدستور بحال کر دیں گے حسب الطلب
پھر والد ایلچپور کو روانہ ہوئے اس امید شدید میں تمام زندگی اور اس لالچ میں تباہ ہوگیا خیر محمد زمان خان بہادر
نے بموجب کہنے اپنے بیٹے کو داخل ہونے ایلچپور کے از سر نو بحال کیا اور بدستور سابق مختار کارخانجات کا فرمایا
بات کو چند ان عرصہ نگذرا تھا کہ مزاج والد کا مرکز اعتدال سے پھرا اور آثار علامات قطع زندگی کے نمایاں ہوئے
پس والد نے عاصی کو طلب فرمایا تا قایم مقام اپنا کریں والدہ سے اجازت مدینہ اور یہ فرمایا کہ مجھے پر

حکام دکن کے بیان

تمہاری معارفت مسطور نہیں ہوئے چاہیں قایم مقام اپنا کرین صدارا اس ہی
والدین کی سفر حج سے اولی ہی خصوصا والدہ والدہ بھی یہاں کہ شغف و مہربانی
پرستی ہیں بیچ اوقات دو کو اپنی قوم سے اور کیا دین سے اس وجہ سے کہ زندہ
مشہور مایۃ الدہر شہ دار عصمت پناہی بلقب عدل کیا ہو مرشد کا شاہ راہ
جب کہ فراغت رہی محرم ربیع الاول ربیع الثانی رجب وغیرہ ہیں مہینوں
کو کہلا دیا اور اسمیں ایک لقمہ بھی واسطے اپنے نفس کے کوارا نکرنا
روزہ اور تلاوت قرآن اور راتکو تہجد اور
دن بھر ذکر نہی ہا
اور سو جو بے آدمیت سے او بالکل بطافت عبارت معبود حقیقی سے کہانا اور
سے ضروری سو ہمیشہ پرہیز اور انکار ہی باکمال احتیاط اور نہایت درجہ
ماریخ محرم الحرام کی تین دن تک ماتم ہیں جناب امام عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سو سم کرنا کا سخت ہو ایک قطرہ پانیکا نہ پینا اور طہارت کا نہایت خیال
قدمت بیکہ مقرر ہو دیکر کسی کو پانی سودا سلف وغیرہ کو جانہ دینا حتی کہ کبھی
ندیا اور ایک جہاں سے اپنے تعریف نہ لایا چونکہ مزاج توکل پسند اور طبیعت قناعت کرین
الہی اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے حاجت روای کرتا رہا باوجودیکہ اہل قرابت سے
بیانہ ہے کہ ہم خدمتگاری کرین کبھو منظور نہوا خصوصا آنکی والدہ کے معاش
زادہ پرہنر کہاں وہ بھی کبھی خاطر پر نہ لایا ہیں کچھ نہ چاہا غرض تعریف انکی بیان سے

اور دوخوان کا حسب استعداد ہر ایک کے عنایت کیے اور اکثر مذاہ اور اہل دربار خصوصاً علاقہ داران اور شاہ
کو بقدر حوصلہ دوشالہ و کمخواب جوڑے عطا فرمائے۔ واضح ہو کہ روز ابتدا سے منتہائے سوم بیست و دوم
شہر میں روشنی اور آتشبازی اور رقص سرود کے دیرینہ سلسلہ سے آرائش و تزئین میں مبتلا رہتے تھے
رات سواری شاہ کی بجائے خود دو منزل لیلۃ المدر سے تھی اور چونکہ ہاتی نشان مردمک اہل بصارت تھا اور
تحصیل اس دولت کے یعنے مشاہدہ رخ سوار اور جوانان لین سعادت پوتس اور اقبال نوبت تمام جمعیت
شہر کی بغیر تکلیف دینے سپاہ سرکاری اور اہل دعوت کے ارباب رقص اور درخت آرائش اور تخت کنول و مردمک اور
نخل چراغان تمثال ستاروں کے چمکتے ہوئے اور نہال تشبازی اور منطحی اور تیجے و آتصل و بیا متصل دو رستہ
کھڑے ہوئے اسمین جوق جوق مردم رنگین لباس ہا تو تین مقیشی چیرہ یا خوانان خوانان اور ہر جوقین ایک رقیبہ
اپنے ہی دلستگان سرگرم مراعات تزک آئین اور درمیان کلان بازار کے نوشاہ کہوڑے پر سوار اور چھتے کار بین
دبی شکوہ مع اور فرزندان دانش پردہ مستحق قبادر جواہر کران بہا پہنے ہوئے سرنیک جلو میں مینمت ماتوین سنا و پیرادنی
اناث دوکورے دکانین و کھوٹھون پر اور اشارہ راہ اور ناکون پر کوچہ و برزن کے بسنے والے کان تہہ
بلکہ اطراف دیہات وغیرہ حتی کہ پردہ دار مستورانین میانہ و راہ مین بیٹھے ہوئے میدان چوک و راہہ حوض
چارسو کہ اصل لفظ چارسو کا حوض ہی اور شہر کا حوض آگرہ کہری ہوئی تھین کہ گویا موجود ات
کل ساکنان بلدکی نیا ظرین کو حاصل تھی اور ماہ رمضان سنہ ۱۲۴۴ مین میر جہانگیر علیخان دوسرے صاحبزادے
صاحبزادہ ناصر الملک بہادر کے متولد ہوئے اور تیسری ماہ محرم
بارہ سی چوالیس مین ہیضہ وبائی سے کیوانگاہ بہادر نے رحلت کی بعد ابتدا رسنہ مین

جز آئی کہ کمال انسانیکم صاحبہ ادھوری ہے خوامان کلشن جاوید ہوئے بعد سنہ ۱۳۱۸ ہجری صبیہ کلان نمس الامرا
بہادر کی رحلت کین اخر سنہ ۱۳۲۰ ہجری ان ستروین ذی قعدہ کو روز جمعہ شدید مرض حصبہ سے نواب بیگم صاحبہ نے نشر فرما
گئیں بر ین ہوئے مادہ تاریخ سہ مکرر حیف سکندر سپند آبحیات ذوق زانکا صحن مکہ مسجد بین بازو پر بیدہ
ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ قبلہ ہی قرار دی جائی نسل مرقد غفرانمآب کے سنگ مرمر کی تیار کیے گئی لقب بعید وفات زیب کا
مغفرت منزل ہی وقت انتقال نواب کے ز صاحبزادے بہ بعنایت فلک مقام مالک رقاب زمان امام اعظم و معظم ارا سلادہ
سلطنت ایمان دولت مرتبت ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر صمصام الدولہ میر شیر الدین علیخان بہادر مبارز الدولہ میر
علیخان بہادر میر تفضل علیخان بہادر عرف میر شاہ میر منور علیخان بہادر کہ راقم خدمت والا مین انکی دس کتابین علم ریاضی
کین ہر روز بطور درس کچھ کچھ پڑھتا رہتا تھا اور میر ذوالفقار علیخان بہادر اور میر محمود علیخان اور میر داور علیخان بہادر اور میر فتح
علیخان بہادر آتہ صاحبزادیان جمال النسا بیگم صاحبہ معظمہ مکرمہ غفور النسا بیگم نادار النسا بیگم بخت افروز بیگم سلطان النسا
بیگم صاحبہ نور افروز بیگم حشمت النسا بیگم صاحبہ نور جہان بیگم اور جانا چاہیے کہ جمال النسا بیگم صاحبہ مغفورہ اور کمال النسا بیگم صاحبہ مرحومہ
اور ناصر دین میں صاحبزادہ و مکین ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر اور صمصام الدولہ بہادر اور مبارز الدولہ بہادر
بہ ترتیب بطن مظہر بیت فضیلت النسا بیگم صاحبہ مرحومہ کے ہین اور غفور النسا بیگم اور نادار النسا بیگم اور میر تفضل
علیخان بہادر رحم اقدس سے جہان پرور بیگم صاحبہ کے ہین اور بخت افروز بیگم اور میر محمود علیخان بہادر
شکم سے رفعت النسا بیگم کے اور باقی اہمات جداگانہ سے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ شاہزادیان نادار النسا بیگم
سلطان النسا بیگم صاحبہ نور افروز بیگم حشمت النسا بیگم صاحبہ کین بعد نواب مغفرت منزل کے عہد سعادت مہد مین
ناصر الدولہ بہادر خلد اللہ ملکہ کے ہوئی ہین چنانچہ مذکور ہوگا اور غفور النسا بیگم اور نور جہان بیگم متوفا کمتدا

دوسرا

احکام دکن کے

ہی کہ ہین نواب نظام
کار اور ایک خطاب
ہین لیکن اما در اصل
ہی قدیم حاضر ہی کہ
ناحق بندگان خدا کی
سرکار اعلی کو استطاعت
جہان ارا مین رہ کر
لیکر اجازت کی تفصیل

مرتب راقم بعضے محامد نواب مرحوم کہ بیان کرتا ہی ذکر محامد مغفرت منزل
نواب سکندر جاہ بہادر واضح ہو کہ نواب اعلیٰ علیین مقام آیات مغفرت تمام عادل و فاضل کنز الفضائل
قوی بیکل قوی دل نہایت متحمل نہ مندمات بلند بد بار کم آزار فراخ حوصلہ علم عفو وفا سے موصوف
بیشتر علم فضائل اور مسایل علم طلب کے استفسار فرماتے ہیں روز دن طبع رغبت و دلچسپی جانبکا مثل رغبت و دلچسپی شاہان کبار کے تھا
مغفرانماب کے زمانہ حکومت میں ہمیشہ ہر سال پیشکاری چندہ للہ قدر کی منظوری کی انتہی جیسا کہ صدر میں مرقوم ہوا
ریاست کی بسبب استحکام ارکان دولت کی ہر چند کہ چار یار فاضل فرمانروا جلوس فرمایا لیکن مادام الحیات اپنا بیان سلطنت
کسی کو کسی امر کا حکم کیا تمام معاملات مالی اور ملکی پر اختیار رہا چند دلیل کا تنہا حکایت
حضور مغفور تشریف فرما کر اپنی جیبی سے ایک دستہ کاغذ کا نکالا کہ ایک دستہ کی تعداد کتنی ہی آپ نے کہا دیکھو
کون روزمرہ ہی بعد تفتیش کے معلوم ہوا کہ کسی امیر نے قضا کی ہی اور اسطرح جاہ غلام حیدر خان نے مال و اسباب انکا
ضبط کیا ہی اس سے عیال و اطفال انکے رونے اور پکارنے لگے ہیں اسوقت آپ نے ارشاد کیا انکو تسلی دو اور اسباب
کہو کہ ضبطی اور تباہی نہیں ہوا اسطرح جاہ نے فرمایا اگرچہ یہ دستور قدیم ہی ہے ہم نے اپنے عہد میں معاف
کیا حسب الارشاد اسطرح جاہ ضبطی اٹھوا لی مدت مادام الحیات نواب کے بہتر النعل جاری رہا
حکایت واضح ہو کہ ظرف رات کے نواب ممدوح کو بہت ہی کیفیت روز صدارت
مغفرانماب کے مکہ معظمہ میں نماز مغرب کے وقت فرمایا میں مردان اگر جاہ بہادر کو اور سلیمانجاہ بہادر
بلکر دیکھتے آپ ماباپ کو بھی اگر اکبر جاہ بہادر کو دار السلطنت میں بلوا کر اور سلیمانجاہ بہادر کو اپنے مکان
اور اسباب فرمایا کہ اکبر جاہ بہادر صندل کے روز آیا کریں اور سلیمانجاہ کبھو انجاہ عروس کو اسی معمول رہا

فرما کے پس دو پہر کے دن رہے اوکار پیشہ یادان و عطر و پان سے محظوظ و شگفتہ خاطر سوار ہو کر باغ لکشمی
میں تشریف فرما ہوئے ازانجا کہ بیان کیے واضح ہو کہ نواب نے تقریب جلوس میں اوسادہ پر فرمانروائے کے معمار اجم
چند و بسل کو ایک کرور روپیہ مایت فرض بغرض تعمیر منزل مکان و آسمان اعلیٰ موسوم بہ چوکھنڈی کے جو کہ
مدار المہام محل سے زیادہ زمختار جمیع معدات عالی اور ملکی کا کرکے آپ طرف سے مہر سنگار جہاں آرا بیگم کے اور بلدہ کے اور زیبا
قبور اہل کشف و بقیہ اولیا بلدہ شہر قبر میں اور اصحاب سلوک شاہ دین ہوئے اور ہر ایک روپیہ واضح
کیے اور مختات بلدہ جو کہ اس شہر میں کہ قارو اور قصص و آنہا کہ اوقات کرتے ہیں انہیں حکم ہوا کہ
انعال بد اپنے باز آویں اور روزہ ہی نمنڈاویں اور بنا کہ ہوئی کہ دیر ٹیاں بنکہ کی چولی اور چوڑی نہ پہنیں اور
زر و بنات کی پاپوش کی نہ ہو اوکو دو سیندھی پر بلدہ بکا کرنے اور مرد بجز دایہ میر موس صاحب کے شہر میں نہ آویں
اور سو منصبدار قدیم کو کہ میں آتے کہ بیکنت انکی پاس میں مقرر کی اور ہے ایک ہزار سوار نوکر رکھے اور جاں نثار
لب دل و اسپطے استقام سواری کی نوملازم مقرر فرمایا اور اتہارہ واضح ہے جو بات منصب مغفرت مآب صفدر جاہ بہادر
بیکہ بندوستان میں تھے انہیں سے نو واضح محمد اکبر شاہ بادشاہ کی نذر کیے اور سنہ ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس ہجری
میں اول میر محمود علیخان بہادر کو جو اکبر بار جنگ والی جو ہلی میں مقبل الدولہ بہادر کے اقامت رکھتے تھے
ماما چینا کی حویلی مرحمت فرما کے بعد میر فتح علیخان بہادر کو کہ اسوقت عمر انکی دس برس کی تھی اور ہنوز
مساکن بیت السلطنت قریب بادشاہی عمارشور خانہ کے ایک حویلی قابل حکومت اسکے تجویز فرما کے حکام نزل اجلال
کا دیا اور جملہ برادران کو جو تین تین سو سواری ماہیار پایگاہ تھے اول سنہ ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس ہجری
کرور دو ہزار روپیہ کا مباب فرما کے آخر ربیع الثانی میں سنہ ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس ہجری بندوبست باران

کہ کسو رنگ سے پناہ میں سلیمانجاہ بہادر کی حویلی میں آکی داخل ہو جاوے واضح ہو امیر الدین مذکور نے شب کو
وہ فرار ہوکر سیکی انکہیہ بچاکر قریب بلدہ کے پہنچا اور جب فضیل صدر دروازہ بلدہ کے شکستہ اور نیز دیوار اسکی مرمت
نہیں ہوی تہی رات کے وقت شہر کے اندر آیا اور پناہ میں سلیمانجاہ بہادر کی حویلی میں جا داخل ہوا کیونکہ بعد قتل
چوکی والے اور دربانون پر بہت خفا ہوکے اور حضور کو اطلاع کی پس حضور نے فوج کو اور شہر کے رعیت کو بہوار کیا
بہادر سے کہلا بہیجا کہ امیر الدین قابل آپکے پاس رہنے کے نہیں ہے چنانچہ دربار میں آپنے فقط واسطے آپکے خاطر نفس کے آنے
کی ہی نہیں معلوم کہ آپکو اطلاع ہے یا نہیں بیزار ہے کہ آپکے پاس رہے مہاراجہ چندولعل نے بہوا دی کہ اس سے
وکنایہ اپنا جوابنیہ معاملہ تک کا ہی پوچھیں اور بعد دادطرف آپکے نکلے طلب کریں سلیمانجاہ بہادر نے جواب دیا کہ
جیسے کہ حضور تو چاہے ہو رہے بعد مہاراجہ چندولعل نے جسقدر طلب میں بکرار کی دیے بہادر
فرمایا حتی کہ جو انہون نے امیر الدین مذکور کو بدیا آخر الامر مہاراجہ چندولعل نے آٹھہزار روپے ماہوار جاہ کا
بہیجا یا کہ تنہا رہیں چڑہا دیے اور اس عرصہ میں ایک جبہ بہوا یا تیار ہی انہون نے
بہوا انکی بعد مہاراجہ صاحب جلد عوض مدت مذکورہ کی سلیمان جاہ بہادر سے لیکر امیر الدین
مذکور کو یا تو کہتے تہے کہ اپنی کے پانون سے بند ہوا کر بہیجو اونکا یا حوضہ بہیجو اکر بڑے جلوہ سے
اور دوشالہ اوڑہا کر روانہ کیے اور حضور سے عرض کی کہ فرزند دینے سلیمانجاہ بہادر سے صفائی کی
حضرت نے بہی واسطے اظہار اس امر کے خواص و عوام پر بعد استواری فرزند کو انکے بلوا کر خواص
پسے فراز فرمایا چنانچہ بندکان عالی انہین آدانین ارادہ اسیر صفدر نگر کا فرمایے اور عباس علیخان

نام عرف بخشی صاحب بیٹے فرزند کو ہمیشہ طلب فرمایکہ ملازمت کی مذکر لی اور عمارین دیف انسار کیکہ موضع مذکور کو لیکے
اور ایکدن لشکر مین لیکر رخصت کیے سیارز الدولہ بہادر چند پہلے مالش ہوے اور کچھ روپیہ قرب ادائی مین
آدھی کچھ دونون مین آسکے باقی کہا نہین اکثر کہتے تھے نواب نے واسطے انتظام ملک دکھن آرپار کے اندر ۱۲۱۶
بارہ سو چھیالیس فصلہ محمد نگر عرف گلکندہ کو جانیکا حکم کیا چونکہ مغز الیہم نہ تھا اور تقریب انکی ہنا کی پائی گئی
خواہ مخواہ رخصت سے سرفراز ہوے اور بکونت اختیار کی راہ اور بازار مین چہار سو ناکہ بندی ہوکر کچھ علوفہ خانہ
بچھا رسنا رتوپ نصب کی گئی چند ہفتہ تک آمدی ضبط رکھکر لاوہ صورت بلدہ کیا ڈرانی بنی رہی اور دیکھنے والے
رفتہ رفتہ نہ رہے اول کی جمعیت نے مجال لاوے اور آگے عقب پر انکی ہو بھی کہ مورچال باندہا اور نوبت یورش کی پہنچی
سو صوف اور والدہ شیخ ماجدہ وہان قریب دریس رہے اور پھر مراجعت کرکے داخل دولتخانہ
ہوے اور سمت رو نہین ہوے ذوالفقار علیخان بہادر مہمان ہوے مراد علیخان کے چکین ہوے جیلی
جنگ کی کفایش معقول حسب الحکم دوالارونق افزا ہوے اور بخشی نوروزیان سمت مذکور ہوے
سو صوف منزل کے تشتم جنگ منور الدولہ ہمایون جنگ ذوالفقار الدولہ قطب الدولہ قمر الدولہ
مظفر الدولہ شمس الامرا بہادر کو بیمکہ خطاب اور ہزاری منصب اور نقارہ نشان سوار اور پالکی
آفتاب اور بخشنا لالان یرق کرار اور فرزندون سے کہ محمد رفیع الدینخان بہادر کو نامزد جنگ عدۃ الدولہ
اور محمد سلطان الدینخان بہادر کو منصب جنگ محتشم الدولہ اور محمد بدر الدینخان بہادر کو

رفت جنگ معظم الدولہ اور محمد رشید اللہ بہادر کو بہادر جنگ فتح الدولہ اور منیر الملک بہادر کو امیر الامرا اور فرزند

ارکیے شجاعت اللہ سریع اللہ شجیع اللہ اکرام اللہ اور مہابت جنگ بہادر کو راجا جانثار بہادر مہابت جنگ بہادر اور

فرزندوں سے ایکے راجہ بالا پرشاد کو راجہ دیبراج اور رتن لال کو راجہ رتن بہادر کو بخشی بہادر کو ساتھ ہزاری

پنجہزاری منصب اور چار ہزار سوار اور علم اور نقارہ اور نوبت اور عطا کیے عہدہ اور فرزندوں کو انکے خطاب راجگی

مناصب اور توابع انکے اور غلام محمد خان دوم نوبت قدیم رفیق کو اپنے اقتدار جنگ اور حسن علی خان کو تہور الدولہ

خطاب عنایت ہوئے سوا انکے بہت سے امیرزادے اور سپہ سردار اور اہل دفتر خطاب خانی اور جنگی اور راجگی اور

لایقہ سے مباہی ہوئے اور شہر رجب اللہ مطابق سال دوم جلوس والا کے کہ خدای عطا سلطان الملک صاحبقران

مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کی سنت خلد اللہ محمد سلطان اللہ بہادر خلف شمس الامرا امیر کبیر

جلوہ گر ہوا واضح ہو کہ جناب امیر مخدوم الیہم نے ایک لاکھ روپے نقد جنکی کہ بقیہ طعام خوش فرہ اور عطا

بنیں بہاگ ساتھ کمخواب قلمون اور دوشالہ کے ملکون اور دوپٹہ کے کلابتون کے جیغہ بانی

تفریق طعام کو بڑی دھوم اور موقع سے جیسے کہ قرین آئین کارفیض اثر ہے ہین انعام دے اور

منصور پر نور کی ایسی تکلف سے کی جسکی مدیو کام آنا شریف فرما مہمان سرا آرزو شاہ ہوئے

چوکی خانہ کے دروازہ سے دیوانخانہ تک مکرٹان تا سر و ہار دلہ کی جو صف بستہ اور خوش پوشان

آئین انہین اربابہمراہ رکاب سعادت انتساب چند چینہ کہ اوتہا لین بساط زر بافت

سنہرے دیوانخانہ مین برآمد رہے رقص ہوتا رہا تشہیر بازی بہت شوق ہوئی غرض شگفتگی

کا تھی ہر ایک لنتر درجہ کہ تہا فدا الہ خان اور زرد خان بہادر محتشم الیہم کے تربیت

ہوکر حویلی کوٹ کہ قریب ہے وہاں جہاز ہی پر ایکدن مقام فرمایا خدام اترکر کوٹ میں گئے اور جہاز
باور چیخانہ مکانیسے دیکھدالان وغیرہ خرید لائے دفعتاً دوسرے روز شاہزادہ معلم نے عرض کی کہ صورت کلکتہ کی بادی جاتی ہے
بہتر یہ ہے کہ اب جہاز کو طرف کلکتہ کے ڈالدیا در نہ خدانخواستہ اگر ہوا مخالف چلے و مبادا جہاز ٹوٹ جاوے یکایک
دن ایکدم سے ہوا کا رخ دوسری طرف کو پھرا جو کہ عنایت الٰہی سے حال تھی سبب تیزی ہوا کے دس روز کے عوض
پچیسویں ماہ مذکور میں اخیری چہارشنبہ کے دن کلکتہ کے جا پہنچے جناب مخدوم العلیم شیخ دان نزول اجلال
فرمایا تمام ربیع الاول اور ربیع الثانی دین کے دوسرے جہاز پر تکلف صدر لیکن معاودت دہلی کے
ہوئی صاحب بہت تکلف سے ضیافت کی مبتدا جمادی الاول میں جہاز ریدنگ کو گئے اخیر ربیع الثانی
ملیدہ ہوکر آئے سالمین محمد نامدار خان بہادر ناظم ایلچی پورٹ ولیم بنگالہ کا دیوان تھا واجب الکریمی تھا
تفصیل اس احوال کی یہ ہے کہ محمد فتح جنگ خان پہلے اس نے اصفہان دو ہزار روپیہ کی سرکار کی نوکری
رکھے تھے اور انہیں اور اوپر قانون اہل فرنگ کے تیار کیا تھا اور تنخواہ انکی ماہ بماہ دا خلاف کلکتہ دیا کرتے تھے
واسطے زیادہ ہونے ضبط و نسق اور درستگی اور سوچ کے ایسے سرکار کے بڑے بڑے عہدوں پر مقرر تھے
اطلاع کریں فی الجملہ جانچہ بیشتر سا کنان اس دیار کے عوام و خواص اور اہل علم سے ملکر ان سے فتنی فانہ
سوال کیا کرتے بعضے امتیازی لوگ یہاں کے بھی ایسا ہی کہتے ہیں لیکن قیاس راقم کا یوں جاتا ہے کہ ایسا
ہوا ہو یعنی جو وقت کہ رسل صاحب بہادر بدیں حیثیت کو زوال کی بڑھتا ہوا دیکھا اپنے اوپر اعتماد کرکے
مشرح وار بتیری دفترین آویکا ایما سے راجہ چندولعل سے محمد فتح جنگ خان سے بھی ہوا طلب کی ہو

حکام دکن کے بیان

شاہ علی بندہ سلطان شاہی چوک چارمینار وغیرہ میں خوب تکیہ اچھی بہت آدمی طرفین کے کشتہ و مجروح ہوئے
آخر شکست کھا کر چلا گیا بہت اسباب لشکر کا آخر کار سرکار غالب رہے اور بہار جو چندہ و لعل نے بیکھوں کشتہ کیا
اور ۱۲۴۳ھ بارہ سو تراسی میں منیر الملک امیر الامرا بہادر بہادر بیمار ہیضہ وبائی سے انتقال کیے بادہ تاریخ
انکا سید نور الحسین المخاطب قادر جنگ خلف سید نور الاصفیا صاحب مغفور مبرور ہیں جون مرگ امیر الامرا سے
ارزیدہ عالمی نمی آید پسند تاریخ زسال رحلتش جست خرد ۔ از ششم جہت آوازہ ششم در شنید
چونکہ غمان تشنہ امور دیوانی کی بعد حیات مرحوم قبضہ اختیار میں مہاراجہ چندہ و لعل کے تھی بدستور رہے حال
رہی اور خلعت مذکور کا فرزندان بہادر مغفور کے کمر حمت نہوا اور اسی سال باران بے کمی کی
بسبب کے بلدہ میں قحط ہوا اور اس قحط میں ایکسیر روپیلوں نے دو پہر دن کے بیچ بازار کی راہ لوٹ لیں
مذکور میں ایک بارہ الماس کا مارا شیدہ وزن میں پانچ تولہ آٹھ ماشہ کا قیمت پونے
داخل سرکار دولتمدار کا ہوا جو بریوں بلدہ اور سیکم بازار ملک وغیرہ
ہزار روپیہ دوری کے ہمکو عنایت ہوئے ہم ست بندوبستان سیکلیس ای بازار سیکدار
طور کا پہ نوراور زاچیز معلوم ہو مرحومہ انکا دیدہ ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس
میں فضیلت پناہ سیکم صاحبہ مکرمہ حقیقہ والدہ ماجدہ حضور عالی کی راہی عالم بقا کی ہوئیں اور
پنج چوراہہ انوار چوک کی شکست میں بسبب فتنہ بانیان مسجد عظم خانی بسبب تغافل اور عدم احتیاط
کر ارباب اسلام کے چنگاری ہوائی کی کر کے سبب التہاب سے سلک ادھے اور شعلہ اوس کا
کی پختہ دوکان کو آگ لگ گئی اسمیں جو لوگ نظارہ کنان تھے ہوئے تھے اور بعد انکے

اکثر تماشای قریب ایسی ہوکہ آدمی ملکر خاک سیکہ برابر ہوجائے وسط ذیحجہ سنہ ۱۲۴۹ میں رفعت جناب معظم الدولہ
محمد بدرالدین خان بہادر کی سمر کمیر بنت علی اللہ خان المخاطب بہ صدر الدولہ ہوشیار فریدوں جاہ بہادر سے ترتیب دی
سولہویں تاریخ نوروز روز افزا ہوکر محترم الیہم کو شادکام فرمایا اور سترہویں تاریخ دنکو مہاراجہ جیدر لعل بہادر
کی اور رات کو جمیع امرائے عظام کی ضیافت اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ آدمی بھیجکر دی اکثر لوگ السلام سے بھرہ فارغ البالی کا حاصل
کیئے بہت سے دوشالے کمخواب کلابتونی دوپٹے بیش قیمت شعرا اور رئیس پہلے آدمی تاکر دیئے خصوصاً سمراجی بانی
نوشاہ بیگم اور ریاست خاں وغیرہ کہ بڑے اور دل ہر ایک بشر کا شادان ہوا تیسرے کو رسوم جلوہ کی دی
اسی سال بند کا تعلقہ دو دو ہزار روپے اضافہ کرکے راولپنڈی سرصوف الصدر کو چہار چہار ہزار روپے ماہوار سے ممتاز
فرمایا اور انہیں دنوں فرمان واجب الاذعان بادشاہ جمجاہ اکبر شاہ ثانی کا متضمن تفویت رحلت مغفرت
اور تہنیت جلوس زوجہ صدر یاور خود بہ استقبال اسکا بانع لشکم ملی تک کرکے بموجب دستور قدیم
کمال خشوع اور خضوع سے قبول فرمایا اور وقت مراجعت منزل جمعیت ہمراہی امیر کبیر کے جو اسکام
سے شیخ محمد عظیم کے نویسا ہوئے تھے ملاحظہ کیئے اسمجا نقل بندگان عالی کی بھی بیکم زیب رقم ہوتی ہے
نقش نگین ابوالنصر سراج الدین محمد اکبر بادشاہ غازی نقل فرمان شاہ موصوف بورخہ
سیوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۸ اٹھائیس جلوس سلطانی مطابق سنہ ۱۲۴۹ بارہ سو انچاس ہجری بارت
ولایات مرتبت شوکت و شہامت و نسبت ممتاز اراکین دولت قاہرہ مؤید سلاطین سلطنت باہرہ
فخر خانم ابہت و جلالت مرکز دایرہ حشمت و عظمت مقدد یگانہ خاص الخاص سودہ الاخلاص الاخلصا
شمع محفل صدق و ارادت چراغ فروزان انجمن فدویت عالی فطرت وافی فطرت متعدد

سر انجام مهمات سلطانی متکفل انصرام تدبیر جهانبانی منوط بالتفاتات والاکرام مستلزم التفاخر و احترام
ماوون التصرف علی الاطلاق مرجع الامراء بالارادت والاستحقاق مؤسس ارکان دولت حاضر الی مقوم
اعیان دودمان فغفور کامرانی فرزند مرتبت بلند جگر گوشه کامگاری چهرهٔ مظفر الممالک نظام الدوله افضل الامرا الکرام
السلطنت آصفیاه بیرو فضل ذوالجلال بهادر فتح جنگ سپهسالار دولت روزافزون ابد پیوند سرور سلطنت زمان عضد
مرتبت آفرزند سعادتمند بدرگاه خواقین پناه که مرجع و مآب جهانیان و جهانیانست سعید بن سعید مخصوص بمزید
مستعدی بکمال صدق و ارادت فوز سعی قدیم و خدمت بلند و خاطر جهانیانرا اندوخته که در اندک زمانی
بلا نهایت تایید و اقبال بمراتب عالی و مناصب خطیر فائز و سرافراز گردیده بر اوضاع حال و استعداد
علی الخصوص نصفت بلانهایت خسرو زمانی بنده دولت ابد پیوند دل عقیدت بجناب فلکی
مناقب مدار الهند بیش از پیش مبذول داشته و در سلک امرای عالیمکانت بمرتبه منزلت ارزانی داشته
ارزانی داشته منصب مهم و سرکار مرحمت فرمایند چنانچه درین ایام بمقتضای مصالح دولت ابد مدت
ضرورت ازین سرکار فائض البرکات بجاگیر دائمی ارتفاع رسیده بدینوجه این خانه زاد قدیم را
بدین سانحه که دورت از اخلاص اندیشی و جانسپاری نزاد صداقت نهاد بلا فاصله مرحمت
فرموده شده زیاده از تحریر است از انجا که ادای این مراسم و آداب و شکر این انعام و اکرام
عرضیات لایق چاره دگر نیست رضا بقضا داده موافق مثل المنیر مشکبو آنست که
قدوم میمنت لزوم دولت را که سلامتی جهان و جهانیان در آن مضمر است از جناب الهی
بودن آن فرزند ارجمند برسیده موروثی پدری خود بحسن انتظام و التیام مهام

ممالک متعلقه انجناب موجب سرور و انبساط خاطر اطهر والا گردید دربارهٔ درخواست
خطاب و القاب بدستور سابق رخود که بعرض عرض نیز رسانیده بود نظر بمقدم بیمنت و سعادت اقتران
بلند سورت الارادت باقتضای فرط انبساط خسروانی که نمونهٔ فیوضات ربانی است بالقاب و خطاب سرور و تولی پدری هم از
فرو نگذاشته سلطانی الفاظی چند زاید بر آن در حلیهٔ بیان کشیدند که انفرزند خاص و ولی اختصاص خود را سرفراز و ممتاز
فرمودیم باید که همواره بشکر و سپاس این مراحم بیقیاس و مکارم افزون از قیاس بسر و دست پرستش فندوبت بندگی
رسانند مبلغ یکصد و یک هزار روپیه بخصوصی که بر فرد عمده مرتوم آمده بحضور فرستاده بود بنظر اقدس گذشت
که بفرط تفضلات خسروانی بشرف قبول موصول گشت لازمهٔ موضع فندوبت و صدق نیازمندی انکه بدعای
دولت ابد مدت و ادای شکر این انعام خود بکوشد ساطع النور احسان میفرماید تا بتوجهات خاص مادلت
و اقبال را قرین حال فندوبت استقبال خود روز افزون بداند انتهی و دیگر بهمین جا چاپلوس کمینه
الاراکین سلطنت و فخره جهانبانی بفرد اسپیطه بندگان کمتر زمان بندگان خاص فرمایش باقی بسعودت بیان
مشهد ۱۱۸۱ هجری سپهسالار عمدة الدوله محمد رفیع الدین خان بهادر بنفس نفیس خود متوجه هرات گردید
رفیع البصر تالیف کرده بود بزبان انگریزی بسبب زبان فارسی بیان نیامده اورفوا بندگان خدیو
جمجاه اکبر طلبا کرده بنام مرحمت نامهٔ تاریخی اسکاتفیض رفیع بهادر آنچنین میفرمایند که فطانت الدوله
میر محمد علیخان بهادر سفیر جهان فانی کوچ بدرود کیا در سنه ۱۱۸۱ هجری سپهسالار بهادر اینجانب دلسوز بدرگاه
فرستاده این رتبه بالا پیشکاری کی خدمت بود جهان پرور یکم صفحه اورجال الفاسیکم صفحه
سپهسالار عمدة الدوله محمد رفیع صفحه نام صاحبزادگان سپهسالار بهادر صفحه مرحمت منزل سکه دعوت کی بهنی

ایک ہی دن بعد نماز مغرب کے سب زمیندار لباس اور جواہر پہنے ہوئے آئے حضور عین دیوانخانہ میں زیبکیرہ
تشریف فرما تھے باریاب حضرت ہوئے واضح ہو کہ میر تفضل علیخان بہادر عرف میر بادشاہ وقت جلوس مبارک
تھیٹ کے حاضر نہ ہوئے تھے بلکہ سابق سے کہ بارہ برس کا عرصہ گذرا انہا ملاقات انہوں نے اس روز اشرف
ملازمت سے کامیاب ہوئے اور نذر گذرانی کئے ہیں کہ عورات محل کے ایکطرف رسوم اسکے جو مقرری ہیں واسطے
رد البلا کے موذی کیے پیش حضور سے ایک بالا سا مرواید کا منور الملک بہادر کو عنایت کیے کہ کلیں میر تفضل علیخان بہادر
کے بارہ برس بعد پھر سر الہیم نے اوشہ کر فرمان واجب الاذعان کو بجالائے اور یہی ہیں کہ ہمراہ نصیر الدولہ بہادر
اور ایک ذوالفقار الدولہ بہادر کو عرصہ فرمائے اور برخاست کیے اور سنہ آلیہ میں دربار میں ہمراہ جوان ہائے
کارداں کے خرمدہ دفروخت غلہ کی جاری ہوئی چونکہ غیاب الہی شامل حال تھی بلدہ اس شرف دینے اطفایا اور انہار جوئین
محرم کو قریب نصف النہار ۱۲ بارہ بجے دن کے دہلیوں اور عربوں کا ایک جا سکان برسیں باہم جھگڑا ہوا
انجا کچھ تکرار ہو کر بسیار چلا اور یہاں تک نوبت عظیم برپا ہوا کہ تمام بلدہ میں ہنگامہ اشتہار اس قدر کہ جہان
جہان عرب اور دہیلے ایک جا تھے تیغ زنی اور خنجر کشی اختیار کی پس ہر کوچہ و بازار میں افراط رد و
کش سے لاشیں مقتولوں کی الگ کوب میں نشانیوں کے تھی بعد صلح کی عرب کہ انتظام دوست میں
معقول ہر کار میں دیکر دہیلوں کا اخراج کروایا اور آپ سیاب ہوئے اور انکو مغلوب کیا اور ابتدا سنہ ۱۲۵
بارہ بجے دن میں سہ پہر کے وقت بے موسم مینہ برسا اور وہی تڑک رہی ہوئی کہ دیدہ نشینید
چنانچہ بروں بلدہ زیر دیوار ایلی محل کے ایک چاہ پختہ تھا اس میں بسبب سیلان ہر چہار سمت کے
اس قدر کار فراہم ہوئے تھے کہ قریب تین کز ارتفاع کے بستہ ہوئے تھے

اور باہین دیوار حصار باغ جہان نما کے بمقدار نیم گز ارتفاع اور پون گز عرض کے پختہ جم کیے تھے ارباب
اہتمام نے دہان کے کھود کر بنڈیون پر بار کر کے واسطے رفو بنانے کے داخل ہر کارہ امیر کبیر اور رسوا کیے حسب
الارشاد جناب محتشم الیہم کے کڑیے کھود کر جو باہین رکھے اور کہاس اور پڑا لدیئے تھے ایک بضعہ تک بے مبالغہ
یا بدار یکی بمقدار ثلثہ باین معنی تک تند و باکی رہی ہزار ہا آدمی مصدر نقصان اور دست بلا کے ہوئے اور
چھبیسوین تاریخ حادی الاول کی سنہ ثمانین بعد نصف النہار وقت نماز ظہر کے سمت جنوب سے آندھی آئی اور طرف مشرق
چلی گئی اور اسی دن باین خبر انتقال اکبر شاہ بادشاہ دہلی کی لشکر نواب نے نقارچیون کو درود سرا فرمودہ نوبت
مبارکباد کی بجانیکا حکم واسطے ادا کرنے رسم مغفور کے تمام بلدہ باین تزک و شکوہ جو کی نوبت غیرہ کو وضع کا باطل
نہ بجا اور سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری باین شمس الامرا امیر کبیر نے چاہے کہ باین علم جو تقبل اور علم بیت اور علم آب اور علم
اور علم انتظار اور علم رتک کین زبان انگریزی کے زبان ہندیہ باین ترجمہ فرما کر نام ایکا شیشہ دکھائی کہ جسکی
تاریخ آسمانی مولوی حافظ شمس الدین محمد المتخلص فیض سے بھی مفتی تالیف نواب شمس الامرا ایضاً مدعو
شمس الامرا کی ہمت تالیف من بعد علیہ طبع ہو کر بیشمار ارسال بلاد و بلدان اطراف و اکناف ہو کر مصادر
درارث کو انعام عطا فرمائے اور یہ بھی واضح ہو کہ باین دونون باین سے کہ مین ایکدن سواری حضور ساطع
النور بیچ میدان لشکر درگاہ اوجالاشاہ نور اللہ مرقدہ کے بانی معظم الدولہ مدار الدین خان بہادر کا شرف
پرسے جنگہار ٹٹا ہوا متصل مادہ فیل خاصہ کے پہنچ کیا بچہ دار کے بہادر موصوف اس پر سے کود کر کے تعظیم
علم کیے روبرو کان عالی کے دو زخم کاری بیباکی سے ظلم پر اس کرہ بیکی کی لگائے ماننا اللہ تعالیٰ
مہنہ سے کاٹ پھینکا اور بہادر موصوف پشت زین پر کھوڑی کے سوار ہو کر بستور ہمراہ رکاب

ٹھہرا عتاب ہوئے حضور اور جملہ حضار جبارت خلقی اور شجاعت مروتی کو بہادر موصوف کی نسبت پسند کیا اور
احسنت و آفرین کہی جب سوار مبارک پہنچا کر دولتخانہ کو لیکر آئے شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے بہت خوش
ہوئے اور حرارت جان کو اپنے سینہ سے لگایا اور شیشہ ۵۵ بارہ بھی بمین ہاتھی مذہب کے نوکر سپہ سالار الدولہ بہادر
الاول
پس جمع ہو کر انکو بایل طرف اپنے دین کے کیا تہا بسبب اس کے حسب الارشاد والا صاحبزادہ موصوف بتوسط ۱۵ ربیع
کو سیانہ کے سوار تیسرے بار روانہ قلعہ مالوف ہوئے اور مردم قوم مذکور فرد فرد آفرد آمدارک میں اس عمل شنیع کے
پاکر لوگ داخل مذہب کئے گئے اور بند رہوئے ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۵ھ جہانپرور بیکم مسلمی نامدار النساء بیگم
صاحب
و میر ابو القاسم بین الدولہ بہادر قدیم منصدار فرانسیسی سپہ عالم بہادر کو کمال زینت و آرائش اور سازو
ساز کا نیشادی کی دی اور تعاقب اسکے چونکہ عتاب ماحوال شمس الامرا بہادر کے پیش از بین ہی کمال غور اور رو
و فرط مہربانی سے کہلایا کہ ہم کتخدای مسماۃ حشمت لنسا بیگم صاحبہ معتمد منزل حرم بارگاہ سکندر جاہ بہادر کی اقتدار الدولہ
چہوٹے فرزند سے تمہارے کیا چاہتے ہیں تاریخ بہڑ اور تیاری کر دو بہادر محتشم الیہ نے معروضہ کیا کہ انکی
شادی ہو چکی ہے فرمایا کیا مضایقہ تمہاری بہی شادی ہو چکی ہے جو وقت بڑے حضرت غفران مآب
عقد ازدواج سے اپنی صاحبزادی کے سرفراز فرمایا پس بہادر محتشم الیہ نے عرض کیا بہت خوب اور ماہ
شعبان میں رسم منگنی کی قرار دان خواستنی سے جلوہ ظہور کا پایا جلوس تو شاہ کے تمام صدر آرائشہ سے کار
پہلے آدمیوں کو لیئے ہوئے پیدل اور دو بدو ہر جوق کے اثنار راہ قدم پہ اہل کار فرش کئے جاتے
ہے اور تاج لوبان ماہ میما اور پری وشان کلکون قبا کا ہوتا جاتا تہا اور مردم حلقہ باندہے ہوئے
لہرئے ہوئے اور دو بگلے اور بہر کی مشعلیں روشن اور بدستور کہڑے ہوئے اور ناچ ہوتا

احکام دکن کے بیان میں

اور صدر کو اور اکثر عربوں اور پٹھانوں کو اور متصدیوں کو خانی اور جسکی اور راجکی سے سرفراز کیے
پندرہوین ربیع الاول ۱۲۵۸ھ امین اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر کو جب بطن سے جاجی
بارگاہ سکندر جاہ بہادر کے محمد محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب پیدا ہوے تقریب میں جلدی کو
ممدوح تشریف ارزانی رکھکر ہمشیرہ زادہ کو اپنے مشاہدہ کیے اور ایک خلعت فاخر عنایت
اور سراور پیشانی کو لکایے اور یہ فرمایے کہ موجب برکت کا ہی اور نذرین لین اور جواہر بیش بہا عطا
کیے چونکہ آب و ہوا بلدہ کی بہت دنون سے غلیظ ہوگئی ہی سبب سے اکثر لوگون کو بیماری پیدا ہوگئی
ہوجاتی ہی بدستور شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۵۹ھ مین استفراغ و اسہال سے بنی آدم ہلاک ہونے لگے اور اولی
آدمی فرقہ ہنود سے بموجب عادۃ مستمرہ دفن و سنکہ بجانے ہوتے ہر کوچہ و بازار سے گذر کر جہان
جہان کہ دیول ہی جانا اور پوجا ماتا کی کرنی اختیار کیے ایکدن مسلمانون کو توفیق حج دو چار
مقام پر سر راہ جوات کر کے ستمان پرستش کا لوٹ لیا بنا بر دستور جس محلہ مین کہ رقم رہتا ہے
وہان بہی ایکدیول تہا اہل اسلام نے اطراف و جوانب کے اعانت سے مولوی شیر علی کی کہ نامہ نگار جناب
علم منطق ان دیکہا ہی حملہ کر کے دیول مذکور کو توڑ ڈالا اور اسیجا کہڑے ہو کر اذان کہی ہندو لوگ جا
کہ اسکا انتقام کرین مہاراجہ چندولعل نے پاس اسلام کا کیا اور انہین آنکہہ دکہلای الحمد للہ السرور
فی الیوم بہ ہنوز موقوف ہی اور ۱۲۵۹ھ بارہ سی انہا دنہین مہاراجہ چندولعل نے چونکہ تہوڑا سا سلیما
جاہ بہادر کی جانب سے چہ ہزار روپی ماہوار کے چڑہ کہی تہی سبب لیکر تعلقہ کاری موقوف کیا
غرہ صفر ۱۲۵۹ھ بارہ سی انتیس مین ایکدم ستارا لکان مغرب طرف ٹیل جو نوبنگلا تہا کہ راسل
قریب افق اور اوسب قریب نصف النہار بلند دیکہے مریخ ہوتی تہی اور دانکی اسکی طرف مشرق کی

دوسرا

دوسرا مقام دکن کے بیان میں

دوسرا حکام دکن کے بیان میں

اور رسیدنت صاحب بہادر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ راجہ چندولعل ہی فقط پیشکار ہی نہیں تھا بلکہ دیوانی پیشکاری کی بجا لاتا تھا بدستور راجہ رام بخش ہی سرانجام دونوں خدمتگاری دیوانی پیشکاری کی بجا لاوے رسیدنت صاحب بہادر نے بہت تعریف سریچ الملک بہادر کی لکھی اور مکرر سفارش منظور ہونے کی چاہی اور بسطر حکمنامہ درخواست کیا حضور عزوعلا سے کہ ہم فرماویں لارڈ کورنوالس صاحب بہادر سے جانب پر یہ لکھا جاوے کہ اب تک ہمارا آئین نہیں کہ ہم خاکی متعلقات میں نواب نظام کے دخل دیں اور صریح اس آئین کے برخلاف شخص کو دیوان کر دیں خاطر سے رسیدنت صاحب بہادر کے مکرر نامہ لکھا کہ راجہ رام بخش انجام خدمات دیوانی پیشکاری کی نہیں ہو سکتا ہی اور تنظیم و تنسیق ریاست کی اہم امور ہیں اس لیے ایک شخص معزز خاندانی پشتینی امیر ہو تجویز کرے یہ مدار المہام فرمایا کہ اس کے کنارہ طرف سریچ الملک بہادر کے نہ ہو اور آسیطرح کی شرطیں کہ فقط اپنی میں باتیں جانیں اور غیر میں کچھ نہیں اور قید مدت کی بھی کی کہ ایک سفید ہونا اور روانہ کیا واضح ہو کہ جیسا یہ مدار المہام اور دربار عام میں ملاحظہ کیے کنارہ رسیدنت صاحب بہادر کے طرف سریچ الملک بہادر کے عرض کیا اور خود بدولت مشمس الامرا بہادر امیر کبیر کے متوجہ ہو کر فرمایا کہ خاندانی پشتینی امیر کوئی بہت سے سرکار میں ہے یا نہیں اور یاد صفحہ ایک ہمیشہ فرمایا کہ ہمارے پہنچا ہوئے میں ہم انہیں دیوان کریں میں جدل فریق صاحب ہو کر سوچ کر یہ بات نکالی کہ واقعی جیسا آپ فرماتے ہیں مشمس الامرا بہادر امیر کبیر ایسے ہی ہیں لیکن ہمارے اور انکے تعارف نہیں سریچ الملک بہادر کے کہیں کوئی نسبت سے قدیمی چلی آتی ہے اور ہمکو انسے اور انہیں ہمسے کام پڑتا رہتا ہے ہم انکے واقف ہیں حضور فرماتے تعارف کا کیا ہی دربار ملاقاتیں کر لو تعارف ہو جاتا ہی سے پہلے درست کیا

ممالک محروسہ سے زیادہ کیا تہا واسطے سات دی کے بارہ پلٹن لین کی جسمیں ہزار جوان علی العموم سکے تنخواہ
یہ بات بہی پیش نظر ہمت والا نہمت حضور کی احسن نہ کہلائی دی پس انہین آدان بان پڑہ
چورونکا ہوا جناب معز الیہم نے طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کو توالی طلبدہ کو دیئے ہفتہ کے ماہ ربیع الاول
تین سو جوان عطا فرمائے بہادر موصوف ناکون پر انکو مقرر کیا اور اسب حکم دیا کہ بعد دو پہر رات کے کوئی کہر سے
باہر نہ نکلے اور ناکہ والون کو تاکید کی کہ جو کوئی بعد عوصہ مختار کے آجاوے تو صبح تک ناکہ پر بیٹہا رہے
ہوکے بعد تحقیق دریافت کرے رہا ہی ہو تو کی مگر شمس الامرا بہادر کے سپر کے اہل دربار شب اور دو سرے اعزہ کو
کردی آئین بیشتر لوگون کو از بہت ہوی حضور پر نور نے استعفا فرمائے ارشاد کیے کہ یہ آئین اور دستور العمل ہمارے
کا نہین ہے اب کام ضروری ہے تم کو واسطے اسکے آدمی کو نکلنا پڑتا ہی خصوص ناہ شادی پس معلوم ہوا کہ دقت
بہی اگر ناکہ پر آجاوے تو صبح تک بیٹہا رہے خیر دیکہا جائیگا کہ جب بیدار الہامی کہ جناب معز الیہم کے دسترخوان
تنخواہ مین صابر دل اقرباودن کے کار عالیکے کہ نہیو کیا خود دینے تاکید کی اور یو ما فیوما اقتضا کو زیادہ فرمایا بلکہ
ہوکر بائیسوین تاریخ رمضان کی بلدہ سے روانہ آخر آنکہ موضع سرور کر ہوکے اور جناب وزارت مآب سے ایسا کہلایا
کہ تم بلدہ مین رہو اقرباودن کی تنخواہ دیکر آنا بدون فیصلہ اسکے ہم تم سے نہ ملینگے جنانچہ عید الفطر یہی مین
اور جناب معز الیہم کو واسطے مذکر کے یاد نفرمایا پس جب خود کو وہان رہنا ہوا سو عوصہ گذرا اور نہو ز خبر
کی سموع نہوی جناب معز الیہم نے بہی ہر چند کہ تنخواہ اقرباودن کی نہیچی نہی فیصلہ اسکے بہی روانہ کیے اور
ہوکر بطیے تجمل سے اپنی منزل پر جا اترے خود بدولت اسی دن قبل اسکے آئینگے موضع انجا پور کو صبور نہ
ہوئے اور وہان سکونت اختیار کی جناب معز الیہم جب وہان ہمراہ رکاب ہوئے پہر سرور نگر پر نضر

نکل کیے تھے مگر سپاہ دہر اہو تہاب غارت ہو گیا صبح اسکے اسنوین تاریخ میں شخص مرزا سعادت علی بیگ اور خواجہ
غلام حیدر برہ دو برادر نسبتی اور ایک پسر متعلقون سے ایکے صحن سلطان شاہی کے قریب دایرہ میر حسن صاحبان واقع
میں رہتے تھے کہر پہ اپنے چڑھائی ہوئی وہ بھی بارکیے اور آقا دولہ کو پکڑ لیا اناً فاناً ترقی غدر کی تھی کہ
شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے بار یابی حاصل ہو کر گذارش کی کہ قصہ مدینہ کا ہے اور حضرت رئیس المہابین سے کیفیت
امن کی نکلے تو اولی و انسب بندگان عالیہ قاضی بلدہ اور جملہ علما اور مشائخین حنفی المذہب سے اولاً زبانی مرد مہ
شیخ حمید اور نواز خان اور نیاز بیگ میر امام علیخان اور رکاب کہن لعل اور دو منصبدار اسی سرکار عالی اور چہار شخص علما
شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے فہمائش کہلا بھیجے اور حکم بر خاست کا دیا اور انہون نے حسب عالیہ عرضی کی اسمیں چار مدعا درج
کہ رفض و بدعت میں جمع ہوون نا ہو بکتاب اللہ کے سزا دیجاوے دوم کو توالی طلب کی سپرد کی
وجماعت کے ہو سیوم اگر کوئی یار دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہے اور جنابین انکی بد کہے اور ایضاً اہل
اسکو مار ڈالے تو خون اسکا معاف ہو دیگر تفاصیل نجا ہے چہارم سوا اجو آپ حسینون کا ہے مصوب ہوا شمس الامرا بہادر
امیر کبیر کے ہوا کہے اور جملہ کو محتشم المہم کفیل ہمارے ہوون خود وہ کہ حسن علیخان صاحب
ہین تو راضی ہو گئے کہ توالی کی کیونکر موقوف ہو سکے سوا اسکے کل کو دو کہینگے کہ دولہا ہی متعہ ہین
اپنے ہی موقوف کرو چونکہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع فرزندان حاضر تھے اسمین افتدار الملک محمد شمس الدین
خان بہادر نے ہاتھ باندھ کر عرض کی پیر و مرشد خاوند مالک سب طرح سے مختار ہین جسطرح چاہین
اسوقت موقوف ہوتا ہی حکم ہو ہم ابھی موقوف کروا دیتے ہین بالفعل معروضہ انکا پذیرا ہوا
مدینہ کا ہی طول کہینچکا بتحریف نہ ہو گا آئندہ اگر مرقعہ مبارک چاہے پھر بحال فرماوے

پنجہ اپنے دروازہ پر نصب کیے مسجدوں سے علمائی برخاست ہوگئی شمس الامرا بہادر امیر کبیر بھی پرانی جو بگڑی
دولت سر کو اپنے معاودت فرمائے بعد آپ جن لوگوں کو نکالا کوشش کیا تھا جتقدر کو بہمدست ہوکر حسب الالتماس بندگان نواب
کیے اُن لوگوں کو مرحمت ہوا اس روز سے محمد وزیر خدمت کو تولیے پر منصوب اور طالب الدولہ معزول ہوکر اورنگ آباد رسیدہ
سنہ الہند ایں محمد ابراہیم خان تاظم المہمور نے قضا کی چونکہ بعد فاتحہ متوفی کے اولاد سے صلابتخان کی کوئی مرد تھا
زوجہ حال متوفی کی وارث ملک و املاک کی ہوئی و زمام تشبیت کل مہمات کی اختیار میں آئے پر دو الاقدر غلام محمد خان
ابن محمد فتح جنگ خان کے دیے طالب اللہ سے حضور نے کہ نسبت موضع تین چودی طلب کیا اونہوں نے ٹھہانہ دیا طالب اس سے
بیزار چلا کچھ آدمی ہمراہ کیے اس بیچ میں ایں لارڈ کورنر صاحب بہادر کو خانخانہ سے معلوم ہوا کہ بندگان نواب مدار المہام سے
راضی نہیں کرنل لو صاحب بہادر کو کہ ذکر انکا دفتر سوم میں آیا انکا واسطے دریافت کے روانہ کیے کرنل لو صاحب بہادر آئے اور
خود نے عند الملاقات صاف فرمایا کہ سراج الملک کو ہمنے خوشی سے دیوان نہیں کیا ریذیڈنٹ جنرل فرزند صاحب موصوف کا
انہیں دلوائی ہے وہ قابل اس امر سرکار کے نہیں ہیں ہم چند روز رہکر دیکھو جو اوضاع کہ اطوار انکے ظاہر
ہوئے چنانچہ کرنل صاحب بہادر واسطے تفتیش کے کوٹہی میں طرح اقامت کی ڈالی اور خود بدولت شہر
شوال میں آصف کریم واسطے تفریح کے شریف ارزانی رکھے بعد ایک ہفتہ کے وہاں سے سرورنگ کو
جلوہ فرما ہوئے پس کرنل لو صاحب بہادر کئی مہینے رہے اور حقیقت حال کما ہی معلوم کرکے چلتے ہوئے معلوم
ایسا کہتے کہ واقعی آپنے جیسا فرمایا تھا ہمنے ویسا ہی پایا خاطر جمع رکھنے میں جاتے ہی لارڈ کورنر صاحب
بہادر سے کہتا ہوں اور ایسا مختار نامہ لکھواتا ہوں کہ جناب اپنے معزول اور جیسا میں منصوب فرماویں
پس صاحب بہادر کے اور مفصل احوال جو بہانکا تھا لارڈ کورنر صاحب بہادر سے بیان کیے وے بولے اچھا

مقام دکن کے بیان

میں

دوسرا

فصل

احوال

معلوم ہوا ہم نامہ لکھتے ہیں بعد حضور پر نور دل افروز امور ضمن مذکور کے لکھے کہ ماہ ذیقعدہ میں نامہ آیا اور ذیحجہ میں
تاریخ ماہ منہ کی بیسویں تین بجے سنہ ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری مطابق ماہ مئی انگریزی سنہ ۱۸۴۸ اٹھارہ سو
اڑتالیس عیسوی گذار عطارد کا صدم آفتاب پر ہوا اور جو دہویں تاریخ دربار عام میں بسدنت مہاراجہ حافظ
اسکو خطاب کورنر جنرل الاردصاحب بہادر کا کہ درزبان انگلیا نہا کہ ہمکو رقومات ہے رسیدنت صاحب بہادر کے ہے معلوم ہوا ہی کہ سرانجام
الملک بطرح سے سرانجام مہام دیوانی کا دیکے گئے ہیں لیکن وجہ بہتر ہے درستی خدمات کی یہ ہی کہ لوگ جیکے
ناہوا خواہ ہیں جو عرض کہ ایکے خلاف ایکو ہوتی ہی راہ نہیں ہوتی آپ ہے آپ جانکی مقدمات کے فیصلہ ہیں
انہیں معزول اور کو منصوب فرماتے ہیں ہمکو اس کی غرض نہیں حضور پر نور مضمون نامہ کا سرکار دربار اصفار کے
جنرل فریزر صاحب بہادر کو ارشاد کیئے کہ خبر معلوم ہوا اب تم آگرہ دولت ہے آئے اور کو بحال فرمائے ہیں
جنرل فریزر صاحب بہادر عرض کی بہتر کہ اہیں لارڈ کورنر صاحب بہادر راضی ہوئے خود یہ ہوا کہ دلی خوش ہوئے
تو اچھا خفا انہاب کی جاوے سراج الملک ہی قائم ہوئے ہم کلکتہ کا ارادہ کہ ہیں پیش چکے ہوئے اور خود ہے
سراج الملک بہادر کو موقوف فرمایا دربار رخصت ہوکر کوٹھی کو چلے گئے اور سراج الملک بہادر نے انجام دیوانی
ہیں اگر ارتیہ جیٹھ پندرہویں ماہ مذکور کی سراج الملک بہادر کو حکم ہوا کہ تم بلدہ کو جاؤ اور بیعت
کو دیوانی کی منادی ہوئی کہ ہمراہ رکاب کے بی مغز الیہم کا نہوئے سب لوگ جو تیار ہوکر چلے
نہیں بندھ پر ہے تالاب کی پر ہے آئے سراج الملک بہادر تنہا اپنے نوکروں سے داخل مکان ہوئے
بعد پہنچکے خود بھی بلدہ ہیں تشریف لائے اور ایام عشرہ کے اطمینان ہے گذرے پس مشہور ہے
غلام حیدر خاں وغیرہ کے یہ قرار پایا کہ سیف خانہ ابن امجد الملک محمد امجد خاں کو دیوان کرنا

کرنیہ بھی ہو جب کہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کے خاندانی امیر یعنی غلام حیدر خاں بیگ کی عرض کی بہت رعایت نام کو
دیوان ہونیکے سر انجام مہام کا ہم چار ایالیان دولت ملک دیکھ لیکے پیش نام سپہ بہادر موصوف کے لارڈ کورنوالس صاحب
بہادر کو نامہ لکھا ستروین دن جواب آیا کہ اجازت ہمکو ظاہر ہوا ہی کہ وہ اپنے گھر کو بہتر کر رہے ہیں اب ہوا رہی ہے
خانگی معاملات کی نہیں ہوتی یہ بڑا کام ریاست کا ہی اسکا نظم و نسق کیا ہو کاب حضور سالح النور اقتدار الملک
محمد رشید الدین خان بہادر کو بلا کر اور آپ سے کہ ہم تمہارے والد کو دیوانی عنایت کرتے ہیں تم انہیں ضامن کر دو شمس الامرا
بہادر امیر کبیر نے کہی معروضہ پیش کیے خود سپہ پذیرفتہ اور ایسے کہ ہم موافق عہد نامے کے مقدم تسلیم کے مثل اسطرح جانا
اور میر عالم کے خدمت لیکے بیش اختصار اور ہر ضابطے طریق کی ساتھہ کمال خوبی و خوبی سے خدمت مذکورہ
بہادر موصوف کو عطا کرنیکے ممتاز فرمایا جیسا کہ سرخی وار معرض بیان میں آتا ہے بندوبست کا تکلیف فرط
الطاف و جوش عنایت سے جونہی تاریخ ربیع الثانی کی روز چہارشنبہ ۱۲۰۶ بارہ سو چھ ہجری
نماز مغرب کے خلعت تشریف بارچہ کمران بہادر موصوف قیم خانسامان اور فرزند ارجمند امیر الدولہ اور مرد بہ محمد
حامد وغیرہ کے ابلاغ فرمایے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے سپاس بقیاس جناب اصدیت کا ادا کر کے
بقاے دولت دلی نعمت اور رفاہیت بندگان اور آسودگی خلایق اور درستگی امور کی چاہیے
اور بسر و چشم اس خلعت فاخرہ کو قبول فرمایا اور فراخور حوصلہ ہر ایک کے سرپیچی اور دوشالہ اور زر
وغیرہ سے صلا عطا کیے اور عام شاکر و بندہ کو سرکارہ الایکہ جو ساتھہ آیے تھے دو لک روپیہ نقد
کے انعام فرمایا اور تشریف مذکور کو موافق حسب مبارک بیٹھے ہوا کہ حکم دولت کا دیا بمقابلہ خاندان
جانکیدت معروف دولت کے ہوے اور حضار دربار نے زبان تہنیت کی

وقت
دوسرا
حکام دکن کے بیان
میں

شنبہ کی صبح اسکی مخلع ہوکر عماری سے سوار ہوئے دونوں صاحبزادگان ذوالاقتدار عمدۃ الملک محمد امیر
الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کے کوٹھی کو جلوہ ریز ہوئے اور وہاں سے چودہ صاحب
لوگ ہمراہ سیدنت صاحب بہادر حاضر دربار جہان مطاع حضور پرنور ہوئے بندگان عالی نے دالکاہ میں برآمد ہوکر طلب
فرمایا اور روبرو صاحبان مذکور انگلشتیہ خدمت دیوانی اور کالت کی ارزانی رکھی اور سب نے طرح الفات کے مجدد آداب
طرفین سے رسالہ دیباکاہ قدیم اور علم و نقارہ مع کل متعلقات لائق و حال امارت و وزارت کے مباہی کئے جانیکے دستور اعظم
و ہمایون نفس اسوقت چار مذہبین سرفرازی ارتفعہ مذکورہ کی گذرانین بیس جنرل فریزر صاحب کے خصت ہوئے اور بر حسب
فرمایش دربار دیوانی شاہی میں درآمد ہوکر ایک گھنٹہ تک آج ہم مطلعین ہوئے اور جناب وزیر الوزرا آداب خصت بجا لاکر
باہر نکلے چونکہ خلوت مبارک میں تمام امرا اور منصداران واسطے ادائے مجری تہنیت کے دورستہ کچہری ہوئے پہنچے
آپ مع فرزندان حلقہ میں آئے لوگوں نے سبکا سلام لیتے ہوئے کمانی دروازہ تک پیدل آئے اور وہان
سے فیل ارخام پر مع عماری میں سوار ہوکر روپی پہنچتے ہوئے بقول شخصے ع فرزند
رز از کران ناکران : تو کوی مواکنت کو ہرفشان متوجہ بیت الوزرات ہوئے نامہ نگار آصفیہ
تک بیالیس منزلین منازل عمر سے طی کی تھین اور ہنوز نقشہ دربار بندگان عالی اور ترکیب مکانات
خلوت مبارک بسبب لحاظ چند امور مضمرہ کے مذکور نہا ہونے سے ہمکو حسن اتفاق جانیکا ہوا چونکہ عامی
ماتوان اور خلقت بہت تھی جسپر شواری صحن میں بیت الریاست کے سب عرض واسطے
ادائے مجری تہنیت کے روبرو کرد دن وقار اقتدار الملک محمد رشید الدین بہادر کے پہنچا
چون سہ پیش الطاف فرا اور کرم گستر بین فرمائے کہ تم کسطرح آئے ارباب قریب سے

حکام دکن سے ملا
منصب اور اسامت ہزاری ذات و ہزار سوار
اعظم نظام الملک اور صوبداری دکن
کی مع فوجداری کرناٹک بالاگھاٹ منتقل
ذوالفقار خانکے معزولی اور دلاور
نیابت ذوالفقار خان کو صوبداری کرناٹ
اور محبوب امین خان کو اعتماد الدولہ خطاب
اصل و اضافہ منصب ہزاری مع شواری
سوار اور رخصت

دوسرا مقام دکن کے بیان میں

وقت

کہ سبکو استصواب کرکے بارخاطر جمعدار انکے ایکجا فراہم کرکے بعد فیصلہ تنخواہ و قرض کے سرحد ممالک محروسہ سے باہر
چنانچہ تین ہی نفر اس تقریب میں الوالعزم جمع ہوگئے ہیں اور دو مہینوں کی تنخواہ مردانہ رسالہ اور جوانان لین سنگ
وغیرہ کو دلوادیئے غلام حسنخاں ناظم ایلچی پور نے جو سنا کہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر بانو قریب مامور و مخلع ہوکر متوجہ
انتظام مملکت یکسہ بین خوش اور مطمئن ہوکر بشرط سند استقلال جو مہر حضور کی ہو مستر الاکرد دینے قبول کیے
چنانچہ ازانجملہ سو لاکھ نقد بھیجے اور جناب مخدوم الیہم نامہ اپنی مہر کا بتاریخ سکین خاطر انکے کردیئے اور یہ بھی
میں اسکے ایک کلام شریف والیتی بادشاہی کتب خانہ کا بابت عدم طلا کار بطریق تحفہ ابلاغ کرکے مختص اسکی پوں
ہوگی الحق اگر سو لاکھ دیئے اور کوئی چیز بھیجے تو جناب مخدوم الیہم کیونکر قبول کرتے صورت معاملہ کی اس
سوال پر تھی کہ برہم کاردن نے تطمیع و استمالت سراج الملک کی مثل برہان الدینخان دارو غہ ناکر
خاص اور اصلین وغیرہ ہزار ہا روپے لیکر کہ دوچار پیسے تھے کہ دیوانی کمیطح مسترد ہو اور پہلدار الہام
ہیں کہلاؤں ایسا ہو کہ بندگان عالی ہمیشہ کو اس سے ناخوش اور دے پیدل ہوجائیں اور ایسی بے خلافی
ظہور پاوے کہ جسپر جو کسکا ہی کہ اگے قابل اس امر کے ہیں تو کل ہیات ہیں ہی ہیں بنکل جاوے خلاف واقع
جو جو کہ اسکے جیسی آباد وقت پوقت حضور ہیں طرف سے امیر کبیر صاحب جاہ و توقیر کے عرض کرنی مشروح ہے
یہانتک ہوئے کہ وہ سرکار سے قرب رکھتے ہیں اور اہل قرابت کو مختار نہیں کرتے ہیں پیر و مرشد مالک ہیں
خود بدولت تالا دیتے رہے لیکن وہ ہمہ وقت حاضر اور قابو پر اپنے سر کرم تو بھی دو مہینے تک کچھ حکم
نفرمایئے جیسا کہ اول ارشاد کیے تھے کہ ہم تم سے موافق عفو ذنب اور مغفرت منزل کے مثل ارسطو جاہ
اور میر عالم کے مدت لیتے رہے ویسے ہی عمل فرمایئے سعد تاکی سنتے سنتے کچھ خیال آیا

یہ جانتے تھے بدمعاملوں کو رعایت کرین اہل قافلہ اور تعلقدار اور صاحب اور غیرہ سب دیکھین ہمارا مسیہ لین
خانیون سزادین مواخذہ کرین ورکشونین دیتے تھے برعکس عرض کرتے تھے خود تائید فرماتے تھے
انکو پناہ ملتی تھی ہمارا دہونڈتے تھے پھیلے لاتے تھے عذرین کرتے تھے خاوند کا ایک حکم مدار المہام کا
ایک حکم خود تو مالک تھے ہر الاٹ و مختار کار دو عملہ ہوگیا امیر کبیر صاحب و توقیر محتشم الیہم کو اندیشہ ہوا فرمایا
رجاشتہ ہوگیا مستبی انتظام میں برائیان نیز بدستور پہلے کے انہی معنیون کہ یہ مالدار ہین صاحب و جنس اور آپ
تو ایسی بڑی حدمت سے سرفراز فرما ملک مین سرکار پہلے کے خدا رہے اسکے اندیشہ نہ لینا رفیع خدا رہ فرمانا فراج ہوا مین
یہ بات در آئی اقتدار الملک محمد رشید الدین خان کو یاد فرمایا اور تمس الملک کو طلب کیے اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر
یہ حکم صادر ہوا کہ ہم نے اپنا تمام ملک تمہارے حوالے کیا ہے ہم تمکو سپرد کا اختیار دیا ہے
مین نقصان ہو بالفعل استقدر روپیہ داخل سرکار کرو آیندہ تم اگر چاہو کہ تمہارا بہت کچھ وصول ہو جائے
انہون نے جواب بات آپکے قبضہ کا ہے عرض کی ویسے فرمایئے کہ میان بون تو جان و مال ہمارا آپکی
سرکار کا ہی لیکن جلد دین تفویض خدمت کے جو حضرت طلب فرماتے ہین یہ کون طریقہ ہی
روپیہ دینا اور کام لینا شیوہ رست بازون کا نہین ہی ہمنے جو اقبال اس معنی کا کیا ہی محض واسطے
ادا گذران ولی نعمت اور رعایت خلق اللہ کے کیا ہی واسطے اپنے نفع و ضرر کے اس
رک خدمت اولی ہی اور مکان رہنے کے باریاب ہو کر خدمت کذارش کی کہ نمک خوار قدیم
نسل اور بندگان سرکار کے ظاہر کچھ اور باطن کچھ نہین رکھتا ہی اور نہ بسبب کبر سنی اور
نقاہت مزاج کے متحمل اس سفر کا ہو سکتا ہی حضرت نے اور کسو کو تجویز فرمانا اندیشہ ہی

استاد سرا کہ پانچ لاکھ روپے جو ماتبہ تنخواہ صیغہ سالہ اور باکاہ کے اخراجات دیوانی میں داخل حرف آخر کیے
تھے ماحق ان لوگوں کا بھی چرچا چھیڑ کیا اور دنگہ دیے عادی ماہ بماہ تقسیم لینے کے تھے اور ٹالتے
اور باقی غنیمت پس لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے جو یہ ماجرا سنا دل فیر رضا صاحب اور رسیدنت کو یہاں
لکھا کہ تم ہمارے طرف سے ایلچی ہو مودت شمامہ و اسیطے رفع ملال اور رسیدنت استقامت سرکار نظام کے پس لارڈ
بہادر امیر کبیر کو ارقام کرو اور یہ بھی لکھدو کہ ہم بعہود سے انتفق کی جاتے ہیں اسواسیطے کہ وے بہت دنی
تھے اور ہو خواہ دولت آصفیہ ہیں چنانچہ رسیدنت صاحب لارڈ صاحب نیقہ دولت اکبر بجوبدر
حاضر دربار ہوے اور ملاحظہ ہیں حضور کے لائق جواہر دیکھ کر وا اچھا بجواد و قیمکہ ہمیشہ ارسال بلاد
اسکا بہاب پیا ہی بہت شہرت کے نقل آسیا لکھنے میں نہیں آی جزب بموجب اظہار بالا کے معاملہ طرفین
امیر کبیر وزیر باندپر کے بھی روکردان ہوا پر خود بدولت نیز راجہ رام بخش بہادر کو جو بعد عزل مسبوق
الذکر انکے خوف سے قرض خواہوں کے کہر سے اپنے زنانہ لباس پہنے ہوے بیانہ کے سوار داخل حضور
مبارک ہوکر کوٹھی کے مکان میں جگہ پناہ خداوند نعمت کے بیٹھے ہوے تھے بعد لاکھ روپیہ
نذرانہ گذرانیدہ کرنے میں اس آستہار یا مزد فرمایے اور روبرو بلوا کر توقیع بہ مکرر سرفرازی
عزت سے انکی جویلی کو روانہ کیے اور مقابق سیکے بیسویں تاریخ شہر شوال المکرم کی پنجشنبہ کے روز
سنہ الیہ میں خدمت پنشکاری کی مجدد انام صمت ہوی اہل دفاتر کو حکم ہوا کہ منقولہ الیہ سے موجب
پس اٹھائیسویں تاریخ ذی قعدہ کی یکشنبہ کو سنہ روانہ میں تمام رات میہ برسا نہ تھمی
رود موسی کو طغیانی ہوی جملہ مکانات دو طرف ساحل کے دور دور تک بسبب کثرت فصیل کہی

جاکیے شکستہ ہوگئی اسدن اردو کے حساب سیدڑ ابشر زلعنی الہ بارش ہمایکہ اول نوکھنیے ڈیے دوسرے نو بجے تک یا دوم
سات انچہ مینہہ برسا اور تمام فصل دن برستیل انچہ صورت طوفان کی تہی اندھیاشہ ذرہم کیا دس بجے تک دیوار یں اور در
مکانات بہیکے ہوئے اس بالمیا یکے کرتہ رہے اور تیرھوین محرم ۱۲۶۶ بارہ سو چیاسٹ مین سوا آجنگ عظیم سابق سے وضع
قطیے کوڑہ پر درمیان شیعہ اور سنی مذہب کی لڑائی ہوئی لوگ مارے گیے کہ جلائے گیے کوتوال بلدہ بجرد وقوع امر ہذا سنکے
اپنی زدت سے جاکر اہل خلاف کو پکڑیا اور فتح شاہ قیصہ کیا سانوین جمادی الاول کی جمعہ کے دن عید نوروز کے دربار مین بندگان والا
حضور پر نور نے محمد محی الدین خان بہادر عرف شیلی صاحب منعم منزل ضلع الصدف اقتدار الملک محمد رشید الدین بہادر کو الحاق
شاہی کیے اسوقت زمانہ خاصمین مہمانی نہنے طلب فرمایکے تیغ جنگ بہادر خطاب مورونی جداعلی کا انکے
عنایت فرمایا اور راجہ رنگ راو کو سرپنچی سے بابتہ تقویض منصبداری پاکاہ سرفراز کریکے اطاعت
شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی مامور کیے اور عمدۃ الدولہ غلام حیدر خان بہادر کو نوبت اور فرزند
کو انکے حضرت بیجنگ خطاب مرحمت فرماکے مقاب اسیکے ماتہہ مین کیدانت جدید تعلقات کی جو غلام حیدر خان
موتیے منکو اکر راجہ رام بخش بہادر پاس بھیجا دیے اور سمہ الدین اسمٰعیل خان مولوی شاہ علی کہ قرن
ریاضہ مین بدطولی رکہتے ہین اور رسالہ قوشچی اور کتاب شرح چغمینی راقم نے انسے دیکہا ہی ایک رسالہ مسمی
مصباح الافلاک رد ہین ہیات فیساغورث یکے تالیف کریکے تحفہ مجلس ہمایون شمس الامرا امیر کبیر بہادر کا
گیا جیسے پہر مسودہ اوراق بہ رجوع کرتا ہی طرف مضمون بالا یکے واضح ہو کہ راجہ رام بخش بہادر نے بھجر دکہال
ہونیکے یاد صف قریب یک ثلث راقم زیادتی مخارج اور کمی مداخل ممالک محروسہ کی در دوازدہ
جو دوعطا کا کہولدیا اور قدیم کو جاری رکہیے رہیے درباہ یکے لوک نوکر رکہیے کم مواجبون کے بیچ

مقام دکن کے بیان میں

اپنے حضور میں روانہ کیے پس منشی مکرم کے روز چوتھی تاریخ ذیحجہ کی دربار ہوا جس میں فریزر صاحب بہادر آئے اور پانچ
صندوق دکنا دربار تک ایسی کھسکو کی کہ پہچ در برخاست ان کے اسپوف رام صاحب بنکارے پہنچے تو بعد شاہ
ظہور الدین وغیرہ چھ چار آدمی سرکار راجہ صاحب کے گرفتار ہوا فتہ اور ذخیرہ انکا ضبط سرکار دولتمدار ہوا اور
آخر محرم شروع سنہ ۱۲۶۷ بارہ سو سینتیس ہجری میں بتاریخ عمدۃ الملک محمد رفیع الدین بہادر اور اقتدار الملک
محمد رشید الدین بہادر پسران صاحبزادگان شمس الامرا امیر کبیر حسب الحکم سامی واسطے استقبال کمشنر ایجنٹ صاحب بہادر
چنانچہ پہلے جو بنا بر رسم جاری دولتمند ہوتے ہیں دو دو سرا کے اپنے بہنوئی کے یکہ شمس الامرا پر نزول اجلال فرما ہوئے چنانچہ عمدہ
پانچ کہڑی دن چڑھے صاحب بہادر وہاں آئے اور ہر دو صاحبزادگان مرصوف سے ساتھ کمال تعظیم
اور تکریم کے ملے اور خیام میں اپنے جا دیے جس بعد دو کہڑی دن رہے واسطے ضیافت
کہانے کے خیمہ گاہ میں صاحبزادگان مذکور کے آئے اور پانچ کہڑی رات پہنچے متبرع فارغ ای
محظوظ جانب فرودگاہ اپنے مراجعت کی اور علی الصباح کمشنر ایجنٹ صاحب بہادر اور ہر دو صاحبزادگان
ذوی الاقتدار وہاں سے ارادہ کوٹھی کا کر کے باتفاق سوار ہو کے اثنار راہ پرانی عیدگاہ پاس آ کر
اور چندی توقف کر کے پھر وہاں سے جو سوار ہوئے تو آپس میں اختلاط کرتے ہوئے کوٹھی تک آ کر فرو
آئے پس کمشنر ایجنٹ صاحب بہادر اور بڑے صاحب بہادر کے ملاقات ہوی وہ تو داخل کوٹھی ہوئے
اور ہر دو صاحبزادگان شمس الامرا بہادر اپنے اپنے دولت سرا کو مراجعت کیے بندگان عالی
عنایت فرما کر مرصوف واسطے صاحب بہادر کے خاصہ عنایت کیے پھر دوپہر کو صاحب للملک
بہادر بھی پروانگی سے حضور لامع النور کی کوٹھی کو جا کر صاحب بہادر موصوف سے

اس مرد کو شہ کرین کو کہریں بلوا بھیجا اور جب شاہزادہ حاضر ہوا خدمت شکایت نامہ مرد کہ ایک سو بیس روپے
کی سوغات قبیان دو ہزار روپے نقد غایت فرمائی اور سو جوان اس کے بیس جو بدرقہ میں خدمتگار دیں منصدار چاہا
بہت شاباش کر دفعہ ساتھ دیکر روانہ کیجئے اور جو یاں ان الملک بہادر کی اسکو ارشاد کیں سو اسکے اور بیس ہزار روپے
کی پروانگی راجہ سبھو پرشاد کو واسطے مرفت شاہزادہ بھیجی صبح اسکے بارہ ساعت بخوبی بعد موسی الیہ عمارت میں تشریف
لیگئے منشی رشید الملک اور کل عہدداران فوج دیوانی واسطے ملاقات رخصت چاہا درکے کوٹھی کو گیا دہاں جمع
کندرا ایندہ آوبکا عطیات خاوندی سے جو حصہ کہ نامبردہ کا تہا اور جقدر کہ صرف میں اسکے آیا سو آیا باقی مستمر
ہوا اور مدار المہامی بستور معمول رہی پس طغرا الدولہ کی این و آف واسطے طلبیدن خواہ سکے کئی روز تک فساد
اندر کرکے کر رہے تہے چودھویں تاریخ جمادی الثانی روز دوشنبہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو انکی برہانپور کا
کا حکم ہوا بہادر محتشم الیہم دو سو آدمی واسطے فہمایش کے اور چند جوان بار اپنے علاقہ
بار رعیت و اسب بھوا بھیجے دیے کنوار لوٹنیہ کہڑے ہوئے ان جوانوں نے بار کر اونہا دیا
اسمیں جوان اسمیں کے رضی اور دو سہ دیگر ناحق کشتہ ہوئے انہیں آدمیوں نے بیدقاعدہ مار دیا
اپنے قبضہ میں لاکر سرشوری کا بلند کیے تہے صبح کنبٹ کی جا کر خوبانکی کوتہالی کی اور قلعہ کا
کو دست تعدی کے ظالموں کے چھڑا لیا اور اُن سبکو باہر کر دیا اور اخبار سے اسا معلوم ہوا کہ جونہی
تاریخ رجب کی نوزدہم شنبہ آدہی رات کے وقت کرنول ابن رود تہمد یا کو وقتاً ایسا جوش
ہوا کہ نصف شہر کیا اودیجا پوری تجار لوک بڑا نقصان اوٹھایا غرہ شعبان کو بیرعلی صعدار
بکہر پر قصد ہوا دو چار آدمی طرفین کے ایک دو تماشای مارے گئے سلطان عالیجاہ کے

عبدون نے جمعدار صاحب کو پکڑ لیا اور دو سپاہی کو جملہ سپاہیوں کے جمعداروں اور سب اداروں کا در دست سر آغا علی
بر دنکہ ہوا خود نے یہ ٹھہرایا کہ دو لاکھ روپے نقد دلوانا اور نرہ ماہ سنہ یسے تیجہ جاری کر دینی وہ نہیں لیکن بجوبیں
بذا ظہور میں نہ آئی در نبولا لال دروازہ اور فتح حصار بلد کا بہت پرانا ہو گیا تھا بنایان شہر نے اہتمام سے
عصر کے کر از سر نو پھر ہر ایک کو کھڑا کیا اور تعمیر دونوں کی بدستور علیں آئی بعد اسکے ایک منصدار رسالہ جوش
فکر احمد علی نام شہید تخلص قریب مکان بدر جناب عبد الدین علی خان بہادر کے رہنا تھا دفعتاً بیٹی سیکی تنگ دشمنگا
میں سے غایب ہو گئی در غریب تلاش نہیں تھا اور کہر و اسکے سب حیران کہ الہی کیا ہو گیا اسیں تین یا چار روز
ہوئے تھے کہ چودھویں تاریخ اسی ماہ میں علے الصباح منصدار مذکور نے جو باہر جانیکو گھوڑے پر ایک کپڑا چادر
میں بندہی ہوی باہر دروازہ کے رکھی پایی اسکو کھولکر دیکھتا کیا ہی کہ لڑکی اپنی ہی ہی کسونے جان سے مارکر
ڈال گیا ہی لیکن زخم کسی چیز کا چیسم نمایان نہیں اور قابل نا معلوم حضور میں فریاد ہوا خود نے ایک رقعہ
دلوایا جسمیں اور سب فرمایا کہ بالفعل اسے دفن کرو اور ایکہ کچھ دریافت ہو سکی اسوقت دو اسے حال لیا جاوے
قصاص کے پہر تار ہا آخر کار جب دادکو نہیو تجا نام سے ایک رومی کے کہ وہ خسر عبد الدین علی خان صاحب کا
ہی شناخت دیا اور زر دیدہ نسیمیں مستغاثی ہو کر جا بیٹھا پس آخر ماہ میں ایک نمیقہ لارڈ صاحب بہادر کا نام سے
حضور سے آیا اسمیں مضمون تقاضا زر قرض سرکار کمپنی کا تھا سراج الملک بہادر جمیع مقدمات کا زمہ لیا
کر یکے کر دیوان ہوئے اور نہم ذیحجہ تاریخ رمضان کی بار رشید الملک منشی خاص نے عالم جاودانی کا اردہ
اور فرزند اسکے ابتدا سے سن تمیز ہی خدمت سے منشی گری کی ممتاز ہوئے بائیسوں روز پنجشنبہ دو پہر کے
وقت دفعتاً رود سوی کو طغیانی ہوی اکیس خانہ پل کے پانی سے بہر گیے چند آدمی جو اسپر حاصل

غافل کہہ بیٹھے یہ کیے اور جو اب بھی ملف ہو کے تیسری تاریخ شوال کی دو شنبہ کا دن پھر ایک سو دو کر
وارد بلدہ ہوا امیر امرا صمصام الدولہ صاحب آپکے کل ارکان دولت و ادنی اعلی سوائے خود کے سب ملاحظہ کیے لیکن سیدی مولی
یہ یا آخر ذیقعدہ ایک جا کہ پانچ ہزار روپے سال کے مواضع ہندون میں سجادہ نشین کو حضرت خواجہ معین الدین حسن
قدس سرہ جو وہ کئی روز سے تصدق فرمائے حضور نے مہر بند دیئے تو اضح کیے اور نویں تاریخ ذیحجہ کی عرفہ کی روز مجھ
وزیر کو توالی کے موقوف اور بام ہوئیں کو فضل الدین خان بیٹے امام الملک کے اس کام پر مامور ہوئے بیسویں محرم الحرام سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو
ارادت ہجیر ہمین کو پنڈت رادھا کرشن کو حسب الارشاد دولا صاحبون نے لیجکر داخل قلعہ کو لکھنڈہ کیا پھر جو دہمین
صفر کو خدمت سرداری کی توالی کی حسن علیخان طالب الدولہ کے طرف سے مقرر ہوئی آمین مزاج اکبر جاہ بہادر کا پھر آ
ہوا بشرالنا سیکم صاحب و اسطے عیادت آپکے گئے اور بھائی کو اپنے دیکھنے آیا سترہ آمین تاریخ ربیع الثانی کی روز
شنبہ بہادر معز الیہم ہوئے اور کوئی رسم تہنیت کے بلدہ مین عمل مین نہ آئے پس بائیسوین کو واسطے
تفریح طبع اور سیر سبزہ زار کے خود رونق افزائے سرور نگر ہوئے پانچوین تاریخ جمادی الاول کی
وقت مراجعت جو نکہ سراج الملک سید ابا غنین آئے ہوئے تھے جو مین خبر سواری کی پہنچی وے
بھی شہر کا ارادہ کیے مہدوی پٹھان دروازہ باغ کے نیمہ دیکر واسطے طلب نجواہ کے جو
تھے نہ آئے ہر چند کہ بہادر معز الیہم نے واسطے سوار ہونے کے تامل فرمایا اور چاہا کہ وے
اول مان لین تو بہتر ہی لیکن حاضرین نے فراج کو پھیر دیا اور کرسی میانہ آیا یہ تو مستعد رہے اٹھکر
انہین آن بیٹھے مرفع بجنے لگا دیے بولے اگر ہم اسلام بھیجے ہوئے تو عزت ہی کیا تھی ہنسے سپہ سالار
ہی جہت تیار ہو کر واسطے حاضر ہونے کے میدان آ کھڑے ہوئے یہ مین جو لوگ تھے دلاور خان محمد خان

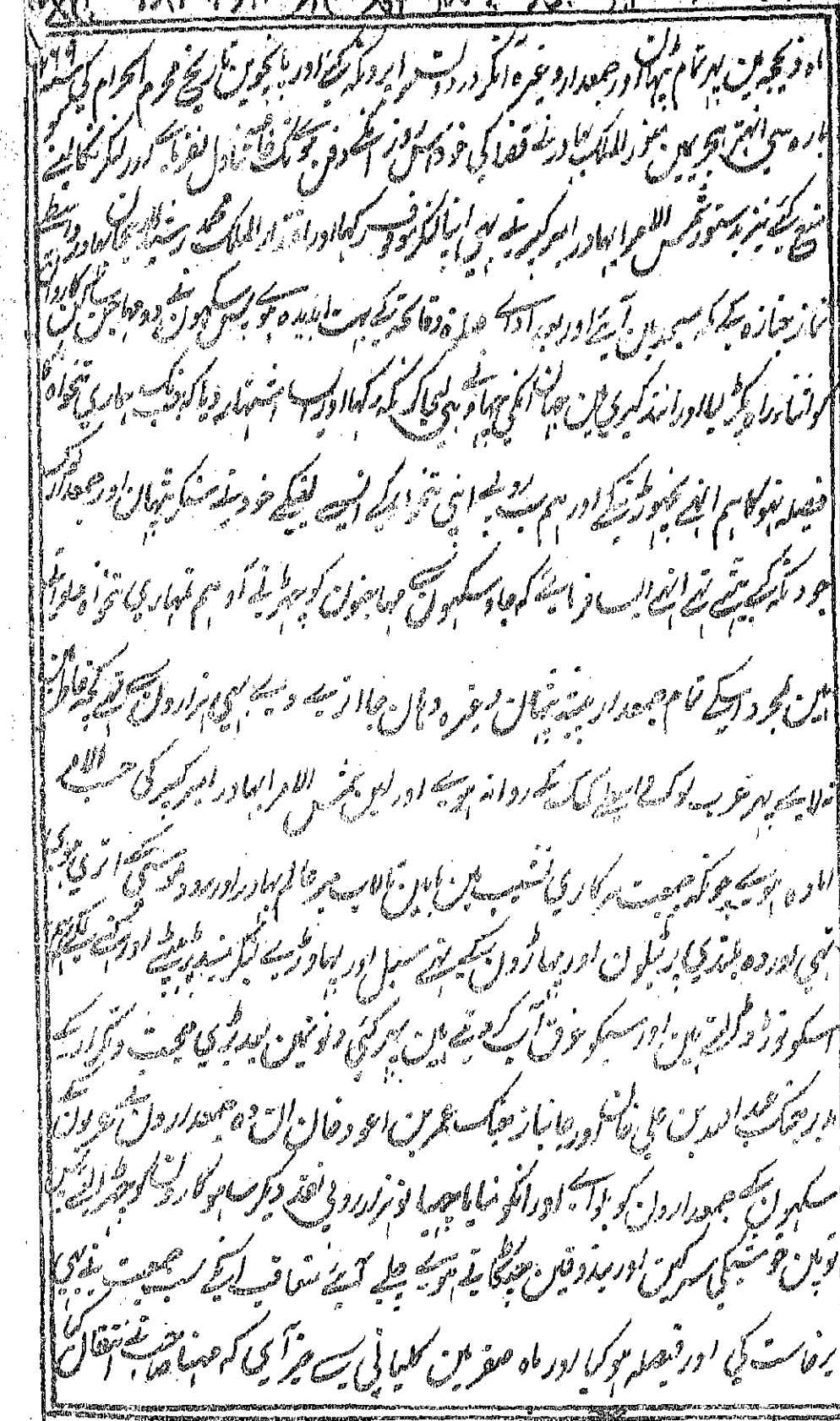

حسب الارشاد محمد وزیر واسطے ضبط مال و اسباب اسکے روانہ ہوے اور جملہ مال متروکہ بسکے انیس ہزار روپیہ
نقد اور چھ سو اشرفیاں داخل خزانہ کیے اور ماہ ربیع الاول میں جملہ عاجز آدمیوں کو واسطے ضبط تنخواہ کے حضرت
سپارکس میں آپٹے کچھ بندوبست نہوا چھبیسویں تاریخ ماہ الیہ کی روز چہارشنبہ حسن علیخان ظہیر الدولہ کو تو ال محکمہ
اور ایک رسالہ کا متعینہ انکا کیا وہ بیس کا کام پرگنہ سپارکس کا مامور ہوا اور محمد سعید نام جلتی خواجہ سرا جو اس پیشتر
حسن علیخان کا تھا مختار خدمت ہوا اور چھبیسویں تاریخ ماہ مذکور کی جنرل فریزر صاحب بہادر خدمت متعلقہ کو الملک
دیکر روانہ وطن ہوے ساتھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کی پیر جعد ابال اور اناخان کے بھائی بند رخصت
بہادر سے ملکر ہوا اور چھبیسویں تاریخ ماہ الیہ کی روز دوشنبہ کرنیل لوصاحب بہادر بجاے جنرل فریزر صاحب بہادر کے داخل
کوٹھی ہوے اور بعد ورود صاحب موصوف کے کئی دربار ہوے اور ہر وقت لشکر تنخواہ سیاہ گشت کی رہی
آخر الامر خود بدولت بنفس خام اکاون لاکھ روپیہ ملک از انجملہ صفیش لاکھ بابت تنخواہ
اور تنخواہ اور باقی اخراجات دیہات اور قرض سابق وغیرہ بین احاطۂ قلمرو سے اپنے سپرد کیے
فرما کر تقاضا کو بروقت سے رفع کیا چنانچہ مفصل بیان اسکا آخر بین دفتر سوم سے آویگا انشاء اللہ
پس تیرھویں تاریخ شعبان کی روز شنبہ مہر خاص تنہا مہ ہذا پر کیے غایت کیے اور اسی دن
پہر رات گزرے بیمار ہی سے بیضہ وبای سے جہان پرور بیگم صاحبہ خاص زوجہ مغفرت منزل
کی سوتین اور ستروین کو ماہ الیہ کی میر قیض الدین کلان پسر مغل علیخان بہادر سے بہی
اوسی صدمہ سے جان بحق ہوے اور اٹھارھویں تاریخ شب جمعہ سراج الملک بہادر سے بہی
قضا کی اور اکیسویں تاریخ پہر بانک بخش خدمت کروڑ گیری پر عزل ہے بالکند کی تابش

چادر کہات ہے کہ جسکا ذکر آوے یکا اور رحمت محل یہ ابی چوبلی ہین احداث ہے نواب ہے ہی الحاصل اگر تمام تر
برس سے زیادہ شمس صوبہ دکن کی زیر فرمان واجب الاذعان اولاد امجاد نور مضجعہ آصفجاہ نظام الملک بہادر طاب
ثرہ بیکہی اللہم زد فزدتم زدت تا ہو رونق عارض تابان ہے مہر و ماہ بیکہ ہ مدح پایال ہو اولاد آصفجاہ بیکہ

خاتمہ دفتر دوم بنا بیضے بلاد و اماکن و قلعجات مملکت دکن اور کئی رسوم عام اس نواح بیکہ اور جو
تسمیہ بعض مقام خاص حیدرآباد اور وہان کے نامی ایوان و باغات بیکہ نہین مفصلہ احوال ایصا ہیدہ بعض
اور کوشوارہ صوبجات مرتبہ ہے کہ اب راقم مختصر احوال بیضے اماکن نامدار کا کہ بالا مذکور نہین ہوا اسی اور
چند مقامات اور رسومات اس دیار کے جو خواص و عوام مین شایع ہین اور مزید معلومات اسکے
طبیعت نیقد و فطن کیا ہیل چونکہ عند التالیف دستیاب اور اق گذشتہ بیکے کتب سابقہ ہے استنباط
پایا تہا لکہنا انکا ترک کر دیئے اولی و انسب سمجہ کر اس خاتمہ قلم مین لاتا ہی اور حقیقت آن باتے
و عمارات خاص بلدہ کی کہ بیحد وسعت و رفعت مین بی مثل اور نفاست و لطافت مین بیبدل ہین
اور کیفیت شہر عجایب اور تفرجات غرایب کی جو کہ فی زمانا اصداث بایی ہین اور ہنوز
پیرایہ ترقیم کیفیات ہے ہیکہ عاری چونکہ معاملہ دربار کا ہی اور معلوم ضرور جانکر لکہتا ہی تا
ارمغان مردمان آیندہ کا ہو ذکر بنای قلعہ دولت آباد داضح ہو کہ مملکت دکن مین
قلعہ دولت آباد اول خاکیا ہوا راجہ ایل کا ہے پس سبب کر ارش دور دوار کے تقرفین رام دیو
آیا اور بیحد پسند ہوا جب بانو نجر ہین بقول بعض ملک علاء الدین برادر زادہ سلطان جلال
الدین خلجی دہلی کا اور بقول بعض خود سلطان بنفس نفیس انواج بیحد ہے

دوم

دفتر دوم

دفتر دوم

تشریف فرما دیکھا تنہا وہاں جا کر جو نظر کی اس سنگ مزار پر ان حضرت کے دست مبارک کا یا ان کے نقش پا کا
روضہ کو سچا صادق جانا اور سجدہ ایک محراب بنوایا اور ان کی دست مبارک کے بعض تراشے کہ ابھی قائم کیا پس کبھی
کبھی آپ واسطے فاتحہ کے جایا کرتا تنہا یہ بات ہندوؤں کے نابسندآئی اور رنجیدہ اور متردد ہوئے کہ انکی عادت
کا دل آیا اور بدستور انہوں نے میلا کی جس الفاظ ابراہیم قلعدار ہ آپ کی کہ مقام جلالصاحب کو کہ
اور جانب شمال ہو کہ کی دور صحرا میں روشنی دکھائی دی پوچھا کہ یہ کیا ہے فوج ہمراہ کہ یہ کیا ہے
کا جو ہمہ وقت حاضر رہتا تھا آپ سے یوں عرض کی کہ یہ کیا ہے کہ یہ کیا ہے
آجکل پانچ سو بیچ ہو کہ جس کیا کہ یہ کیا ہے سلطان نے فرمایا کہ یہ کیا ہے
سابق سنگ تعجب کو اپنے وہاں تنہا دیکھا کہ یہ کیا ہے
وڈالا اور رنگیا اور ملکا جو پوجا کہ یہ کیا ہے مسلمان ہو کہ یہ کیا ہے
بارنجی جناب شاہ مردان کہ ولادت کی یہ کیا ہے وہاں کیا اور جس پر اور انبی علیہ السلام کا تربیت دیا من بعد
جو قریب سنگ کے ہے قدم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رکھو ہے پس سنہ دین کہ ماہ الیہ کی کہ جس سنگ
نیز خواب دیکھا تنہا عرس اس جناب ولایتمآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقرر پایا اور رفتہ رفتہ
مکانات کہ ان نقار خانہ بالای کردہ اور دو اسفین بمقبرہ اور باغات صنادید بلد بہت احداث کیے تا
لوگ امیر امرا صنی کہ رئیس اور اہل حرفہ بازیگر دوکاندار اور دیہاتی اطراف و جوانب سے سال بسال اس جا کر جمع
ہوتی ہیں اور نیاز و فاتحہ اس جناب کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں اور اس کے ارباب حاجت روشنی نفس
حوانی اور اقسام کے مانتے وغیرہ ہیں سب تکلف کرتے ہیں کہ مانوق اس کے اس مملکت میں

دفتر دوم

باغ جہان نما کا بیان

باغ کا اور کیاریان چمنستان جہان نما کہ ین آسمین دو طرف مکان بیضی بطور نشیمن اور تین کول حوض اصداف
ہے جملہ اراضی اندرون باغ کی طول لگ بھگ سو کز اور عرضاً تین سو کز ہی بعد اسکے اہتمام سے کپتان میسٹر جان صاحب
کہ رئیس فرقہ جملہ ملازمان بنگالہ نواب ممدوح بیس بنے کچہ فاصلہ پر باغ سے رہے شاہ راہ عام کے ایک بازار وسط مین
کول اور مین طرف اسکے دکاکین پختہ دو اشکوار اور اسپر ہر ایک کے تین تین کمانی دروازہ ایک انمین سے بڑا اور
دونون پہلو مین دو دو دروازہ متوسط اور ایکطرف بازار کے شکوہی محکمہ یعنے چاوڑی اور باہر بازار کے لیے ہوئے
دیوار کے ہر سہ شمال و جنوب کے تین مکان جہادی لکی سواران رسالہ و توپخانہ آہنی و جنسی کے اور پرے مغربی
دروازہ بازار کے ایک گنبد یعنے بالا بچہ آب شیرین کا مع ایک مکان خورد تیار ہوا پس انصرام ہے غازی الدین خلف اظہر الدین
کے جنمین ہن مکان عمارت آپا مین باغ کے دو مکان اور جانب مشرق اسکے ایک دوسرا باغ مع کچہ نسی
شمشیر کنج کہ دروازہ آمد و شد اسکا شرقیہ طرف دروازہ علی آباد منہ کے ہی اور دو مکان جنمین
قصر جہان نما کے اور جانب جنوب مغرب بیل اس قصر عالی کے پیرون دیوار حصار میدان وسیع
نوعہ نو اور آب سے روز کار کے اس وضع پر کہ بیچ کا مکان منمن صحیح کچہ فاصلہ پر اور محاذی چہار اضلاع
مشرق و مغرب و شمال و جنوب اسکے چہار مکان مستطیل اور انسے تہوڑے فاصلہ پر محاذی دو دو کے چہار
اضلاع بایں دالان دالکنی دیوٹ کے دوسرے چہار مکان وہ بہی بیشتر مستطیل اور مابین کے دیوارین
متواری ایکدوسرے کے بیچ در بیچ بہت خوشنما مانند خوبان جہان کے اس وضع پر تیار ہوئے ہین
کہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین جانے والے کو بہت مسافت طی کرنی پڑتی ہے
بلکہ راہ فراموش یہی کر جاتا ہے اسطرح سے کہ جس مکان سے نکلا تہا پہر اسمین

تتمہ دفتر دوم

دفتر دوم

ظہور میں ایک شتر مرغ ہی اور نہیں شیر صحرائی ہوتے ہیں بیچ میں ایک سمت باہر باغ رکھے ہوئے ہیں اور
ضاعات سے مقام مذکور یکہ یہ ہی کہ ایک کوہ مصنوعی چوپلی ایک مکان میں ایک چار پایہ سے آویزاں ہے کہ اسکے چاروں طرف
مانند دہانہ کڑاہ کے اور ایک بارہ دری اوسکے بیچ سے نکلا ہوا ہی کہ منتہا پر اسکے ایک چھوٹی سی قبہ لگی ہوئی ہے اور وہ
انسانوں کے کلام کرتا ہی اس وضع پر کہ وقت تکلم ایک شخص ایک قبہ کو لیکر اپنی ناف سے لگا کر کہڑا ہوتا ہی اس سے
جسطرح کا سوال کیجیے وہ کو یہ جواب صاف دیتا ہی اور وہ یہیں جب الارشاد امیر معز الیہم کے تیار ہوا ہی اور قبہ
سوا ان جناب کے کسو کو معلوم نہیں ہی اور جناب ممدوح بھی تیسری چوتھے روز کبھو صبح کبھو شام
کے وقت واسطے سیر مکانات کے تشریف فرما ہوا کرتے ہیں اور کبھو کبھو سال میں ایکدو وقت صبح
صاحبزادہ اقتدار الملک بہادر دام اقبالہ کے ہفتہ عشرہ اقامت بھی فرماتے ہیں ذکر راجباغ
واضح ہو کہ سابق میں باہر فتح دروازہ کے چھوٹا سا باغ ناکرام کا تھا اب اسکو بہادر کہ جسکا
مختصر احوال اسکے بعد ہی بیان کرینگے میں آتا ہی آخر عہد میں نواب مغفرت منزل آصف جاہ
ثالث کے سکونت دہ کیا اور اسمیں ایسی ایک عمارت عالی بنائی ہی کہ وسعت و رفعت میں
بیچ اس نواح کے طرا اپنا نہیں رکھتی مشتمل اطراف و جوانب میں اسکے حوض اور مکانات بہت سے ہوئے
سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس سے آٹھ برس تک سلسلہ تعمیر کا چلا کیا چنانچہ مادہ تاریخ اسکے اتمام کا
باغ آرام اور ارام باغ ہی کہ جس سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تینتالیس میں مستوجح ہوئے ہیں اور بالی بہادر کی
ہی کہ پندرہ لاک روپے اسکی تیاری میں صرف ہوئے ہیں اور اسمیں بڑی بڑی ضیافتیں بندوبست عالی
حال حضور مدظلہ العالی اور دکھلانا ہ انگلنڈ کے ہزار ہا روپے کے اطراف راہ نے

دوم

دفتر دوم

چند دلعل کے احوال

راجہ چند دلعل بیٹے راجہ نابا بن داس کے اور بھائی راجہ جنارا بن داس کے بھیمی رام
بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے
بیٹے اور بھیمی رام بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے بن بیٹے سوا چند کے
بیٹے سوا چند کے بن

کیا کرتے اور لکھیت راو اپنی ذات پر جب ناکرام رہنے یہ بات سنی اور ایک روپیہ اضافہ راجہ کا کیا اور عنوان
شباب میں بمنصب شجاعت شعاری اور کارداني سے راجہ کی آگاہ ہو کر ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا اور بعد
چند روز یکہ جب ناکرام مرحوم اور کام اپنے فرزند لکھیت راو کا بالکل اختیار ہو گیا بدیع العدل خان کو دربار سے ہو کر راجہ صاحب
سے اطاعت اپنی اختیار کی رخصت مذکورہ بنیہ جب اور ہر طرف نذر محمد خان کے قتل کی جانب نظر راجہ موصوف کو
محرری پرسبز منڈی متعین کیا پس ہر روز صبح کہ بعد اتمام نماز پنجگانہ اور حساب کاری بہاجی وغیرہ کا لکھنا
معمول راجہ کا قرار پایا کہتے ہیں اسوقت بھی راجہ صاحب چندان مقدور نہ تھا حساب شام کو بعد انفراغ مقام معلوم سے
رخصت کر کے مکان کو جاتے تھے فقط ایک خدمتگار کا لڑکا کار سوام بستہ حساب کا بغل میں دبا کے ہوتے ساتھ
رہتا تھا لیکن معاشین سے اپنے اثنار راہ کو زبان فقرہ دیتے ہوئے قطع مسافت کرتا دستور راجہ صاحب
کا تھا جناب بخشی بیگم صاحبہ بڑی زوجہ غفرانمآب کے اس عمل نیک سے مطلع ہو کر کام بیلے کا عنایت
فرمایا پس خیرات راجہ صاحب کی زیادہ ہوئی اور اللہ جل شانہ نے مرتبہ کو بلند پایگی بخشا
بعد عہم ٹیپو سلطان کے تعلقہ تالیٹہ کا راجہ صاحب کو ہوا بعد چونکہ اُن روز دن خدمت مفوضہ
اور خدمت کرور کیری بلدہ کی متعلق ستمبر جنگ سے تھی مفوضہ نے حضور سے عرض کر کے
کار پردازی تعلقہ موروثی کی راجہ صاحب کو دلوائی اتفاقاً وہ ہنگام محفوظ رہنا راجہ صاحب کا تھا

سعی کر کے افزونی غلہ کی بہم پہنچائی۔ خورشید الملک نے پونا میں سکہ قبل آنے کے چوانین غزل
و نصب عمال کا کو زخاطر تھا تبھی پاس مظفر الملک کے تعلقہ متقل اور دیول قدرہ کو پل کنڈہ
متعل کدہ ابیرآباد کو دل کی سند نام سے چند دلعل کے بھیجے اور بند کان عنایت ہوئے

پس راجہ صاحب نائب اپنے رخصت ہوکے دو روز بعد چند روز ہوکے جب مشیر الملک نواب آیندہ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ میں عمارت
اور خطاب راجگی اور بہادر یکا دلواکر چار ہزار سوار اور چار ہزار پیادے واسطے بندوبست قلعہ سدوث اور رضیہ
گڑھ اور کنجپی کوٹہ وغیرہ کے بڑے جلوس سے روانہ کیے پس کڑور کچہری پر راجہ لکھپت رام این نا کرام قایم ہوا اور راجہ
چند ولعل نے وہاں جاکر سرکشوں کو اضلاع نور بیگ مثل راجپتول کے دس ہزار سوار اور پیدل کا شمار بیانعوت
اور منصب کیا اور جب ادھر ہوا سے لیکر گڑھ تک تعلقہ مذکور تنخواہ میں بلاش انگریزی سرکار راجہ چند ولعل بہادر
مراجعت کرکے بلدہ کو آیے اور بسبب یکی نانہ کرفتار ہی سرکار ہوے اور چند سے اذیت اوٹھایے پس آصف الدولہ
محمد امجد خان بہادر کا لیا بہادر سرعتے دستگیری کرکے راجہ کو پنتکاری نواب شمس الامرا بہادر کے حضور کی دلوائی
اس عرصہ میں راجہ لکھپت راو سنہ ۱۲۱۴ بارہ سو چودہ میں مرض اسہال سے موا اور مجدد اخدمت کڑور کچہری
پر راجہ صاحب بہادر کو بلی قدرت خدا پنتکاری نواب شمس الامرا بہادر کی راجہ چند ولعل بہادر
کو اسی مبارک ہوی کہ عہدہ من خلد اراسکاہ مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے جب میر عالم بہادر
دیوان ہوے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو اکیس میں تغیر بیسر کوتم راو راجہ اندر کے میر صاحب سر الیہم نے
خلعت پنتکاری کل حضور اعلا کے دلواکر پتدت اپنا کیا پس راجہ چند ولعل
بہادر کا پروازی پر نواب شمس الامرا بہادر کی راجہ بالکشن بیسر سے بہوانی داس بھیجے
بہائیکو اپنے بنا بتا واسطے آمد و شد ہر روزہ کے مقرر کیے آپ اسطرف سرکرم ہوکر اور بندوبست
کیے جب دیوانی میر الملک بہادر کو ہوی معز الیہم نے تمام امور مالی اور ملکی راجہ صاحب
موقوف رکھا اور آپ مطمین ہو کر فقط تحریر پر اکتفا کی اور آسودہ مادام الحیات خانہ نشین رہے

دفتر دوم

اور راجہ جیدو لعل بہادر نے ابتداء غرۂ ربیع الاول ۱۲۲۶ سنہ بارہ سو چھبیس ہجری مین بہ پیشکاری مہاراجہ بہادر کی بالاپاٹ دربار میں حاضر ہوکر
پیشکش گذرانی اور ۱۲۳۵ سنہ بارہ سو پینتیس مین مہاراجہ بہادر نے بہ تقریب جشن وزن
سے عمار فرمایا اور ایک کرور روپیہ نقد بطور قرض کے مرحمت کیا اور ۱۲۳۶ سنہ بارہ سو چھتیس مین صاحبزادہ مہاراجہ
بہادر قلعہ سے داخل بلدہ ہوکر راجہ بنے طلب مین آکے سعی بلیغ کی تھی جلدو مین آپکے جواہر بیش بہا اور علم
و نقارہ اور منصب ہفت ہزاری چہار ہزار سوار و پنجگاہ خلعت عطا فرمایا اور ۱۲۴۴ سنہ بارہ سو چوالیس
سنہ مین منزل مغفور مرحوم مبرور حضرت کی زیارت سے فلک جناب ناصر الدولہ بہادر بہ تقریب جلوس آپکے دولت
سعادت کے دیکھے اور ۱۲۴۵ سنہ بارہ سو پینتالیس مین راجا جانی راجہ مہاراجہ آپکے جیدو لعل بہادر خطاب عطا فرمایا اور کئی بار
تقریبات مین واسطے تالیف قلب کے کہ مہاراجہ بہادر کے آپ رونق افزا ہوئے اور ۱۲۴۶ سنہ بارہ سو
چھیالیس مین جب منیر الملک بہادر نے بھی انتقال کیا امرو بوانی معطل رہا اور مہاراجہ بہادر نے آپکے کارپرداز
مقرر ہوکے کہ حکم حاکم ہے حکم محکوم کا نافذ تر تہا واضح ہو کہ سرکار نظام مین سابق سے آجتک کوئی
ایسا خود مختار نہوا اس امر مین رعایت کوئی صیغہ کا کیا جسکا ملک مال منصب چاہا چھین لیا جسکو ارادہ کیا
بیشک دولہ عماری نشین صاحب نوبت و صاحب علم و نقارہ بنا دیا اب اکثر مدد دولت مہاراجہ بہادر کی پایہ
امارت سے منفک اور مبا ہی ہین خصوصاً حضور ان کی ترقی کا موجب ذات مہاراجہ بہادر کی ہے
اگرچہ دو تین منیر الملک کے ایک ہزار محمد امین خان نام ایک شخص کی تحویل مین تہے اور دو سو تحویل
مین کسی ایک حبشی کے جملہ بارہ سو سن بعد ایسے کم نا ہوگے تہے کہ مہاراجہ بہادر نے آپکے خود سالہین کا نام کی

پچیس تیس برس کے پرسے طرف لوک چیدہ چیدہ بلد مین نظر آتے ہین اور شمار تعداد انکا جنجل کرتی
لڑی ہر کل دیکے دو سو جوان نکلے ہین اور دور دور تک کہلیے ہوئے تفنگ اندازی کے مشق ہیں بہت زیادہ مواد جنگ
سکھون کو مارا کہ وہ بہت ہین مہاراج کو زیادت کو اپنا کر رکھتے ہین اپنے ترقی دی جو کیا رائے صاحب خطاب منصب
جاگیر تعلقدار قلعدار اسی کے ہین بقول شخصے میر منشی در اگرچہ حیدر الا یکے دہی ہین اور چونکہ نوجوان لڑکے
باندہ باندہ کر انکے بیڑہ نین شریک ہوگئے ہین پونے ہزار روپے کی پنشن کی ہے کیارہ ہزار مین نصف دیانی ہوئے اور
مولد تعلقدار آٹھ ہزار تو ملازم سرکار ہین ہر کوچہ و بازار مین شہر کے یکنرد کہلائی دیتے ہین اور بیشتر قصبات مین
ممالک محروسہ کے عمل انکا ہی ملکی بہر عنوان سیاہی عمل الحاصل مزاج مہاراجہ بہادر کا طرف ندرانے کے بہت قلیل
تنہا بسبب اسکے ترقی مدارج کی موقوف اور پر ہے یکہ نہی پیش کینے حتی المقدور جقدر کہ کوشش کرے روپیہ
داخل کیا خطاب حاکمی منصب چاہا پایا اس رد بدل مین بہت ابتر فقیر اور بہت ادنی علی ہوگئے فصلہ
ہر کس و ناکس کل مہاراجہ بہادر کے اپنی دانست پر رکھا تہا قاضی کو تو ال عادل نام کو درمایہ کہا تہا کے لیے تہے اور مہاراجہ
بہادر مختار کل تہے یہی واضح ہو کہ مہاراجہ بہادر کی مزاج بہت تہے کرور کا روپیہ سکنان بلد پور و دیہات و
قصبات بلکہ سیاحان اقالیم سبعہ کو خیرات کیا اکثر جلسے واعدیل لاکہہ لاکہہ روپے حضور مہاتہ اور مین کل شہور مین
محتاجون اور مسکینون پر تقسیم کیے اور ہوم مین دیوتا کے آخر وقت خوب پیمانہ انعام کیا اور اخراجات ضیافات
اور دوستان کے اندازہ کیا باہر تہے اور عبادت پیشہ زادہ علما اور شعرا کو پنسنہ مقرر کیا تہا اور خود بھی شعر
تہے تخلص انیاش دان کہا تہا واضح ہو کہ مہاراجہ بہادر امور ملکی اور مالی سے نوارغ ہو کر بیشتر
واسطے ادائے طبیعت اور تفریح مزاج کے در بار ارباب علوم کا کیا کرتے تہے اکثر شعرا اعلا فارسی خوان

دفتر دو
محاربات مالجات

ایرانی ہندوستانی جمع رہتے تھے ابتدا میں مہاراجہ بہادر اسوقت ایک غزل تصحیح کیا کرتے تھے جب دیوان مہاراجہ
بہادر کا تیار ہو چکا کتابت کی صحت اختیار کی بیشتر رسالہ [illegible] دیکھے جاتے تھے اور آپ اسکی معنی کرتے
تھے کبھو آبدیدہ بھی ہوتے تھے پھر ندامت یہ ایجاد کی کہ مستقل مسکل ادق شعرا ستادوں کے رو برو مہاراجہ بہادر
کے پڑھا اور معنے اسکی بطریق استفادہ پوچھا جو مہاراجہ بہادر ذہادین واقعی ہوں یا غیر واقعی اپنے خانہ
رکھنا اور ہر مہارطرف سے تعریف کرنی واہ واہ کہنا اکثر تو ایسا ہوتا تھا کہ شعر ہی کچھ اور معنے ہی کچھ لیکن شاذ
نادر ایسا بھی ہوا ہی کہ فیض سخن سے معنی برار ہوگئے چونکہ راقم بھی اٹھوین صفر شنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تینتالیس ہجری
سے پندرھوین ربیع الثانی شنہ ۱۲۴۳ بارہ سو اڑتالیس تک شریک اس حلقہ کا رہا ہی چانچہ ایکدن معنی اس بیت کے
شوخ چشمی کہ نگاہش خط ہا برق است ۔ چو بادام نماید قلم نرگس ما ۔ ہر چند کہ معلوم نہی تجاہل عارفانہ
کر کے پوچھا اسوقت ملا محمد باقر خراسانی مشہدی بند چاہا کہ کچھ آپ بیان کریں
مگر مہاراجہ بہادر نے کلام اسکا قطع کر کے یہ فرمایا کہ وضع بادام کی بند آنکھہ کی ہی اور مسکل نرگس
کی کھلی آنکھہ کی اور دستور ہی کہ جب کسی کو ندبی سے آنکھہ بند جاتی ہی پس قابل قول کتابی کے شوخ
چشم یعنی معشوق کہ جسکی نگہہ میں عالم برق کا ہی رو برو اسکے نرگس کی شاخ بادام کی قلم ہو جاتی ہی
یعنی جب کسی کی آنکھہ جس پر ڈیل ہی پھول نرگس کے انفعال سے پژمردہ ہو جاتے ہیں واقعی معنے بیت کے
یہی ہیں اور مہاراجہ بہادر کو خیال نازک رہتا نہایت تھا اسلئے اہل کمال مثل شاعر قوال وغیرہ
جو دلایات دروست سے آتے تھے انہیں دوست رکھنا اور انعامات دینا واجب لایقہ سے پیش آنا
شعار اپنا کیا تھا آخر الامر کثرت اعراف سے جو خارج ملک کا داخل ہی

زیادہ ہو کیا تنخواہ سپاہ اور شاگرد پیشہ پلاٹن وغیرہ مع اقربا حضور اعلا کی چڑھ کہی اس ضمن میں ہوشم
نسبت کا آیا مہاراجہ بہادر نے باغین پہنچے حضور پر نور کی خدمت کی ہفتہ عشرہ تک مکامہ عیش و عشرت کا گرم
رہا روز برخاست حضور اعلی نے مہاراجہ بہادر کو روبرو بلا فرمایا چوکہ اب کوچ پر برآمد ہونا ہے یہی کمی
عنایت کی اور اسپر تشفی کا دیا مہاراجہ بہادر نے مجری عطیہ کبری کا بجالایا اور حسب موقع کو موافق
بدعا ہو کر مزاج کو خود سے جو بحال دیکھا ہاتھ باندہ کر بچاس لاک روپے واسطے رفع خسارہ کے طلب کئے اسوقت
تو زر بیاض یاب چپکے ہو رہے اور برخاست کی سعد جب کر عرض ہوی حضور عالی نے باوجود معافی فرمانے کے روپیہ
سابق کے اپنے عوضہ سلطنت میں لاکھ روپے قلعہ کولکنڈہ سے منگوا کر دیجکے تھے چاشتہ خورد اس گاہ کر جانکر انکا
فرمایا چوکہ ہلال اقبال غرہ قمر مہاراجہ بہادر کا نظر دنیں نقیر و قطمیر اس دربار کے کرنی ہیں
کمال کا ہو چکا تہا جیساکہ تقریبا لاکے ظاہر ہی بفحوای بیار کہا ہے راز دل بدر زقی مدارج راجہ کا جو اوج
طرف حضیض کے ہوا بیچ نزدیکی سے زمانہ کے خیال بندوبست ملک کا سوا اپنے غیر سے محال جانکر بلا تامل معروضہ
خدمتگار کیا چوکہ حضور اعلی کو بہ بات پسند ہے کون خاطر عاطر تہی صلاح سے رہیگی مستر فرزند کے صاحب
نشہ ۱۲ بارہ سی ساتہہ ہین تیس ہزار روپے ماہوار کی مقرر کیکے گذشت منگوایی اور راجہ رام بخش
بخشی بادزادہ کو راجہ کے اوتار کے دن کیا رہوین تاریخ شعبان کی سنہ ۱۲ ہین بلیکار کیا پیش نے اگرچہ تنہا
خدمت مذکورہ کی بہت کی چوکہ عود ہر امر کار سابق ہین انا در کالمعدوم ہی نقش مراد دست نہ بیٹہا بلکہ
روز بین کمی مواجب ہو کر دس ہزار روپے ماہوار قرار پایا بسکہ مزاج مہاراجہ کا جرات دوست تہا
اور بسبب اسکے ہر چند کہ اثنات البیت موافق انکی امارت کے نتہا معہذا جو کچہ بایا ایام معزولی ہین ہیچ

دفتر دوم

دفتر دوم

دفتر سیم حکام مختلفہ کے بیان مین

عام ازین کہ اہل اسلام سے ہون یا عیسوی الملت یا ہنود وغیرہ کیا قدیم دکیا جدید ہر صاحب استقلال ہون یا بغیر ذی استقلال کہ شنیدہ ہے کہ سوا آن سلاطین کبار اور بادشاہان یا وفا رکہ بعینہا ذکر دفتر اول و دوم مین گذرا اور یہی چند اشخاص ارباب اسلام امصار مختلفہ اور بلاد متعددہ مین اقلیم ہند سے نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً قرار دادہ مستقل ہوے ہین اور لفظ شاہی کا اسم اپنے ضمن کیا ہی اور کئی رو سے ذی الاقتدار ہے کہ رتبہ کہ شاہی اور سلطانی کے پہنچے ہین اور درضمن صاحبان و الاشان اکثر زینے رفتہ رفتہ پایہ حکومت کو اپنے ہر چہار طرف اقلیم مذکور مین قایم کیا ہی پس نامہ نگار ینے لکہنا جملہ حالات ایکے یہی اہم جانکر ایک دفتر اور جویہی فراہم کیا تا حسن کتاب کا دوچندان ہو اور اسمین دو مقالہ ہین مقالہ اول اکثر اورنگ نشینان بالاستقلال اور بروے حساب اقبال کے بیان مین ابا التماس چونکہ یہ کتاب سببی سے لحق بکتب انجمن شاہان مملکت ہند و دکن کی سوا کے متعلقان انکے ذکر صریح اور کسی اقلیم کے ذی سکہ و خطبہ کا اگر آجاوے تو متعلقا کرسی نشین نہو کا بلکہ صاحب اجنبی یا یا جانیکا معہذا سلطان السلاطین سکندر ذوالقرنین اور شہنشاہ یا مکین امیر تیمور کورکان صاحبقران سریعہد کہ دو تومان بادشاہ ولایت ایران اور توران سے ہین لیکن وقیکہ سکندر نے اس اقلیم کو بہی سر کیا ہے اور امیر با توقیر ممدوح بہی وارد معمورۂ ہند ہی ہی حتی کہ ہنوز بادشاہ عصر اولاد سے اسی قہرمان نامدار سے قایم ہی قطع نظر اسکے حسن بیان سے لیکے قدرت اللہ جل شانہ و عم نوالہ کی نمایان ہوتی ہی لہذا مختصر احوال انکا رونق افزاے ناصیہ دفتر ہذا ہوا ہی اور عبارا جہ

مہاراجہ کشن جی کا احوال

کشن جی اور مہاراجہ اندر جی کہ یہ دونوں بھی بہت نامور صاحب دید ہے اس دیار کے ہیں بموجب ترتیب اخبار آنان
اور حسب وعدہ مرقوم الصدر زینت دہ تحریر کیا جاتا ہی مہاراجہ کشن جی کا احوال کشن جی بچپن
انکا مختصر یہی ابتدا میں کنارہ دریس بکابن ایک شیر فروش کے گھر نام اسکا نند بہا تھا جیتے جنتے ہے اور دہان بیٹے
پیٹھے نند پہر سے راجہ کنس کو کہ وہ حاکم ملک پانڈو انکا تہا مار کر مسند سلطنت پر اور کنس کو کہ یہ باپ کنس کا بدلہ
بعد اکر آپ قابض اسکے تمام مال و منال کے ہوئے و سپاہ پر اسکے اپنا حکم اور عمل جاری کیا پہر رفتہ رفتہ
دعوی پیغمبری کیا تیکے اسوقت تیکے کہ اس امر باطل کو حق جانکر معتقد اسکے ہوئے اور اس قول
پر اسکے اقرار کیے بعد اسکے درویشی اختیار کی چندے اس طرح پر رہے آخر الامر ہاتون سے
راجہ جو اسکا ماموں کنس کے کہتا ہی کہ وہ دونوں اسوقت عربستان کے راجے تہے اور
آئین دین انکا مثل آئین دین راجایان ہند کے تنہا بہاک کر طرف دوارکہ کے گئے اور وہان
جاکر ایک حصن حصین میں متحصن ہوئے یہانتک کہ یک اجل آیا اور روح کو انکی قبض کیا بعضے ایسا کہتے ہین
کہ وہ زندہ جاوید نظرون سے خلایق کی غایب ہوگئے ہین عقیدہ بعض کا اہل ہنود سے یہ ہی کہ وہ
ہمارے اوتار ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر ہین اور بعضے انکو مثل خدا کے بوجتے ہین اور انکے
اوصاف اور بہت حکایات نادر مشہور ہین اور عمر انکی دم واپسین ایک سو بیس برس کی تہی اور
یہ بھی احوالات ہین اینکے مرقوم ہی کہ انکو سولہ ہزار عورتین تہین اور ہر عورت دس دس
بیٹے ایک ایک بیٹی رکھتی تہی اور ہر ایک زن ہر شبلو ایسا جانتی تہی کہ مرد الیہ تمام شب میرے
ہی پاس رہتے سوا اسکے اور کیفیتین دلاوت اور قوت اور شجاعت اور ریاضت خصوصاً

سکندر ذوالقرنین کا احوال

سکندر ذوالقرنین بقیاسی فیلقوس بادشاہ مقدونیہ کا جو ایک بڑا
شہر یونان کا تہا تہا حکیم ارسطو نے خود سالہین اسکو تربیت کی ہی بعد بدرتین سی سال کے جب
علی بنیاد علیہ السلام بعین برس کے سنین تخت شاہی پر جلوس کر کے ملک گیری اور کشور ستانی شعار اپنا کیا دارا
جو اسوقت بادشاہ ایران کا تہا مقام واشش پر آیکے اور سکندر کے مقابلہ ہوا اکثر بین کہ جنگ ہذا مین ایک
لاکھ پچیس ہزار کی جمعیت دارا کی تہی اور لوک سکندر کے تہا ہی اسکی باوجود قلت سپاہ کے فتح سکندر کی ہوئی
اور دارا بہاگا ایک لاکھ دس ہزار آدمی اسکے مارے گئے اور زن و فرزند دارا کے اسیر ہوئی بعد اسکے سکندر
سکندر مصر اور شام پر قابض ہو کر ایک شہر آباد کیا اور نام اسکا اسکندریہ رکہا چنانچہ تا ہنوز موجود ہے
دارا نے فوج کو اپنی جو دس لاکھ آدمی تہے اکٹہا کیئے اور عزم جنگ سے سکندر کے نکلا سکندر بہی چلتا ہوا
ہزار سوار اور پیادہ لیکر ایک جزیرہ سے جو اسطرف آب فرات کے واقع ہے واسطے رفع کے چلا اور پانچ منزل
آرای ہوی سکندر نے قلب سپاہ مین دارا کے مقتضا سے دلاوری کے اکیس کے تلوار مین لگائین اور جنگ
محشر کا بپا کیا ارادہ تہا کہ دارا کو زندہ پکڑ لیوے لیکن فوج نے مخالف کے منہ پہیر دیا اور دارا بہاگ
گیا پس سکندر شکر سے اس فتح کبری کا بجا لا کر فکر مین تعاقب کے تہا کہ خبر معلوم ہوی کہ دارا کو
فوج دارا کے اسکو گرفتار کر رکہا ہی فورا کوچ کیا افسران مذکور جزا مین سکندر کی سنکر دارا کو
قتل کر کے اشتار راہ ڈالدیا اور آپ فراری ہو گئے جب سکندر بالین پر دارا کے پہنچا بہت افسوس
اور لاشکو اسکی موافق اسکے رتبہ کے تجہیز و تکفین کیا اور کل ایران پر قابض و متصرف ہو کر

ارادہ بند کا کیا اور وہان آکر شہر کابل احداث فرمایا اور دریا سے سندھ سے عبور کرکے اس سرزمین پر بھی عمل دنیا کیا بعد اسکے
چاہا تہا کہ پنجاب سے ہوکر پٹنہ پر فوجکش ہوکر بہار و بنگالہ پر قبضہ کرے لاک کی جمعیت رکہتا تہا سپاہیوں کو
سکندر کے سبب کثرت تہا بعد سفر کے رخصت خواہ اوطان کے ہوئے اسلیئے سکندر اور دہر سے فتح غربت کرکے ملتان
پر آیا وہان بڑی لڑائی ہوئی اس جنگ میں سکندر خود کہوڑے سے اوتر دیوار شہر کی پہاند اندر درآیا اور اس جلدی
کو فتح کیا کہتے ہیں کہ اس کارزار میں بہت سے زخم جسم سکندر پر آئے کہ توقع زندگی کی نہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا
پس طبل مراجعت کا طرف ایران کے بلند آوازہ کیا اور وہان جاکر دارا کی بنی ہے کہ خدا ہی اپنی کی اور پہر راہی بابل کا ہوا
ہنوز نا منزل مقصود پہنچا تہا کہ ایلچی نہ اجل کے مہندی کہلایا پیش بخار سے سکندر نے عنان عزیمت کو جانب
ملک جاودانی کے منعطف کیا مدت سلطنت اسکی بارہ برس اور ایام زندگی کی تیس سال ایہا الناس بہ مدت اور
یہ رقیات مدارج قدرت خدا کہا جاوے اور بس راجہ اندر کا احوال بموجب سیر المتاخرین یہ ہے
اسکا نام وہی اور سنسکرت میں یہ لکہا ہے کہ وہ بڑا فرمانروا ہوا ہے اور وہ آدمی بہت نیک تہا اسکے راج میں
بسبب حسن بندوبست کے کبہو قحط اور وبا کا نام خلق اللہ پر نہوا اور وہ خلق پر جمیع صناعات اور اکثر علوم
کے وقوف تمام رکہتا تہا اور لغات مختلفہ سے آشنا بلکہ ایسا کہتے ہیں کہ بولیاں جانوروں کی
بہی سمجہتا تہا اور اجین دار الامارت اسکا تہا دکن اور اوڈیسہ اور نیک بہار گجرات سومنات
ممالک اسکے زیر حکم تہے اور ولایت اندریت یعنے دہلی سے کابل تک تسخیر میں
لایا تہا بہت بخیر اور ہمت عالی رکہتا تہا حاجت روا یہیں خلق اللہ کی سعی بلیغ کرکے
اکثر مشکلات اونکے حل کیئے یہانتک کہ عوام اسکو خرق عادت سے جانتے تہے اکبر نامہ میں

نسل میں چنگیز خاں کی ہی اور ایک سو نو برس بعد اسکے ہواہی یعنے ظہور چنگیز خانی کا سنہ ۱۲۲۳ بارہ سو تیئیس عیسوی
میں ہواہی اور تیمور لنگ سنہ ۱۳۳۶ تیرہ سو چھتیس عیسوی میں خروج کیا ہی ابتدا میں تیمور بکریان چرایا کرتا تھا
بیس برس کے عمر سے ملک گیری اور قلعہ کشائی اختیار کی بڑے بڑے شہر اور قلع اقالیم سبعہ کے سخت کمال خونریزی
متعصب دین اس سبب سے کہ وہ ان جاہلین نجف کین آخر کار عازم فتح مین کا تھا کہ سنہیں تشدد سے کام
کیے راہی عالم بقا کا ہوا احکام سندہ اور تتمہ کا احوال بموجب مرآۃ الصفا واضح ہو کہ اول
عہد مین ولید بن عبد الملک کے حجاج ظالم بن یوسف نے سنہ ۷۰ ستر جیسا کہ مین بقول بعضے محمد ہارون کو طرف دیبل
کیے روانہ کیا تھا ہارون مذکور نے محمد نام ایک شخص کو حاکم وہان کا کیا تھا راجہ سندہ کے عمار بہ کے سنہ ۹۳
تریانوے مین بلدہ مذکور کو اپنے تصرف مین لایا بقول بعض محمد قاسم پسر عم حجاج نے سنہ ۹۳ مین مقام مذکور کو فتح کیا
پس بارود ہوز بلند زدہ ہان کے بانسو برس تک مسلمانون کی حکومت رہی ہے اس عرصہ مین سلاطین غزنہ کو بھی
غوریہ نے پہر طرفدار آپکے روانہ کر کے فرمانروائی مین دخل کیا ہے ارتقت کی ہی بہاء الدین تاجی الدین قباچہ کہ وہ غلامان
یہ سلطان معز الدین سام کے تھا سنہ ۶۰۲ چھ سو دو مین سکہ خطبہ اپنا کیا اور بیس برس تک فرمانروا رہا
رہا اور جب وہ سنہ ۶۳۲ چھ سو بتیس مین دریا مین ڈوب کے مر گیا پندرہ نفر طبقہ سے ممالیک سے
کہ وے اپنے تئین اولاد سے جنید کے جانتے تھے اور چار نفر سوا اسکے فرمان فرما ہوئے
بعضے ایسے تھے ہین کہ عمر مین اسکے غلو حکام کا بکثرت رہا ایک بعد دوسرے
بیٹھا تھا اور انتہا تھا اور تعداد سے پندرہ نفر کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاید دیے
ازانجملہ بعضے ذی ثبات ہوے دہین پس شمس بک بن امیر ذوالنون ارغون

ہوشنگ بادشاہی سے بلند آوازہ ہوا اور نہایت عدل و داد سے سنہ ۸۳۸ھ تک بادشاہی کی اور کدر اپنے
سلطان محمود شاہ غوری ہوا اور اپنے ایک سال مرزبانی کی اور مرحوم ہوا پس سلطان محمد خلجی کہ اور کے ہوشنگ سے تنہا
تخت بادشاہی پر مستولی ہوا اور سنہ ۸۳۸ھ سے ۹۳۷ھ تک مستولی اور بعضے اہل تاریخ کہتے ہیں کہ سلطان محمود
ہوشنگ کا نہا اول امیر الامرا ہوا سلطان پس سلطان غیاث الدین خلجی ہوا کہتے ہیں سلطان موصوف جو کہ مدت
تین باپ کی چوتیس سال تک بیشتر سر کرم مہمات رہا بعد جلوس سنہ عبد القادر نام قزلباش کو بخشی
وکیل السلطنت کر کے آپ دولت خانے اس سبب سے ایک درلہ حمل ہوا اور پندرہ ہزار غوری تنخواہ پر
تین سو پانچسو زنگین زرہ کمان سے لیس اور بانسو جنگی ہاتھی ہمراہ اور چوکی پہرا کرتی تھی
ت بدزبانی پلاتن کی ابتدا یہی ہی نادر ہی کہ اپنے کہ اوپر تین سو ہاتھی اپنی حکومت میں کمال عیش
و عشرت سے کی اور اس مدت میں کوئی فساد بپا نہوا اور کسو نے صلح کی شکر بجا نہ لایا
سنہ ۹۰۵ نوسی پانچ میں جہان فانی کو وداع کیا بعد اسکے سلطان ناصر الدین خلجی پسر دوم اسکا
مشغول مہمات ہوا اور اپنے گیارہ سال کے ساتھ بیدادی سے بادشاہی کی پس سلطان محمود
ثانی بلقب اپنا غیاث الدین مذکور کا ہوا لقب اسکا بگڑا انہا اسواسطے کہ بگڑا بگڑی زبان میں
کا کو کہتے ہیں اور سلطان موصوف کو اپنے تا دو بگر قتل سینکوں سے بنا بنے کہا انہا عہد میں
اسکے سنہ ۹۳۷ نوسی سینتیس کے بہادر شاہ بگڑا تی آیا اور مالوے کو اپنے تصرف میں لایا
اور سلطان محمود کو طوق و زنجیر کر کے چاپانیر کو بھیجوا دیا پس سلطنت اس سلسلہ کی منقرض
ہوی اور طرف سلاطین گجرات کے منعقد پس سنہ ۹۴۳ نوسی انکا پس میں سنبھلا خان ::

افغان سے فتح تالوہ کیا اور شجاعت خان کو صوبہ دار مالوہ کی سپہ سالاری کی خان موصوف نے توسکہ اور خطبہ
دہلی کا اپنے نام سے کیا مگر مثل بادشاہوں کے رہا اور ۹۶۲ھ نو سو باسٹھ میں اس جہان سے عدم کو سدھارا بعد
حکومت پرتاب راجپوت کی مستقل ہوا کہتے ہیں کہ بہادر مذکور عاشق روپ متی کا تھا پیش ۹۶۲ھ نو سو اڑسٹھ میں راجا
مذکور تسخیر اکبر بادشاہ کا ہوا اور راجا بہادر منصب دو ہزاری پایا سر فراز اور خطاب شاہ بازخانی سے ممتاز ہوا اصل
وس نقارہ ایک بھی انہیں پر تھا جب سے سلطنت باتو کی اضمحلال اور زبانہ گیا اور کزبک اور ترکستان کے اکبر بادشاہ
دہلی حکومت اہل ہلی کی قائم ہوئی اور اب افغان مہار جو سمجھتے ہیں کہ اختیار میں ہے چونکہ موحی الفقوم میں اپنی
صاحب اختیار اور ابی دکن ہوکا آویکا ان اللہ تعالیٰ یمتالہ یکے حکام کا احوال واضح ہو کہ اسمی حکام
الدین خلجی خلاصول سلطان جلال الدین خلجی کہ پیش دستی جمع اور مشہور تھا آنکہ جس نے چاہا کہ نام آکا
جاوے بادشاہ کو ترغیب ہاتی سے سکو لڑی کی دی کہتے ہیں کہ ایک روز دہی ہاتی فیل خا
سرکار سے دایتے ملا مصاحب بادشاہی کے آیا اتفاقاً محمد نجتیار بھی اسوقت حاضر دربار تھا بادشاہ نے
مصاحب ہاتی سے تمسخر کیا یہ کہ اہل رشک سے اصغا کر کے متوجہ طرف محمد نجتیار کے ہوا اور
پوچھا کہ تم ہمسر جنگ کر سکتے ہو عرض کی کہ اگر حکم ہو تو قبال سے حضرت کے فدیہ
ابھی ارادہ کرتا ہی بادشاہ نے کہا اچھا پس محمد نجتیار نے بسم اللہ کہکر حملہ رستمانہ کیا اور جا ہاتی
ایک کرزین دندان پر ایسے لگایا اور اراذلہ کیا کہ دوسرا بھی وار کرے چونکہ حریف فیل مست
پہنچی ہاتی نے بسنہ پہیر دیا لوگوں نے تعریف کی دانست حاسدوں کے کہنے ہوئے بادشاہ خوش
حکومت بہار لکھوٹی کی اسکو عطا کیا خان معزالیہ روانہ ہوا اور سطرف جا کر محب قبول

وہاں کے منتخبین نے کہ سب سے انہوں نے خسرو سے رکھی تھی غالب آیا یعنے زبردست کلیجی پسر لکھمن سینہ اور کوشک دیو
دور خود سر ہو کر سکہ خطبہ اپنے نام کا کیا اور دین غزنی کو علی العد علیہ وسلم تمام بنگالہ میں رواج دیا کلیجی
مہر پہلا بادشاہ اس ملک کا اہل اسلام سے ہوا جو فوت ہی رحلت اس محمود عالم کی ۱۲۱۴ھ ہجری ہوئی
ہوئی ہی اور بعد محمد بختیار مرحوم کے محمد شیران خلجی قوم سے اسکی سلطان ہوا پس علی مردان خان خلجی نے
دو برس سلطنت کی پس حسام الدین عوض خلجی ہوا اور عہد میں اسکے بنگالہ تصرف میں بادشاہ دہلی کے آیا اصیل
تغلق نکو ام طرف سے بادشاہ دہلی کے حاکم وہاں کا مقرر ہوا بغاوت اختیار کی اور سکہ خطبہ اپنا کیا پس تغلق
نے سکہ خطبہ اپنا کیا اور پھر بنگالہ تصرف میں بادشاہ دہلی کے آیا اور عہد میں تغلق شاہ کے بہرام خان عرف خانہ
حاکم بنگالہ کا ہوا واضح ہو کہ بعد فوت تغلق شاہ کے ملک فخر الدین نام کہ منتخب بود از بہرام خان کما تہا شمہ
حسن انکا لیسین دہلی نعمت کو قتل کر کے سکہ سلطنت کا اپنے نام پر مارا اور دس برس حکمرانی کی
پس سلطان علاء الدین نے ایک سال چند ماہ پس حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین
بہکرہ خطہ سونارگاؤں چند ماہ پس سلطان سکندر نے نو سال پس سلطان غیاث الدین نے
سات برس پس سلطان السلاطین نے دس برس پس سلطان شمس الدین ثانی نے برس
پس کالس نام بندہ کہ وہ نوکر شمس الدین ثانی کا تہا حاکم ہوا اگرچہ کافر تہا لیکن بنا کی
رواج دین اور بانی مساجد و معابد کو وہ تکمین مطبع اسلام تہا مدت سلطنت کی سات
برس پس جیتمل الملقب جلال الدین بعد پدر سلطان ہو کر مالک تاج و سریر ہوا کتنے ہیں کہ محبت
اہل بیت رسول کریم علیہ السلام کی اسکو بہت تہی [illegible] آنحضرت صلعم دین و اہل خاندان

آیی اور اپنے دہان خطبہ اپنے نام کا پڑہوا کر محمد خان کو حاکم کیا جب محمد خان فوت ہوا بیٹا اسکا سلطان
بہادر خطبہ میں نام کو نیچے داخل کیا سلیم خان پدر شیر خان نے آکر بنگالہ اس سے چھین لیا پس سلیمان خان کا اپنے
بعد سلیم شاہ سے وارد بنگالہ ہو کر جلوس کیا اور جبکہ ۹۵۱ھ نوسی اکیاسی میں فوت ہوا بایزید خان افغان خطبہ
اکبر جلوس کیا اور ایک مسیر میں کشتہ ہوا پس داؤد خان افغان بعد رادے کے چھ پانچ روز ابتدا میں اکبر جلوس
نوسی زہسی ہجری کے جانبازان خلوت فیلے اکبر بادشاہ سے آکر اسکو قتل کیا پس بنگالہ داخل ممالک محروسہ بادشاہ
جلیہ چنیں آدمی بدت مذکورہ میں اہل اسلام سے حاکم مستقل وہاں کے ہوئے اور اب خطبہ
عظمت مدار کمینی بہادر کے آبادی اگر اللہ چاہے تو مفصلا مقالہ دوم میں بیان کیا جاویگا
مقام کا احوال واضح ہو کہ بنگالہ اسکے بہت تقرفیں راجوں کے تہا کہ جب سے باج
بہو کو ندے ہمیشہ آپ ہی حاکم مستقل رہے بیشتر سات سو سنہ میں ایک شخص سنی
آسا مہرا جن وہاں کے اسلام قبول کر کے نام اپنا اسلام رکہا اور طوائف دکنیہ زیارت
مدینہ طیبہ سے مشرف ہو کر خروج کیا کہتے ہیں بہتر ہزار آدمی سنی سے اسکی دین اسلام قبول
تخت نشین کرتی ہے سانون کی میدان حرب میں ہر رائے حاکم بنگالہ کو قتل کر کے
اکبر بادشاہ کو روانہ بنگالہ پس علی مای ہوا بعد اسکے اسفندیار آکے ہوا پس فتح علی راے
ہوا بعد اسکے رستم علی برآ ہوا پس احوال انکا معلوم نہوا اور عہد میں خلد مکان سکے مرتضی خان نام
اہل اسلام سے سلسلہ حکومت اور سلطنت وہانکا ابتہ میں رکہتا تہا کہ ابراہیم خان پسر
علی مردان خان ناظم و حاکم بنگالہ سکے پکڑ لیا اور وہ قید میں اسکے جان بحق ہوا

حکام کشمیر کے احوال

باقی واللہ اعلم اسطرح چلے آدمی نو سلم آنہوں صدی کے بعد کہ چک کی بستی میں فروی صدر ہوکے بیں اور آ
کتے ہیں کہ بعد اختیار میں افران انکی ہی کشمیر کے حکام کا احوال واضح ہو کہ اول
شاہ میرنام ایک شخص نوکر کشمیر کے راجہ کا تھا بعد فوت راجہ مذکور کے جو بی اللہ نے وزارت پسر راجہ متوفی کا قبضہ
میں اپنے کیا اور بروز دوشنبہ سات سو سینتالیس ہجری بخطاب شمس الدین ہو کر سکہ اور خطبہ اپنا کر کے دین
امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ رواج دیا بادشاہ سلطنتا کی نیں بس کر زیادہ سے سلطان بہتر خان مدعو اور
ایک سال بادشاہی کی پس سلطان علاء الدین الک سریر ملک کشمیر ہوا اور بارہ برس بادشاہی کی پس سلطان شہاب
نیف بیس برس سلطان قطب الدین پندرہ برس پس سلطان سکندر بت شکن جو بیس برس پس سلطان علیشاہ
چھے برس پس سلطان زین الدین کمال دولت و اقبال سے چھبیس برس پس سلطان حیدر ایکسال
بادشاہ پس سلطان حسین چند سے بلا تعداد سال پس محمود شاہ اور ملک آریا
ہوا اور دس برس چھ مہینے حکومت کی چونکہ عہد میں اسکے سادات امصار و بلاد سے
بہت جمع ہوئے تھے کشمیر میں اور سیدوں سے جنگ ہوئی آخر کار سادات قریب
اور سلطان علت سے طرفداری انکی سنہ ۹۱۵ آٹھ سو پچاس میں کرفار پنجہ فتح خان ابن آدم خان
بن سلطان زین العابدین خان کا ہوا بعد اس واقعہ کے خان مذکور نے مدت نو برس حکومت کی پھر
بار دیگر محمد شاہ مذبور ہوا اور نو مہینے بادشاہی کی پس بار دیگر فتح شاہ متکفل ہوئے
کی اپنے اختیار میں کی اور ایک سال کسر سے حکمران رہا پھر محمد شاہ مدعو بار دیگر سلطان
بادشاہ دہلی کی فرمان فرما کشمیر ہوا اس دفع گیارہ برس گیارہ مہینے گیارہ دن سلطنت کی

تھی کہ ملک ہی بھر اسکو پکڑ کر قید کیا اور سلطان ابراہیم فرزند کو اسکے تخت پر بٹھلا کر آپ وزیر عظم ہوا تھا
ابن محمد اور ابراہیم شاہ آٹھ مہینے آٹھ دن کے بعد بادشاہی ترک کرکے کوہستان بیانک کی طرف بھاگ گیا اور شاہ فرید
شاہ ابن محمد شاہ مذکور تخت نشین ہوا پس محمد شاہ نے مرتبہ چہارم جلوس کرکے بیڑہ کو اپنے قبضہ کیا اور چند
مشغول عیاشات سلطنت ہو کر انتقال فرمایا پس ابراہیم شاہ ابن محمد شاہ متوفی بہادر دن میں تخت حکمرانی پر
ہوا پس فرخ شاہ بیٹا اسکا ہوا اسنے چھ مہینے حکومت کی تھی کہ فرزند رشید رفیع الدولہ ۹۵۲ ہجری کی دن
ابن آبادر کشمیر کو مسخر کرکے خطبہ نام اپنے پڑھوایا اور بعد چند روز کے ہوتے وقت تیر خان افغان کا تھا
متوفیہ ابتدا آگست ۹۵۲ ہجری میں چہارم اشتعال کا مارا اور دس برس حکومت کرکے سنہ ۹۶۲ ہجری میں
قتل ہوا بہادر شاہ مذکور بادشاہ ہوا اور وہ اپنے حکومت کی تھی کہ فوت ہوا پس محمد شاہ ابن
برادر بہادر شاہ منصور ہوا اور بعد پانچ مہینے کے سنہ ۹۶۲ ہجری میں ابن محمد دل پس اسمعیل شاہ ہوا
مدت حکومت اسکی دو برس پس صبیحہ شاہ ہوا نور سلطنت اسکی تین برس نو مہینے
پھر کہ سنہ ۹۶۲ ہجری میں غازی جنگ نے اسکو مقید کیا واقع ہو کہ سلطنت بالکل اس
سلسلہ کی زایل ہو گئی اور غازی جنگ غازی شاہ سلطان ہوا اور چار برس بارہ مہینے
حکمرانی کی اور جب وہ بھی دار السلطنت سے سنہ ۹۶۲ ہجری اکتوبر ماہ میں ملک عدم کا ہوا جہانگیر
حکومت سے اس دیار کی نامدار ہوا پس علی شاہ ہوا اور سنہ ۹۶۲ ہجری میں
گذرا پس یوسف شاہ ہوا اور اسنے تین برس حکومت کی سنہ ۹۶۵ ہجری میں
یوسف شاہ موصوف مع فرزند اپنے دار سے میں اکبر بادشاہ کے آیا اور وہ تفصیل

طلقہ میں منصب داروں کے ہوا پس بکشمیر حوضہ تقرر میں بادشاہ دہلی کے آبادر سلطنت علیحدہ اس
خطہ کی منقرض ہوئی الحاصل جملہ اکیس نفر مومن دوسی اولاد نالیس سن تک جب مرقوم الصدر سلطنت سے
ولایت کشمیر بالاستقلال بہرہ ور ہوکر اور جب سلطنت کیورکانیون کی ضعیف ہوئی پہان خود سر ہوکر
پس مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سنہ ۱۸۱۹ اٹھارہ سی انیس عیسوی مطابق سنہ ۱۲۳۴ بارہ سی چونتیس ہجری کی
عطا محمد خان سے لیا اور اسنہ ۱۸۴۶ چھیالیس عیسوی کی سانہوان سال ہی کہ رعایا سے اور دلالان انگریزون
کی ولایت کشمیر دار المقرر راجہ گلاب سنگھ کا ہی کردہ پیش ازین تا سردار راجہ رنجیت سنگھ کا تہا تاج
واقعات میں سکھون واضح خاطر ناظرین ہوگا اور اب گلاب سنگھ نے بسبب پیری کے بیٹے سنگھ پیر کو دیئے اور
آٹھوین تاریخ محرم الحرام کی سنہ ۱۲۷۵ بارہ سی پچھتر ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۸ اٹھارہ سی ستاون عیسوی کی تخت
حکومت کا ہی جو پیشتر سے حکام کا احوال واضح ہو کہ ملک سرور زمام الخاقانی خواجہ
جہان سلطان الشرق خواجہ سرا سلطان فیروز شاہ کا اول ملک قدر جونپور کا ہوکر سنہ ۷۶۲ سات
سی چیاسٹھ ہین دم استقلال کا مار الدار اکثر اماکن اس نواح کے مثل پرگنہ کول اور تانڈہ اور کنلا
بہرائچ اور رای بریلی اور بہار اور تبت وغیرہ پر قبضہ کر کے سنہ ۷۷۴ آٹھ سی دو ہتر سے تخت
تابوت پر زوال کیا زمانہ حکومت اسکا چھ سال پس سلطان مبارک شاہ فرزند ارشد اسکا قرین
فیل تام ایک سال چند ماہ فرمانروا دہا نکا رہا پس سلطان ابراہیم شرقی بیٹے اسکے اخلاق
خوش وضع پنے کمال عدل و داد سے اکتالیس برس چند ماہ تک بادشاہی کی پس سلطان
محمود شرقی جلوس کیا اور مثل باپ کے تیس برس تک اوقات شریف اپنے عدل و

داد مین گذاری پس سلطان محمد شرقی بیٹے پانچ مہینے سروری کی پھر سلطان حسین شرقی بیٹے بعد برادر
کے تربرس سلطنت مین گذرنے کے پس شش صد آٹھہ ہجری مین جونپور نصرت مین سلطان بہلول بادشاہ دہلی کے
آیا اور سلطنت اس سلسلہ کی منقطع ہوئی اسما مصل پہنچے نفر کلمہ کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سیتائیس سال
کہی مہینے تک ذکر سکہ و خطبہ اس مزبوم کے بموجب منقولہ صاحب مراۃ الصفا کے ہوئین اور بقول صاحب التواریخ
مدت سلطنت خواجہ جہان کی سولہ برس اور سلطان محمد شرقی کی تین برس پانچ مہینے اور سلطان حسین کی
گیارہ برس اور باقی بموجب مرقومہ بالا اس حساب جملہ ایک سو دو برس کئی مہینے ہوتے ہین اور یہ بھی اپنے
اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ مملکت مذکور کو سلطان سکندر بن سلطان بہلول نے شش صد آٹھہ ہجری مین بہ تسخیر
مذکورہ کے ضمیمہ ولایت دہلی کا کیا ہی اگرچہ قبل اسکے سلطان بہلول نے قنوج پر غالب آیا تھا لیکن ضبط نہوا تھا اور اب بقول راقم قیفہ مین سکار سطنت مدار کمینی انگریز بہادر کے ہاتھ آئی ہی حکام کا اختیار
برہان الملک نام اصلی انکا محمد امین ہے باشندہ نشاپور کے ابتدا مین انکو دارو نگی خواص بادشاہی کی عنایت ہوئی
تھی پھر سعادتخان بہادر بہادر خطاب اور خدمت توپخانہ کی امتیاز پائے اور صوبہ اودہ کا بزاجارہ
اسکے سپرد ہوا پس خطاب برہان الملک سے سرمایہ افتخار کا حاصل کیے اور جنگ مین بادشاہ کی مدد
بجا لائے اور خوب بیکا مہ ہنر دکار کرم کیا آخر کار مجروح ہوکر فتح بادشاہ موصوف کے ہوئے پس صدیہ
بنے اپنی زخمون کے روز عید اضحی ۱۱۵۱ گیارہ سو اکاون مین قضا کی صفدر جنگ ابو المنصور خان بہادر
صمصام الدولہ اور دامادِ برہان الملک کے مین اور وہ اول مین ندیم اور رفیق شہزادہ محمد
شاہ بیکنے کے ہین کہ خان موصوف نے جنگ مین بادشاہ ابدالی کی خوب پیدا کیا اور جب محمد شاہ نے

قضا کی اور احمد شاہ بادشاہ مستقل ہوئے انہوں نے قلمدان وزارت کا نہ ہزاری منصب اور نہ ہزار سوار اور برہان
الملک خطاب سے دلدلی ۱۱۶۱ گیارہ سو ایکسٹھ میں صفدر جنگ کو عنایت فرما واضح ہو کہ عمدہ قلیل میں دربار
بادشاہ اور وزیر کی خدمت تازہ آئی اور چھ مہینے تک جنگ نہ امتداد پائی پس طرح سے انتظام الدولہ
قمر الدین خان کی عطائے صوبہ مورد فتی اور وہ اور الہ آباد پر صلح ہوئی اور کام وزارت کا مستردد ہوا پس صفدر جنگ سے مرہٹہ
بن بلکہ پاس بادشاہ کی رخصت حاصل کر کے طرف مقصود کے بنگش کی انتقال صفدر جنگ کا اظہار ہوئی
کہ ۱۱۶۲ گیارہ سو بیسٹھ میں بیماری سرطان سے کہ باون پر ظاہر ہوئی تھی ہوا پس صفدر جنگ
کے شجاع الدولہ نواب بڑے برہان الملک کے جائے پر باپ کی ممکن ہوئے اور تا دم حیات
آنجہانی مطیع اور مددگار بادشاہ عصر کے کمال تہور اور جلادت سے رہے اور خلعت وزارت کا
مع قلمدان مرصع ۱۱۶۴ گیارہ سو چونسٹھ میں بیشگاہ سے شاہ عالم بادشاہ کی سعی سے اپنی حاصل
کیا اور جب اجل سمی پہنچی بیماری مورونی یعنی سرطان سے رہکر ایسے عدم ہوئے پس مرزا امانی
نواب آصف الدولہ وزیر الممالک ہزیر خنک بیگی خان بہادر پسر بزرگ شجاع الدولہ ۱۱۷۱ گیارہ سو
ستہتر میں مطابق سنہ جلوس شاہ عالم بادشاہ غازی کے بلدہ فیض آباد میں کہ قدیم نام
اسکا بنگلہ ہی سند وزارت کو زینت بخشی واضح ہو کہ نواب مذکور بہت سخی اور نہایت شکار دوست
تھا چنانچہ بیشتر شیر اور جنگلی ہاتی شکار کئے مرزا علیخان لطف نے تذکرہ میں [illegible]
لکھا ہے قید حیات میں متعدد خیمے شیر کی کھالوں کے تیار کروا رکھے تھے اور ایک عمارت عالیشان
ہاتی دانت کی بنوائی تھی سنا ہے ہنوز موجود ہو کہی کہتے ہیں کہ اسکے ستون اور کڑیاں وغیرہ ہیں

احکام مختلفہ

احکام مختلفہ کے بیان میں

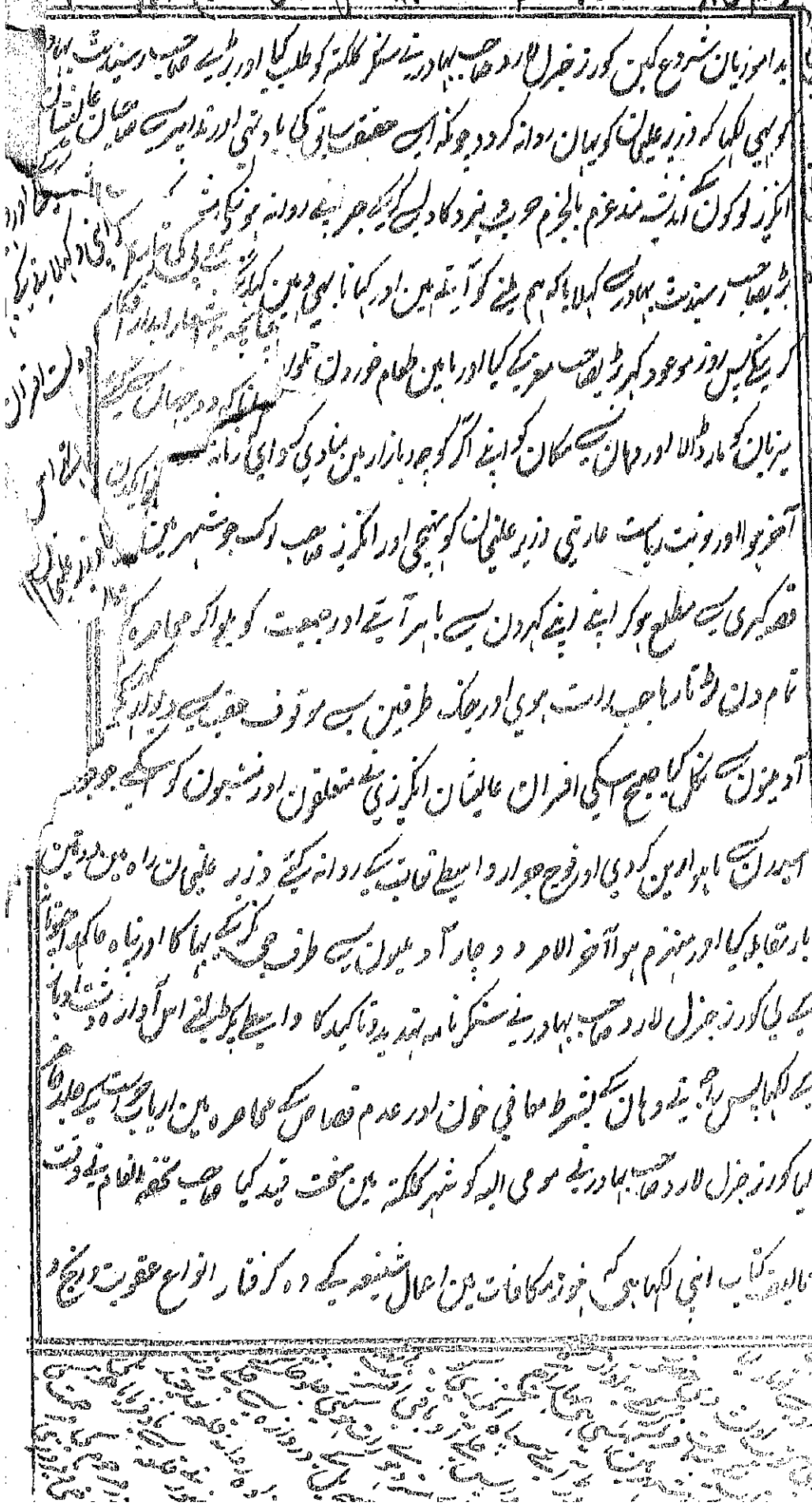

غازی الدین حیدر والا نسب عالیجاہ زمستان اور جلد دہلی پہنچکر بمقام مسلح معظم خیمہ کیا اور ولایتی صاحب لوگوں
اور دیسی رئیسوں کو بلکے جواہر کران بہابہت سا تواضع و مدارات کیا بادشاہ دہلی نے بھی ہر ایک سردار کو
کچھ نہ کچھ معاوضہ انصاف سے دیا شاہ سے بیان کیا کہ بادشاہ جو بھائی نے اس قول کو موزوں کر کے
اسی دن کہی یوں کہی کہ شاہ دلفروز شہنشاہ کردیا سنہ حکومت وہان کی بالاستقلال قرار پائی
غازی الدین حیدر نے بھی اٹھائیسویں ربیع الاول روز شنبہ دولہی سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو تالیس فصلی
کی اسی روز نصر الدین حیدر فرزند شاہ میرور سند جلوس فرمایا اور بعد نصر الدین حیدر کے کہ وہ لاولد
انکے آخر سنہ ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن ہجری میں جادہ فرمانروائی کا اختیار کیے جو کہ مفصل اسکی
تمام بارہ جدید اور مہمان سرا اور مسجد نواحد اس کے بھائی کے کام مسجد کا جو نامتمام رہا کر ایا
تاریخ حسن سے ہیں کہ جلوس کیا نہا اسی تاریخ اسی ماہ میں اسنے اخر بعدم ہجری میں امجد علی نے
اسکے سنہ ۱۲۵۳ بارہ سو تین میں جلوس فرمایا اور بعد شاہ موصوف کے شاہ واجد علی بن شاہ امجد علی
سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو تریسٹھ

احکام کا احوال مظفر شاہ کے سلسلے اعظم ہمایوں کجراتی کہ خدمتہ سلطان محمد فیروز شاہ متعلق ہے
مرتبہ امارت سے ممتاز تھا اور خطاب مظفر خانی سے سرفراز اور ۹۱۰ھ میں کجرات کی
حکومت پر مامور ہوا اور نظام مہم کو دل کشی سے دیا یہ تک کہ مظفر واپس جانے پر
اقتدار حاصل
ہوا پھر جو کہ سلطنت مثل پدر و دیگر خاندان بہادری تھا دم استقلال کا مارا اور ۹۱۰ھ میں
ہوا اور سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور سزا دہی کی تب تہہ دل سے حکمرانی کی مظفر خان
ہوا اور ۹۱۱ھ میں
ہوا اور ۹۱۲ھ میں
ہوا اور ۹۱۳ھ میں
ہوا اور ۹۱۴ھ میں
ہوا اور ۹۱۵ھ میں
ہوا اور ۹۱۶ھ میں
ہوا اور ۹۱۷ھ میں
ہوا اور ۹۱۸ھ میں
ہوا اور ۹۱۹ھ میں
ہوا اور ۹۲۰ھ میں
ہوا اور

احمد شاہ تقریباً سات برس کے بعد سلطان احمد شاہ کے اعتماد خاں رکن السلطنت نے دہلی میں ایک
طفل کو سلطان مظفر نام فرزندی سلطان احمد شاہ کی منسوب کرکے تخت سلطنت پر بٹھلایا اور آپ صاحب اختیار
امور کلی اور مجروی کا ہوا پس ۹۹۵ھ نو سو پچانوے میں سلطنت اس طبقہ سے زایل ہوی اور بکرات حیطہ تصرف
میں اکبر بادشاہ کے آیا جانا چاہیے کہ چودہ نفر اولاد سے مظفر شاہ اعظم ہمایوں کی مرتبہ جلیل القدر سلطنت
کو پہنچے اور دو کم دو سو برس تک اور بلاد کے طریق اسلام پر بالاستقلال حکمران رہے اکبر بادشاہ کے عہد
سلاطین اولوالعزم دہلی کا رہا اور ایسے عہد سے عہد ہی کہ نفیہ میں صاحبان دولت کے زندان اور تختہ
میں مستقلان کا یک وارث کہ وہ سردار ان قوم مرہٹہ سے تھا اور کہ اضافہ میں دوسرے
یہ حکام کا احوال نصیر خاں والد ملک راجہ خاں بہان کہ وہ عہد نور سلطان علاء الدین
خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کا آسودہ روزگار اور خوش گذران تھا اور ملک راجہ خاں
واضح ہو کہ اول ملک موصوف بہ خطہ خاندیس سو یا سیمیں طرف سے بادشاہ کے تھا
صوبہ خاندیس کی حاصل کی تھی پس نصیر خاں بموجب سے سلطان احمد خان گجراتی کی کہ
اپنے اسکو خطاب خانی کا دیا تھا شنہ آتا ہے میں جو کہ ان روزوں امیر تیمور
وارد ہندوستان ہوا تھا اور حدات سے امیر موصوف کے سلطنت دہلی خراب ہوی اور خطبہ اپنے نام کا کرکے
حکم عملی سے قلعہ آسیر کا زیر تصرف اپنے لایا اور متعینان کو واپس طرف اپنے قلعہ متبوعہ مذکورہ کے
مامور کرکے روانہ بخش صوبہ مذکور کا ہوا اور شنہ آتا ہے کہ بارہ میں شاہ کرس پر قلعہ سے
ایک شہر آباد کرکے نام اسکا برہان پور نام سے حضرت برہان الدین اولیاء قدس سرہ کہا

جہاز اور بارہ سو آدمی لیکر شمس بن سے چلا اور آٹھ ہاوری واسطے تعلیم دینے مذہب عیسوی کے ہمراہ
اسکے ہوے کہا ہے کہ کپتان پرالی برابر پندرہ سو عیسویون و اہل ہندوستان ہو کر بیدلی کے کنارے
کو طرف بیجاپور بادشاہ بیکنڈون کے قبضہ کیا اور قیدی مسلمان کو ذبح کیے ہیں کا مذکور ہے جو ہمراہ اسکے
تھے چھوڑ دیے اور تحفہ و ہدایا کا لیکر ولایتی کا لیکوٹ کے حاکم کی نذر کیا اور موافقت بہم پہنچا کر
بنا کر بٹی کی ڈلی سونے اور مصالحہ کے سوداگرون کو بہت نفع معلوم ہوا تو کپتان پرالی کے طرف بیکنڈون کے اس کا
حکم اخراج کا بادشاہ سے لیا اور فوراً کو بٹی پہنچا دینے کے جاکر ہے اور ہر ایک کہ اسمین تھے انہین ہاردا کپتان پرالی
بھی مسلمان جہاز والا جو دن بیکنڈون کے پکڑ کر سوا اسمین کالیکوٹ لیا اور اک لکھا دی اور شہر کو بھی غارت کیا جو قلعہ
اور بندر کو جیتے کو جلا کیا اسمین محمد قاسم فرشتہ ذکر کرتا ہے کہ ملکان مذکور کے یون بیان کیا ہے کہ
قریب پانچ چھ برس کے گذرے ہین کہ کپتان اہل فرنگ کے کہ ولایت سے دور کا پی کرتے ہوے اور بیجاپور
کے ملکون کے ملیباریون سے یہ اظہار کیے کہ مسلمان بازرگانون کو جو بندر کالیکوٹ مین آتے جاتے تھے
جو نفع کہ تمہین آپس مین ہوتا ہے اسسے زیادہ ہم پہنچا سکتے ہین سامری حاکم اسوقت کا باوجود یکہ
بندہ نہا ہمیشہ کو قبول پس آخر تک معاملات مین وہ اور وسعت سے کہ بندرگاہ مسلمانون سے
جاتا رہے سامری سنکر خفا ہوا اور درباب سزا دینے حکم قتل عام کے دیا ملیباریون نے پوشیدہ
تمام مال اسکا لوٹ لیا اور ستر آدمی معتبار ڈیل بفتہ سیف سوار کشتی ہو کر کوچین چلے
حاکم وانکا چونکہ دشمن سامری کا تھا اپنے پناہ مین اپنے لیکر اجازت دی کہ قلعہ کے اندر جا رہین
کیونکہ واسطے تو طن اپنے قلعہ تعمیر کرین اہل فرنگ یہ بات تو غنیمت جانتے تھے جلد ایک

حصار مختصر و احاطے ناخن بندی کے تیار کرلیے اور درمیان اسکے ایک مسجد کہ وہ کنارے پر دریا کے تھی تیار کرلیے
چنانچہ واضح ہو کہ یہ پہلا قلعہ اہل فرنگ کا ہی جو دریا بندر میں احداث پایا اسکے بعد کتاب حال
کو جس مذکور سے سال و اسباب لیکر کس بن کو روانہ ہوا اور نصف جولائی سنہ مذکور میں وہ بھی ایک جزیرہ
مطابق شنبہ نویں ساعت بجری کے داخل بیت الحکومت ہوا سلطان بر تکبر و تنعا جو اپنے آنے کی اطلاع کرنے
چاہتا تھا کہ ایران مصر بندر وغیرہ کو عشرت کدہ اپنی کرے بحسب الحکم اسکے بعد کہ اپنے حال سے مفصل کی کاپی
مقابل کالے کوٹ کے جہاز کو اپنے لنگر کرکے مسافر نے چاہا کہ وہ بندرت خاک سابق کی جو کتاب حال
تھی کرین جہاز طرفین اقبال اس امر کا نہوا اسپاس آدمی لیکر جو اسکے جہاز پر تھے بندر میں اترا اور
سے تمام شہر کو خواب کرکے روانہ بندر کو چین ہوا اور وہاں اسباب جہاز بہر کے یورپ کی راہ لیا بعد اسکے
بن جہاز اور آپنے اور کے لیے بنل مرام پہر کیے اور جانے وقت کو میشی کو واسطے حفاظت کے تھی
کے چند سپاہیوں سے چھوڑ کے بعد مراجعت اپنے حاکم بنے کالے کوٹ کے کو میشی پر صد
کپتان لکھا ہی کہ اپنے باوجود قلت سپاہ کے خوب مقابلہ کیا اور لڑا کہ پہلے فوج یورپ کی پر کی
سپاہ بندوستان کے ثابت کی اور کہنا صاحب تاریخ کلکتہ ابراہیمی کا اسی کہ اس ضمن میں
حاکم کو ہا بندر کنہور کا الیہ موافق ہو کیا اسجا بھی ایک قلعہ تیار کرکے بہ فراغت تمام تجارت
میں فلفل و زنجبیل کی مشغول ہوئے سامری زیادہ تر غصہ میں آکر کو چین پر لشکر کش ہوا
چنانچہ پالی تین بادشاہ وہاں کے بعد ایکدیسرے کے قتل کر ڈالے ورنا مقتولین بکوتین
پھر جمعیت اکٹھا کی اور بھارت اہل فرنگ کے زیادہ از دایئے اور کنہور کی سپاہ بھی فراہم

قلعہ بیجاپور کے متعلقات اس حصار کو بندر کا تعرف متعلقان یوسف عادلشاہ کے نکال کر مستقل ہوکر تول
مذکور الصدر سنہ ۱۵۱۵ پندرہ سو پندرہ مسیحی مطابق سنہ ۹۲۱ نو سو اکیس ہجری کے کہ اندنون میں بادشاہ
دکن کا محمود شاہ بہمنی تھا اور سلطان بند کا سکندر لودھی جنوب سمت بند کے بارہ ہزار میل تک
عمل عیبوں کا ہوکیا اور اسمیں بیس کی تنہا ان لوگوں کی اتنا بائیس پیس سو بیس دیبر سنہ الیف
الورک ہوا اور چند روز کے پیس دفیس سب سامری بھی آئی ہیں ہوجب کفار محمد قاسم مذکور کے عالم دجہ
سے طرف علم کے رای ہوا اہل فرنگ بیٹے سے آمتوفی کے صلح کرکے زدیک کوٹ کے قلعہ
نو سو اڑتیس ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ پندرہ سو بتیس عیسوی کے بیچ حدود پالیات کے وہ
سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۵ پندرہ سو پینتیس عیسوی کے
شاہ کو اپنے لئے اور سنہ ۹۴۳ نو سو تالیس
اور سسک اور سقوطرہ فتح کرکے مدت ایک سامری اور بحری اور عادلشاہ بندہ بالا تفاق اپنے پیس کی
سامری اس دفعہ خراب ہوا اور قلعہ الیات کا ہاتھ سے اسکے نکال لیا لیکن بحری اور عادلشاہ
قلعہ ریکدندہ اور بندر کوہ پر پہنچے بسبب شامت نوکران نادولتخواہ کے پیل مرام پہر سے لوٹ
اہل فرنگ آزار دینے میں مسلمانوں کے دلیر ہوکر بعضے حجاز جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ کے
بقول اہل فرنگ کے کہ معلمہ کو زاد اور عنفرقا آتے جاتے تھے وقت مراجعت کے جدہ سے غارت
ارباب اسلام کو بہت سبک کردانا پس سنتی ہوا سخن ہم ترجم انگریزی اور ہم صاحب تاریخ نکلسن ابراہیمی
المشہور نوشتہ کا واضح کہ بلاد ہند میں کچھ اور سو برس تک پرتگیز سوداگری کے مختار اور بلا

سودا گری شروع کی پہر سولہویں ماہ صفر سنہ ۱۵ پندرہ سی الہجری عیسوی مطابق سنہ ۹۱۵ نو سی سنا نو ہجری میں
جزیرہ مذکور سے چلے اور دو برس کا سفر کر کے داخل ولایت سنجو کپس ملک ہند کی بہت تعریف سنی کہ بہت
زرخیز ہے اس ولایت کا نام بادشاہ زادی اور جزائر ملدیپ بھی صاحب بیان کیے ہیں سنہ ۹۱۵ پندرہ سی
عیسوی مطابق سنہ ۹۲۲ نو سی دو یا ہجری کے رعایا نے سرکار کو رنت سے تجارت ہند کی اجازت لی اور اس جہاز
میں سامان لے کر ولایت چلے اور مقامات میں پہنچ کر دن ملابار اور مندل اور کوچین اور ملاکا
اور ملوکس غیرہ میں اکثر بار کاپی کی جہاز کے طوفانی ہونے سے نقصان پڑا پس وہاں سے چھوڑ کر
کے وہاں بھی چند جہاز ڈوبے غرض سنہ ۹۲۲ کے آخر ولایت کے پوت آئے اس جا راقم سیاحی حوالہ اور خوشحالی
بطور مجمل مذکور ہوئی بنا بر عدم فہم سخت چونکہ مختصر لکھا ہے کیفیت سرداران انگریزی کی من لوله الی آخر
مضمون از بیان قلم تراوش بیان کے جاری کیا کہ انت رالوالد المستعان علی ما تصفون فکر درد و شکار
و لشدید سعر قوم فراشیش و تمار یک بتول حج جامع نہ سنہ ۱۰۱۶ پندرہ سی عیسوی دلندیز
اول جزیرہ جاوہ پر اکثر آتے جہاز انگریز کا یہ عبارت لیکر سیلان کے طرف جاتے ہیں بعد فتنہ ہائے
پرتگیزوں کے جب سے پہرے کاپتن کوآیے مدراس اور چیلی پتن ان جگہ جاتے اور سنہ ۱۶۱۶ سولاسی
ترشیچی میں کنارہ اور کیلون اور کوچی اور کرانکور پر تگیزوں سے لیکر لیتے اور زور کر
اور سنہ ۱۶۱۶ سولاسی ایک میں ہرمز سے پہلے مالدیو کے طرف آتے اور وہاں سے
بازار کاپی افتتار کے اطراف و جوانب کو روانہ ہوئے پہر سنہ ۱۶۱۶ سولاسی میں بنا بر
تجارت بانکوتی کی ڈالی پس آرکاٹ میں آکر بہت سی زمین ہاتھ میں کی اور وہاں

زبان فارسی میں نظم کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سنہ ۱۶ سولہ سو سولہ عیسوی میں انگلستان کے بادشاہ
دلہری ہشتم ملک فرنگستان کے تاجدار مسند آرائے حکومت ہوئے انہوں نے اپنے عہد میں اپنے تجارت پسند کا ارادہ کیا کہ پہلے
ایک جماعت کو واسطے اس امر کے مامور کیا کہ کمپنی مراد اس سے ہے اول جا کر دیکھ آوے جا کر وہاں
سے بیشتر تجار وہاں گذر کرتے ہیں اور اسعار و بلاد میں ہر جانب سے خبر لاوے چنانچہ حسب الحکم سلطانیہ
متعدد جہاز لیکر دریائے اٹلانٹک سے چلے اور راہ دریا کی قطع کرتے ہوئے بندر بطاویہ کے پہنچے اسی داد و ستد کی
فکر پر بکنار راہ تھے اور بعد آنے کے یہ رپورٹ دی کہ ان الزابث کہ معاصر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کی تھیں
سنکر بجہ نجویز ایک نامہ اس مضمون کا لکھکر مصحوب ملا بہال نام ایک شخص کے کہ وہ وکیل رؤسا تجار کا تھا روانہ کیا جس
مضمون خط کا یہ الزابث سے ہی محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کہ تمہارے اور ہمارے مسلم آئین اتحاد
کا جاری رہے اور تجار ان بندر ہمارے ملک اور ہماری ولایت میں بازرگانان وہاں بجہ میل آمد
آیا جایا کریں اور تفاوت ایک ایک ملک دوسرے ملک کے پہنچایا کریں تا آئین خود دشمنی طرفین کو
حاصل ہو کی اگر مصحوب ملا بہال نام ایک شخص کے کہ وہ وکیل رؤسا تجار کا تھا وارد ہوکر پیغام کو
رخصت لیکر خشکی کی راہ سے حلب کو آیا اور وہاں سے بہ نسبت کریکے انگلستان کو پہنچے اکبر آباد میں
جہانگیر بادشاہ کا تھا داخل ہوا اور سر دربار نامہ کوین الزابث کا جو خط انگریزی
مرقوم تھا گذرانا اور عرض کی کہ میں فرستادہ سلطان فرنگ کا ہوں اور روم سے ہوتا ہوا
حضور میں پہنچا ہوں اور یہ نامہ ملکہ انگلستان کا ہے بعد سنتے جواب انگریزی دان اسوقت حاضر
تھا ترجمہ حسب الحکم سلطانی نامہ کا کیا اور مضمون مرقوم الصدر سے اسکا عرض کیا بادشاہ نے

[illegible] عدن اور مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا کی طرف جانیکو اہل روم مانع آئے پس ہزر جب بندر کوہ مین پہنچی سردار قوم
پرتگیز کو خبر تعجب گذرا اسنے نصرتخان نام صوبہ دار کو بندر مذکور کے جو طرف سے جہانگیر بادشاہ کے تہا نامہ لکھا کہ اگر
تم انگریزونکو اپنے ملک مین آنے دوگے تو ہمارے اور تمہارے اتفاق رہیگا ہم بندر پر تمہارے جہازونکی کرینگے اور
آمادہ پیکار ہونیکی اسبات پر کہ انہین زنہار بندر مذکور مین آنے کی طرف چلے جانین نصرتخان نے سنکر جواب نامہ کا
اسے ارقام کیا کہ تم کیا چیز ہو اور کیا حقیقت رکھتے ہو جو بندر پر میرے یورش کرنیکے مین تمہارے لیئے واقی وکافی
ہون یہ لوک حکم سے بادشاہ کے یہان آئے ہین عدول حکمی ظل اللہ کی کہان ہوسکتی ہے عقل یکلخت اور تمہین سنبھالو
اپنی پرتگیز کا جب اسطور کا جواب لیکر سورت سے کودہ کو گیا پرتگیز دریا راہ زنی اور غارتگری کے
واسطے جہازونکو دریا مین لوٹنا شروع کیا اور سردار قوم نے نصرت خان کو رشوت بہی قبول کیا
اندوہا تو نے خان مذکور طرفدار پرتگیزون کا ہوگیا بیشہا کہ نے نصرت خان کو بابل طرف
پرتگیزون کے پاکر بیدل اور سرد دہوز بندر مذکور مین تہا کہ جہانگیر بادشاہ نے بیشتر مذکور کی بادی
وسنہ ۱۶۰۹ سو لاسی نو عیسوی مین ولیم فنش صاحب کو سورت مین اپنی طرف سے بھیجکر اکبر کو آیا اور
ملازمت بادشاہ کی حاصل کی نامہ جیمس بادشاہ کا گذرانا اس ضمن مین انگلستان سے ایک کردہ اور تاجر
ازانجملہ مین سردار کردہ مذکور کا شرلی نام کپتان تہا وہ بیس سے جہاز لیکر آیا اور مقابلے سورت
کی طرف دریا کی راہ سے چلا اتنا رراہ جہاز اسکا طوفان مین آکر ٹوٹ گیا بہت سے آدمی اور
اسباب وغیرہ غرق آب ہوگیا باقی لوک جزیرہ کیتے پہنچ گئے تباہی کہانتک پہنچی کہ بندر سورت کے
ایلچی نصرتخان حاکم وہانکا جو کہ پرتگیزون سے موافقت رکھتا تہا انہین بیسی کی آئینہ ندیا :

ہر چند کہ ولیم فنیش نے سعی کی اور بہت سمجھایا لیکن خان مذکور نے نہ مانا اور چار کے ہمراہ
شہر پی پرورش سے لشکر کے عاجز ہو کر تنہا سورت سے چلا اور آگرہ میں اکر میشہا کر کے ملا بعد اسکے ہمراہ
خشکی کی راہ سے لاہور اور مندہا اور ایران اور بغداد اور حلب وغیرہ سے ہو کر انگلنڈ کو چلے گئے فقط میشہا
اور کپتان شربی مندوستان میں حضور جہانگیر بادشاہ احوال پرسی میشہا کر کے بہت مہربان تھا راہ تلطف
سے محل مرامیں اسکے ایک پرستار مسیح کیش تھی اسکو کلیسیا میشہا کر کے دیا اور ہر سنہ کو کرسمس کے
مقرر کی اسنے اس امر کو وسیلے برآمد کار کے بہت غنیمت جانا اور بسر و چشم قبول کیا اور خدمتیں بھان نہایت
تمام کیفت اپنی تباہی کی اور بسکہ شرم ہمدردی نظر تحمل کی گذارش کی بادشاہ نے نقرئی ٹکا کو یاد کیا ہو تکہ
مرد سنجیدہ دریافتہ دیدہ تھا بار یاب حضرت ہو کر ایسی چاربانی عرض کی کہ بادشاہ رضامند ہوا اور
اپنے ملک کو واپس جانا کیا میشہا کر کا کچھ دعا حاصل نہ ہوا تب میشہا کر نے انگلنڈ کے جہاز
ارادہ کیا کشتیان بر یکسں حسن عمل سے اپنے جوجو باریاب دربار جہانگیر ہوئے ان سے کشتی
کرد کہا تھا اور ہر ایک سے وسیلے عدم حصول تمنا میشہا کر کے رشوت دیتے ہوئے سلوک و مدارا
کرنے تھے سے بجا ارادہ سے بوت جانا میشہا کر کے انگلنڈ کو مطلع ہو کے اس امر کو بھی وسیلے
مصلحت نہایا اور درپے منافع کے ہوا مطلع ہے کہ اسکی بی بی کے دو بھائی تھے انہیں اب
بھائی کہ میشہا کر ولایت کو جانے والا ہی البتہ بہن کو بھی تمہاری لیجاوے کا پس دو تین جہاز
ہو جاوے کی مناسبت ہی کہ ایسے جانے نہ دے انہیں یہ بات درست معلوم ہوئی دے کا بل سے
اب بولے کہ ہم اپنی بہن لیجانے نہ دینگے جی ہو تمہارا چلے جاو میشہا کر کو جدائی نہ دینے

جہاز ہے اونہوں نے مقابلہ کیا اور جنگ میں دو کشتیاں انگریزوں کی پکڑ لیں کپتان لیسٹر صاحب
بہادر نے اسکے بجز اونکی کشتیاں جو مال کی بھری ہوئی تھیں کھیریں اور اپنے قبضہ میں کر لیں
ان روزوں بجاے نوشخان میر جعفر خان صوبدار سورت ہوا تھا اسنے جو قریب اس حادثہ کے سورت
آیا اور کپتان لیسٹر سے ملکر بابت صلح کی ملایمت سے کہیں اور کہا کہ مضایقہ اب تم ہمارے
تمہارا مال بلا تامل بندر سورت میں آیا کرے کوئی مانع نہوگا اور تمہیں امدادیہ بھیجا دیگا کپتان لیسٹر صاحب
کہا کہ تم طرفدار پرتگیزوں کے ہو اور فیما بین ہمارے اور اسکے خصومت ہے چونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے
ہمنے تمہارا کہنا معلوم کیا پر اسوقت بنا بر ضرورت ہمیں اعتبار نہیں میر جعفر خان چونکہ
متعلق سالار گجرات کا تھا شیخ صفی نام حاکم کو وہاں کے اطلاع کی اور لکھا کہ انگریز سورت میں جہاز
ہیں اور صلح کے متوقع ہیں شیخ صفی نے بعجلہ اصلح خیر مصلحت کو جدال و قتال سے نباہ جانا اور آپکو
بندر سورت کو آیا اور کپتان لیسٹر صاحب سے ملاقات کی اور تمام سوالوں قبول کیے کپتان لیسٹر صاحب
نوشتہ جو شیخ صفی نے تحریر کیا عہدنامہ لکھکر جو ایلچی اور جمعیت نے تعین ہوکر جہاز میں
حاکم گجرات دستخطی جہانگیر بادشاہ مزین کیا رہوئیں حضور کی
عہدنامہ کے مضمون اس سے ہے کہ اگلیس مشتمل اوپر ہر اقرار کے اول جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا باب العدن پر اہل جہاز سے جہاز کے لیا کریں ہمیشہ کی بادشاہی دوم جو ایلچی کہ
آوے بار دیگر مثل ہاکنز کے ہمکی تک اور ہمکی نہوئی اور حاضر دربار سلطانی رہنا سوم جو قیمت
مال تجارت کا بارہ پر آکر محصول سرکار بندر سورت نے مطابق ہر کنا دی کرے دینی کہ

انہون نے حضور مین عرضکی کہ جہانپناہ لنگرگاہ بندر سورت کی اختیار مین پرتگیزون کے رہنا چاہئے
کہ اگر تجارت آسجا انگریزون کی ہوا کریگی تو مخا اور جدہ اور حجاز وغیرہ کی سوداگری مین نقصان اوسیکا
اسطرح بادشاہ کو سمجھایا اور وزیر نے کہا کہ شہر پٹرونج مین انگریزونکی تجارت جاری ہے اور وہان
وہان اپنی کوٹھی بنا کر بین اور سالانہ تین روپے سیکڑا محصول دیکر بین مضایقہ نہین اس عرضپر بادشاہ
سنکر للہ جشن تولد بادشاہ ظل اللہ کا مقرر ہوا اسی دن بار عام مین وکیل بھی جا پہنچا بادشاہ نے تبکیم
کہہ سنایا لیکن خدمتمن وزیر کی عرضکی کہ حسب الالتماس وکیل کے وہ واجب العرض قلم بندی ہوا ہے اور ابتک ملاحظہ
جہانپناہ سے نہین آیا بندہ امیدوار ہی کہ جلد مرحمت ہو وزیر نے سلام چلیپسند کہا اور وہ
بھی بیدل مرام رہا پس صاحب میر منشی محمد بیگ امد کے طرف شاہزادے کے رجوع کیا تھا کہ اس ضمن جہاز
جنکی انگلنڈ سے بندر سورت پر آیے اور بر کتیون سے مقابلہ کیا جنگ مین بر کتیس غالب اور یہ مغلوب ہوے اور
بہزار خرابی سورت مین آگرا تب وہان سے نامہ بادشاہ انگلنڈ کا جو تہہ بہ آبے تھے دار السلطنت مین
نزدیک میستر تامس کے بھیج دیا میستر تامس وہ نامہ لیکر حاضر دربار ہوا اور گذرانا بادشاہ نے لیا اور
پڑھوا کر سنا اور طرف میستر تامس کے متوجہ ہو کر احوال کیفیت بادشاہ انگلنڈ کی پوچھی اور احوال ہاتھی
سلطنت کا دریافت کیا من بعد فرمایا کہ ہمارے فرانسیس محل کھوڑی وغیرہ وہانسے لیکر اوسکو دیدیں
وجہ قیمت مین اسکی تمہی غایت کرینگے میستر تامس نے عرض کیا کہ جہانپناہ سے سورت مین
ہوے ہین کرمایہ مین بیچ فراغت کرینگے مین ذوالفقار خان حاکم سورت کو حکم ہو کہ زر محصول
نہ لیکر روز بارگاہ جہان مطالع کرین بادشاہ جہان بنا شاہ جہان سے فرمایا کہ فرمان نام بہ

ذوالفقار خاں کے لکھو کہ تمام سوغات ولایت انگلنڈ کے اور تحایف وغیرہ بھیجے حضور والا میں روانہ کردیں
بموجب ارشاد دوالاگہر فرمان کیا اور نفایات وغیرہ بجنس اگر ملاحظہ میں کذرے بادشاہ بہت خوش ہوے اور
اپنی مہر سے ایسا لکھہ کر عنایت کیا کہ جو حاکم سورتکا ہو انگریزوں کو وہاں واسطے تجارت کے جایدا
وقبض کا ظلم روا نہ رکھے بعد اغت تمام اسجا بازرگانی کیا کریں ایک جیہ محصول کا اپنے زیادہ طلبی کریں
مدت خوش ہو کر مقفے للرام مرخص ہوا اور بندر سورت میں اگر اپنی کوٹھی کا بندوبست کیا اور وہاں سے
ایران کے حضور اصفہان کو چلا گیا پس اسوقت سے کمپنیان سوداگران انگریزی ہر سال ایلچی بہت
میں انکے آتے تھے لیکن اسکو آتھہ نویس کا عرصہ گذرا تھا کہ جمیس بادشاہ مرقوم الصدر ولایت انگلنڈ کا ۱۶۲۵ سو
پچیس عیسوی میں ہوا اور سر جالس تخت سلطنت پر وہاں کے قایم ہوا متعاقب اسکے دو برس بعد جہانگیر بادشاہ
قہرمان ہند کا بھی انتقال ہوا اور شاہزادہ شاہجہان نے فرمانروای اقلیم ہند کی ذمہ اپنا کیا بتقریب
دخترشاہجہان بادشاہ کی بیمار ہوی حکما نے مصدوبوں کے مداوا میں اسکی سعی بلیغ کی کچھہ
فایدہ نہوا افراج شاہجہان بادشاہ کا بسبب جوش الفت پدری کے نہایت متردد اور متفکر تھا کہ سر
دربار کسونے عرض کی کہ جہان پناہ بندر سورت میں ایک انگریزی حکیم ڈانکٹر بلٹن نام بہت مشہور
ہی اسکی طلب ہو تا اس را اللہ تعالے علاج بسے اسکے صحت حاصل ہو کی فرخ شہزادی کا رو براہ اوسکا
عرض پذیر ہوی غرض بادشاہ نے حکم کیا ڈانکٹر مذکور آیا اور علاج اسکا شروع ہوا اور بقول صاحب
شاہجہان نامہ اور محرر تاریخ عالمگیری اور بموجب کتب انگریزی ۱۶۳۱ سو اکتیس عیسوی مطابق
۱۰۴۱ دس سو چھیالیس ہجری کے ڈانکٹر لکنی صاحب انگریز وارد ہند وستان ہوا ان روز دن

دختر سلطان کی بیمار تھی ارکان دولت سے طرف حکیم مذکور کے رجوع کیا بہر کیف عنایت الہی شامل حال
تھی شہزادی اچھی ہوگئی شاہجہان بادشاہ ظل اللہ نہایت خوش ہوا اور بہت صلا اسکو عنایت کیا اور ایک عہدنامہ
لکھدیا کہ خلاصہ جسکا یہ ہی خلاصہ عہدنامہ شاہجہان بادشاہ اسمی ڈانکتر بلٹین صاحب جسکو
معافی محصول تجارت دی ڈانکتر بلٹین صاحب سرحد ہندستان جہاں جہاں سے محصول تجارت کا
لیں کوئی انکا مانع و مزاحم نہووے پس ڈانکتر صاحب مذکور مطلق العنان ہوکر طرف بنگالے کے واسطے تجارت کے راہی
ہوئے اور مال کثیر خرید سورت سے وہاں لیگئے اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں پہنچے زوجہ حاکم بنگالے کی بیمار تھی اور اسکے
شہزادگی ہستی تھی اناڈانکتر صاحب مذکور کا سبب زندگی کا جانا اور طرف رجوع کیا قدرت خدا وہ بھی علاج سے ڈانکتر
بلٹن صاحب کے اچھی ہوگئی حاکم بنگالہ بہت خوش ہوکر صدر پروانگی دی کہ جو کوئی سوداگر سپاہ پیشہ کہ تمہارے
ساتھ آوے بہ فراغت تمام تجارت کرے کوئی محصول نہ لیگا اور جابجا اسکی نواحین تعینات کردی ڈانکتر صاحب مذکور بندر
سورت میں آئے لوگوں کو یہ کیفیت لکھی اور کہلایا کہ بلا تامل تم کشتیان تجارت کی اسطرف روانہ کرو اور انگلنڈ میں
بھی اطلاع کی وہاں سے سنہ ۱۶۴۰ عیسوی مطابق سنہ ادسی بچاس ہجری میں کشتیان بنگالہ کو آئیں
بہ قول مورخ انگریزی اسمیں کئی سوداگر تھے ڈانکتر صاحب انہیں نوابت ملاقات کرواکے درخواست دیوانی بابت
اسباب ریشم اور پنبہ کا ولایت کو روانہ ہونے لگا اور وہانکا بہت سامال یہاں آنے پسند ہوگیا
بندر میں ایک کارخانہ ابریشم و پنبہ کا بھی لوک کیئے اور اس امر کی اجازت لی کہ ایک سردار اور
تیس سپاہی بڑے بڑے تجاروں کے ساتھ رہا کریں پھر چند روز بعد حسن تدبیر سے تھوڑی سی زمین
اور ایک حصار مستحکم واسطے پناہ کے بنام فتحہ دفع بنا کیا وقتیکہ حاکم مشہد ہوگئی بندر میں

کوشی کیا انہیں جگہ دی اور وہ وہاں باطمینان تمام مصروف تجارت ہوے اور درخت ابنہ و نارجیل
لگے نصب کیے پرتگیز جو اسجا سو برس اگے سے کوتھیاں بنا کر رہتے تھے اور بیشتر قلعجات اور مصدا انہوں نے
وہاں بنا رکھے اور بہت سے جنگی جہاز ان پاس فراہم رہتے اور قوم ولندیز بھی پیش سے قبل اسکے اسی ضلاع میں
کوٹھی کی طرح ڈالی تھی یہ اوپر کے بالاتفاق خفیہ پر بارہ اپنے مضبوط کر کے تسخیر ہوگلی کا ارادہ کیے وقاسم خان
صوبہ دار بنگالہ نے عزم فارس اسکے اتفاق ہو کر حضور والا میں عرضی کی بادشاہ بہت خفا ہوے اور فرمان مدت
الاذعان لکھا کہ انہیں سے ایک کو زندہ پیش خان مذکور نے بہ قول پورتگیز ہند خواجہ بشیر اور معصوم نمیدار
صوبہ مذکور کو مع فوج سنگین حضور اور اگے بھی دے مقابلہ کیے خوب تیار چلا بہت سے لوگ مارے گیے اور بہت سے
قتل کیے معہذا قریب تین ہزار مرد کے گرفتار ہوے قاسم خان نے جملہ اکو روانہ حضور والا کیا یہاں سے کتب خانہ
الٰہی کو بادشاہ دین پناہ نے یہ فرمایا کہ مسلمان کر کے چھوڑ دو چنانچہ حسب الارشاد جنکو کہ توفیق
رفیق ہوی اور بربقہ اسلام کا کر دنیں جان سے ذالابند بے رہائی حاصل ہوی اور جو کہ طریق مسلمانی
پر اپنے رہے اور نور ہدایت سے دل انکا روشنی نہ پکڑا حبس اختیار کیے اور کپتا صاحب خارج نامہ
کا سیاہی کو بادشاہ دین پناہ نے ان سبکی جان بخشی کی اور چھوڑ دیا اور ۱۰۱۶ھ سولاسی بابت میں وہاں
سے ولایت سے شاہ پرتگیز دختر انہی کنگ سرچارلس دوم کے نکاح میں دی اور جزیرہ بمبئی سے
بنا در بندر سے بندر مینی کا عطا فرمایا کنگ سرچارلس دوم نے دیے بندر کمپنی بہادر کو جنات کہ اس
مینی اور بنگالہ میں انکو زیادہ سے زیادہ لوگ بارام تمام مصروف تجارت ہوے من بعد ۱۰۸۸ھ سولاسی سے بمبئی
صوبہ مطابق ۱۰۹۱ھ اکیس سی سینتانوے ہجری سے رہنا اور بنک زیب عالمگیر بادشاہ کے معتمد خان

صوبہ دار بنگالہ نے تاجران کو روپیہ سے سبب تقیہ ہونیکے دس روپیہ سیکڑا محصول طلب کیا وے بولے کہ وہی
جو تمہارے اور ہمارے قرار ہوا ہی ساڑھے تین روپیہ سیکڑا اس سے زیادہ ایک حبہ نہیں نگے صوبہ دار نے سختی
کی وے سب ملکر چاٹگام نام انگریز سے جو اس قوم کا سرکردہ تھا فریاد کی جب وہ درمیان آیا مبرجعفر خان
نے اسکو پکڑ کر قید کر دیا لکھا ہی کہ یہی صورت سورت کی کوٹھی کی ہی ہوئی جب چہار طرف سے بیمار انگلا
بندہوا اور قافلہ بنگ بنگ آگرہ آخر کار تا ہوان انگریز نے یہ کیفیت انگلنڈ کو لکھی وہاں سے اون جنگ کا آیا اور
یہ حکم ہوا کہ نواب بنگالہ کو لڑنا اور بادشاہ ہند سے جسطرح ہو سکے خواہ انکا دے خواہ فساد سے بیمار
اپنا جاری کرنا اور کئی جنگی جہاز بندر سورت اور بندر ہوگلی کو روانہ کیے پیشتر سیاہ انگلستان تیار ہوکر
جب آئی جانب سورت تو بیجو دور دشکر والوں نے وہاں کے تمام سوداگروں کو پکڑ لیا لکھا ہی کہ سہین
روپیہ کا نقصان تاجران بندر سورت کو ہوا عالمگیر بادشاہ نے جو سنا کہ سورت تمام ویران ہوگیا پیغام
کو اپنے پسر اعظم معزخان ہوا اور کوئی دو تین دوسرے سرداران ہند کو واسطے دریافت کے روانہ کیا
اور ہوگلی کی یہ صورت ہوئی کہ قبل وصول ایلچی جو حاکم بنگالہ نے صبغت روانہ کی تھی
اسنے جاکر فورا ہوگلی کو گھیر لیا اور ان جہازوں کو جو اسطرف آئے تھے اور ترنے کو مانع ہوئے
اس عرصہ میں طوفان آیا اور سبب اسکے بہت اہل جہاز تباہ ہوئے حتی کہ ایک جہاز
سے ڈوب گیا باقی جہاز بھاگلی میں جو وہاں سے ساتھ کوس ہے پہنچے ان لوگوں میں ایک ناخدا
چاٹگام صاحب کے نام سے ایسا لکھا ہوا تھا کہ ہم مقام چینا پٹن میں جو ہوگلی سے پچاس کوس ہے
کوٹھی بنا کر کے اپنا سب سامان آبجا لاکر تجارت میں اہل جہاز سفینہ نامہ نزدیک چاٹگام

صاحب کے روانہ کیا اسنے جواب دیا کہ ہم سب بیان موقول صاحب تاریخ مسبوق الذکر تین سو سوار دس ہزار
پیدل تین ہزار سوار محاصرہ میں تھے ہیں تم اگر کسیطرح اول ہو چکی ہیں ازو بود سو الجواب کے بہر حیا شہر بنگالہ
ویسا عمل میں آویگا بیس چار سو کی جمعیت آئی اور بنگالے کے لوگ جو پیچھے رہے اسپر کلوا اندازی شروع کی بنگالہ
سب بہاگی اور چانک صاحب خلاصی سے اور تمام جمعیت انگریزی ہو گئیں آئی بعضے ایسا کہتے ہیں کہ خوب لڑائی ہوئی
انگریز بہت مارے گئے بہدم میر جعفر خان صلح کا پیغام کیا چانک صاحب نے کہا کہ اگر صلح خواہی تحو اسیم خنک و گرنہ جنگ
جوئی ندارم درنگ اور تمام اسباب بہیلی کے طرف بہیجوا دیا کہتا صاحب تاریخ انگریزی ایسا کہتے ہیں کہ صلح ہوئی بلکہ
اگست شہر ۱۶ سو لاسی عیسوی مطابق شہر ۹۹ دس سو نوانوے ہجری کے عہد نامہ کہ انگریز بدستور تجارت کیا کریں
شاید ہوا ہو گا واللہ اعلم بالصواب لیکن عمل اسکا ظہور میں نہ آیا اس امر نے قیام نہ پکڑا چنانچہ
بیان سے ظاہر ہی تھے بعد روانہ کرنے چانک صاحب نے اسباب انیاطرف بہیلی کے حاکم بنگالہ نے پہر جمعیت واسطے
طلب محصول کے روانہ کی مورخ مذکور الصدر لکہا ہی کہ چانک صاحب نے نمانا اور انگریزی
سپاہ جو دہا کا بر آئی ہوئی تہی بلوالیا اور ایک حصن حصین اپنے قبضہ کر کے مستعد پیکار
ہوا لیکن بنگال کے نواب سے عہد پر انہوں کر طرف مدراس کے چلا گیا اور نظم جارج نامہ سے
ایسا ثابت ہوتا ہی کہ فیمابین کے جنگ میں اس دفعہ بہی شکست بنگالیوں نے کہائی بعد جب
چانک صاحب طرف بہیلی کے چلا گیا اہل بنگالہ نے تعاقب کر کے بہت سا انبار تک کا جلا دیا
اور وہان بسبب غلاف آب و ہوا کے سپاہی لوگ ہراہی چانک صاحب کے تمام مرگئے کل سو آدمی
پاس اسکے رہ گئے چانک صاحب بہت آزردہ تہا کہ بادشاہ دین پناہ صوبہ دار بنگالہ پر بہت

دوسرا دفتر

حکام مختلفہ کے بیان میں

خفا ہوئے اور فرمان لکھا کہ تاجران انگریزی کی فہمائش کرے بوالوقتی جو کیا سو اچھا کیا حسب الارشاد والا
میر جعفر خان چانک صاحب کے پیغام صلح کا کیا اور کہلایا کہ حکم بادشاہ کا آیا ہے تم خاطر جمع سے آؤ تمہارے لئے
ہوگلی پہر لشکرگاہ ہی اور الیسا رہیں جو درمیان ہوگلی اور دریا کے ہی ازدہم باردیگر تکلیف نہ پہنچائیں چانک
صاحب نے قبول کیا اور جانا کہ بالفعل حاکم بنگال نے خوف سے بادشاہ کے ایسا کہلایا ہی آئندہ دور اندیشی کی
روشن کر بکار جب چانک صاحب نے دیکھا کہ ہوگلی کو جا نہیں ہو سکتا آخر الیسا کی طرف آیا اور وہاں
تین مہینے رہا کہ جاے کی تلاش میں تھا اس بیچ سونشالی جو کلکتہ کے قریب ہی مرزبان بہار کی جاگیر سے وہاں
از اس ضمن میں میر جعفر خان نے جو سنا کہ سورت انگریزوں سے خالی ہو گیا ہی پہر مستعد بیکبار ہو کر تمام مال
کمپنی بہادر کا جو خشکی میں تھا لوٹ لیا چانک صاحب سونشالی سے نکلکر ملاسور کے طرف جو وہاں سے تین کوس
پہر ہی چلا گیا پہر وہاں سے کوتہدار مدراس نے چانک صاحب کو اپنے پاس بلوایا اور بہت صاحب نام انگریز کو ملا
سور کے طرف روانہ کیا تھا استصواب سے ایکے صلاح ہو جاوے لیکن میت صاحب صوبہ دار بنگالہ کو موافقت
نہ آئی آخر کار میر جعفر خان نے نامہ لکھکر میر چانک صاحب کو طلب کیا اور چانک صاحب بنگالہ کے اگر نسبہ ۱۷۵۹ء
نود عیسوی مطابق سنہ ۱۱۷۳ ہجری کے میر داخل سونشالی ہوا اور انگریزوں نے بقول سرخ بالا حاجت
بین بادشاہ کی عجز و الحاح سے عرضی لکھی اور عہد کیا کہ تین ہزار روپیہ سال بابتہ محصول کے ہم ان کارخانہ
بین کذرانا کرینگے موافق معمول کے پہر وہاں کی تجارت کی ہو اور بنا بر حفاظت ایک قلعہ بکویلے اور اپنا
بیچے کتابوں سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ یہ ہی تجویز کیا کہ ہم بلا مشاہرہ بندہ سرکار بین اور
کی راہ دریا سے مانع اگر سایہ دولت بین پناہ پاے تو البتہ پیشکش کذرانا کرینگے حکم والا ہو تو چلے

اگر ہم بھی ممالک ترکی کے حاکم و مختار ہوتے اور شدہ جہازات حجاج کے بلا شبہ مایل ہونے کی اطلاع کر دیتے ہیں
اور امرا کے دولتخانہ بھی زر رشوت سے ہاتھ گرم کرتے تو مقدار سنہ کی ایکی بادشاہ فرید کو بھی چھوڑ دیتے اور
انکا پدر اکیا اور قلعہ سوناڈرپی کا صاحب آتے عالیکے عنایت فرمایا پس شیخ ہیں موجب نظم چار جنامہ فرمان عالمگیر
بادشاہ کلاں اسمی صوبہ دار بنگالہ بہ عرضہ دریا حاصل فرمان عالمگیر بادشاہ اسمی صوبہ دار بنگالہ
بیچ باب جانعت کمپنی بابتی محصول تجاران انگریزی تاجروں سے ہر سال محصول کتنے ہزار
روپے سے زیادہ نہ لینا چانک صاحب راضی ہوکے اور وہان رہنا اختیار کیا پس کاروبار تجارت بنگالہ سے بہت
پایا بہت سے تاجر چانک صاحب پاس جمع آیے اور دو کان ایکی جمی چانک صاحب نے نایب بنگالہ سے دایسطے حکومت
اور سرداری قلعہ کلکتہ کے اجازت چاہی اور جہت روپیہ دینا قبول کیا لیکن نایب مذکور رینے نہ مانا لکہا کہ اسمی
بروہ اکان سرکشی اختیار کرکے فوج کثیر جمع کی اور ناظم بنگالہ مخالف ہوا اسکی کمر ایا علاوہ برین تاجران ملک فرنگ
جو چانک صاحب پاس سوتانٹی میں تھے اور چاندا کرمن جو فراسیسون کی کوٹھی تھی اور جسکو کہ دیلندیز
یہ بخوف زمیندار مذکور کے ناظم مذکور سے کمک چاہی ہے وے جواب دیا کہ تم سے جو ہو سکے کرو دشمن قوی
ہی مجھسے خاطر خواہ اعانت نہو سکیگی پس تم بقتون کوٹھی و ایلہ بنا بر حفاظت اپنے اپنے احاطہ سے
حصار بنانا شروع کیے اس ضمن میں بادشاہ خالی بنگالہ کی سرکشی شاہزادہ عظیم الشان
فرزند محمد معظم شاہ پوتے کو اپنے واسطے بندوبست صوبہ بنگالہ و بہار اوڈیسہ کے جمعیت بسکین سے
روانہ کیا شاہزادہ نے آکر غنیم سے جنگ کی لیکن وے سرکش بغاوت سے اپنی باز نہ آیا آخر کار شہزادہ
نے اسکو قول دیکر بلایا اور زمیندار ی پرگنہ سوتور بحال رکہا بہر کیف اک فتنہ و فساد

کی فرد ہوی چانک صاحب کے ورود مسعود کو شہزادہ کے واسطے برا مدکار اپنے غنیمت جانا اور حاضر خدمت
ہو کر بہت سے عمدہ عمدہ تحفے و لاجتی نذر گذرانے اور شاہزادہ کو اپنے پاس ضامن رکھکر سوٹھانی اور کلکتہ اور
گویند پور کی سرفرازی کا معروضہ کیا شاہزادہ بلفور فرمایا کہ اول تم زمیندار رد نگو وہاں سے راضی کرلو پھر ہم آپ
راضی ہونگے چانک صاحب کے حسب اجازت شہزادہ کے زمیندران نواح مذکور کو بہت سا روپیہ دیکر
سوافق کر لیا اور حسب الارشاد شاہزادہ کے سوکا نوٹکا حکم ہوا اور کام بنے چانک صاحب کے زیادہ واضح ہو کہ اول
اقلیم ہندوستان چانک صاحب نے زمیندار پنچھار اپنا کیا ہی پیس کلکتہ بسبب اسکے خوب رونق بڑا مقام آدمی اطراف
جوانب کے وہاں اکر جمع ہوتے ہیں نا ظم بنگالہ بندعظیم الشان ہے عرصہ کی کلکتہ بفصد لقا خوب آباد ہوا ہی وہاں
مسلمان لوگ بہت رہتے ہیں لیکے ہمین سنہ ۱۱۷۳ ایک قافیہ یہان سے اسطرف مفرر پاوے شاہزادہ سے لیکے چلکا
ہو کیا اور یہ بات عملمین نہ آئی جب خبر شہزادہ سنہ ۱۱۷۳ عیسوی مین انگلنڈ کو پہنچی ہو کہ
انہی روزون کو تہی مدراس کی یہی عرضی پہنچی اسکی بہی اطلاع ہوی سرکار کمپنی بہادر
سے اب حکم افسر کلکتہ کو آیا کہ کلکتہ مدراس کے حکم سے باہر رہے تم اپنے کلکتہ کے اوپر سے فقط
اپنے مدراس کے خود مختار رہین سنہ ۱۱۷۳ مین اور کہ سنہ ۱۱۷۳ عالمگیر بادشاہ بہ قضا کی اور شہزادہ کہ
محمد معظم شاہ عرف بہادر شاہ کابل سے واسطے جلوس کے عازم ہندوستان ہوا اور عظیم
الشان فرزند کو اپنے بنگالہ سے طلب کیا حسب الطلب شاہزادہ عظیم الشان فرخ سیر کو
اپنے وہان چھوڑ کر روانہ خدمت پدر ہوا من بعد بہادر شاہ تخت نشین ہوے اور پانچ
برس بادشاہت کر کے وہ بہی انتقال فرما ہے چونکہ انہین چار پسر تھے فیمابین جنگ ہوی

عظیم الشان تو لاہور کے جانب بہاگ کر غرق آب بادی ہوا اور موالدین بلا تخت سلطنت پر جلوس فرما فوج
بھیجر خروج کرکے قبضہ میں [illegible] کے آئی میر جعفر خان ناظم بنگالہ نے فرصت پاکر پہر
انگریزون سے صاف دریا کلان روزون بنجر نام افسر کلکتہ کا تہا اسنے ہرکارہ کمپنی بہادر کو لکہا کہ سلطنت ہند
کا یہ طور ہی اور میر جعفر خان پہر ہم سے عقیدت اپنی ظاہر کرنے جاتا ہی جو کچہ درخواست سلطان ہند کا خرچ بہیجر
عظیم الشان ہی اگر اجازت ہو تو ہم وکیل اپنا خدمت میں سلطان ہند کی روانہ کرین وہان سے اون آیا اور اسنے
صاحب نے دو وکیل انگریزی جان سرمان صاحب اور استفنس صاحب کو مع تحایف ایک لاکہ روپیہ کا بادریسان اون
رزبفت اور شال وغیرہ دیکر روانہ دہلی کیا دو وکیل نوجا کہ مقصود ہے خواجہ اعظم الملک خان کے نزدیک طلاقت
ہوئے اور نقیس وغیرہ جو لیکر گئے تہے کذرانے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اہل دربار نے بہی انکی بہت کی دو
دو نشتہیں اور اس ضمن جو کچہ فرح سیر عیش تہا سب جاری آنکی کی ہوی ہر چند کہ خطاب سلطنت ہند
علاج کیا انگلستان کمپنی عمدہ وکلاے مذکور ایک ڈالکزہا ملش صاحب نام تہا مزاج بادشاہ کا دریافت
بادشاہ بہت خوش ہوکر فرمایا کہ تم سب اپنے قلم بند کرکے گذرانو ہم اجرا کرینگے
مطلوبہ لکہہ کے گذرانا جو کہ نواب عبداللہ خان اور نواب حسین علیخان یہ دونون
برادر سلطان نشان تہے بسبب تامل ایکے چندے یہ امر معطل رہا بعد ازاں کہین دولت بنیہ کچہ
جہین اپنے سمجہا یا اور بادشاہ نے مہر دستخط کرکے وہ نوشتہ وکلاے مذکور کے سپرد کیا

نقل دستخط جان سرمان صاحب و استفنس صاحب ہر دو وکلاے کمپنی

صاحب افسر کلکتہ و متعلقہ فرخ سیر متصل اوپر نو عہد و پیمان کے اول یہ کہ جو ہمارے

طوفانی ہو کر شکستہ جس بندر پر آوے حاکم وہانکا اسکو پناہ دیوے اور مال و اسباب کی حفاظت کرے دوم
انگلنڈ یے جو جہاز کہ ازیے اسکا اسباب محصول وہانکا کہولین اور اسطرح سے تین روپی محصول کے طلب نکرین
جو سالانہ کہ سابق مین بندر سورت مین دیا کیا ہی اس بموجب ایک زخ ٹہرا کر سال کو دیا کرین سوم یہ کہ
اور مدراس مین ہمارا سکہ جاری ہوے اور اہل محصول ہمارے سکہ کا روپیہ لیوین چہارم سالار آرکاٹ
نے قریب مدراس ہمکو تین کاٹون دیے تہے بہر وبس کہ لیے ہین حکم ہووے کہ سپرد ہمارے کریے ہم بلغ
اسکا موافق معمول کے پہنچایا کرینگے پنجم محصل تین کے نزدیک دیونام ایک جزیرہ ہی کہ اسکے ساتھہ ہمارا حق
کمپنی بیسے لیا کرتے ہین وہانکا زمیندار طرفدار کمپنی کا ہو کر فصل تاجردن کے رہا کریے ششم ظالم بنگالہ
ہر وقت ظلم کیا کرتا ہی اور بہت سا مال ہمارا تباہ کیا ہی اسکو حکم ہووے کہ جس شخص نے ہمارا روپیہ قرض
واجب الادا ہو اسکو ہمارے پاس کلکتہ کو بہیج دینے مین تامل نکریے ہفتم مرشد آباد مین سکہ خانہ یا دہی
وہان کے سکہ دار کو اذن پہنچے کہ ہفتہ مین تین دن سکہ یکے سکہ دیوے جو ہم روپیہ کمپنی کے سکہ
ہندوستان کریں اور جو زر کہ اسکا ہووے ہمیں لیوے ہشتم جو مال کہ کلکتہ سے تاجر لوگ ہر جا کے واسطے فروخت کے لیجاتے
محصول لیا وہانکا اسکی مہر توڑیے اور کہولے نہین ازروی تہانہ یکے جو انگریزی نوشتہ مال کے ہمراہ
رہتا ہی دیکھہ لیوے نہم جیسا کہ سابق مین صاحب تین کاٹون کی زمیندار ی عبارت
سے بادشاہ کی خریدی تہی اسی بموجب ہمین بیچ دینی ہے کہ ہم ہی کلکتہ کے نزدیک جو ستیتی
کاٹون کشتکار یکے ہین انکی زمیندار ی وہان کے زمیندارون سے خرید کرلین اور بموجب زمیندار
سابق کے خراج اسکا داخل سرکار بادشاہی کرین فقط ایسنامہ لکہا بہیر ناہی خان

تیز کام کمپنی خامہ کی طرف مدراس لینے چیناپٹن کے پہر اشار اللہ تعالیٰ کلکتہ کا بیان کرینگے میں آوینگا

ذکر واقعات مدراس واضح ہو کہ جانب مدراس لیے چیناپٹن موضع شنتوبہ میں ابتدا ارسہ

دلیم جہاز نام انگریزنے شش ۶ استر بتالیس عیسوی میں کوٹہ بنا کر رہنا اختیار کیا تہا پس جب انور الدین خان

طرف سے نواب وزارت مآب آصفجاہ بہادر کے سبب حسن خدمت تصفیہ راجہ کہ سوائے کے شمول عنایت ہو کر

صوبہ دار ارکاٹ و چیناپٹن کا ہوا عہد میں اسکے علاقہ تجارت سے بندر چیناپٹن میں بہت سے انگریز جہاز

لوگ وارد ہوکر اور خان مشار الیہ سے خوب واقف بہم پہنچائی چونکہ فرانسیس بہی جلسہ سے اسی شیشہ کے بندر

پونڈیری میں سکونت رکہتے تہے جب صبح دلایت کے فیما بین فرانسیسون اور انگریزون کے نزاع کہڑی ہوئی تہی

پس فرانسیسون نے دلیم جہاز کے پر پیڑہائی کیا نظم ارکاٹ و چیناپٹن سے انگریزون کی کمک کی تہی

انگریزون اور فرانسیسون کے متعدد لڑائیان ہوئین بیشہ انور الدین خان صاحب انگریزون کا طرفدار اور معاون رہا حتی کہ ولا میں فریقین

مذکورین کے صلح ہوگئی پس یہان بہی نزاع موقوف ہوئی اور مدراس بتمور قبضہ میں انگریزون کے رہا اور یہ اپنے بنا در پر مستقر

منصفہ جب نواب آصفجاہ بہادر رئیس الوزرا کے شش استر اسی ۱۷۸۳ عیسوی میں انتقال فرمایا نواب صاحب بہادر

جانشین پدر ہوئے ہدایت محی الدین خان مظفر خنگ جو نواسہ نواب مغفور کا تہا اقتدار پر آپ کے

نامور کیے جسد لیا کہ ہوا دنیوی سے چاہا کہ خود رئیس ہو جاوے حسین دوست خان عرف

چندا صاحب جو نبیرہ حماد ت اللہ خان نوبت کا اور داماد علی دوست خان فوجدار دیوان

ارکاٹ کا تہا اسباب سے جو بین بردار ہو اسپاہ فرانسیس کو متفق اپنا کر کیے ہدایت محی الدین خان

کو شش استر اسی ۱۷۸۳ کے دن بین بلوالیا اور ارکاٹ پر قبضہ اپنا کر لیا اسمین انور الدین خان ناظم

ارکاٹ جو طرفدار نواب تھا بہادر بیت سے خود کو بچا نہ سکا ہدایت محی الدین خاں کے جنگ گاہ میں مارا گیا پس
محمد علیخان پسر انور الدینخان کو کہ مرد ہوشیار تھا دو تول برادروں کو اپنے بجائے ظاہر دوا سطے بہتر جانکر
جنگ کی ملازمت میں بھوا کر خفیہ نواب کو عرض کی نواب مجموع لشکر دوا سطے قتل ہدایت محی الدینخاں کے صحبت
انگریزی ہمراہ لیکر خود متوجہ ہوئے مقابلہ میں فتحیاب ہوئے بعد جنگ عظیم ہدایت محی الدینخاں کی شکست ہوئی
گرفتار ہوا اور چند اصاحب مع سپاہ فرانسیس یہاں کے اور محمد علیخان اطاعت نواب کی اختیار کرکے انواع عواطف سے
سرفراز ہوا نواب نے دوا سطے عنایت کرنیکے مکانات فرانسیس کے روانہ ارکاٹ ہوکر مچھلی بندر کو پہنچے اور فرانسیسوں نے
پیغام دی بمقابلہ کرکے پہلوی لی آخر کار نواب شکست پائے یہ سنا کہ دفعتہ دوم میں گذرا اور ہدایت محی الدینخاں
رئیس محمد علیخان کہ تشنہ خون حسین دوستان کا تھا اپنے اطاعت نواب کی قبول کرکے ملازمت میں دارالامان
انگریزوں کے رجوع کیا پس بنا بر اعانت خانصاحب موصوف کے کرنل کنکن صاحب اور کپتان کنکن صاحب قلعہ ستہ دوا آئے نکلے اور دو
لیے لیا فلعہ دار نے وہاں کے چند اصاحب کو لکھا دیکے دوا سطے کمک کے آیا کپتان کنکن صاحب سے لڑائی ہوئی
دو شکست کھا کر قلعہ زنا نور کو نکل گیا چند اصاحب نائب کے ہوئے وہاں آن پہنچا کپتان کنکن صاحب
مع کپتان ڈالین صاحب پالی کو نکل گئے مدراس کے حاکم نے ایکی کمک کی اور کپتان کلیفورد صاحب
نے قلعہ ارکاٹ کا لیا چند اصاحب نے سکندر راجہ صاحب پسر کو اپنے مع علی مرتضی خاں بخشی
کے روانہ کیا اور مرہٹے انکی زمین کی کمک کرکے تیرپچا قلعہ لیے بیٹھے راجہ صاحب نے اگر مقابلہ کیا
فوراً اسکی شکست ہوگئی وہ بھاگ طرف ارکاٹ و مدراس کے چلا کپتان کلیفورد صاحب نے
تعاقب کرکے ایک شکست دی اور قلعہ ستہ دوا کے طرف مراجعت کی علی ہذا کئی بار سپاہ

انگریزی اور جمعیت فرانسیس سے جنگ ہوئی آخر کار چند احباب بہت خوش ہوکر راجہ جیجیو نکا ایک سپہدار بنگی
نام تہا اسکو کہلا بہیجا کہ میں بہت تنگ ہورہا ہون اور چاہتا ہون کہ تیرے پاس آؤن بشرطیکہ تو دستگیری میری
کرے اور پناہ دیوے اسنے کمال چرب زبانی سے جواب دیا کہ بہتر ہے تو بیخوف ہراس میرے پاس چلا آ میں
تجھے پناہ دونگا یہ احباب شیریں کلامی پر اسکے فریب کہایا اور اندیشہ بنگی پاس چلا آیا بنگی نے اسکو پکڑ کر میں
اپنے بہت بیعزتی کے ساتھ قید کردیا جو جو کہ واسطے کمک محمد علیخان کے فراہم ہوگئے تہے یہ بات سنکر بہت خوش
عبدالوہاب برادر محمد علیخان اور سالار فوج تمبوری و مرار راؤ و سردار مرشہ بنگی یہ چارادی کیجا ہوکر صلح ہوکر
ہر ایک نے اس معتقد کو اپنے پاس رکہنے کی خواہش کی مگر جس نے کہا کہ انگریزون کے سپرد کردو گفتگو
بڑہی اور صورت فساد کی نظر آئی تب بنگی نے اٹہکر اسکا کلا خنجر سے کاٹ ڈالا اور بولا
کہ ایسے کافر کا یہی علاج ہے پس لاش کو اسکی امانت کی کر دیہن بانده کہ کلیون بان
بیچے پہرائے اور سر کو اسکے خیمہ دفن کیا کہ کوئے نجاتا اور بیتر لائے فرانسیس کو فار میتر لائیس
کا ہوا بعدہ وہ پلکس اف اوائنس راجہ صاحب پسر چندا صاحب کو بجاے پدر اسکے قایم کیا پہر فرانسیسون
بیس اور محمد علیخان کے مع سپاہ انگریزی لڑائی ہوئی کئی بار فرانسیس غالب آئے اور کئی
بار مغلوب ہوئے اور ان لڑائیون بان میسور کا راجہ اور مرار اور مرشہ بہی شریک فرانسیسون کے
تہا حتی کہ ۱۷۶۱ء استر اسی چوتل تک بنگامہ گرم رہا پس انگریزون کو مقام واریور کی بنجانہ پر بنا
بارش مقام کیے ہوئے تہے کہ خبر آئی ولایت بان فیما بین فرانسیسون اور انگریزون کے صلح
ہوگئی پس خط آیے اور یہان بہی لڑائی موقوف ہوئی و پلکس آسودہ ہوکر اپنے ملک کو

روانہ ہوا اور شروع ماہ اول ۱۷۵۸ء سنہ عیسوی مین میجر الارنس سردار مدراس کا انگلنڈ کو کوچ
کیا اور سیجا میجر لارنس کرنل کلیف صاحب انگلنڈ سے بندر مبئی کو آئے پھر نزاع کھڑی ہوی ۱۷۵۸ء سنہ عیسوی
چھین لین انگریز کا قلعہ جو مرہٹون کے سردار کے زیر حکومت قریب مبئی کے تھا افسران انگریزون نے جنگ کرکے
لیا اور ۱۷۵۸ء سنہ عیسوی مین کپتان کلیاڈ صاحب بنا بر تسخیر مشہد مدورا سکو جنگی کی فرانسیسون واسطے
افغد چنابلی کے بھیجا آئے اثنا راہ کپتان کلیاڈ صاحب نے سنا اور اسطرف کو عطف عنان کیا فرانسیسی آدمیون کی
مذکور مطلع ہوکر پھر گئے کپتان مذکور مدورا پر آیا اور جنگ کی توپ کی اس عرصہ مین بولایتی فرانسیسی
دیزاک تین پر غالب ہوا اور لشکر مرہٹون کا آرکاٹ مین آیا اس سے انگریز بیحد ترددار اور
متفکر رہے لیکن کلیاڈ صاحب نے تیسرے دفع جاکر مدورا کا قلعہ تدبیر سے خالی کرالیا اور فرانسیسی بھی
پہاڑی سے نکلکر قلعہ ضابہت کا لیے لیئے نظام نام قلعہ دار دہانگا مارا کیا اور بہت سے زخمی ہوئے
قلعہ سنت واد ایا بہت دنون لڑای ہوی آخر کار فرانسیس قلعہ کدنور اور قلعہ سنت دیوڈ ۱۷۵۸ء
ستر اسی اٹھاون عیسوی مین فتح کرلیئے پس چنیپٹ نو فرانسیس مجد پر آیا اور ہنگامہ آرا ہوکر کیا
سو ایسکے عشر جا بجا فرانسیسون اور انگریزون کے بہت جدال و قتال عرصہ ظہور مین آیے آخر عشر
لایئے مذکور انبوہ کثیر سے مدراس پر آیا اور وہ صرف حاضرہ تھا کہ اس عرصہ مین کرنل لارنس
صاحب نے لشکر فرانسیس مخالف کا فراہونا دیکھکر میدان سے دور کردان ہوا کرنل فورڈ صاحب لے
لارنس صاحب کی کمک کرکے جنگ کاہ مین خوب لڑا میجر مذکور پر غالب آیا اور اسکو منہزم
کردیا پھر اور جہازات انگریزی واسطے جنگ کے آیئے اور فرانسیس بھاگے اور کرنل لارنس

احکام محاصرہ

صاحب مذکور نے نقاب اٹھا کر کپتان کی طرف پھولچری سے دوڑکی اور لڑائی مار کر کپتان کی جگہ جو انکے قبضہ
مین تھی آپنے قبضہ مین کر لیے اور کرنیل فوزدار صاحب ۱۷۶۱ء اسی اثنا مین عیسو مین طرف مچھلی پتن کے روانہ
ہوئے اختیار مین فرانسیسون کے تھا روانہ ہوئے اور محاصرہ کیے ہوئے فرانسیسی افسر ہاتھ سپاہ
گرفتار ہوا اور مستعد قریبے فتح اس روز دن نوب صلابت جنگ بہادر رئیس دکن نے نواب موصوف
واسطے کمک فرانسیسون کے بھیجا آپ سے نکلے اثنار راہ سنا کہ میر نظام علیخان بہادر نے اخذ حیدر آباد کا
صلاح کر کے سرداران انگریز و فرانسیس صلح کی اور مچھلی بندر انہین سپرد فرمایا اور اخراج فرانسیسون کا ملک سے
اپنے اقرار کیا اور لوٹ آئے پھر انگریزون اور فرانسیسون کا مقابلہ جہازون پر دریا مین ہوا اسکے بعد
فرانسیسون نے شکست کھائی پس قلعہ داندواشن بھاگ گئی قلعہ داندواشن مع حصار کے نکلی انگریزون نے فتح کیا
پیش لائے فرانسیس آیا اور کرنل کوٹ صاحب مقابلہ کرنے مستعد ہوا پھر کرنل کوٹ صاحب ۱۷۶۰ء سترا سے ساتھ عیسو مین قلعہ
چنیا بہت اور آرکاٹ پر مع سپاہ حملہ کیا اور فرانسیسون سے جنگ کر کے قابض ہوا سو اسکے بعد
ہوئین آخر کار آغاز سال ۱۷۶۱ء استراسی کوٹ مین انگریز صاحب لوگ مرقوم قلعہ چنجی پر
کہ فرانسیس بہت مغلوب ہوگئے اور چار سردار نامی اپنے قلعہ سے نزدیک کرنیل کوٹ صاحب کے آئے
اور پناہ چاہی اور طرف عہدہ پیمان کے رجوع کیا اور ایسا کہا کہ ہم بجائے تکوڈنے مین کرتین شرطون
اول یہ کہ تمہاری کمپنی ہماری کمپنی جو یہان ہی اسکے مال و اسباب پر نگاہ نکرے اور آپس
سے ایک عہدہ نیوے دوم کسی پر ظلم نکرنا اور بیگناہ نہ مارا جاوے سوم ہم
اپنے دین و مذہب کے مختار ہین اس مقدمہ مین نہ بولنا کرنل کوٹ صاحب ہمین عرض

ہوکر سب قبول کیے اور اکبر کا عذر متضمن مسئلہ الظہار مذکور کا تب ہوا سرداران مذکور جب عہد و پیمان کرکے
قلعہ کے اندر گئے ہوشیاروں کو بڑا دیا اور بہت افسوس کیا سپاہ بھی دلگیر ہوئی من بعد کو بخیال شہر و قلعہ کے
ہمجولیوں پس تمام فراہمس ہان کے جو دو ہزار آدمی تھے سپہ گری چھوڑ کر تجارت اختیار کی اور جو
لوگ کہ لانہیں آئے اور بیکار رہے ڈالہ سرکار انگریزی سے انکی ماہوار تنخواہ پی تمام تر ہین اور آپ قلعہ کا
ماتہہ افسران انگریزون کے آیا اور فراہسیون سے صلح ہوگئی خبر پہونچ سے سرداران راجپوتانہ طرف نکالنے
وکلکتہ کے ذکر واقعات نیکالہ و کلکتہ واضح ہو کہ علی وردیخان نام المخاطب بہ مہابت جنگ طرف
سلطان ہند کے نیک دہار اڈیسہ وغیرہ کا صوبہ دار تہا جو کہ اسکو صاحبان انگریزون سے موافقت تہی
تا وام الحیات اسکے انگریز لوگ قطعہ ہین کلکتہ کے اسہی جگہ رہنکا دلاسہ دیتے اپنی لاکر رکہتے اور ہندوستان کی
اطراف و جوانب کو بیچ انتفاع حاصل کرتے تہے اور محصول اسکا جو ہوسو علی وردیخان کو دیا کرتے تہے قضا کار
سنہ ۱۷۵۶ عیسوی مین وہ نوین تاریخ اپریل کی مطابق سنہ ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری کے
ہوا چونکہ ناظم مذکور لاولد تہا سراج الدولہ نواسہ اسکا جانشین جد خود ہوا اپنے کا ہوا راجہ کشن مل
نام ایک شخص دیوان علی وردیخان مستوفی کا تہا اسکو طرف سے سراج الدولہ کے خوف پیدا ہوا
وہ بہاگ کے کلکتہ کو آیا اور سرداران انگریزون کی پناہ لی سراج الدولہ نے میسٹر درنک نام
کو بمبئی دار کلکتہ کو لکہا کہ تم راجہ کشن مل کو ہمارے پاس بہیجدو نامہ برہمکا اس چندنگر سوداگر
بیسٹ تعارف رکہتا تہا اور اسکو میسٹر مذکور سے راہ تہی پس فرمان نامہ موافق سوداگر
مذکور کے نزدیک میسٹر درنک کے ابلاغ کیا لکہا تہی کہ میسٹر درنک تم نامہ کو

دیکھکر گمان کیا کہ یہ جعلی ہی اسلیئے چند تاجر نے بنا پر آیا ہوگا اور نامہ بر کو بیچوا خط کے نکلوا دیا اور یہ اخبار
بمبئی دانش کو تہیدار قسم براہ کو لکھا بمبئی بندر نے بنا پر اطلاع ایکخط سراج الدولہ کو لکھا کہ کوئی شخص نامہ بیچ باب تجارت
راجہ کشن مل کے تمہارے تمام بس بنا پر آیا تھا سو ہمنے کو نکالدیا ہی تکو معلوم رہے سراج الدولہ بھیجکا ہوا اور
راز مذکور کہ کمپنی انگلش کی اس عرصہ میں درمیان ولایت کے فرانسیس اور انگریزوں کے خصومت پیدا ہوی
وہان سے نامہ آیا کہ ایسی بات ایسی ہی بنا پر حفاظت اپنے تم لوگ جا بجا حصار خندق کر رکھو بہتر ورنہ یہ آتا
لشکر بہم قلعہ کلکتہ کی شروع کیا سراج الدولہ جو سنا کہ اصلاح قلعہ کلکتہ کی ہو رہی ہی جانا کہ بہتر ورنہ قلعہ
درست کرکے سامان جنگ کا فراہم کرینگے یہ ہی سنع کیا
نہیں ہم
ہی ایسی قلعہ کی مرمت کی جاتی ہی سراج الدولہ اپنی مجلس میں کہا اگر ایسا ہوگا تو اسکے
ولایت کے اور سوا اسکے ولایت سے خبر آئی ہی کہ فرانسیس ہمارے اور فرانسیس کے قوم کی نزاع
ماورا نہیں آئینہ بنا پر اور سپاہ راج محل کو حکم دیا کہ تمام متصور آباد کو آوے اور یہاں
سے تین ہزار کی جمعیت قائم کرکے طرف جاکر انگریزوں کو نکال دیوے واضح ہو کہ انگریز لوگ
ایک کوٹھی بنا کر کے بیالیس سپاہی رہا کرتے تھے
لشکر فراہم ہوا اور سراج الدولہ شروع ماہ جون کو خروج جمعیت قائم براہ پر آیا اور بمبئی دانش کو
بلوا کر غصہ سے کہا کہ کلکتہ کو لکھو کہ برج حصار وغیرہ دہانے کے سب کو ابھی بمبئی دانش نے

ایسا ہی لکھدیا پھر سراج الدولہ نے ایسا کیا کہ تم اپنا بھی حصار سپرد ہمارے کردو اس جگہ تمہارے بھی
مال و اسباب اس جگہ کا سب تاراج ہوگیا اور وہاں سے سراج الدولہ طرف کلکتہ کے روانہ ہوا بیستر درنگ نے جسقدر جمعیت
کہ وہاں تھی اکٹھا کرکے مقابلہ کیا لیکن کچھ فایدہ نہوا آخر بیستر مذکور قلعہ میں مع سپاہ اپنی متحصن ہوا اور اسیطرح
راکٹر تمام عورات اپنے کشتیوں پر سوار کرکے روانہ کردیا صبح اسکی بلوہ سپاہ سراج الدولہ کا قلعہ پر ہوا بیستر
درنگ اور چند سردار قلعہ سے نکلے بھاگے اور کشتیوں کے سوار ہوکر ایک بڑے جہاز پر جا بیٹھے فقط قلعہ کلکتہ میں بیستر ویل اور
چند آدمی سپاہی رہگئے تیسرے روز سراج الدولہ نے پہرچوکی کیا اور قلعہ کلکتہ کا لیا لکھا ہے کہ سات سو
ہزار روپی نقد جو مالای دبرکے تھے اسکے ہاتھ آئے اور ایک سو چالیس آدمی مع بیستر ہولی کے قیدی
ہوگئے پس سراج الدولہ داخل حصار ہوکر بیستر مذکور کو روبرو بلوایا اور بنا بردد یافتخ اس
کے ختم سے پیش آیا چونکہ وہ خزانہ ترکتاتھا بیستر مذکور چکے ہوکر سراج الدولہ واسطے بخشی
بیستر مذکور کو مع ایک سو بیتالیس آدمی کے جو پکڑے ہوئے آئے تھے شام ایک ایسے تنگ و تاریک
حجرہ میں جبراً بند کردیا کہ وہاں نفس کو بھی بارا حرکت کا نتھا اور آپ بفراغت تمام بستر استراحت پر
آرام فرمایا قضایے کردگار وہ موسم گرما تھا ان بیچاروں پر وہ شب وقت سی گذری کہ
بیان نہو صبح کو جو دروازہ حجرہ کا کھلا تو فقط تین کو چھوڑ آدمیوں کے مرغ روح سب خالی پنجرہ
تن کر گئے تھے باقی بچا اس جز زندہ تھے انکو دیکھکر حیرت ہی تو زیادہ تھی بدیں وفا
ندانت بھی حاصل نہوی بعد چند روز کے انگریزوں نے ایک بزرگ کو اس جا پر ایک مکان موسوم بہ
یعنی مصیبت خانہ واسطے یادگار سانحہ مذکور تیار کروایا ہی جا نیچہ تا ہنوز وہ موجود ہے

سراج الدولہ نے پہر اسدن بہت تند ابد سے استغفار دغاہین وغیرہ کا بستر ہوگیا تھا کہ وہ اس آفت سے بچہ رہا
تہا کیا اسنے کہہ جواب دیا آخر کار سراج الدولہ بیٹے بستر ہوئی اور کرنل جہاور ولکٹ صاحب کہ یہ دونون بہی سردار
تہے بجولان قید کرکے مقصود آباد کو بہیجوادیا اور مانکچند نام ایک شخص کو تین ہزار کی جمعیت سے واسطے اسکے ہمراہ کیا
اور آپ مراجعت کرکے ہوگلی پر آباد ہان کو تہانیان فرانسیسون کی بہی انسے کہلا بہیجا کہ اگر تم مجہے حسب وعدہ
نہ پہنچاؤ گے تو تمکو بہی پانسد اکبر زر دینگے اور سیطرح کا ولندیزون سے پیغام کیا یہ دونون کو تہی دار درسے اور
اور ولندیزون نے چار لاک پانچ ہزار روپے اور فرانسیسون نے تین لاک پانچ ہزار روپے داخل کیے
پانچ روز بعد نائی نے سراج الدولہ کی سفارش ان تین افسران کی کرکے انہین
چہوڑدادیے وے بعد رہائی کے اول ولندیزون پاس جا آئے اور وہان سے جہجوہ کی طرف
روانہ ہوے پس بقولے لندن سے کرنل ولڈرکلایو صاحب نام ایک افسر دو ہزار کی جمعیت کے انگریز
کو سے اور ایکہزار ہندوستانی پیادے بنگالہ کی روانہ ہوا اور بقول بعض میسر درنک
نواح دکن مین مدراس کو آیا اور وہان کرنل کلیف صاحب سے ملاقات کرکے سرکنڈشت اپنی
بیان کی واضح ہو کہ بعد کونسل عزم سے قایم کرنے کو اپنی بنگالہ کے کرنیل کلیف صاحب اور ایڈمرل
واٹسن صاحب مع جمعیت مدراس سے سوار جہاز ہوکر دریا کی راہ سے فلہ این جو ایک قریہ نزدیک
کلکتہ کے دس کوس پر ہی اگرا رہے اور وہان سے ایکنامہ اسمیں سراج الدولہ مانکچند پاس
بہیجوادیا اور ایک لاک روپے دینے قبولے اپنے جوابد یا کہ نامہ تمہارا وہ شخص خدمت مین
سراج الدولہ کی گذرا یکہ جو اپنی جان لیکر ہا تہہ سے ہوا ہوا ہو کا کرنل کلیف صاحب سے ملکر قلعہ

قلعہ قاسم بزار پر آیا اور مانک چند سے جنگ کرکے اسکو فتح کیا اور وہاں سے اور پرگنہ کی فوج کشی کی اول
شروع شہ اسنہ اسی متاون نین مطابق شہ اکیارہ سی ستر ہجری کے علی کڈہ اور نامہ بتن پر اکر آپ اول
اسی سے جانب کلکتہ رجوع کیا اور کوہ لے مار کر جناب اسکو بھی واپس کر لیا اور قلعہ میں جا کر بیٹھ رہے
پر بورش کرنے اس بھی لیے سراج الدولہ کو مانک چند نے جا کر سرگذشت تمام عرض کی اور یہ خبر بھی سنوا دی کہ
جمعیت لیکر واسطے جنگ کرنل صاحب کے سنہ الہ بن آیا کرنل کلیف صاحب صلح نامے بہت سے لکھے اسنے اول نہ مانا جنگ
کی آخر کار جب منہزم ہوا خود پیام مصالحت کا کیا کرنل کلیف صاحب نے چھ شرط پر صلح کی اور عہد نامہ لکھا کہ عہد
اس عہد نامہ کے سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان دامادہ اسکا اور دیوان سراج الدولہ کو ترجمہ عہد نامہ
سراج الدولہ ناظم بنگالہ ساتھ کرنل کلیف صاحب کے مورخہ نوین ماہ دوم سنہ ۱۷۵۷
ستر اسی متاون عیسوی متصل اوپر ہے شرطوں کے اول جو مال و جنس سرکار کمپنی بہادر کا مارا گیا
ہے واپس دینا دوم جو برج اور دیوار قلعہ کی توپی ہیں خواہ نیا سوم جو سکہ طلا اور نقرہ بسکہ انگریزی ہووے
جاری رہنا چہارم جو مال کہ بنگالہ میں جا کر اور آپس میں انگریزی ہوا کا محصول نہ لینا پنجم سنہ یکم کانون جو
فرخ سیر صاحبان انگریزوں نے طلب کیے ہیں اور صوبہ دار بنگالہ نے اسوقت نہ دیے ہیں اب سپرد کرنا ششم قبول
کرنا صاحبان کے باد شاہوں نے کیا ہی آپس میں کمی و بیشی نہ ہونی فقط یہاں کے کتابیں آپس میں لکھا ہی کہ ایک
کرور روپے بابت تاوان کے دینے اور چھ پرگنے متصل کلکتہ کے ادا کرنے قرض تک قبضہ میں
سردار ان انگریزان کے رہنا قرار پایا بعد بعیت شرط نامہ مذکور قلم بند ہو کر کرنل کلیف صاحب
ملا چونکہ صاحبان انگریزوں کے ساتھ فرانسیسوں کے نزاع قوم کی تھی سردار ان انگریزوں نے

چندا کر مقام فراسیونکا نہا طلب کیا اور فوراً لیا ہر چند کہ مرضی سراج الدولہ کی نہتی پہر خدہ کو نہتی قاسم
برار کی اجازت جاہی سراج الدولہ نے اذن ندیا اور دے فرانسیس جو نواح دکن سے مغلوب افسران انگریزون
کیے ہو کر آئے تہے نوکر رکہہ لیے پہر چہاہین سرداران انگریزان اور سراج الدولہ کے اس جہتہ سے مخصومت پیدا ہوئی
لیکن میر محمد جعفر خان کو موافقت نہتی ایک ارمنی طرف سے میر مذکور کے صاحبان انگریزون پاس آمد و شد رکہتا نہا
سراج الدولہ جو سنا دا ما پر آیے تہا تھا ہوا اور دشمن جانی اسکا بن گیا دہ میر و اس سے کہلایا کہ سبب موافقت تم لوگون
کیے یہ مجہ سے عداوت جانی رکہتا ہی اگر کہو تو تمین نیاہ مین تمہاری اریون پس جو تم عہد ستوار چاہو کے مین اس سے
نہو کا سرداران انگریزون نے قبول کیا اور ایک عہد نامہ میر محمد جعفر خان سے درج واقعی لکہوا لیا اور بعض بعض امرا بہی جو
سراج الدولہ سے ناراض تہے افسران انگریزون سے ملی اور تکلیف اپنی بیان کی مشورہ کرنل کلیف صاحب سے چند افسران
انگریزان کو لشکر دیکر مرشد آباد کی طرف واسطے جنگ سراج الدولہ کے روانہ کیا اور ایک نامہ
لکہا تم نے جو زر کہ بابت تاراجی کلکتہ کا دینا کہا نہا سو دو آج تک چار مہینے کا عرصہ ہوا نہیں
اور دوسرا یہ کہ فرانسیس جو ہماری دشمن ہین انکو اپنے قلمرو سے نمونہ نکالدیا بلکہ نیاہ مین
اپنی رکہا ہی اگر نہین دوستی سے رکہتی ہی تو اسکے سوال و جواب کیے میر محمد جعفر خان اور
راے دولبھ اور میر مدن بخشی فوج اور موہن لعل سردار لشکر کو بہیجا دو سراج الدولہ نامہ مذکور
فوج کو اپنی حکم کیا کہ طرف پلاشی کے جا کر گذرگاہ دشمن بند کرو اس عرصہ مین بیاہی خط میر محمد جعفر
کیے درباب نہضت زدیک کرنل کلیف صاحب کے پہنچے اور کرنل صاحب مذکور حسب ترغیب
مشارالیہ کے اپنی جاے سے کوچ کر کے موضع پلاشی پر آیے اور کٹوہ کا نون کو

لیے لیا اور وہاں سے پلاشی کیطرف رخ کیا اور مقام مذکور پر پہنچے سراج الدولہ سے مقابلہ ہوا لڑائی جبکہ
دو گھنٹے آئی میر مدن بخشی فوج سراج الدولہ کا گولہ کھا کر اوندھ گیا آخر کار نواب صاحب مع مدالنسی مع سپہ
سپاہ ہوا اور انگریز صاحب لوگ اپنی سپاہ سے میر محمد جعفر خان کیے آنے سے بیٹھ رہے نواب تو مع متوسلان اور خزانہ
وغیرہ طرف مرشد آباد کیے گزران ہوا اور میر محمد جعفر خان افسران انگریزوں سے آکر ملا اور کرنل کلیف صاحب
مع خان مذکور مرشد آباد پر آئے نواب نے جو متاعورات و خزانہ کو وہاں چھوڑ دیا اور آپ فقط گھوڑے
پر بیٹھ کر طرف پٹنہ کے نکل گیا کرنل کلیف صاحب جو میدان خالی پایا داخل مرشد آباد ہوکر میر محمد جعفر خان
کو ریاست پر قایم کیا واضح ہو کہ تمام زنانہ اور خزانہ نواب کا ہاتھ میر مذکور کیے آیا رئیس صوبہ بہار اور بنگالہ
اور اوڑیسہ میر محمد جعفر خان ہوا چونکہ خاندان کو ایفائے وعدہ افسران انگریزوں کا ضرور ہوا اسقدر دولت
خزانہ میں سراج الدولہ کیے پایا تھا اسمیں کرنل کلیف صاحب اور لشکر کو ساتھ لیکر مہتاب آباد جنگ پٹنہ وہاں کا
تھا اسکے کھر کیا اور اس سے ایک لک کا وعدہ کر کیے کچھ روپے لیے اور سردار ان انگریزوں کی سبیل اور ایک
چند کو جو تیس لاک روپے دیے کہا تھا سو اسکو محروم رکھا وہ بیچارہ دیوانہ ہوکر مرگیا پس میر محمد جعفر خان
بند و بست قیام اپنے سواروں کو واسطے تلاش سراج الدولہ کیے متعین کیا واضح ہو کہ وہ اوارہ
دشت وادیار آخر کار راج محل میں گرفتار ہوا بعضے کہتے ہیں ایک فقیر کے بھیس میں از راہ اتفاق
سواروں نے اسکو پہچان کر بڑی خوابی سے دوسری تاریخ ماہ جون کی ۱۷۵۷ء ستاون عیسوی میں لیے آیا میر جعفر خان کو جب پہنچا کہ قتل ہوں اسکے قابل تھا لیکن میر قاسم
پسر میر جعفر خان نے سراج الدولہ کو ہاتھ سے پاسبان زندان کیے زخم کٹار سے

مرد اور لوگ بعضے کا تو یہ ہی کہنا تھا کہ یہ شخص کہ وہ تمام ایک شخص کہ وہ تمام سراج الدولہ کا تھا اپنے
ہی میرن کے موی الیہ کو قتل کیا اور دو سرے دن قتل کے لاش کو اسکی ماں کے حوالہ کیا جو کہ شہر کی مسمی جن
کر دیا پس کو تیل کلیف صاحب مجھ کوٹ انگریز کو واسطے تلاش میر لائے فرانسیس کے جو واسطے اعانت سراج الدولہ
آرہا تھا اور کیا میر لا پتہ نے اشارہ راہ حال سراج الدولہ کا سکر بوت کیا اور میجر کوٹ تلاش میں اسکی
قبیلہ کو آیا جہاں خبر ملی کہ یہاں تک آیا تھا یہاں سے پھر کیا میجر کوٹ نے رام نارائن نام حاکم بہار کا طرف
سے سراج الدولہ کہا اس سے سوال کیا کہ تم نے میر لا پتہ کو کیسا اپنے ملک میں آنے دیا اور پھر وہ چلا گیا اسکو تانع
ہوا اسنے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم اگر میر محمد خان مجھکو لکھے ہوتے تو البتہ میں اسکو روکتا میجر کوٹ میر قاسم
خان داماد میر محمد جعفر خان اور محمد امین خان سردار رام نارائن سے ملا اور یہ کیفیت بیان کی دیے
پر لے کہ رام نارائن باطن میں سراج الدولہ سے موافق تھا اس لیئے میر لا پتہ کو اپنے ملک سے
راستہ دیا پس رام نارائن نے شجاع الدولہ وزیر حاکم صوبہ اودہ کو لکھا کہ سراج الدولہ کو میر قاسم
جعفر خان مار کر آپ قایم مقام ہوا ہے تم جمعیت فرانسیس کی واسطے اعانت میر کے روانہ کرنی
میں اسکا بدلہ کرتا ہوں اور یہ تینوں صوبے ہمارے غیر ہمارے تصرف میں دیتا ہوں میجر کوٹ یہ
یہ سنا اور واسطے دریافت یہ کے روانہ جانب اودہ ہوا اور جب موضع بھری پر جو پٹنہ سے چھ کوس
پر ہے پہنچا وہاں معلوم ہوا کہ ایلچی سردار ان بہار نے جمعیت فراہم کی ہے اور لڑنے کے
ہی جڑائی کہ وہ بنارس میں ہی پس بھوندکر بلنظر فرمان کرنیل کلیف صاحب تھا کہ اس غصہ
میں نامہ کرنیل صاحب مذکور کا آیا کہ پٹنہ کی طرف روانہ ہو پس میجر مذکور جلد پٹنہ کو واپس آیا

رام نارائن آیا بیسے سنکر گھبرایا اور جعفر نالیون سے پیش آیا اور اپنے کہا کہ میں تم سے بالکل بیزار ہوں
رکھتا ہوں اور قسمیں کھا کھا کر دونوں کے کہا میں سنید سنکھ مذکور و میاں میر امنت کو پکڑ کر تمہارے پاس لاؤں
میر محمد جعفر خان نے راجہ رام سنگھ حاکم مدنا پور کو طلب کیا اپنے بہائی اور بیٹے کو روانہ خدمت کیا
میر مذکور نے دلیر رام کا قیاس کیا کہ اگر دونوں کو قید کر دیا رام سنگھ نے کرنیل کلیف صاحب کو لکھا
کرنیل کلیف صاحب نے صلح کروادی پس راجہ لعل سنگھ جو بوریہ کا حاکم تھا اپنے بغاوت اختیار کی میر محمد جعفر خان
نے اسپر فوجکشی کی اور سنگ فاش دیکر بوریہ پر قبضہ لیا کیا اس ضمن میں علی درویش خان کا زوجہ جوانی
سراج الدولہ کی تھی اپنے نواب وزیر شجاع الدولہ حاکم لکھنؤ اور راجہ رام نرائن کو لکھا کہ جعفر خان سے
بیر ابد لینا ضرور ہے میر محمد جعفر خان نے جو سنا اس بات سے بہت متفکر ہوا اور کرنیل کلیف صاحب کو ایما کیا اپنے
لکھا کہ تم خاطر جمع رہو ہماری پناہ جا یگا تمہارے ملک میں نہ ہو سکیگا اور بروقت واسطے اعانت
کے بھیجوں گا میں نے سنا ہے میر محمد جعفر خان اور میرن پسر اسکے بہت تکلیف پہنچی کہ وے واقعات بہت طویل ہیں اور کتب سیر میں مرقوم
آخر کار بہت خرابی اور ظلم میر جعفر خان اور میرن بے باک کا اس طرف آفاق میں شایع ہوا محمد قلیخان
صوبہ دار الہ آباد اور راجون سے اتفاق کر کے عزم تسخیر بنگالہ کا کیا اور جو کہ محمد قلیخان کو شجاع
الدولہ سے رنجش تھا وہ چاہا معزالیہ کے ہوتے تھے شجاع الدولہ سے اس باب میں کمک چاہی
شجاع الدولہ نے محمد قلیخان کو لکھا کہ اپنا تم خاطر جمع رکھو ارادہ بنگالہ کا کرنا مانند ارادہ تمہاری

کمک کرتا ہوں وہ توجہ دینے سے غم کہ متوجہ طرف یساق کے ہوئے اور چونکہ ان روزوں بادشاہ
دہلی میں عالم گیر ثانی تھے اور سلطنت نہایت ضعیف تمام صوبے نام کو بندہ بادشاہی کہلاتے تھے ورنہ
ہر ایک اپنی جا خود مختار ہو رہا تھا اور اپنے ہی زور سے اپنی جا [illegible] کو چاہتا تھا کہ برآ
کر دے از انجملہ شاہزادہ عالی کو ہر دو بعہد پدر وہ بھی بندیلکھنڈ میں رہا کرتے تھے شجاع الدولہ بندوبست نام
محمد قلیخان کے واسطے قوت بازوے دولت کے انہیں بہتیرا کریدے اپنے پاس بلوایا اور عزم بالجزم محمد قلیخان کے ایما کیا وہاں
سے شاہزادہ نے بھی ایک عرضی میں مدتیں بادشاہ کے لکھی کہ آپ صوبہ داری بنگالہ و بہار اور دیوانی غلام کو عنایت
فرمائی مدد دی جا کر ضبط کر لیتا ہوں بادشاہ خوش ہوئے اور خلعت مع فرمان نام سے شاہزادہ کے روانہ کیا پس
شاہزادہ نے محمد قلیخان کو نامہ لکھا محمد قلیخان تنہا ارادہ کرنے سے رفاقت کو شہزادہ کی اولی جانا اور نوازش قطع
مراحل کر کے ۱۱۷۵ سنہ اسی ایام میں پٹنہ کو آ پہنچا میر محمد جعفر خان کو جو معلوم ہوا سپاہ اسکی [illegible]
تھوڑی سی پراگندہ و تباہ تھی اسنے افسران انگریزوں سے استعانت چاہی اسوقت وہ طرح دیکے اس
کو جمعیت اُن پاس کافی نہیں رام نارائن جو اس امر سے مطلع ہوا بہان شاہزادے کی
طرف بھیجا اور عرضی لکھی اور انہیں طلب کیا وہ تو چاہتے تھے ارادہ خروج کا تھا [illegible]
محمد قلیخان [illegible] عمل میں آیا شاہزادہ [illegible]
عمل میں آیا شاہزادہ کہ [illegible] دیا اس [illegible]
اسیکے [illegible] بنگالہ کہ پہنچا کوچہ دہان استقبال کیا [illegible]
صاحب استعانت چاہی دیے جواب صاف دیے اس سے شاہزادہ کمال منفعل ہوا

اور فقط ایک رفیق یا توفیق محمد قلیخان پر ارادہ محاربہ رام نا راین کا کرکے بنتہ پر آیا اور اسکا محاصرہ کیا بلکہ
ایک برج کو بیلہ مار کر توڑ ڈالا اس ضمن مین شجاع الدولہ نے یہ کیا کہ الہ آباد اپنے تصرف مین کر لیا اور میر
میر جعفر خان کرنل کلیف صاحب پاس جاکر سپاہ انگریزی کو واسطے اعانت اپنے آمادہ کیا کرنل کلیف صاحب نا بکمک
اسکے کلکتہ سے نکلے دو تین دن محاصرہ کے محمد قلیخان کو بعضون نے اطلاع دی کہ صوبہ الہ آباد تو قبضہ سے نکل گیا
اور جمعیت انگریزی واسطے مقابلہ کے آرہی ہے پس محمد قلیخان ان دو باتون سے متردد ہوکر مقاتلت شہزادہ کی
اختیار کی اور وہان سے بہاگا اثنار راہ میسر لایئے فرانسیس جو واسطے کمک شہزادہ کے جمع ہو رہے تھے جلا تہا محمد قلیخان
کو ملکر بہت سمجہایا لیکن محمد قلیخان نے نہ مانا اور الہ آباد کو آیا کتیے مین شجاع الدولہ نے قریب اسکو گرفتار کرکے
قید کر دیا اور وہ زندان خانہ سے راہی ملک عدم کا ہوا پس کرنل کلیف صاحب ہمراہ میر جعفر خان کے بنتہ پر آئے
شہزادہ پہ سپاہ و لشکر تہا لا علاج مسالحہ کرنل کلیف صاحب کے فوج نتہی سے پیش آیا کرنل کلیف صاحب
نے میدان خالی پاکر بخوبی تمام پٹنہ مین بندوبست اپنا کر لیا شہزادہ آوندہ اسیطرف کو رہا
اور کرنل کلیف صاحب پہر کر پہر کلکتہ کو آئے میر جعفر خان نے جلدی مین پاس سلوک کے کرنل صاحب
مذکور کو ۱۷۶۰ء سنہ سی الشت مین خطاب اور جاگیر سے سرفراز کیا پس ۱۷۶۰ء سنہ سی الشت
سنہ ہجری مین کرنل صاحب مذکور انگلستان کو چلے گئے اور جانشین انکا کلیا ونام ایک کرنل ہوا بعد
ہنوز پہنچے خادم حسن خان کی ولد زینکانہ کے بنا بر اعانت شہزادہ کے مستعد ہوکے جعفر خان
مضطرب ہوکر کرنل کلیاد صاحب کو لکہا وے مع جمعیت کلکتہ سے چلے اور جعفر خان سے آکر
ملا قی ہوکے اس عرصہ مین عماد الملک نے عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کو قتل کر ڈالا جو ہین یہ خبر

پہنچی سردار لوگ ہمراہ عالی کو ہر کیے تھے اپنے تئیں لے آئے تخت سلطنت پر جلوس دیا میر محمد خان
رفیق عالی کو ہر کا ہوا اور جو جو امرا کہ جعفر خان سے ناراض تھے سب عالی کو ہر کے آنے سے
ہوی کرنل کلیاد صاحب خادم حسن خان کو واسطے اطاعت جعفر خان کے پیام کیا آپنے نمانا اور فرمایا میں عالی گوہر
اور رام نارائن سے دو جنگ ہوے بہنگام ہر دو جنگ آخرین رام نارائن کو زخم کاری پہنچا اور کپتان گارڈن جو
معاون رام نارائن کا تھا مارا گیا پس رام نارائن بھاگا آخر کار اطاعت عالی کو ہر کی قبول کی بعد ازاں
کرنل کلیاد صاحب بالاتفاق شاہ عالم لڑنے اور منہزم ہوے کرنل صاحب کو رہنے پہر جمعیت فراہم کر کے شاہ عالم کے مقابلے
اس دفعہ شکست شاہ عالم کی ہوی حسن الاتفاق میدان اور کرنل صاحب مذکور دونو بار جنگ خادم حسن خان
کے ستد تھے کہ دوسری تاریخ جولای کی سنہ الیہ میں رات کو مہ برسا اور میدان خوابگاہ میں
اپنے صدیہ سے بجلی کے جلکر خاک سیہ کے برابر ہو گیا واضح ہو کہ میدان بہت سفاک اور بیباک
ناخدا ترس تہا وہ بجلی دہوان آہ مظلوماں اور ستم رسیدگان کا تہا جو وبال جان اسکا ہوا بنوز
ہندوستان میں میدان کی بجلی کر مشہور ہے پس کرنل صاحب مذکور تو کلکتہ کی طرف پہر
گیے اور بنا بر تنخواہ بڑہ سپاہ کا جعفر خان پر ہوا میر محمد قاسم خان داماد جعفر خان بنگالہ اسے
دفع کیا آخر کار کار فرما جعفر خان کا بسبب نہ پہنچنے زر تنخواہ کے سب خراب اور تباہ تہا
اور سپاہ انگریزی کو ماہ بماہ تنخواہ دینے کا اقرار تہا اسمیں بھی فرق آیا اس عرصہ میں
بشہادت شمس الدولہ کوتوال کلکتہ ہوا سبب میر جعفر خان کو معزول اور میر محمد قاسم خان
کو عہد و پیمان سب سے استوار کر کے سنہ الیہ میں صوبہ دار ٹہرایا میر قاسم خان نے کہ مشاہدہ

سپاہ کو پیچھا پاس قلعہ مین سردارون انگریزون اور محمد قاسم خان کے بہت موافقت بہم پہنچی اور راہ جنوب کی
سال اشتداع ستر اسی الکشت مین میجر کرنایک صاحب واسطے جناب شاہ عالم کے بتہ یکے طرف روانہ ہوا بعد وصول
ترای پیچھا شاہ عالم منہزم ہوکر بتہ یکے قرار اختیار کیے اور بشرائط قرار پاکر اس کمک دار بادشاہ کلنا چار ہوکر
انگریزون کی پناہ لی بعد میجر کرنایک صاحب کے خزیری بندگان خدا کی بجا آوری کے استصوابات شہاب
مین شاہ عالم کی صلح کا پیغام کیا اول یہ بات خاطر مین بادشاہ یکے نہ ای کہ صوابدید کسی مصلح کار کی
مژدہ صلح کا دیکر میجر کو پاس روانہ کیے فورا کرنایک صاحب بارگاہ بندگی مین آکر حاضر ہوا اور آداب بادشاہی بجا لایا جب
باہم طرح مصالحت کی قایم ہوئی پھر بادشاہ بعرض میجر مذکور کے متوجہ بتہ یکے ہوئے کرنایک صاحب نے
بادشاہ کو اپنی کوتہی مین لیے کیا اور تحت پر بٹھلا یا تمام سردارون انگریزون اور دیسی
موافق دستور یکے توپی اپنی ہاتھ مین لیے ہوئے بہت ادب سے کھڑے ہوئے قاسم خان
بھی کہنے سے صاحبان انگریزون کے لاچار اطاعت سلطانی کی قبول کی بہت سازاور جواہر وغیرہ
لیکر حضور مین بادشاہ یکے آیا اور نذر گذرانی بادشاہ نے سفارت سے میجر صاحب موصوف کی
قاسم خان کو صوبہ داری بنگالہ و بہار و اڑیسہ کی عنایت کی چوبیس لاک روپے خراج کے سالیانہ
مقرر ہوئے قاسم خان کو استقلال کلی بہم پہنچا اس عرصہ مین بعد قتل عالم گیر ثانی یکے متشعاع الدولہ نے جو
نایب جلوس شاہ عالم یکے محمد احمد شاہ ابدالی والی قندہار کو لکھا تھا اسکی تدبیر کی خبر پہنچی شاہ عالم
مع ارکان دولت اپنے طرف دہلی یکے روانہ ہوئے اور میجر کرنایک صاحب بھی ہمراہ رکاب
سرحد بہار تک رہا پھر وہان سے مراجعت کی قاسم خان مختار بنگالہ ہوکر رام نارائن

اگرچہ آخر تک نواب وزیر نے افسران انگریزوں سے صلح کی پس کمپنی بہادر کا لشکر دلیر انگریز دلیر لکھنؤ پر آیا صوبہ اودھ اور

تمام شہر میں عمل سرکار کمپنی بہادر کا ہو گیا راجہ بلونت سنگھ جو نواب وزیر کے طرف سے حاکم بنارس کا تھا اپنے ملک اور

حوالہ کر دیا پھر نواب وزیر اور بادشاہ بالاتفاق بواسطے علاقہ سے افسران انگریزوں کے آئے افسران

نے استقبال کیا اور بڑی تعظیم سے لے آئے نذر خدمتگاری رسم مہمانداری کے تکلف سے ادا کئے صلح کا

درمیان آیا اور نواب نے تہہ دل سے افسران انگریزوں سے اس ضمن میں

بخم الدولہ خطاب دلوا کر ایالت صوبہ بنگالہ قائم کئے اور انگلستان لارڈ کرنل کلیفٹن صاحب بہادر پنجاب مع مختاری صوبہ

ستر سال کی عمر میں ۶۰ سنہ عیسوی میں نواب وزیر اور جہانبانہ بادشاہ اودھ کے

کرنا یک طرف سے ہم پیشے دوسرے افسر بنارس مستقل طرف بخم الدولہ کے یا بھی ہو کر سوال جواب صلح کئے اور عہد نامہ

فیابین افسران انگریزوں اور شجاع الدولہ اور بخم الدولہ اور بخت خان کے طے کیا بنارس قبضہ میں سرداران انگریزوں کے

بخم الدولہ حصہ ملک زر خراج بنگالہ کے داخل خزانہ کیا کریں اور بخت خان نام روہیلہ کا بطرف ولایت

عہد نامہ لکھا گیا اور مہر و دستخط بر زمین ہو کر ایک ایک افسر انگریزی ہوا اور جدی جدی سند بنگالہ اور اودھ

نام سے کمپنی بہادر کے معرض ارقام میں آئے پس بخت ہوئی اور شجاع الدولہ اپنی ریاست پر قائم

بادشاہ انگلستان کے کیا اضلاع و کل اور کیا ممالک ہند میں ہر چہار طرف سے روز بروز فتح و ظفر کے کہل سے

بہت سے ملک بسبب تقرر فیمن سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے آنے سے بہتر سبب انتظام دوراندیشی کے

ہو گئے چنانچہ فہرست اسکی بار یکوار جو راقم نے ایک کتاب سے نقل کی ہے بطور جدول لکھی ہے

جدول تہرست ممالک متعدہ سرکار بادقار کلیتی بہادر اقلیم ہندسیے

اسمای بلاد	تاریخ	ماہ انگریزی	سال عیسوی	سنہ ہجری	اسمار حکام
سم ۱ پرگنی	۲۰	دسمبر	۱۷۰۵ ع	مطابق ۱۱۷ ھ	بنگالہ کے زابت لیے
چنبلی بندر	۱۳	مارچ	۱۷۵۹ ع	مطابق ۱۱۷۲ ھ	حیدرآباد دکن کے زابت لیے
بہادر آباد وغیرہ	۱۶	اکتوبر	۱۷۶۵ ع	مطابق ۱۱۷۹ ھ	شاہ بندر کے لیے
بنگلہ بندر وغیرہ	۲۰	مارچ	۱۷۸۱ ع	ایضاً	کرناٹک کے زابت لیے
بہادر آباد وغیرہ	۲۲	نومبر	۱۷۸۳ ع	مطابق ۱۱۹۸ ھ	حیدرآباد دکن کے زابت
جہان آباد وغیرہ	۲۲	مارچ	۱۷۹۲ ع	مطابق ۱۲۰۶ ھ	بنگلہ کے زابت لیے
۳ کوٹ	۱۵	مارچ	۱۷۹۲ ع	مطابق ۱۲۰۶ ھ	بنگلہ کے زابت لیے
۳ کوٹ	۱۵	سپٹمبر	۱۷۹۲ ع	ایضاً	حیدرآباد دکن کے زابت
ملیوار وغیرہ	۱۵	مارچ	۱۷۹۲ ع	مطابق ۱۲۰۶ ھ	بنگلہ سلطان کے لیے
کوئمبتور وکنڈاپچہ	۱۹	جولای	۱۷۹۲ ع	مطابق ۱۲۰۷ ھ	ٹیپو سلطان کے کوہار کے لیے
شمشوار وغیرہ	۲۰۵	اکتوبر	۱۷۹۲ ع	ایضاً	مرہٹہ کے زابت لیے
کرشنا اور بلاری	۱۲	اکتوبر	۱۷۹۲ ع	ایضاً	حیدرآباد دکن کے زابت
کرناٹک	۲۱	جولای			مرہٹہ کے زابت لیے
کرشنا پور آرایام	۱۰	نومبر	۱۸۰۱ ع	مطابق ۱۲۱۶ ھ	انگلیہ کے زابت لیے

جدول فہرست ممالک مقبوضہ سرکار بادقار ممبئی بہادر اقلیم ہند سے

اسامی بلاد	تاریخ	ماہ انگریزی	سال عیسوی	سنہ ہجری	اسمار حکام
بوریل کنڈ	۳۱	دسمبر	سنہ ۱۸۱۸ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۳ ھ	پونہ سکہ راجہ بسے
ترنبک اور پانسوارہ	۱۷	سپتمبر	سنہ ۱۸۱۸ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۳ ھ	بہار سکہ راجہ بسے
ملک دوآب دلی وغیرہ	۳۰	دسمبر	سنہ الف	ایضاً	دولت راؤ سندھیہ
ستارہ و ہاڑوارڑ	۱۳	جون	سنہ ۱۸۱۸ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۳ ھ	دہان سکہ راجہ بسے
خاندیس	۹	شہر جنوری	سنہ ۱۸۱۹ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۴ ھ	ہولکر بسے
اجمیر شریف			سنہ الف	ایضاً	دولت راؤ سندھیہ
پونہ اور کوکن			سنہ الف	ایضاً	باجیراؤ بسے فیض بسے
زید الاور جنیل وغیرہ			سنہ الف	ایضاً	بہار سکہ راجہ بسے
کوکن	۱۷	دسمبر	سنہ ۱۸۱۸ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۳ ھ	ستارہ سکہ راجہ بسے
	۱۲	دسمبر	سنہ ۱۸۱۸ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۴ ھ	حیدرآباد دکن نواب بسے
کوزنک وغیرہ			سنہ ۱۸۱۹ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۴ ھ	دہان سکہ راجہ بسے
کرنول			سنہ ۱۸۱۹ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۵ ھ	دہان سکہ بسے
لاہور اور پشاور			سنہ ۱۸۱۹ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۴ ھ	سکھون سے بسے
ملتان	۲۲	جنوری	سنہ ۱۸۱۹ ع	مطابق سنہ ۱۲۳۵ ھ	مولراج دیوان سکہ بسے

از انجملہ جن علاوہ کے سر ہونیکا احوال جس طرح سے کہ راقم کو پہنچا ہی اور وہ قابل تحریر ہی اور دامن ایکے
جو جواہر ایمان عظیم وقوع پائیں ہیں سو بآ مفصلاً اطلاع کیجاتی ہی پہلا باب حیدر علیخان کے
بہادر حسب اور اسکے فرزند نیبو سلطان کے بیان میں اور داخل ہونا ملک معتوضہ خان
مذکور سرکار کپنی بہادر کے بیان میں بقول ارباب تاریخ دکن نائکان حیدر علیخان منجملہ ہندو کا فصاحت
کو بیر مقام صوبہ حیدر آباد کے ہیں اور اسیکے حیدر علیخان فتح علیخان ہی اور فتح علیخان کے بابکا نام علیخان
تھا مقام بود و باش علیخان کا نلاپور کے پہل تھا جو حیدر علیخان کو وراثت سے نوکر رکھا تھا حیدر علیخان
شباب میں کہ جمعدار دو سو اور دو ہزار پیادہ کا کیا جو کہ رہتے دا اس نواح کے جمعدار کو نائک کہتے ہیں اسواسطے
لقب علیخان کا نائک قرار پایا اور بموجب اظہار معتمد الامرا کے فتح ابتدا میں بیچ فلور کولار کے بعد یا دون
ستین تھا بعد اسکے سرینگ پٹن کے راجہ نوکر ہوا اور وقت موعود پہنچا دولت حیات کی خالی کا بات کر سو پہا
پس حیدر علیخان بجا پد رقایم ہوکر چونکہ لوح بخت پر مفوالیکے نقش ترقی کا مرتسم تھا بتدریج اس محل اعتبار کا پہا
کیا کہ راجہ بے کام چوکی و پہرہ کا راجہ ہیں شمار ہونیکے دیا اور عبارت صدیقہ عالم کی اسپر ثابت ہوتا ہی کہ حیدر علیخان
ابتدا میں چند پیادہ سے چاکری حاصل کی قبول کی پھر منصب عہدہ صوبہ داری درجہ ابالی کا
پایا پھر راجہ نیکی نوکری کیسے فی الجملہ صاحب سرمایہ کا ہوا پس ہمت بلند سے پیشتر اعلی درجہ مراتب کو پہنچا اور نام
کیا اس ضمن میں ملازم یلہار کے راجہ کا ہو کر شریک زمرہ مدتا سناراکا ہوا جو کہ حیدر علیخان آدمی بولنے م اور
بحسب جرات تہا ایام فرمان بردار ہیں راجہ کی ایکدن خانہ باکر کر دیوان کو اسیکے کہ عبارت ہے

مدار المہام سے ہی علانیہ مار ڈالا اور راجہ کو بیکار محض کر دیا اور باحتیاج واسطے اسیکے مقرر کیے

اسکے عہد حکومت کا ہوا لیکن بھی راجہ کو مثل متبرکات بزرگانہ تکالکر تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا اور کسا ملا فرور

ناظم جارجامہ کا ایسا ہی قریب موضع بنگلور کے دیوانی میں ندیم نام ایک شخص طرفدار دیسی

کے کسیکا نوکر تھا مدت تک دو بسبب لیاقت ذاتی اور عنایت دلی یعنی کے سردار سکا رہا ہوا حیدر علیخان صاحب

ہی سابق ندیم حرف فتح علیخان کا ہو کا ملا کو ایسا ہی پہنچا جرار نامہ نگار اختلافات بے اغراض کرکے احوال

حیدر علیخان کا بدو فطرت سے مغرالیہ کی بموجب روایت ناظم مذکور معرض ارقام میں لاتا ہی ذکر حیدر علیخان

مطابق جارجامہ واضح ہو کہ تولد حیدر علیخان کا سنہ ۱۷۱۷ سترہ سو اٹھارہ عیسوی میں ہوا

اوایل شباب میں مغرالیہ نے بموجب تعلیم پدر کے آئین رزم و پیکار سیکھے اور اسمیں خداداد پیدا کرکے یہ سبب

ورود دکن کے راجون کی چاکری میں سرکرم ہوا اور چالیس برس کی عمر میں حسب الحکم اپنے باپ کے بہوجپوری کو واسطے

کمک فرانسیسون کے روانہ ہوا اور صحبت میں انکی رہ کر بہت سے قانون سپہ گری کے اور قواعد فوجداری کے

ضبط کیے مبتدا ان روزون نندرام نام بہت نیک راجیسور کا تہا اسنے عہد حکومت میں کنارہ نام ایک شخص

کو مختار کاروبار کرکے آپ طرف عبادت کے متوجہ و مرطف تہا اس ضمن میں کسی بات پر سردار قوم فرانسیس کا ارادہ ملاقات

راجہ موصوف کا کرکے اپنی جانب متوجہ ہوا اثنار راہ مرہٹے ہاہل موصولیہ سے ہوئے کنارہ نے سنکر حیدر علیخان

کو ایک ہزار پیادہ آتشبو سوار کے واسطے دفع کردہ مذکور کے روانہ کیا نادر انیس مذکور کو ہمراہ لیکر آیا

چونکہ مزاج حیدر علیخان کا طرف فوجداری کے مائل تہا اس سبب ملاقات ہی آشنائی پیدا کرکے اور یہی جنید

قانون فن مذکور کے ذہن نشین کیے اس ضمن میں اسمعیل خان نام ایک برادر حیدر علیخان کا

صاحب عسکر تہا اسنے سنہ ۱۷۵۶ سترہ سو چھپن عیسوی میں قضا کی حیدر علیخان نے تمام سپاہ کو

نامبردہ کی زیر فرمان آپہنچے کہا غرض سہ اللہ تک نزدیک سنوالیہ کے پندرہ ہزار سوار اور پیادہ پلٹن
فراہم ہوئی پس خان موصوف نے دو سو فرانسیس اچھے کار آزمودہ نوکر رکھکر کمر رو بمقابلہ کے باندھی اور
واسطے زور مقام معاہرین کے آمادہ ہوا لکھا ہی کہ موافق عزم بالجزم باوری بخت چند روز میں ہم چشم
وہمسران وہمقران کا ہوا کنار دینے اقتدار پر حیدر علیخان کے رشک کرکے واسطے کھسانے سنوالیہ کے غضب
منٹون کو نامہ لکھا اور بیتابر تافت و تاراج ملک راجہ کے سرزنک پلٹن کو طلب کیا واضح ہو کہ بمجرد اس امر کے
لشکر پندار و نکامانند کاکا مردم در واسطے لوٹ بازار کے آپہونچا حیدر علیخان کو اس کی اطلاع ہوئی مشارالیہ
نے جو ہین خبر آمد قوم مذکور کی سنی اپنی جا سے چلدی روانہ ہوا اور بطریق اطمینان آہستہ آہستہ تا حفاظت مذرام کی کرکے اور ملک کے
صدہا غارتگران اور بدطینتون کے بیچا دے دیتا تھا جب نزدیک شہر کے آیا جانا کہ یہ فتنہ کنار و کاہی پس خان معطف
طرف متکلور کے کی اور سپاہ کو اپنی ہر چہار طرف فراہم کرکے خود کنار و سے سپاہ تین بمقابلہ کیا ما سبزدہ بہادر
اور فتح نصیب حیدر علیخان بہادر کے ہوئی پس خان مجلات ان استصواب سے ایک سپاہ لارکے یار یاب ہفتے رندرام ہو کر
سرکدشت کنار و کی کذرش کی اور مفصل احوال اپنا معروض بیان ہین لا یار آپنے کلام حیدر علیخان کے سنکے سنوالیہ کو بسجا
کنار و خدمت جلیل القدر دیوانی سے اپنی مباہی فرمایا بعد مخلع ہونے کے میر حیدر علیخان بہادر نے جو ملک کے عہدہ
کنار و کے قبضہ تصرف سے راجہ موصوف کے نکل گئے تھے چند روز مین مسترد کیے انہین آوان مین یورپ
نے برادر بندکان عالی اعنی نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی صاحب عدل و داد والی حیدرآباد کے
میر حیدر علیخان سے واسطے تسخیر قلعہ بیرو والی کہلایا کہ ہم نے اسکو تمہین دیا اپنے پاس
رکھو اور مال و اسباب سارا دہانکا ضبط کرلو حسب الایما اسکے خان مذکور نے محاصرہ کو

مشی کر لیا اور اسیر اختیار نواب بسالجنگ کا بالکل رہا چونکہ ترقی حیدر علیخان کی خالق کو منظور نہیں
فتوح اور دریشین ہوئی یعنی بعد مرگ کنارو کے چونکہ زوجہ اسکی تمام ملک پر اپنے شوہر کے قبضہ کیا تھا مالک
راجہ رام نام پسکنار وطرف حیدر علیخان کے رجوع ہوا اور بنا بر تسلط اپنے شوہر کے سوالہ کو دینا قبول کیا
خان موصوف بیچ میں آکر ان اور بیٹے کے صلح کروادی اور شہر مذکور لیے لیا ہنوز اس امر کو عرصہ
معدودہ نہ گذرا تھا کہ پھر فیمابین زن مذکور اور راجہ ملک پسر کنارو کے نفاق آیا اور سیاہی طرفین کے ارادہ پیکار
ہوئے آخر کار بسار چلا اور زوجہ کنارو کی ماری گئی اور پسر عم اللہ کا قید ہوا اور تمام پرگنات و دولت متوفی راجہ
میسور کے احاطہ تصرف حیدر علیخان کے آگئے چونکہ اس نواحیں و دولتخان موصوف کی روز افزوں تھی نہ
بدستور جملہ دیہات اور قریے اطراف واکناف کے مع ملک بلیار پر قبضہ مفوالیہ کا ہوگیا اب راقم قطع کرتا ہے
کلام کو ناظم مذکور کے اور ضم کرتا ہے قول کو صاحب معمار الامر کے یعنے بعد حیدر علیخان بیکار اچھا میسور محمد مختار
وہابیکا نہ تھا اور تمام اماکن بسطہ کے تصرف میں آئے تا بحدود بیس کے بطریق مثلث کہ رو بی جنوب فیضدر جنب
نواب نظام الدولہ نظام الملک بہادر آصفجاہ ثانی کے گذرتا ہے کہ سند زمینداری پرگنات بیس کی حاصل کی اور سنہ ۱۱۷۴ ہزار
ستاسی ہزار سوا اور خطا حانی بستے فی بای سبب بادی طالع کے بلاد نامعمار اور سوندھا اور بیدنور حکام
اس سرزمین کے لشکر شریک دایرہ دولت اپنا کیے اور غلبہ بتہار روز دچوں اس سے انہا کہ جسقدر کہ بیس
بیس میں حاصل ہوا تھا ضبط اسکا کیا منجملہ قلعہ کورم کنڈہ وغیرہ محلات کہ سابقاً سانہ
فوجداری کڈپہ کے متعلق تھی اور تابناً در عوض جو نہ مرہٹے پیشکاہ پیشوا دشاہ دہلی کے
دیتے تھے اپنے قابو میں کر لیے اور تباہ اہل مرہٹہ کا وہاں سے برفت اور تھا دیا پس جب

مادہ ہوراو پسر بالاجی راؤ سنہ ۱۷۶۰ء ستر اسی ساتھہ میں افسر قوم مرہٹہ کا ہوا اسنے بورنس کر کے اکثر قلعجات
اور تھانجات مستر د کر کے اور زر معدہ یہ ساتھہ طریق تیکس کے حیدر علیخان سے لیکر دفعت مراجعت کے سردار اپنا
کو اپنے مع فوج اس نواحی میں چھوڑ دیے چنانچہ احوالمین موجی کے طرف اسکے آیا کیا جاویگا پس صاحب نامبرہ
مذکور لکھتا ہی کہ حیدر علیخان چند یے پاون کبل سے اپنی دراز کی تہی کہ اس ضمن میں ہم کہ افسران انگریز
کو منظور خاطر تھا کہ بند و دکن کو بہر طور عشر نگاہ اپنا کرین جیسا کہ ظاہر ہی اسطرف کو جوار بے پایان
مرہٹہ تک سوار اپنے بھیجا کر گوکھ خان مشار الیہ کے خوب زیر و زبر کیا پھر ساتھہ صلح خاطر خواہ کے
رفع شر عمل میں آیا شرح اسکی جا بجا خامہ سے یوں مبادر ہوتی ہی کہ حیدر علیخان بعشر دیہات اور
قلعجات قریب اور اپنے فتح کر کے دریں خیال محال کے ہوا اپنے اقتدار پر آنے بہر دو سال کر کے صاحبان انگلشیہ
انگریزون سے کینہ پیدا کیا چونکہ اختر اقبال صاحب لوکو کا ماوق اختر ہر سکندر طالع کی بھی واسطے دفع
اس خلش کے ارادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہی ذکر جنگہاے افسران انگریزی حیدر علیخان
نایک عرف بہادر صاحب مطابق حاتم صاحبہ واضح ہو کہ عزم بالجزم بسمت اخراج اپنی فوج کے توپخانہ کے نایک
وغیرہ سے بملحوظ خاطر حیدر علیخان نایک کے تہا افسران انگریزی مطلع ہو کر بعد کونسل و مشورت اول سنہ ۱۷۶۷ء سنہ سینت
مین کرنل ہمت صاحب بہادر کو واسطے دفع کرنے اس طغیان کے روانہ کیا کرنیل صاحب مذکور نے بمجرد ورود
بندر کشتی کر کے ابتدا بچار شہر حیدر علیخان عرف بہادر صاحب کے لیے اسدم خان مذکور نے نواب نظام
علیخان بہادر آصفجاہ ثانی بندگان عالی سے موافق کر کے بالاتفاق مع سپاہ نواب ممدوح
اکر مقابلہ کیا بہ بہت سے زد و خورد کے شکست کرنل صاحب مذکور کی ہوی اور شہر

کیری پر قبضہ حیدر علیخان کا ہو گیا پس نزاع کھڑی ہوئی اور طرفین سے فیما بین حیدر علیخان نایک اور سپاہ انگریزی
کے مستعد و جنگ سنج عرصہ کارزار کے ظہور میں آیے من بعد بنا بر تحمل حیدر کرنل صاحب مدکور سے مراجعت کی
اسکے حیدر علیخان نایک نے بتو سلطان فرزند کو اپنے واسطے واسطے تسخیر مدراس روانہ کیا لکھا ہی کہ جب سلطان مدکور
وہاں جاکر ہنگامہ آرا ہوکر کرنل صاحب کور مقابل ہو کر سلطان کو منہزم کیا پس حیدر علیخان نے چڑھائی کر کے قلعہ دنی
ایری اقران انگریزان سے چھوڑا لیا اور متصل اسکے شہر بناہ پیور سر کر کے واسطے اخذ قلعہ کے آمادہ حرب تھا کہ یہ
خبر سمت صاحب درد واسطے کمک کے آیے اور حیدر علیخان نایک نے محاصرہ قلعہ کا چھوڑ کر دنی ایری کیطرف مراجعت
کی اس ضمن میں نواب میر نظام علیخان بہادر بندگان عالی حضور پر نور حیدر علیخان نایک سے ناخوشنود خاطر ہوکے محمد علیخان
حاکم چنیاپتن نے مطلع ہو کر بجہت عرضی خرنمین نواب محمد یوسف کے لکھی اور استصواب رکن الدولہ سوال و جواب
اتحاد کا صاحبان والاشان انگریزان کے درمیان لایا اور آپ بیچ میں ہو کر بنا موافقت کی ڈالی پس درمیان
دونوں سرکاروں کے عہد و پیمان ہو کر رابطہ صلح و صفا کا استحکام پایا اور بندر منتی پٹنم سے لشکر واسطے تسخیر
شہر بنگلور کے اترا اور فوراً اسکو سر کر کے بہتیرے کمپنی بہادر کا نصب کیا حیدر علیخان نایک جو سنا کہ
شہر بنگلور پر باوتا کمپنی بہادر کا جھنڈا ہاتھ اپنے کاٹ کاٹ لیے اور بتو سلطان کو لشکر جرار
ہمراہ دیکر روانہ کیا سلطان مذکور آتے ہی فرصت انگریز مقابلہ کی نہ دی جسقدر کہ سپاہی
لوگ اسدم وہاں موجود تھے سبکے سب کو پکڑ لیا اور جو کہ انکھ بچا کر جلد گنتیوں پر بیٹھ نکل جانیکو تھے
انمیں بھی کثیر کو ہلاک کیا غرض ایک جزل چھبیس ۲۶ کرنل پچھے ۶ اسی کور سوا اسکے سپاہ ہندی
کثیر اسیر بتو سلطان کے ہوئے حیدر علیخان کارروائی سے فرزند کی بہت خوش ہوا ۔۔۔

اور آپ وہان جاکر کرنل فریزر صاحب کو اور صاحب لشکر قتل کیا پس ٹامک موضع واسطے مقابلہ کرنل عود صاحب کے قلعہ
الوسیور پر آیا اور ڈیکر اسکو بھی بے لیا مند ۱۷۶۹ء استراہی انہتہ عسو بہن کتابن دوبری صاحب انگلنڈ سے
کو آیئے اور کورنر جنرل لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کو دربار صلح حیدر علیخان کے نامہ شاہ انگلنڈ کا پہنچا پاس کورنر صاحب بہادر کے
نے پیغام مصالحت کا بہانہ حاضر موضع کیا حاضر موضع قبول رضامند ہوا اور عہدنامہ طرفین سے لکھا گیا اور قلعہ اسکا جو قبضہ
میں محمد علیخان حاکم چیناپٹن کے تہا سپرد حیدر علیخان کے ہوا اور حیدر علیخان سے لاکھ روپی سال خراج اپنے خزانہ
پہنچایا کرنا اسپر صلح ہوی اور بندوبست جو کہ صاحب عزم ہو جیسا اس کا ہان ہو سکتا ہی اور زمانہ بہی بہت
ایک حال پر رہنا معلوم ہوتا کہ اس ضمن میں بیچ ریاست مرہٹوں کے صورت نفاق کی ظہور میں آئی
جیسا کہ سبب احوال انکا مطالعہ سے گذریگا روشن ہوگا بقول صاحب تزالامرا اور صاحب صدیقہ علما
حیدر علیخان ٹامک اول سا تہہ سپرد کرنے تہا بات اپنے مشغول ہوا پس تین لاکھ روپی نقد سے
کچھ زر نقد دیکر ملک سرا اور قلعہ دہارور بطور اجارہ کے قبضہ اپنا کیا اور نوشتہ مہری رکنا تہہ راوے سے
لکھوا کیا مند آہستہ آہستہ تمام لاکن قوم مرہٹہ کے کنار دریا سے کشنا تک لے لیے اور محاصرہ میں ورنگ
چل سکہ وہ مکان نیندار رونگا تہا پاون کا رکہ اسکو ہاتہہ کیا اور وہان سے کڑپہ پر ایلغار کے
کیے قلعہ سدوت اور کنچی کوتہ وغیرہ جملہ محالات پر متصرف ہوا اور عبدالحلیم خان نبیرہ حاکم کڈپا کے
قید کرکے ہمراہ اپنے سرینگ پٹن کو لیا اور وہان سے خزانہ لوٹ جواہر بہت اور آلات بیشمار
حاصل کیا پس اطراف و اکناف میں روپی بجو اکر مردم کو ساتہہ ضبط کرنے کے طلب کیا اور صحبت بیشتر
بہم پہنچای اور توپخانہ زود زود مہیا کرکے ارکات پر تشکر کش ہوا چونکہ افغان قوم انکے زر

طرفدار محمد علیخان کے تھے کیارہ برس بعد پھر صلح مبدل سالنہ جنگ ہوئی پہلی ستمبر ۱۷۹۸ء سنہ عیسوی
اسی مین مندرد بھا صاحب افسر عسکر انگریزی طرف سے محمد علیخان کے واسطے دفع حیدر علیخان کے متحرک ہوا اور کرنل بیلی صاحب
واسطے کمک اسکے متعاقب روانہ کیے پس جب مقابلہ فریقین کا ہوا لکھا ہے کہ وقت کارزار بیلی صاحب زخمی
ہوئے اور رخصتی ہوکر گئے حیدر علیخان بعد سونا بلام برسنہ ۱۷۸۰ء سنہ اسی عیسوی مین جنرل کوٹ صاحب
ترپتی پر سلام حیدر علیخان نے تین بار شکست کھائی اس ضمن مین حیدر علیخان نے سوجب پروانہ حدیقہ عالم نور محمد خان
کو بطریق سفارت واسطے اعانت جنگ ارباب فرنسز دیک بالاجی جو مختار کاریات پیشوا کا تہا روانہ کیا پھر سنہ ۱۷۸۱ء
سترہ سو اکیاسی عیسوی مین لشکر پیشوا سلطان کا والٹوار پر کوٹ صاحب کے مقابل ہوا اس دفع سپاہ انگریزی پیشوا کے واسطے
اور کوٹ صاحب اور چند دوسرے اشخاص کو فار ہوئے متصل اسکے ماہ مارچ مین بعد جہاز بیڑی فرانسیسون کے واسطے
اعانت حیدر علیخان کے آئے اور قلعہ کدنور وغیرہ افسران انگریزی سے لیتے ہوئے چتور پر بھی حیدر علیخان کا
قبضہ ہوئے پس سپاہ فرانسیس کو لیکر جماعت حریف پر حملہ کرنا یہ ارادہ حیدر علیخان کا تہا
کہ مزاج سوی الیہ کا انہین اوانہین مین مرکز اعتدال سے روگردان ہوا اور خان
سو صرف اجل طبعی سے سنہ الیہ مین انتقال کیا لاش کو حیدر علیخان کی مشہد کارنیاتن
مدفون کیے اور مبنو سلطان جانشین پدر ہوا بالاجی راو نے اغبار دافع حیدر علیخان کا لشکر
طرف سوای مادھو راو کے نامہ مشتمل تعزیت اور تہنیت کا مع خلعت مانی سنہ صوبت پور محمد
خان سپہ خان مرحوم کے روانہ کیا مبنو سلطان نے کو سدم اسکو قبول کیا لیکن مسعد سلسلہ
مواقف فیمابین کا استوار نہ پایا بلکہ سابقہ معوائق نفاق کے قطع ہوا چونکہ نامہ نگار کو

اطلاع کرنا بورشہائے افسران انگریزی سے ناظرین کو اس کتاب کے ملحوظ خاطر ہی لہذا حالات بن صاحب
لوکون سے بنا بر تعارف کیفیت ابتدای خاندان سری الیہ کی بیان کرنہیں آی ارباقی کو الف سے شمار الف
اغاز کرکے رجوع کرنا ہوں طرف مقصود کے فقط ذکر جنگہای افسران انگریزان منیو سلطان
پسر حیدر علیخان نایک بموجب حکم نامہ جملہ حیدری چونکہ منیو سلطان کو حیدر علیخان
سے بہی زیادہ تر خصومت افسران انگریزان سے تہی بکرد ہا ہم ہونیسے معزالیہ کے جانشین حیدر علیخان ہی ہوا
ہانیوس صاحب ۱۷۸۳ء لشکر اسی تیاری ہوی کہ بندر منگی سے ملیبار کے طرف شہر نور پر آیئے اور نایک کیرالہ
اسکیلیاس بہادر شہر کنڈ پور اور مذکور کو سپرد کیا منیو صاحب نے سمرکزات اپنی سمع سپاہ جو ار بطرف
اطلاع ہیر جنرل بایوس صاحب مذکور کو اس عہد میں اخبار کردا کہ فیابین فرانسیون اور افسران
انگریزون کے ولایت یورپ میں صلح ہوگی افسران انگریزان بنیہ ہم فرانسیون سے دہا اور ہم منیو صاحب
پیغام مصالحت کا کیا اسجا کہنا ہوگا بالا کا یہی کہ اول منیو سلطان نے زمان لیا اور صبر سے ایکے جنرل صاحب
کو چھوڑ دیا پس سے نہیں معلوم کہ جیسی کیا سوچا بہت انگریزون کو مع جنرل بایوس صاحب قریب سے دیکر
مارڈالا اور اکثرون کو جا بجا قید کر دادیا اور دو سے جنگ سے زاون کے ۱۷۸۹ء استرا نو یا ہیں فتحی کی اور تمام
ملک اسکا محاصرہ کرکے خراب کر دیا اہل کلکتہ نیہ جو سنا کہ جنرل بایوس اور رفقا اسکے مسموم ہوکے
اور ہماری قوم سے لوگ تمام کرفتار ہیں لارڈ جنرل کارنوالس صاحب بہادر کو رنر کلکتہ
لارڈ کارنوالس صاحب نامہ لکہا کہ لشکر فراہم کرکے ملک منیو سلطان کے بنا بر انتقام سانحہ گذشتہ

احکام متعلقہ

قانون بین بین دل کا حکم بجا لانے

روانہ کردو واضح ہو کہ بجز دو اس قسم کے جنرل میڈوس صاحب بہادر کثیر لشکر چنیاپٹن پر آئے میتو صاحب نے
خدمت سے اپنے مطلع ہو کر ایک قطعہ نامجات صلاح کا ابلاغ کیا جنرل میڈوس صاحب نے درجواب اس نامہ کے جواب
لکھا کہ ہمکو تمہاری عہد و پیمان کا اعتماد نہیں ہمنے مانوس صاحب کے قول کے بھروسہ پر یہ نہیں بھیجا اور صفت اپنی طاقت
کی اور معروف طرف اخذ قلاع دادا کن کے ہوئے چنانچہ اول کارنوالس صاحب قلعہ الور کا محاصرہ کر کے فتح
کیا بعد ستور اور اور افسران انگریزی نے بھی قلعجات بتو سلطان کے جا بجا لینا شروع کیے پیش شہر کو ممتوح
کیتان چیلد صاحب اور میجر ڈرلی صاحب مقابلہ بتو سلطان دوہزار سپاہ انگریزی سلطان مذکور کو منہزم کر کے بارگاہ
اربع دولت میتو صاحب کے پیر صادق اور آصف خان اور علی صاحبان اور آپا جی رام
بالاتفاق صلحنامہ جنرل میڈوس صاحب کو لکھا جنرل صاحب مذکور نے اس کے جواب میں ارقام کیا کہ اگر تمہارا مصاحب
کسی ایک شخص معتبر کو نزدیک ہمارے واسطے سوال و جواب کے روانہ کرو اور ایک ہمی قلعہ قلعجات اپنے
ہمارے سپرد کرو تا صورت اتحاد کی پائی جاوے پھر ہم جلد قلعہ مذکور سپرد کر دینگے میتو صاحب
نے جب اسکو دیکھا ایک صلحنامہ مدوسر کے قالب سے لکھکر روانہ کیا جنرل صاحب مذکور نے جواب
میں اسکے بھی وہی شرائط مندرج کیے جو اول لکھے تھے اور اس امر سے بھی اطلاع دی کہ
لارڈ جنرل کارنوالس صاحب بہادر نے کلکتہ سے طرف مدراس کے نہضت کی ہے بعد ملاقی ہونے
لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کے پھر ہم واسطے جنگ کے سعد ہونگے آئندہ تمکو اختیار ہے
میتو صاحب نے جب آمد لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کی سنکر طرف پیوطری کے نہضت کی اور سرداران
فرانسیس کمک چاہی لکھا ہے کہ وے سلطان کو چھوڑ دیئے اور بہت تعظیم سے پیش آئے

دور طلبیت کیا درضمن اسکے آخر ۱۷۹۹ء استرامی نور صاحب بہادر جنرل کارنوالس صاحب بہادر داخل
مدراس ہوکر اور متصل اسکے جنرل میڈوس صاحب نے شہر دیلور یا ویلور کی سمت شروع ۱۷۹۱ء سنہ عیسوی کیا تھا
بعد اس نے بھی اسی جانب کو کوچ کیا اور بعد چند منزل قطع
کیے سرحد میسور پر سلطان کی آپہنچے اور فوراً ویلور و ویلور ہوتے ہوئے واسطے تسخیر شہر بنگلور کے عازم ہوئے
اور قلعہ کرشنا گیری کے پاس ہی ہیں ایک فرانسیسی انجنیر ان کا واسطے راستہ دیکھنے بنگلور کے چلا تھا کہ اتنا
راہ فوج بیسٹو صاحب کی مقابلہ پڑا اور شکست کھا کر بھاگا پس جنرل کارنوالس صاحب بہادر نے واسطے نفاذ
بنگلور کے سپاہ روانہ کی جنرل میڈوس صاحب جا کر حصار شہر پناہ لے لیا بعد ہوں نے جو بیسٹو صاحب کو ایما کی سلطان
موصوف ہرچند کہ واسطے دفع کرنے جنرل صاحب مذکور کے آیا لیکن عند المقابلہ منہزم ہوا اور افسران انگریزان
نے قلعہ بنگلور کا سر کر لیا اور بہادر خان نام جو قلعدار وہاں کا تھا مارا گیا منجانب اسکے کاویل اور دارد
وارد ہوئے دونوں قلعے پر جنگ و جدل جو ہوا افسران انگریزان کے کر دیئے بعد اللہ ہیں مع عسکر ظفر
میر نظام علیخان بہادر بندگان عالی والی دکن اور سپاہ پیشوا اور فوج دریا موج سرکار کمپنی بہادر کی بالا
واسطے کارزار بیسٹو سلطان کے آمادہ ہوئے اور کارنوالس صاحب بہادر پشت کر کے سے افسران دکن کے
دینکل کڈپی کی سمت روانہ ہوئے اور وہاں سے پھر بنگلور کو آئے اور بنگلور سے طرف سرینگ
پٹن کے کوچ کیا اسدم بیسٹو سلطان ریگ زمانہ کا بدلہ ہوا دیکھ کر سلسلہ جنبان مصالحت کے ہوئے اور
صلحنامہ لکھا جانب کارنوالس صاحب بہادر کے جواب دیا اب میں تنہا نہیں ہوں جو دوں سے اپنی صلح کروں
اور بھی دو سردار باہم شریک حال ایکدوسرے کے صلح اور جنگ میں ہیں اگر تم ہر ایک کو جدا جدا

رضامند کرکے تو البتہ یہ امر ظہور میں آویگا اور سینکڑوں رئیس پہنچے اور قلعہ انور آباد سے رسید لاکر کیلئے پیش
اور کئی قلعے اپنے طرف کے پیشکش دار اس جمعیت اکبری اور بندوبست کا سنکر مع سپاہ مرتبہ نازل سیر رنگ پتن ہوئے اور
جزیرہ مذکور پر طرح جنگ کی والی اسعد خان منجملہ سرداران سلطان مذکور سے یار ہوا اور کارنوالس صاحب بہادر
داخل سیر رنگ پتن ہوئے پتو سلطان نقل مکان کرکے جنوب طرف شہر کے جا رہے اور پہر پیام صلح کا کیا واضح
ہو کہ ابتدا میں فایدہ نہوا اور ایک جانب عسکر سلطان اور طرف ثانی سپاہ نواب نظام الملک علی خان دکن اور
افسران جمعیت اکبری مع جماعت مرہٹہ کے جنگ و جدل ہوی بہت سے آدمی طرفین کے کام آئے نہیں پایا یکے بعد دیگرے
پتو سلطان مرد لاور اور لشکر سے کا جرار و کارآزما تھا جقدر کہ ہو سکا جوانمردی سے پیش آیا کہ دفتر دوم میں تا بخوبی
مفصل راقم یہ معروض بیان میں لاتا ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ دو دل ایک ہوتے ہیں پہاڑ کو توڑ ڈالتے ہیں
انجام کار شکست عظیم سلطان پر وقوع کی ہوی اور وہ لاعلاج ہو کر سے افسران ثلثہ سے پیغام صلح کا کیا
لکھا ہی کہ کوی رضامند ہوا پس پتو سلطان نے قلعہ بین سرنگ پتن کے اپنے تئین محصور کیا کارنوالس
صاحب بہادر نے جب یہ حال جانا کہ فرصت بندی ہم دونوں فرزندوں کو اپنے واسطے طور مصالحت کے
روانہ کیا اور کارنوالس صاحب بہادر نے جو جو شرایط کو چاہیے بدیہت سے سوال و جواب
رو بندوبست کیے سلطان مذکور نے اندیشہ بسطیح سے کنج ہو کر قبول کیے اور عہدنامہ معروض روبرو حاضر
آیا خلاصہ مضمون اقرارنامہ پتو سلطان در سرکار ثلثہ مشتمل شرایط
اربعہ مورخہ ۱۷۹۲ سنہ استراسی کا یہ ہی شرط اول جقدر ملک قبضہ میں
پتو سلطان کے ہی برابر نصف چھوڑ دیا جاوے تا افسران ثلثہ نواب نظام الملک بہادر

اور انگریز بہادر اور اہل مرشہ آپس میں تقسیم کرلیں دوم ایک کرور بیس لاکھ روپیہ بابت خرچ سپاہ جنگ
از انجملہ نصف بالفعل بعد ارسال کریں اور نصف ایکسال کے تین قسط میں یا چار قسط میں سوم جو لوگ کہ عہدنامہ علیحدہ
یکے وقت سے عسکر نواب نظام الملک بہادر اور سرکار کمپنی بہادر اور بیسوا ایک قید میں رہا کیے جاویں اور عہد رابع
طرف سے ہر سہ سرکار کیے کہ رسالہ اقرار ہے کہ ادای تک دونوں فرمانروا دل کو سلطان معظم کے بطریق یرغمال
افسران انگریزون اپنے پاس بہت اعزاز و حرمت سے رکھیں جس معلوم ہوئی اور مردم سپاہ ثلثہ کہ اپنے اپنے دارالملک
طرف اعلام مراجعت کیے بعد کیے جدا کیے اس رہا لیکن منظور خاطر کیے اور تنبیہ شدہ
آتیا نو بیسوی میں تراع کھڑی ہوی جب اکا ناظم جارجیانہ سب بیان کرتا ہی کہ ایام مقامات میں جو حضرت
صدر اس اگر بعہد اس ضمن میں خط دیکر دو وکیل اپنے ایک مرہٹن کا اور ایک پارسیس کو جو ملک فرانسیس کا حضور روانہ
کیا اور کمک چاہی اور سپاہ کی درخواست کی دکھایا ہے مذکور کیے اور دو طرفہ سردار ایک مرہٹہ نام اور دوسرا
مسمی ڈیبور کو سلطانیہ میں ہمراہ بھیجنے لیے آیے اور کتاب عہد حیدری میں جو زبی احوالین انہیں
ہمدرد رہنے کے بیچ لکھا ہوا ہی کہ مونسیو مسور نام سپاہی لاریقوم فرانسیس کا ناگاہ سپاہ انگریز
میں موسس بندرسیز دیک سلطان کے آیا اور سلطان مذکور نے اسکو جاے دی افسران
انگریزون کو از بہر اسے فرانسیسون کے بسبب خصومت دنیا میں شک پیدا ہوا چونکہ ان روزون
سرکار میں معظمین سرکار نواب نظام الملک بہادر اور سرکار کمپنی بہادر میں عہود و مواثیق
سے بالطرفین وصفا کا خوب مستحکم ہو چکا تھا صلاح سے مشیر الملک اور میر عالم بہادر سردار
کار پرداز سرکار ممدوح کے لارڈ کورنوالس صاحب عالیشان بہادر کلکتہ کو ایما کیا چونکہ آپکی

احکام مختلف کے سپا

واسطے ہر ملاقات جہاں بانکہ آپ
از بہر شکر اللہ ادا در بخشیان معین
بادام کی اور بہشتی اور فراشان
عماری بھیجکر اور ہاتھی
اور وہان سے کی
خاصہ تناول فرمانے
اور ہاتھیون

سپہ داران اکبر زبردست کو دیا اس ضمن مین مطابق عبارت حملہ حیدری کے ایک نامہ لارڈ کورنوالس جنرل
کا مشتمل بر شرائط تازہ کے جواب صادر ہوا ایضاً خلاصہ مضمون خط لارڈ کورنوالس
بہادر بنام ٹیپو سلطان مشتمل بر تین شرطون کے

اور تمہارے قول ہو چکا ہی جو کہ دوست دشمن کا دشمن ہوتا ہی اور دشمن کا دشمن دوست
پس طریقہ محبت کا یہی کہ اول ان تازہ وارد آدمیون کو اسیر کرکے حوالہ مخلص کرو اور دوسرے یہ کہ وکیل سرکار
بہادر کا تمہارے دربار مین رہا کرے کا اسکو منظور رکھو اور تیسرے کوڑیال بندر اور متکورہ وغیرہ کے قلعے جو زود
مین جہازون کی واقع ہین سرکار نامدار انگریز مین داخل کرو اس تقدیر پر آپ مین سرکار مین صلح
لکھا ہی کہ ٹیپو سلطان نے اسوقت چاہا تہا کہ بموجب نوشتہ ہذا کے عمل کرے لیکن اغوا بعضے کوتہ بینون اور نا واقف
اندیشون کے متردد ہو کر مزاج سلطان مذکور کا طریق مصالحت طرف جادہ نہاد عہد کردگار نہ ہوا اور دو مضمون
گذر گیا کہ جواب پہنچا اس مابین مین دوسری تاریخ رمضان کی حسب الحکم لارڈ کورنوالس جنرل صاحب بہادر
اور جنرل ہرسی صاحب وغیرہ رکاب کو شرف آپہنچے اور ٹیپو سلطان ورود سعادت کے مطلع ہو کر پنا میر میران اور میر صادق
ثانی کو مع فوج کثیف واسطے حفاظت کے روانہ کیا اسجا مخبر مذکور کہتا ہے کہ ہنگام مقابلہ صف مقدم ہمراہی میر صادق
مذکور مین کی کنارہ کش ہو کر اسیر ہین جا کر بیوی فقط سیاہ جدید سلطانی جو متعین آگے ہوئی تہی تباہ ہوئی
تمام الکل مین جہان جنرل صاحب کو خیمہ زن ہونے جا کر اور اکثر کوتہ تیغ کیا چونکہ ہر دو امیر ان مذکور مین باطن مین
صاحبان انگریزون سے میلے ہو گئے تہے سپاہیون کو صریح کالیان دین اور حرف رکہا کہ تم نے جانب
مین کیون سبقت کی اور کہنے تم سے کہا تہا پس خود ٹیپو سلطان واسطے دفع کرنے نکل

پیتو سلطان محل سے نکلکر طرف موچہ کے روانہ ہوا میر صادق جملہ سے کمک لانے کہوڑے پر سوار ہو
کا دروازہ کہولہوا کر پاسبانوں کو تاکید شدید دربارہ حفاظت کے کرتا ہوا باہر نکلا چونکہ اندھیرا تھا جسکی
صورتیں پاسبانوں کی مختلف بنائی ہیں راہ میں بھی مختلف غایت کی ہیں ایک سپاہی پیدل کو رکاوٹ
کرکے پوچھا کہ افسوس ہی اتنے بڑے سردار کو بلوہ میں پہنچا تو اپنی جان کو بچا کر لیے نکلا اور راہ میں
شیخ پیدریغ کرکے خانہ زین سے زمین پر گرا دیا اور اس طرف پیتو سلطان جمعدار پیچھے سے موچہ کی طرف
پہنچے ہوت کر جو آیے اسکو بندیا یا کہا ہی کہ میر صادق نکلیں تہا اور ہر چند کہ ہم لوگ اردا
اکثر ہوا تہا اپنے سلطان کو دیکہا اور کوڑا نکلوا لیا اور جلد پہنچ کر آنکہ کہیر یا ہم ان جملات کا
پتہ تلوار علم کی اور مقابل ہو کر بجانب لشکر ان کے متوجہ و مقتول کیا آخر الامر تاکہ کثرت جراحات سے ہاتھ
ہو کر گرا اور مردانہ درقتل کو پہنچا درانحیس کہ جسد درمحل سرا پر کہڑے ہوے تہے کہ عرصہ تک
شک کرتے رہے پس جسدم وہ بہی جنگ سے تیکے جنرل رد صاحب بدیں روایت
چار خانہ میجر آلان صاحب کو واسطے بنا دینے روانہ کیا جب وہ محل پر آکر دونو فرزندان سے
پیتو سلطان کے ملاقات کی اور میجر مذکور کو مارچ پانے سے سلطان مذکور کے اطلاع نہی پہنچا
کہ پیتو صاحب کہان ہیں وہ بہی بچ رہے ہوے کہ ہمیں نہیں معلوم ابہی کہوڑے پر سوار
باہر کہیے ہیں نکل جانا تو معلوم مارے گئے ہونگے دہونڈو زندہ تو نہیں لاش ملیا دیکہی صا
کہ زدن نیدا دل خوب محل میں جستجو کی بالکل کہیں پتا نہ پایا جنرل صاحب نے قلعدار
کو بلوا کر غصہ سے پیتو صاحب کو طلب کیا اسنے جیب تلاش کی جنگ کاہ میں لاش

ایضاً بتوجہ دین محمد شیدہ: ایضاً نمبر کہ ند: کیفیت سجر دہلی کی اور کچھ احوال
پور کا مع فتح احمد نگر زبانی اسطرف کے رہنے والون کی یون کہ تھی دسامع سوا ہی کہ تمام
فرانسیس طرف سے سندیا کہ مختار تمام ملک اور سپاہ کا خانہ بیب افزونی اختیار فیا بین حاکم و محکوم سے رنجش
پیدا ہوی سندیا نے اپنے دربار مین کچھ کلمات ناملایم حق مین انکے کہے سے سنکر آزردہ ہوا اور لشکر کو کوچ
جو چھے کیو لین اور اسقدر سوار متعین بنجارہ اول جا بجا بہانے سے روانہ کر دیا اور خفیہ جنرل لیک صاحب سے پیغام
کلکتہ سے واسطے تسخیر دہلی کے طلب کیا اور عند المقابلہ آپکے رہ کر کیا کر جسقدر سپاہ کہ تعلقہ مین حاضر ہی لیکر
قریب اس عہد کے بادشاہ سے کہلایا کہ اگر پیرو مرشد کا ہا تھہ سر پر ہے تو فوجدی ہر جنرل لیک صاحب کو کلکتہ سے
بھیجا دیتا ہی بادشاہ جو نکہ ہا تھہ سے شاکر تر نا ظلم یکہ نا لان بہ طرح دیے بیش بندہ ام انہار ہی مین
مین لیک صاحب قلعہ لیا اور بادشاہ کی ماہوار مقرر کر دی اور تمام امیرزادون اور رؤسا
آدمیون کو بنا بر تالیف قلوب صاحب موصوف خطاب اور بیش بہا خلعت دیا بعد
جیسا کہ صاحب موصوف لکھا ہی شروع ۱۸۰۳ء مہینہ مئی سنہ ۱۸۰۳ء مین سندیا نے لشکر انگریزی سے سر کرنے کی
سے جنرل لیک صاحب کی طرف بہرت پور سے روانہ ہوا واضح ہو کہ زبان ترکی تراپان رابطہ
دہان کے مع شرکت نواب سرفراز اور ہولکر کے مطہور ہین آئین ہر چند کہ انگریز لوگ صاحب
مردمان اس نواح سے عاجز آئے کہ صلات متوازہ سے انہین بھی خوب دیچ کیا آخر کار
ہولکر نوشکست کھا کر بھاگا اور راجہ دہانکا واسطے رفع نزاع کے جنرل لیک صاحب پاس
آیا اور ملاقات کی پس عہد نامہ فیما بین سرکار بن سنہ ۱۸۰۵ء مہینہ اپریل سنہ ۱۸۰۵ء مین لکھا گیا اور

جنرل ایک صاحب زیادہ لشکر انہا طرف اگرہ کے رخصت کردیا اور اپ بہی طرف نرل منصور کے تعینات کیا
اور انہیں اوا نہیں یعنے افسروں نے فوجکشی کرکے بابو نام سردار کے طرف دار بہار راجہ کے احمد کر بہی فتح کرنا
دوسرا باب حکام مرشد یا نہیں ابتدا عروج انکے فتح پانا تک مع واقعات
مالگیرو وغیرہ تا حصہ یا سکو الیار مہارشت یعنے مرتبہ عبارت دیوگیر یعنی ملکہ دولت آباد
اور اطراف ہیکہ ہی احاطے کیا ہوا نواح ابتدا آفرینش ہی بنام اورنگ آباد مشہور دکن ہی
ہی ان کے رہنے والوں کو مرہٹے کہتے ہیں اور زبان مہارشتی یعنے مرہٹی مخصوص اسی اولاد کی ہی زبان ہیں
سدہی قاص نے جب ان کو فتح کیا اور اولاد و نسل ان کی راکندہ ہوئی از انجملہ ایک شخص وارد بند ہوکر رفتہ رفتہ
اوسکے پوتے کا راجہ ہوا اور بعد انکے انکا اسکو دو بیٹے تہے پرتاپ سنگہ اور بابا سنگہ بعد انکے پرتاپ سنگہ تخت
اسکا جانشین ہوا اور بابا سنگہ علاوطن ہوکر طرف دکن سنگہ کیا جب متصل رندا کے پہنچا اپنے نام ایک گاؤں
تہا اسکا نکہ ہوا اور جب اُلی مو ہن مرگیا بابا سنگہ اسکا صفر ہن تہا بابا سنگہ نے کرسی کی جب بانہ کر ہمت اور
سرکشون کو جو جو اسکے ممالک محروسہ ہیں تہے زور و دغی تنبیہ کرکے راہ راست پر لایا بعد ازاں اس طرف متوجہ
بابا سنگہ کو بابا کہہ بہونسلہ کہنے لگے اوقت سے اسکا یہ لقب قرار پایا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ بہونسلہ زبان
ہندی ہیں زمین کو کہتے ہیں اور سلہ کا بیٹے کو یہ بہی توضیل کا بیٹے کے دلون ہیں زمیندار دون
تہا اسواسطے بہونسلہ کہکر یاد کرتے تہے اور بعضے مورخین اسیاسیان کرتے ہیں صحیح کہونسلہ
ہی اور اصل نام یا کہ سنگہ وہ بلاواسطہ بابا سنگہ کا نہیں بلکہ درمیان اسکے اور رانا سنگہ چند
واسطے ہیں اور وجہ تسمیہ کہونسلہ کی یہ ہی کہ بابا سنگہ نے اسکے ایک دختر

کنار کی عاشق ہو کر بیاہ کیا ہیں ذال لیا بتا اسکے بطن سے یہ لڑکا پیدا ہوا تب سے لحاظ اپنی قوم کا کر
اظہار اس امر کا موجب ہوا میکا ہی واسطے اسکے کہ خانہ میں پرورش کیا اور جب وہ جوان ہوا وطن میں
قوم مرہٹہ کی عمدہ خاندان کی بیٹی سے کہ وہ اپنے تئیں قوم راجپوتوں سے شمار کرتے تھے شادی کی اور عزت و اعتبار
پیدا کیا یہاں تک کہ لوگوں پر جب عقدہ اسکی ذات کا کھلا تو سب کو کہنے سننے کے اسواسطے کہ کہیں سند نہ رہیں
چپ ہو رہے مگان کرتے ہیں ماں اور پرورش اسکی یہی تھی اسکی اولاد سے وہ نسبت رکھتے ہیں
کہیں سند جبت بھی کچھ موقعہ تھا سو ذکر کیا اب پھر مضمون لڑائی کا شروع کیا چاہیئے کہ مالکہ سنکہ
کہیں سند نے جب اپنا الی ہوس کا کہ جسکا یہ کاریرد تھا جوان ہوا جمیع امور آت داری و ملکی سے سکو مطلع کیا
جب مرض ہوا اور دار و مدار سلطنت کا اسپر آیا چند روز کے جاوید سے صرف نہ کیا
اپنے جو دسکہ سرکار دولت آباد کا طرف سے نظام شاہ کے تھا اور اسکو سرکردگی بارہ ہزار
سوار کی تھی بلکہ سکہ کہیں سند کو بلا کر نوکر رکھا اور اپنی دیوڑھی کا مختار کیا اور ناکہ سکہ کہیں سند
کو درجہ پہلے بالا جی اور سنوجی وہ دونوں سوتیلے جاوید سے بڑے تھے اور نظام شاہ
ہوئے اور بالا جی کو دو لڑکے پیدا ہوئے سیتا جی اور رگھوجی جو کہ سیتا جی بہت خوبصورت تھا
اپنے نظر اسکے حسن و جمال پر کے چچا کی نام اپنی بیٹی سے شادی کر دی کہتے ہیں کہ سیتا جی
چند روز میں بیٹا کا سے نظام شاہ کے عہدہ امارت کا حاصل کیا اور جب نظام شاہ مرا بائے
دولا الی جانشین اسکے سرفراز ہوا اس بیچ میں مرزا مکدیو کی ملازمت والی چاہا اور
اختیار کی اور سب خدمات پیشتہ کے فرط الطاف سے مرزا مکدیو کے سپرد کیا کہ نواح پونا میں

خاندیس برار اور بیدر وغیرہ پر بطریق تسخیر قبضہ کیا غنیم کو دریا بلکہ سمندر سے بھی غنیم کو دریا بلکہ سمندر سے بھی غنیم کو دریا بلکہ سمندر سے بھی

حکام مختلفہ کے بیان میں

بھی موافقت اور کچھ خان اور کچھ بہی بہی ہم بچائی بہی واسطے میں آنے اور اس بات کے
آمادہ ہوئے اور ظاہر پیشکار ہر چہار طرف سے واکر نا چاہا اور یہ تجویز کی کہ مرہٹہ پر
ہوئے اور نواب میر نظام علی خان بہادر مع حیدر علی خان سرزمین کرناٹک پر روانہ ہوئے
صاحب سپاہ بندر سورت چلے اور سر کچھ انہیں پہونچکر بعضے معاملات متنوع کے سنبھالنے
دلیس آئے ہوکر اور سندیہ بھیجا کہ دونوں مع فوج سنگین واسطے مقابلہ کو فرد نہ صاحب
کی سرکرد گی بندر سورت کو بھیجے کہ مصطفے خان کے کہنے سے بندر سورت
مارے ہر چند کہ اس وقت یہ برابر پالکر مہر کشان کمپنی صاحب واسطے مدد علیہ
پہنچے مقابلہ کرکے مرہٹوں کو منہزم کیا اور متصل اسکے صاحب الاہاکہ فرد نہ صاحب
ایکہزار پیادہ بیشتر اسکے کہ فوج کشتی کرکے لیجاوے استعداد کرکے
خلیجہ کو الیار کا فوج کشتی کرکے لیجاوے استعداد کرکے
اخراجات اگر زوں اور سندیہ صلح ہوگئی اور یہ عہد نامہ کشتی اور بہروچ
ترک کرکے رہے اور بسبب علاقہ بین رکہوے آخر کار یہ بہی چار دنا چار اسکو قبول کیا اور
اور سندیہ کے بہی اسکی رہنا اختیار کرکے ہمراہ ایلچی ہوا قضا کرد کار مصالحت نامہ کو
کہ سمدالہ بین رکہنا تہا راوغرہ رکہوے قضا کی اور دستخط کیا من بعد فیما بین اگر زوں
سردار ان مرہٹہ کے بہت روز تک صلح رہی کوئی منافرت نہ رہی بلکہ ہم بین
صلح و جنگ بین باہم شریک حال اکدوسرے کے تہے صاکہ گذرا جو کچھ حال زمانہ کا رنگا رنگ ہے

اور جہان آیا اور مرہٹوں نے کچھ ملک اور نہیں کو دورہ بے نفس اور مشیر الملک کو ہر بانی جنگ کے مناسب معلوم
قبول فرمایا جنگ سے توقف ہوی پس مشیر الیہ کو ہاتی پر سوار کر کے اور نوازش فرما کے واضح ہو کہ روپیہ مرہٹہ
جہام وضع کا ہے پیچھے واسطے استقبال کے آیے اور بعد ملاقات اسکی تعظیم سے ہاتی پر چھلا کر شکر میں لیگئے اور
نظر بندر کھا تھا اسکے خود نے بیش لاکر دی کا ملک جو تخت بنیاد اور ممالک پایان گھاٹ اور اندور بودن
نامہ پر صوبہ محمد آباد کے تصرف میں مرہٹہ کے دیے اور بنا بر تعدی عہد و کے فلہ مذکور سے سعد اللہ کو چھین
مشیر الملک کو ہر لیکر مقتضی المرام اعلام معاودت کیے جانب تخت بنیاد کے مشیر الیہ بارادہ بیان کیے
سی انتہا نویسی ہوئے ہیں سوای یاد سورا و ایکدن جنگ اور تا ہو اکبر آنا تھا کہ وہ کار دہ
نیچے کیطرف تنہا جاوے کیلیے بام نہا ہو نک، نکلا اور وہ نیچے جا پڑا فی کہ تیلی بالا خانہ کے موضع تنہا تھا
پہلو میں موی الیہ کے بسانکا کہ صدمہ سے کا جگر پہنچی اور ہیں جان آنکی نکل آئی پس نظم و
نسق ہیں ریاست پونا کے خلل واقع ہوا اور تجویز ہیں بست سے کہ باہم سپہ دار ہیں مشیر الیہ
پرا بیضے ثقات جو ہمراہ مشیر الملک کے وہاں تھے زبانی انکی ہند سوای یاد جو اوکی دولت
اسکے حمل ہے تھی نانا پہر نویس چاہتا کہ بعد تولد اس سو کو قایم کر کے باہیرا و اور ہنا اتالیق اور
امرت راو پسران رگھناتھ راو کو دیے تینوں اسوقت قلعہ پونا کو ہیں محبوس رکھے آپکی
امرت راو کو متصدی کر کے ریاست پر بیٹھا دے دولت راو سندیا مالیہ ہ نا منظور کیا اور سر
پرسرام بہاو کی باہیرا و پسر بزرگ انتہا تھا راو کو واسطے تفویض امور ریاست کے قلعہ سے نکال لایا
اور بعض جا مرقوم ہی کہ نانا پہر نویس کو ایسا نہ کیا کہ وہ غایت سے اپنے بازار کرکن کو

پناہ ہین افسران انگریزان کی چلا کیا پس دولت راو مذکور واسطے جلوس شاہزادہ مظفر الملک مختار کا ہونا
یکبیک درمیان پرسرام بہادر و باجیراو کے بدمزگی آئی اور پرسرام رخصت ہے اسکی کنارہ کش ہوکر اس بات
پر آمادہ کہ ناناپہنویس کو کوشش سے طلب کرکے امور راو کو حسب خواہش نسبتی قائم کرے پیشوا الملک بہادر فطرت انگیز
شریک مصلحت مرہٹون کے ہوکر پرسرام امور راو دونون کی تدبیر پر شتہ اسپر تقدیر کیا اور ناناپہنویس سے ترغیب
پردار المہامی کے ناناپہنویس کو راجپاجیراو کے رضامند کیا اور وہان سے بلاکر ساتھ لیکر کہ مذروالی تخت
تام ظہور مین آیا باجیراو مسند نشین پونا کی مقرر ہوا اور اراکین دولت انگریزی سے اسکی قبول کی پیشوائی کو جانا
رکھا پیشوا الملک بفیتل لاک روسکا ملک مکہ دولتدار کا جو قبضہ مرہٹون کے خلاف رہا تھا کہ شستہ آسکی لیکر مع توپخانہ
چوتہا حصہ پیشوا کو رخصت حاصل کی اور بیٹے ملاقات کرکے ساتھ حسن تدبیر اور مساعدت تقدیر کے بہرہ مند ہوئے
سرکاری جو واسطے لینے کے گئی تھا اور سردار ان نامی سے سہین محمد سبحان خان بہادر بہی روانہ
حیدرآباد ہوئے اور جناب سرخروی اپنے سرکار مین ہین شکر بجناب احدیت کا بجالائے بعد چند
ناناپہنویس ہوا اور سند یا کہ بسبب فوج قانون انگریزی اور سپاہ بندی بخط جاکران پیشوا سے تنہا
پیشوا قابو مین آسکے آیا اور حکم محکوم کا حاکم پہ جاری ہوا پہر اب رجوع کرتا ہون مین طرف
جارحانہ کے بنا پرتین سابق اقتدار انگریزی سردار مرہٹہ سے ذکر ریاست باجیراو اور ریاست
موٹہی افسران انگریزان بھی آیا ہے پونا اور ناگپور مین واضح ہو کہ بعد مرگ دولتہ جانبے
ناناپہنویس مختار کار ریاست مرہٹہ ہے ہولکر کو اقتدار پر مسند یا کہ خدیدہ ہوا اور سنے واسطے
اس امر کے بنا بر زواج جمعیت فراہم کرکے پونا کی طرف روانہ ہوا پیشوا کو اپنے قبضہ مین لاوے

یا یا جیرا دو کو درمیان سے اونٹھا کر امرت راؤ کو بتلا دیا اور سندیا کو پناہ کر کے یا جیرا دینے ایلچی
کر سندیا کی ہولکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ عظیم منہزم ہو کر قلعہ بھارپور میں پناہ لی ہولکر اس فتح
مبین سے شاں و فرحاں ہوا اور ان آگر سانحہ اتفاق اور سردران مرہٹہ کہ امرت راؤ برادر یا جیرا دکو مسند
نشین کیا یا جیرا دنے کرنیل کلوس صاحب کو جو وکالت پرونا کی طرف سے گئے ہوئے تھے رقعہ لکھا اور اس
لکھا یا کہ تم بیسے ساتھ ہو اور میری اعانت کرو میں بعد دفع غنیم کے پلٹ کر دلی جاؤں گا اور ایلچی خرچ سپاہ کے
پہونچایا کرو نکا کرنیل صاحب مذکور نے قبول کیا اور ایسا کہا کہ بعد وبیس عہد نامہ ثبت ہوا اور یا جیرا دنے سپہ آرائی
کرنیل صاحب کو دینے کہ خود متعین جنرل لوئی صاحب اور لارڈ کورنوالس کے بھائی یا لات صاحب بہادر دونوں کو دیکھا
اور کرنیل کلوس صاحب نزد یک مسند یا دا یلچی استحکام مفاوضات کے روانہ کیا مگر کرنیل صاحب موصوف
وہاں پہنچے اور عہد نامہ مہر دستخط سے مستحکم کر دانا ہولکر نے یہ حال سنا بدہ کر کے جب سے
سے امرت راؤ کی کرنیل کلوس صاحب کو نامہ لکھا اور ہمیں ایسا مندرج کیا کہ ہم کو جنگ منظور نہیں فقط
ہمارے اور سندیا کے درمیان ہو کر بیچ کا دکر دو البتہ یہ امر منظور نہ کیا صاحب موصوف
حسب صلاح منشر الملک کے قلعہ بھارپور سے نکل کر بھی کو آیا اور کرنیل کلوس صاحب بھی پونہ سے چلے اور
مندر بھی کو پہونچا تا ورد انتیں یا جیرا دسے ہمسوار کر کے امرت راؤ کو درمیان سے اوٹھا دیا جاوے اسوقت
یہ عہد ٹھہرا خلاصہ مضمون نامہ یہ ہے امرت راؤ اور سردران لشکر نے یا جیرا دسے
یا جیرا دیکہ رہیں اور پچھے ہزاری کی جمعیت واسطے محافظت ہمکے متعین ہووے اور ایک وکیل کارگزار
کا واسطے سوال جواب کے طرح لفاست کی پونا میں رہا کرے اور یا جیرا دجمیل لاکھ روپیہ ماہانہ خرچ سپاہ کے

کلام محلصہ کے بیان

میں

سالیانہ بھونجادیا کرے اور انسران انگریز جو تہانا حصہ خرچ بندوبست ملک دیتے تھے اوس کا کرنل
کورنوالس صاحب بہادر نے جنرل اسٹورڈ صاحب جو مرہٹوں سے لکھا کہ مع جمعیت پونا کو جاکر امرت راؤ کو
درمیان سے اوٹھادو اور باجیراؤ قدیم مشیو کو قایم کردو اور آپ بھی ۱۳ سنہ ۱۸ اٹھارہ سو تین عیسوی میں
کی جمعیت سے لیکر بارعل محمد زید کور کے فرودگاہ سے اپنے چلا اور سیاہ نصرت پناہ نواب نظام الملک بہادر اصفجاہ ثانی
کی بھی سرحد کی طرف رجوع جمعیت رام کی ہمراہ کرنیل اسٹوڈرٹ صاحب ہوئی پولکر اس بات سے مطلع ہوکر تمام جمعیت
جو پونا میں تھی طلب کیا اور سب کو تیار کرکے جا بجا ٹھہرا اور جونا کوس پر وہاں سے ہی امرت راؤ کو روانہ کیا
اور سبھی کو پونا کی اک لکھ دی کوس صاحب۔ اخبار باجیراؤ کو لکھا باجیراؤ جو کہ عیال و اطفال سب کے پونا میں تھے
گھبرایا اور لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو اطلاع کی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر سنکر بہت خفا ہوئے اور وہاں سے چلے
کہ فاصلہ تیس کوس کا تہا فوراً جہاز استعجال پر آئے اور اہل خلاف کو منہزم کرکے سنہ اللہ یعنی سنہ ۱۸۰۳ تہا ان
تین عیسوی میں پیشوائی تو کو درمیان سے اوٹھا دیا اور پیشوا قدیم کو قایم کیا پس باجیراؤ نے موافق تمام
اپنے جیسے ہزار کی جمعیت انگریزی فوج رکھی اور پچیس لاکھ روپیہ سالیانہ اسکا مقرر قرار داد ٹھہرایا پیشوا
جو ستایہات نامنظور کیا اور بہت رنجیدہ ہوکر چاہا کہ یہ عہد توڑ ڈالے پس واسطے تدبیر
شکست پہانچنے خفیہ پولکر اور برار کے راجہ کو نامہ و پیغام سے شریک اپنا کر دانا اور آپ طرف
گیے چلا اور پیشہور کیا کہ جیسے پولکر سے کینہ ہے میں جاکر اسی سے بدلہ جنگ کا کیا چاہتا ہوں سندیا کو نقصان
تہا کہ صاحبان انگریزوں کو یہ حال معلوم نہوسکا لیکن چونکہ انگریز لوگ بہت دانا اور ہشیار ہوتے ہیں
راز نہانی اسکا کرنل کلوس صاحب پر کھل گیا دیوے کہ تم کیوں طرف پونا کے لشکر کش ہوتے ہو

ہو کر تو وہاں سے نکل کیا اور شیوا جی قدیم مسند کا مرانی پر اپنے متمکن ہی اور تم نے جو بعد آگرہ راجہ اور
ہو کر دربار باطن اتفاق کر لیا ہے اچھا نہیں ہے مسند یہ نے سنکر کہا کہ میں سکا جواب دونگا جب راجہ کے راجہ اور
سے ملاقات ہو کی معلوم ہو جائیگا کرنیل کلوس صاحب نے یہ کلام مہمل سکا سمجھ ار سنکر لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو
بذریعہ اطلاع لکھا اور مسند یا نے اطراف و جوانب کے تمام مرہٹوں کو واسطے اتفاق جنگ فرانسیسیوں کے ہمراہ
روانہ کیے لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے جنرل ابرکرمبی صاحب پاس چٹھی روانہ کی تا عساکر متفرقہ جا بجا سے اکٹھا
کیے مبادا کیا اتفاق پڑ جاوے اور ایک نامہ مسند یا کو اور ایک خط راجہ برار کے راجہ کو لکھا کہ تمنے ہمسے کیوں برائی
کی ہمیں لائق نہیں تو بہتر خاطر نہیں بہتر ہی کہ تم اپنے اپنے ملک کو پھر جاؤ جواب دیئے ہم کیونکر جانیں کہ ہمارا قصد
جنگ کا نہیں تمنے تمام جمعیت اپنی مہیا اور مدراس اور میسور سے بلوائی ہے مگر وقتیکہ جمعیت تمہاری اپنے اپنے
مقام پر لوٹ جاوے تو البتہ یقین اس امر کا ہو کا بنا ہم رہا پور کو چلے جاوینگے لارڈ کورنوالس صاحب
بہادر نے جو یہ بات سنی مسند یا ناامید ہوا اور کرنل صاحب بھی اس سے جدا ہو گئے اس عرصہ میں پرونام دار سندیا کا
سندیا کا تہا اپنے بارکس جو دارالسلطنت ملک فرانس کا ہی واسطے طلب کمک کے لکھا چونکہ ان روزوں فیابین صاحب
انگریزوں اور فرانسیسوں کے نزاع نہی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے اسکو کرفتار کیا مسند صاحب بہادر کو
جا بجا لشکر کو حکم ارسالگی کا دیا اور آپ وہاں سے چلے اور اول اصد نگر مع قلعہ فتح کر لیا اور
ایک کرنل کو جو اسٹونس نام تہا مع جمعیت جالنہ کی سمت بھیجا دیا لکہا ہی کہ وہاں بھی جو لڑائی
ہوی اور آپ بھی اورنگ آباد پہنچے ہو کر بدنہ پور کو پہنچے اور دولت راؤ سندیا بھی مع لشکر
آ کر ہی پر آیا اسکے نزدیک تیس ہزار فرانسیسی جمعیت تہی باہم مقابلہ ہوا آپ نکلوا چلی اور کوئلہ سرحد

بہت دن گذرے ہیں اس سے کچھ اپنا تہور اسا خراج روزہ کا شہر اگر روزہ کر دو تا وہ اپنی دیوانی پر
وہاں جاکر مامور رہے اور تمنے جو متعین اسکے خیال سے بانہا ہی اکیا بہتر نہیں ہے رنگ ڈھنگ بات سمجھ
رسیدہ صاحب پاس آیا اور کہا کہ ایکو جو بیتو اسے کنا منظور ہے کہیے کہ اسے بلا بھیجے اور
چونکہ بیتو انے مجھے ایلچی کر دانا ہی ہے اور اسے ان سے نامہ و پیام کی کیا حاجت ہی اس واسطے میں جوں سرکار انگریزی سے
بروزہ کے ستیارام کی بدی کا حال جو کنکا دہر پوشیدہ تہا کہہ کر موہی اللہ کو خبر دار کیا اور پھر لفٹنٹ صاحب سے
یہی کہلوایا ہے کہ اگر تم روزہ نکرو گے تو تم اور کانک راؤ دونو اپنی جاگیر ہی رہو گے ہم اسکو بڑودہ کو بھیجو
اور وے دونو شخص جو طرف ستیارام کے آئے ہیں انہیں حوالے ہمارے کر دو تا فیصلہ فرد ہو جو بیتو اسے کہو یہی
کہا اور کہے کہ وزیر بدنت بہادر کے تالدار پاس لفٹنٹ صاحب کنکا دہر سے بلا رخصت بیتو ایکے بڑودہ کو
جانیکو کہلایا اور اجازت دی اس ضمن میں انہوں نے روز دکھلایا ستیارام حاضر دربار ہوا اور
بیتو اسے ملاقات کی بیتو اسنے بہمہ وجوہ معاون کنکا دہر کا وزیر بدنت بہادر کو جانکر پیش آیا اور
موہی الیہ کو مستعمل کر یکے موافق کریا وہ سخنان ابدر ہی پر اسکے ایکا اور روزہ نہ ہونے سے بڑودہ کے
بازار ہا اور کہنے کو وکیل سرکار انگریزی کے نیا منیا کر دیا پس وزیر بدنت بہادر تو چلے ہوئے اور
فیما بین بیتو اور ترنک اور کنکا دہر کے ایسی موافقت ظہور میں آئی کہ بجب ظاہر بغض و کینہ سابق کا بالکل زائل
ہو کر بانب کنکا دہر ہم کر دیے اپنے مطمئن ہو کر دیے بیتو نے کہ دوالی کی رات کو جو بڑودہ کا حاصل
سات لاک روپیکا ہی ہے علیحدہ کر دیا ہی سو وہ بھی ایکے دیوان کے سپرد کر دیا تا اس
بھی موافقت بنی رہے اور کینہ و حسد دل سے ایکے بھی دور ہو جاوے اور بیتو اکو بھی اپنے

ترکیب بالکل قتل میں کنکا دبر کے مبادرت نہیں کی ہی اسلیے درکنار وہ بے قصور ہی جب سید بشیر
بہادر نے یہ سنا جانا کہ خود بیشو اکو وہ منظور ہی کرنیل [illegible] کو نواب نظام الملک بہادر کے نام طلبی
سپاہ حیدرآباد کی لکھا پیش کرنیل صاحب کے سمجھانے سے وہ بلائی نہ آیا لیکن بلدہ مذکور سے چلے ہنوز وہ کنار راہ
کہ جنوا لینے ترقی نرخ دکی امید پر کہ مذہبی سید بشیر بہادر رفع کیا کہ بالفعل میں ترک کو نہ پاس دے کر بیٹھا
سند اس قصور ثابت ہو کا پونہ سے نکالدیا جائیگا چونکہ بشیر بہادر کو انتظار لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کے جواب کا
کا مطالعہ کر کے چکے ہوئے کچھ جواب نہ آیا اس عرصہ میں کلکتہ سے چٹھی لائی کورنر صاحب بہادر کی آئی
اسمیں یہ لکھا ہوا تھا خلاصہ مضمون جلتی لارڈ کورنر صاحب بہادر کی آئی ہے تم
جلد کرنیل کو قید کر کے ترک اور قاتل کنکا دبیر کے اگر تم کو ثابت کیا ہی کہ قاتل کنکا دبیر کا ہی
اسکو جلد اپنے قبضہ میں کرلینا کہیں ایسا نہ ہو کہ بیشو ابھی اسکو بچا دیوے اور بیادا وہ نکل جاوے اور بیشوا
ہرگز سن بگاڑو نہ بلکہ وہ کلکتہ نزدیک آگیا ہے اور اسکو حوالہ کر دیگا تو جاز کر بیشوا اپنے دل میں
اسکا رتبہ ہی بشیر بہادر نے دیکھا کہ اب کہیں حضور میں بیشوا ایک بیجوایا اور آپ بھی روانہ کیا کہ خط لاوے
کورنر صاحب بہادر کا جو دربار میں آکر آیا ہی ہیں نہ بھیجا ہے پاس روانہ کیا ہی اسکو دیکھو اور
ترک کو جلد بھیجو اور ہم واقعی دریافت کر چکے اگر تقصیر ثابت ہوگی تو البتہ سزا دیجاویگی الا
فلا لکھا ہی کہ تب بھی بیشوا جواب دینے میں نام بردہ سے تامل کیا لیکن جب تقاضا دکیل سرکار کمپنی
بہادر کا اخیر ترک میں سخت پایا ارادہ کیا کہ مع موعی الیہ پونا سے نکل جاوے اسدم کو کلکتہ نام
ایک سردار اسکا تھا بلایا اور بیشوا کو اس ارادہ سے باز رکھا اور [illegible] بہانکا نہیں

ترک کیلیون تاریخ ستمبر کی بسته بین سپیر افسران انگریزون کے ہوا انہون نے اسکو قلعہ تانا بین قید
کیا اور تیسرے دن اسکے ترک راہ اور مردوجی شاہ کے ترک راہ کو بندر راہ وکیل ستیارام کو پانچ کوس تک شرد
کو روانہ کیے قسمت مرد ہوا اور تقاضا مرد فرس پر جس ترک کے باجیراو کو اسکی خلاصی کی فکر پیدا ہوی ہر چند کہ اس
راز کو کبھی زبان پر نہ لایا کر خفیہ دراپی اسکی تدبیر کیا کہ کسیطرح ترک کو نزدیک اپنے بلوا لیا جاوے لکھا ہے کہ قال قال
یہ راز نہانی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کلکتہ پر منکشف ہوا انہون نے سنہ ۱۸۱۶ اٹھارہ سو سولا عیسوی بین باجیراو کو نامہ لکھا
خلاصہ مضمون نامہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر یہ ہے کہ باجیراو بیچ آاعانت کرنے ترک کے اسکو معلوم ہوا ہے کہ
پوشیدہ سازی وارتباط مخلصی ترک کے ہوے کبھی نہ ہوگا اس خیال محال سے باز آوے تمہارے لیے ایسا ہی اس حسن بین ترک
مذکور جو قلعہ تانا بین تنہا ہے بہتر ہے کہ رہنے اپنے بہاکے ہمارا تجویز کرتا تنہا آپ بین شخص واقف کار ہمارا فقیر کی
صورت اپنی بنا کر قلعہ کے اندر داخل ہوکیا اور وقت بارا ایک سال کا عرصہ جس کے گذرا تنہا کہ بارہوین
تاریخ ستمبر کی سنہ ۱۸۱۶ اٹھارہ سو سولا عیسوی بین برج پر چڑھا اور ایک رسی تمبو سے باندہ کر نیچے کے طرف لٹکا دیا
بسرعت اور ترک دونون اسپر سے نیچے طرف اوتر گئے جو کہ پاسبانان پنجہ رسی دہ دونون مردون کے
نکل گئے بڑی دیر تک بعد بہت تلاش کی انکہ کہیں دیکھا تو ترک قلعہ بین نہین ہے خفیہ بین
رسیدنت بہادر کی عرض کی رسیدنت بہادر نے فورا باجی راو کو لکھا کہ ترک قلعہ سے نکل گیا ہے
اگر تم اسکا سراغ لگا کر پھر گرفتار کر کے بھیجا دو گے تو البتہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کلکتہ کے ترک سے
بہت مسرور ہوگے و کرنہ پھر قصہ خوابیدہ جو نکلیگا اور اگ فساد کی سر اٹھا دیگی چونکہ باجیراو کی
رہای اسکی منظور تھی بہانہ سے بہت خوش ہوا اور کہنا رسیدنت بہادر کا بالکل خاطر

موضع ہنگ اسیر سو آدمی ترک کے رہتے تھے انہیں پکڑ کر قید کر دیئے اور یہاں سے آپ کے مخالف رہے اور
ایک لشکر لیے پیشوا کے مقابلہ ہو کر خود تک سے پیش آیے سند کو دا جی رام ایک ترک کا خویش تھا اس سے لڑائی کی اور
اور یہاں رسید بہادر نے پیشوا سے ملاقات کر کے یہ کہا کہ ترک کو تم پکڑ دو اور میں قلعے سنگڑ اور پورندر کے
اور رائے کو ہمارے سپرد کرو یہ صلح تمہارے لیے بہت اچھی ہے ورنہ قریب ہے کہ ایک فتنہ کی کرا دے تمہارے اور خاندان
و تمہارے جلا دیوے چونکہ جواب صلح کا پایا پھر دوسرے دن یہی مضمون رقعہ میں لکھ کر بھیجا اور جواب کا منتظر
صلح کی نظر خواہی اخر کار وکیل صاحب کا راضی ہوئے سپاہی قریب ہوئے کہ اوتار دیں اور آمادہ حرب ہوئے پیشوا
اکبر کر سوال کیا کہ میں بشرط صلح راضی ہوں اور جو تم کہو وہ تینوں قلعے سپرد کر دیتا ہوں اور بھروسا
کرو یا اس ضمن میں نامہ لازم کرو رسید صاحب بہادر کا بہت غضبناک آیا اور رسید بہادر سے کہنے لگا دیا
پیشوا بھیرا اور اس نامہ کو دیکھ کر بھانپ گیا کہ ارادہ کیا ہے تحریر ترک کو کہ قلعہ رسید بہادر کے سپرد کرنا میں
اگر یہاں سے کر دیں اور جا کیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جو کوئی اسکو قلعہ کر دیگا جاگیر دانعام معتبر فرزند کو
اور سو دہ اسکا رسید بہادر یا اس نے بھی روانہ کیا کہ تم بھی اس شرط کو قبول کرو اجمد دس رسید بہادر لکھ
دربار میں پیشوا کے اگر طرفین لارد کورنوالس صاحب بہادر کے سپرد ظاہر کیا کہ اب بدار صلح کا اس امر پر ہے کہ
تم چونتیس لاکھ روپے سالانہ سرکار کمپنی بہادر کو دیا کرنا اس سے باجرا و عاجز ہو اور ارکان دولت
بہت عجز سے پیش آیے اور اس کہا کہ یہ کیونکر ہو گا پیشوا بہت تر انا مدار سرداری اسکی کمپنی راجہ
دیتے ہیں یہ جو دیا جاگذار نہ ہو سکیگا اسکو معاف کرنا تمہاری بڑائی ہے رسید بہادر نے ناچار ہو کر
حیلہ سوالات قبول کیے اور ایک عہدنامہ تیار اس میں بمضمون مندرج ہوا حاصل عہدنامہ یا جیرا دو ترک

بدجو اور بدکیش کو اپنے پاس نہ آنے دینا اور اسکی پاسداری نکرنی اگر یہ بات بہر حکم معلوم ہوئی تو ہم
اسکے مواخذہ کو آمادہ ہونگے اور شہر بسای کو حوالے کارکنان سرکار کمپنی بہادر کرنا اور قلعہ وغیرہ کو کسی کو نہ سونپنا
اور جو قرض کہ کمپنی کا ہی اسکی ادائیگی میں چار لاکھ روپے سالیانہ دینا اور تین ہزار یا پانچ ہزار سوار انگریز
اپنے پاس رکھنا اور جو پیش لاک روپیہ کا ملک جھوڑ دینا سو آپ کے اور کسی عہدہ سے سوار رکھے اور اقرار نامہ کلکتہ کو
روانہ ہوا جس پر رسید بہادر نے دیے قلعے اور بلاد و قصبات عہدنامہ میں ثبت ہوئے تب طالب جراد
کو تامل ہوا اور بہت گفتگو درمیان آئی تب جراد نے ملک دینے سے صاف انکار کیا اور سردار و کتانی سپاہ
کے جا بجا سے بلوایا رسید بہادر نے جب سب کا پوچھا تو کہلایا اور اسطرح رفع فساد دیدہ دلی سے فراہم ہوئے
آخر شہر ذیقعدہ ۱۲۱۸ اٹھارہ سو سترہ عیسوی سپاہ مرہٹہ کی کوچ کر کے فراہم ہوئی اور سپاہ
انگریزی کو جہان جہان تھی محاصرہ کیا اسمیں پیرو کیل سرکار انگریزی بطور ضعف کے بنسوا کہلایا جاتا تھا
اور لشکر غنیم کا خوب جمع ہوا اور سپاہ انگریزی جو بسبب ان تھی وہ بھی ان پر پہنچی اور جنرل اسمتھ صاحب
مع جمعیت اپنے حسب الطلب صاحب سپہ سالار کے طرف جبلپور کے اور کرنیل طامس صاحب بسترن صاحب مستعد
ستمبر میں تھی حایل ہوا اور سپہ سالار انگریزی کے جب آنے کی بوجہی تھی تعاقب کی طرف اگرہ بہت کلان غوب وغور
کیے اور پیشوا بوجہ بسبب تنگدلی لشکر کے کوہ میں جا جو قریب بلدہ پونہ کے تھا داخل ہوا اور جنگ کا ارادہ کیا اور بانسیر صاحب کرنل
کیا ہی صف آرای فتنین کی ہوئی اسمیں مردان سوار خواہ طرفین کے درمیان ہو کر حرب و ضرب کا تابع آیے
تحمل ہوا لیکن راقم کو سیاہی سرکار دولتمدار زور نظام الملک بہادر سے ثابت ہوا ہی کہ ہیچ کارگر نہیں ہوا
بلکہ بیمار چلا اور ہفدہم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری میں سنہ ۱۸۱۷ سترہ سو

محمار کار باجیراو کا مارا گیا جیسا کہ تاریخوار بجسبیانہ مذکور احوال خبر سکال ہیں بعد فرمان بندگانی
نواب نظام الملک ثالث سکندر جاہ بہادر کے کدورا پہر سو الجورب ہوا اور صلح ہاہت پر وقوف شہری کہ باجیراؤ
ترکہ فی بیکلہ کو بکڑ کر مع سردار خاں افغان حوالہ افسران انگریزی کرنا اور کلسر عضلت مدار کمپنی بہادر جاہی
پسس دار خاں یہ خیال کیا کہ مبادا باجیراو بنا بر خود رایی مجھے کسی بہانہ سے گرفتار کرے حوالہ صاحبان انگریز کرے
تو اسوقت ہمسر و نہیں کیا اور رو رعایت کی پیش دیکر کرنی مناسب نہیں آخر ایکدن مذاہبی ملاقات امریکی بوپای تپی آدمی
تہا دلیر اور عزت دکر بندر سو الاسوار سے ہر چند کہ باجیراو منع کرتا رہا اور قسم کی دی نہا پر نہا چہا کر
چلا گیا ہیں اسوقت دہاں تین سو آدمی تہے اور دو تین چوانان بارہ ایک شکاری کی اور توپ اعلی کو
ران یہ خان مذکور کے لگا کوشت پوست سمیت استخوان مجرا ہو کیا کہ نیچے پہنچا کر الاور دو شیر ان بیشہ آہنی
بیت عضا کی مصاحب ظلم جارجنا لکہتا ہی کہ وکیل سرکار انگریزی نے چونکہ ہمت عاجز نہیں طرح دیکر اور مودان
لشکر مرتبہ بلند کو تہی کا ہمت کام لوٹ لیا اور مابقی جلاد یا پیش وکیل سرکار انگریزی کے کہ ہمراہ تہے کہ
تہی نصف کی پہر ایک جنگ فیمابین وکیل سرکار انگریزی اور سپاہ پیشوا ایک ہوئی ہمیں بیشتر مقتول ہو کر گری
سردار نوکر کو کلیا کا تہا ہارا کیا سپاہ اسکی بہاگی اور لشکر انگریزی تعاقب کیا کو کلیا بر حال شدہ کر کہ سو دو گنت عام
انگریز سردار فوجدار کو اپنے مع جمعیت واسپاہ کمک کے روانہ کیا وہ بہی ہارا کیا اور شام ہو گئی پاس وقت
ایک قلعہ سردار انگریزی ہوئی خوب معرکہ کارزار گرم ہوا انجام کار پیشوا رات کو وقت
لشکر گاہ مع زنانہ اور خزانہ بہاگا اور فرمان انگریز ۱۱۰۱ ہزار سپاہ سمیت بن علی ابا
بونا میں درآیا اور کرنل ہمت صاحب کا دہاں پہنچنا سنا ہر کرنل ہمت صاحب یہ سنا کہ

اور بہادر ہوں یکن کمانڈ بکھرا ہوا پس جب سپاہ جنرل اسمتھ صاحب دہلی اسکے دہانے جا پہونچی
کو کلیا فرار سے عاجز ہو کر مقابلہ کیا چنانچہ صاحب جنرل بھی اسی آن پر تھے ہی اور تین بجے
عیسوی تک لڑائی بڑی انجام کار کو کلیا جنگ میں مارا گیا اور بیشوا بھی قتل اسکے سب آدمی اپنا بچہ کر
بہاگ گئے بیشوا اور کو کلیا کا بعد شکست سپاہ انگریزی کے ہولا دردم چند ساہو جو کارپرداز کو کلیا کا تھا
جس کو کمپنی نے پنشن دیکھا ہے زبانی انکی متوجہ ہی بعد قتل اپنے آقا کے مایوس اور بیسبل ہو کر نکلا اور حضرت قیصر
گرفتار ہوا بیشوا بہادر پر آیا دہاں تک جمعیت یا جیراو کی ساتھ اسکا دی اور باہور سے ہر ایک شخص طرف چارہ کار
متوجہ ہوا پس ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کا سوا متعلقین اسکے روز کار بگڑ گیا اور بالوبا دادجی بہو رسوا زری بگڑ گیا
سردار اور بونا دہر اور پنال کمبھ کورا در راستی جی اور بھوڑ دہن اور بجور کیر اور کوڑ بو یا بطے بڑے سردار جو بیشوا
جنگ طرح دیکر جانیکے بچ رہے تھے پیغام و پیغام ہو کے چہرہ بعد فرار ہونے الہ آباد قلعہ دار دہلی سے ملکر
ستارہ بکارا جو بیشوا کے ساتھ تھا اکیلا رہ گیا افسران انگریزی نے اسکو مع اسکے مال اور دو بہائیوں کے
پکڑ لیا اور حفاظت میں رکھا بعد پھر اپنے طرف سے حوالہ کو حال ستارہ بکارا کیا اور جا بجا افسران
قوم انگریزی نے مع جمعیت دورہ کر کے تمام ممالک متعلقہ مرہٹوں میں قلعے اور کوتوالیاں
اور شہر اور کالوں وغیرہ سب داران مرہٹوں سے جنگ کر کے چھین لیے اور ہر موضع پر بندوبست
کمپنی بہادر کے نام کا نصب کر دیا پس جا جیراو کردار سے اپنے پشیمان ہو کر آپ بالا اور
مالکم صاحب بہادر سے ملاقات کر کے سرکار عظمت مدار سے پناہ جان کی چاہی اور کرفتار
صاحبان ہو موقوف کا ہو کر بنارس کو بھیجا یکا اسدم دابیطہ مدرسانش اسکے لاکھ روپیہ

ترجمہ مکتوب کہ بہو بیگم زوجہ رتن کنور بہنگیہ کی آخر کار حضور آیا کہ بدولت کہ شوہر کی لاش کہ برابر آیا ہی
جلکر راکھ ڈھیر ہو گئی بعد تمام رسمی کہ تین دن تک کنگال دلال اسکار ہا پھر آیا ہی مسند ریاست پر جلوس کرنا
بعد ایکسال کے عمل آیا ان اکیزون سبب عدم لیاقت اسکے ضمیمہ ف دیوانہ بگ روز دو شنبہ سلاون نا ربیع صفر
کی آیا ہی کو گرفتار کر بعد رفع عذر یکبوجی نام بنشہ یکبوجی نا کو کہ وہ چچیری بہن کا بیٹا یعنی بہانجہ آیا ہی مذکور کا
سوتا تہا ریاست پر بٹھا کر یکبوجی کا یام کیا اور دارالسلطنت جا بجا لوٹ غارت ہمہ منہ اموال و اسباب اور ضبط املاک و املاک منشا بیگ
کمینی بہادر میں طرف ایا بان سرکار موصوف بادن لارڈ کنگ ملک دابیطے مقرر ہا بیان مفصل کہ فتاری آیا ہی کا زبانی ان
بیگ جو حافظ سرکار بہادر العین ہا بکیا ہے ذکر حالی آیا ہی بھونسلہ والی ناگپور تا تہنیت
انگریز بیگ واضح ہو کہ اول کسی ایک شخص کو بلدہ ناگپور بھیجا ہے کہ کام ہو کیا ہے مقام ناش لوگوں نے وہاں کے
کہا کہ ہار جو الا ہمکار سرکار انگریز بہادر کا سپاہی ہی راجہ بنشہ بسکر بہادر سے کہو ان اور دن
بیگ کہلایا اور قاصد کو طلب کیا حاضر ہوا اکا کیا اور راجہ بنشہ اور بیان مقصد بنو طرف دیکھ ہوا
حتی کہ لوگ بیگ کہ اکنا ہو کہ چھاؤنی پر گئے اور وہاں کے مکین و مکانات کو دیکھ کے آئے کنگ دی جنگس صاحب بہادر
اندار تہنیت بیہانتک کا احوال متصل لکہا اور بنا بر انتظام جہت طلب کی بسند قریب وصول
ملک یکہ راجہ بنشہ بہادر بیگ قریب سو اران سپاہ کنٹنٹ کو کسی طرف روانہ کرنا
کو کہا چونکہ ہنوز خلاف منتظر رہتا صاحب بہادر مذکور بیگ سواروں کو رخصت دی
حسب کار سرکار بہادر بیگ کہا کہ خبر راجہ بنشہ اس حدیث کہ بفوج و سپاہ کر بیگ بڑہا
راجہ بہادر مذکور بیگ کی ہوی جہت کو اپنی ہمراہ لیکر بسمت دارالسلطنت سپاہ بڑہا

رفقا سے سوار ہوا اور سب کو لشکر مین چھوڑ کر مخصوص لوگون کے ساتھ تمام خلقت دیکھہ رہی تھی
کہ سواری راجہ کی منڈیر سے حاتا لاپہنچے جاتے لشکر مین سرکار انگریز بہادر کے داخل ہوئی راجہ اترا
اور خیمہ مین جسکے حسب کیے کیا بقرار اسکے کورنیے کے انکر کر دراجہ کے ہوسکے پس صورت راجہ کی ترکی اور وہ طنطنہ
جاتا رہا لشکر مین خبر ہوئی کہ راجہ پکڑا گیا مردم تمام حیران و سراسیمہ ہوکے غارتگرون نے لوٹنا اور کھسوٹ
سے ہاتھہ اپنا خوب کرم کیا پچاس زنجیر فیل کوہ پیکر خوش شکل اور سہ اسپہ اعراق اور ایران کے راجہ کے تصرف
سرکار کمپنی بہادر کے آئے اسمین کنارہ سو عرب جو ملازم رکاب راجہ کے تھے جہت بیتمین انکے جمع ہوکے اور جہار طرف
بندوبست اپنا کرکے عمل سرکار انگریزی کا نافذ آئے اور تنخواہ جو انکو نکی چڑھی ہوئی تھی طلب کی اور کہا کہ ہمکو راجہ
کی چاہی افسران انگریزون نے ایک ہفتہ تک عرضیان لکھکر روبرو اردے کے حساب پاسکے تنخواہ پاکر پھر جاوے اور راجہ نے بھی
دستخط اپنے درباب خلاصی مقرر کیے لکھدیا تھا عربون نے روپے تو لیلیے اور اندیشہ سے جانکے کہ مبادا ہم
باہر نکلین اور سرکار انگریز بہادر کے لوگ محاصرہ کرکے سبکو قتل کرڈالین خلاف عہد کیا اور دو کوس کے فاصلہ
سر کین اور نہور پہنچ بارود تانہ مین ایلچی کے رکھکر روانہ کیے سرکار انگریز بہادر کے لوگ نہ مین پہنچ
کر کیے اوتار ماشروع کیے عرب بھی فصیل کی دیوار کے روت سے کہ تمام کمر برابر آدمی کے تھی بندوق
چلا رہے تھے احوال مقتولین و مجروحین کا مکمل بعد ایک ہفتہ کے دیئین صاحب اور صیت
لیکر بذریعہ وسیط ایکے آپہونچے بعد عربون نے مانا اور درباب اطمینان جان و مال اپنے سوال
کیا اسدم سرداران انگریزون نے دو جمعدارانکے پاس رکھکر دو افسر ولایتی سانہہ
کر دیئے رضامند ہوئے بیان کرتے ہین اوسوقت عرب لوگ خاطر خواہ سونا اور جاندی لیتی

پس جسونت راو ہولکر برادر اللائی کاسی راو کا کہ وہ سب سے خرد اور آدمی مضبوط تھا اتہا بندر
برسکی عمر میں بجاسوار دل سے نکلا اور ناگپور میں آکر سپاہ کی نکہداشت کی وہاں رگھوجی بھونسلہ نے اسکو
پکڑ کر قید کر دیا واضح ہو کہ بعد چند روز وہ قید سے نکل بھاگا اور ناگپور سے نکلکر اپنے چچا پاس جا کیا اور وہاں
سے دو سو روپے ایک گھوڑا لیکر مندسور کو آیا پس وہاں سے نکلکر سیران و ہاریان چند روز اقامت کی
اور وہاں یازدہ بند الماس کے بیچکر بجاس سوار نوکر رکھے اور ترددہ پر کر اوسکو روانہ کیا اور وہاں سے
غنیمت لیکر سارنگپور میں آیا وہاں سے پھر مالوہ سوار اکٹھے کیے پھر سارنگپور سے مندسور کو آیا اور قلعہ میں آپکے
مال و اسباب غارتگر لیکر بمقید ہر ایک سے اور پانچ سو طرح جنگ کی ڈالی اور ساتھ فتح و فیروزی کے نامور ہوا پس زور ظاہر
راو معقول کی اسکو بلوایا اور مہربان ہو کر کو بجہان خواہش کی حوالہ کر دیے لکھا کہ جسونت دولت عظمی کے
ہاتھ آئی جسونت راو یاور بخت پر اپنے یکہ کر ایک دو بار جو افسران انگریز سے مقابلہ ہوا ہمیشہ فتحمند رہا پھر
لوکونت صلح کر کے اندور بجو دار المقر اپنے بھائی کو بہانہ آیا اور کامیابی اور پیشکش کا ارادہ کیا وہ بیت
اوسکی پیش سوار دیکر نکلکر بھاگ گیا اور جسونت راو ساتھ فتح و فیروزی کے داخل اندور ہوا
پرورش سکے ستھرا پایا اور مستقل ہوا پس تین ملک باجور پر مستولی ہوئے پھر ہولنا پر آیا وہاں
آرائی جراوے مارے اور چلتے ہوئے اور تک آیا پر بیت سارو پیہ موعودی کر دیا لاک سے پھر
دولہدار نواب نظام الملک بہادر کا ساتھ کیا اور بندوستان جا کر پرتاب کنڈہ فتح کی منصب دو ہزاری
جنگ اور افسران انگریزوں سے کیے دو تین لاک سوار پیادہ کی جمعیت فراہم کر کے تمام ہندوستان
قابض و متصرف ہوا نیز بدستور سنہ ۱۲ بارہ سی اکیس تک سرکرم تاخت و تاراج رہا آخر کار اسود

اپنی مصالحت میں افسران لشکر سرکار عطفت مدار یکے اندیشہ کرکے اس وقت یہ سے بعد صلح انگریز صاحب
سے بندوبستانہیں بآرام تمام ساکن تہانیسر آیا اور اسنے ماہ شوال ۱۲۲۶ بارہ سو چھبیس میں
اجل طبعی سے قضا کی بیٹھے ہیں کہ جسونت راو ہولکر ایک زبردست سے کوئی تہانیسر میں معلوم کہ ہمارے
سے چھک کی جاتی رہی تھی بسبب دوسرا کوئی ہوا تہا پس اہلکاروں نے سر براہ نام سپرد خود سال ہا حضور کی جا
پر کیا عہد میں سے کہ اہل کاروں بلے بنام جناب بونا اکبر دلی بکار رلاکر بیٹھ فوج کہ جنرل سترماس صاحب بہادر
مالکیم صاحب بہادر کو لارد کورنوالس صاحب بہادر نے انہیں فوج اسپیلی دور سے کہ روانہ کیا تہا کہ تم سرپا ستو نہیں جاؤ اور دکن
جدر کہ ہو کہ ان روزوں میں بیٹھے ہو ضلع جہد پور پر اور نہیں جنگ مقابلہ صاحب بہادر سے شکست فاش دی
پس احوال بہ سکے رہم کہ جو کہ وہ طفل دو سال کے بعد نہ بیٹھ کہ کمال کی کیا جانے دیا نہ ہو
اور بقدر پانچ لاکھ روپیہ اسقدر سپاہ اسکی زیر حکومت ہی اور جو خواہ سرکار عطفت مدار اور ملک
بہت آباد اور سپاہ اسکی آسودہ اور کارخانہ دولت ہی فقط تغیری فصل حاندان سے ہوئی
صاحب اخبار ہا وہ لکھتا ہی کہ بیٹھ سنہ بیٹھ کہ ان بیٹھ کی قوم سے ہی کہ ہوا تہا
سنہ بیٹھ کہ سیال اول راو جی پیشکاری سے کہ ہی کی اختیار کی اور علاقہ سورد کی تعلق
کا رشتہ ہیں بایا پس خدمتہیں بالاجی بیٹھ ناتہ کی حاضر رہنے لگا اور بعد حیات سے کہ حضور بالاجی
اسکا خدمت گذار رہا اور اسنے عہد سے کفش برداری راو جی کو سرفراز فرمایا بعد سے کہ بالاجی
ہوا کہ ایکدن باجیراو دربار میں تہا رہا اور جب سے ہوا رہا کہ بیٹھ کی تو دیکھتا کیا ہی کہ
راو جی چست سوتا ہی اور دو جوان ایستادہ ان سے یکے کہ شمشیر جوہر دار لیے

چہانی پر کہا ہی راجہ اوسنے جیمن خیال کیا کہ یہ شخص میری ادنی چیز کی اتنی خبردار کرتا ہی اس سے
امید ہی اور کام باکاہ کا عنایت کیا پس رانو جی کی ترقی ہوی اور روز بروز اقتدار اسکا زیادہ
ہونے لگا ملہار راو جو بانی خاندان ہولکر کا ہی اس سے رانو جی کو بہت موافقت تہی اور جب ایام زندگی کے
آخر ہوے رانو جی بموجب باوری طالع کے دولت اور مال جمع کرکے راہی ملک عدم کا ہوا لہور کے قریب
چوبیس قصبہ ہین جو راناکہ اسیکے نام سے مشہور ہی اسمین جہنری کی سکی ہوی تہے پانچ بیٹے تہے صیاا اور دونو کی
اور جیو بائی سے زن ہم قوم سے کروہ تینون لڑکے اور بیٹی ہوے بڑے بیٹے کا نام تکوجی اور مہادجی سندیہ تہا
دونو بائی سے ایکہ پتر کا نام مالوجی اور جیوتی بائی سے تیسرے پتر رانو جی مہادجی سندیہ تہے اگر کہا جاے مہادجی
سندیہ کا بیان ہمارے پہلے زیادہ موافق ہوگا تو بانی پت کی لڑائی میں جسمین مرہٹون کو مغلون سے شکست
کہا کر دکن کو لایا زخم تو اچہا ہوگیا لیکن تمام عمر دن کام سے جاتا رہا اور اصحیح سوکہ بعد
مارے جانے شاہ ابدالی کے ہر چند کہ مرہٹے بہت طاقت اور کم نما ہوگئے لیکن چند عرصہ میں موصوف کا بل کو
چلا گیا اور سندہ میں فتحیابی حاصل کرکے اٹک پر اسلام کے جہنڈا گاڑا ہوا پہر اس قوم کے لوگ پر فتحیاب ہوکر اور اسنے ہندوستان
قبضہ پر قابض و متصرف ہوکر تمام اقلیم میں پہیل گئے مہادجی سندیہ بہی پالکی میں بالاجی جانشین پیشوا جو
پیشوا کے بڑا نامی سردار ہوا اور زمین بوس کے عرصہ تک جب ملہار راو ہولکر سوا یہ تمام سردران
مرہٹہ میں اسکے برابر یا کوئی اور نہیں جب مرہٹون کو زیر و زبر کرنا بجیب الدولہ و دیگر پٹہان ہندوستان

شاہ عالم بہادر کو منظور خاطر ہوا و سیاجی کرشنا کو بڑی فوج کا سردار کرکے روانہ کیے ہر چند کہ مہاد
سندیہ بظاہر متعین اسکا ہوا لیکن باطنین درپی اپنی ترقی مدارج کا تہا اور الگ بات کہتری کہ نیکا ارادہ
رکہتا تہا اور تمام اراضی جو اسکے باپ کو اوسکے خواہ سپاہ مین تہی سب اسکے قبضہ مین تہی بعد انام سے پیشوا کیلئے
راجہا گکوہ اور بندوستان سے خراج لیکر اپنے تصرف مین لاتا تہا اور اسمین کچہہ حصہ پیشوا کو نہین دیتا تہا بلکہ
ملک اسکے بہی دست درازی اوسکے نام سے کرتا تہا اور ریاست مین اپنی نئے نئے اضلاع بڑہاتا جاتا تہا حتی کہ پیشوا
اسوا اور رفتہ رفتہ ریاست مین بیوپا کی خلل پڑا تو مہادجی سندیہ بہانہ کرکے اراضی ریاست بیوپا کی
جو تربد اسکے اور طرف واقع تہی اپنے قبضہ مین کرلیے اور ہنگام قتال و جدال سردار ان مرہٹہ کے افسران انگریز سے
برسر اعانت رکہیو لیکن رکہتا تہا ہر اوسکے نہ بر اوسکے نام اپنے تئین محکوم شاہ عالم بادشاہ کا کرداتا اور خاندان سے
مین دوست اور باطنین رقابت پیدا کی اور بظاہر سپاہی در اصل غارتگر ریاست پیشوا ہوا ہر چند کہ فہمائش
بے ہودہ عہدنامہ مقام سالبای کے مہاراج سندیہ کو حاکم خود سر کردیا تہا معہذا مصلحتاً وہ اسے تئین کمتر
پیشوا کے شمار کرتا تہا اور ظاہر آبہت تکلف کو کام فرماتا تہا اور چند بیر بند بست مہاراج سندیہ نے شاہ عالم
اور دارالسلطنت کو لیکے اپنے اختیار مین کرلیا ایک کا غذ بادشاہ سے کہ جسکے رو سے پیشوا وکیل مطلق
ریاست مغلیہ کا متصور ہو دستخط کروالیا بعد فہمائش پیشوا اور سلطان دہلی کے اپنے تئین اعلیٰ قرار
دیا قدرت خدا تمام ملک ہندوستان سے آکر ایک قبضہ مین سندیہ کے ہوگیا اور وہ بتدریج تمام رؤسا
راجپوتانہ کے طرف سے سالار مقرر پایہ سے تہہ پلاتن معہ ایک لاکہہ سوار پیادہ اور توپخانہ زبردست
اسکے تہین زبردست ترقی مہی کہ گویا وہ بادشاہ اصلی ہندوستان تہا واضح ہو کہ اس اقتدار پر

جب مہادجی سندھیہ دکستان سے پونا کو واسطے ملاقات مادھوراؤ ثانی کے آیا چونکہ فقیر دنیا دار سے
بکا تہا عجب کیفیت بیان واقع اسکا یہہ ہی کہ جب شہر پناہ کے دروازہ پر پہنچا ہاتی پرسوار اور دربار کے
سب مانکری یعنے خاندانی سردارون سے صف نعال مین نیچے جا کہڑا ہوا اس عرصہ مین پیشوا دربار مین نکلا
اور اسنے بہی اجازت مثل اور رئیسون کے فرشبیر بہنے کی دی تب اسنے ہاتہہ جوڑکر عرض کی کہ غلام چونکہ
طاقت نہین رکہتا کہ روبرو حضور کے بیٹہے اور بغل سے ایک بقچہ نکالا اور ایک جوڑی نعلین کی روبرو پیشوا کے
رکہہ دی اور کہا میرا یہہ کام ہی اور مین اپنے باپ کے عہدے پر قایم ہوا اور پرانی کفش اسکی بہشک روبان سے
پست کر نعلین دار اہل دربار اس حرکت شایستہ کو اسکی پسند نکیا اور واسطے بیٹے کے بعد ہوکے تب پہنا اور بہت سی
عجز و الحاح کی باتین کین ہوکے انام پیشوا کے اور کوئی نام دوسرا کوارا نکیا جب ذی یورن نام ایک شخص منبد یہہ کو لا
مہادجی نے نوکر رکہہ کر اسکو ایک کمپو کا سردار کیا اور جنگ فراقی سے بازار کی اعانت سے کی صف آرا ہوکر
ترنا شروع کیا اور بہت سی کشت و خون کیا کہا ہی کہ جو اقتدار مہادجی سندھیہ کو حاصل ہوا انہا ضد
مین کسی سردار کو اور رتبہ زیبکی وقت سے اسکے دور تک نصیب نہوا انہا چہوتے مقاسد سے
کو فقط مہادجی سندھیہ تہرا نہین کیا بلکہ اپنے اچھے نوانا اور قدرت والون کی کرانہ سنکی
کو بہی مثل پرکاہ سبک کر دیا تہا اور جب مالاجی جنادہن جو بنام نانا پہڑنویس مشہور تہا مخالف
کار پیشوا محاصل ملک کا طلب کیا افراد جمع و خرچ کے دکہلا دیئے اور خزانہ مین پیشوا کے کچہہ
پیشکش نکیا تب شاہ ستارہ سے فوج عظیم جودہ پور کی مجتمع فوج سے مقابلہ کر کے آپکی
فتح پائی کہ اس روز سے جودہ پور اور اودیپور سے کمزور اور دبا ہوکیا پس ذی یورن

احکام مختلفہ کمپنی کا بیان

ایک لاکھ گیارہ برس کا تنہا انہار ہوین تاریخ جون کی مہاراجہ عالیجاہ جنکوجی راو سندیہ سے تخت
گدی پر تبھلایا جنکوجی کا بیان واضح ہو کہ جبتک جنکوجی خود سال تنہا اختیار بابیضا حصہ کا
اور جب جوان ہو خود حکومت کا دعوی کیا بابیضا حصہ کو نا پسند آیا فیابین برای مخالفت سنہ ۱۱۳۰ انہارہ سو تیس
عیسوین رسید شی بین جا پہنچا اور وہانکی پناہ لی رسید شد صاحب اوسدم تو کہ سمجھ کر بظاہر بیچ کیا دکھاوا بابیضا
دلونین بیچ بانی رہا اس فصل مین لارڈ ولیم بنٹنک گورنر جنرل صاحب ہندوستان کا دورہ کرتے ہوئے بنارس
مین کوا سیار مین آئے راجہ نے انسے رجوع کیا کہ بریلی کہ خانگی معاملات مین ہم دخل نہین کرسکتے ہین
تم بالفعل صبر کرو چونکہ بابیضا حصہ مہاراجہ مرہٹہ کے مربی ہین وہ کبھی دبجز و اختیار نہ کرینگے راجہ کی تسلی نہوئی
ایک تجویز انقلاب کی کرکے سنہ ۱۱۳۲ انہارہ سو تینتیس عیسوی جاڑے کے موسم مین زیارت گنگا جلالآباد گئے
وہان چونکہ فصل زیادہ منظور تھا دو روز رہ زیارت گنگا بند کرو دیا اور اسکو فصل لکھوا دیا وہ نام دو روز
مین غرق آلود ہو کا بیضا رہا تب رسید شد بہادر نے بلوا بھیجا کہ بہر اندیشہ تکوا تی بابیضا حصہ کی نزدیک
ہر چند کہ وہان سے بایوس ہو الگ ہو گئے مگر آپ مین زیادہ کچھ اور رنگ دیکھ کر بابیضا کرہ
فوج جو بابیضا حصہ نارائن رای راجہ بیٹل کی اور اسکو سپہ سالاری کا عہدہ دیا تھا
اس سے ایلچی بابیضا حصہ بھیجکر کہلا بھیجا کہ حکومت کا تمہارا دعوی بیجا ہے ہم تمہارا
کی دسوین تاریخ منادی ہوئی اور تیرہوین کو بابیضا حصہ دہلی کو چلی گئین بہر اگر بابیضا
بنارس کو پہنچین لارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر نے سنہ ۱۱۳۳ انہارہ سو تینتیس عیسوی جاڑے کے موسم
سالیانہ دربار کو الہ آباد مین کیا اس شہر اکبر نامی کے قریب دکھین بنا ہوا ہے اور اسکو بیٹی ہے

واضح ہو کہ جب اسوقت پیشوا راجہ صاحب مراد کو اپنی پہنچے فوراً ایک اجلاس کا اکبر ابوالا اور آسی سال ساتویں تاریخ
فروری کی سنہ گذشتہ یعنی سنہ ۱۸۳۳ء اٹھارہ سو تینتیس عیسوی میں نقد روپیہ کو قائم کیا اسکو زیادہ
انہا و زیادہ پختہ انتظام فرمت دینا تھا کہ کسیکو بروز غل کرنا اسکی روانی تارا بائی بیوہ برس کی ہی آپ خود نشین
و بدریت سے عہدہ دار الخاص جلیل القدر کیا آپ ہر سن کہ راجہ کو دہلی لیجانا تھا کہ کوہ دہلی لیجانا تھا اور عہدہ
جاجی اسکا لقب بہرا یا جاجی کا بیان جب کہ جاجی کا بیان ہوا رسید صاحب ماموریکہ
راجہ متوفی کے سردار الطہام مقرر کیا اور آسی روز خلعت دلوایا جو کہ ماما صاحب اہل دربار کو ہوا دستور
متوفی کے اپنے پسر خلاف پایا واسطے خوشی رسید بہادر کو دیا کہ اگر شادی مہاراجہ کی
کاری میں ہو تو صاحب چنانچہ ایکروز شام کے وقت رسید بہادر کی علی میں آئی اہل
دربار بسرعت ماما صاحب آمادہ ہوئے لیکن آکیسوں تاریخ کو مہارانی صاحبہ تارا بائی
غول ماما صاحب رقعہ لکھا ہر چند کہ وہ نہ مانا اور مہاراجہ کو تمام سے موقوف کر دیا
دونکر سے اور تہکر سر دیجے کو جلا کیا اور صاحب
امر سے اطلاع کر کے دہولپور کو چلے آئے جو کہ سر دیجے ماما صاحب کو
اور سیورت کہ اس سے پیشتر ہوئی تاریخ ہوئی کی صاحب
کہ اگر کچھ بھی آپکا گمان ہو کہ ماما صاحب خطر ہی تو رانی صاحبہ کے اطلاع دو کہ اگر ایک بھی آدمی
سراکز زمین کندز کیا تو یہ امر عملداری سرکار پر حملہ آور ہوئیگا برا متصور ہوگا اور اندازہ
کہ سزا دیجاوے کی نقل اس مضمون کی خدمتین مہارانی صاحبہ کے ارسل ہوی رانی صاحبہ لکھا کہ ماما صاحب

حملہ کرنیکا ہمارا ارادہ نہیں ہے مہدی نسبت صاحب نے درجواب اسکے وہی ارقام کیا جو اول لکھا ہے نہایت داد اخاصکی
جو نسبت رابرٹ صاحب کے اختیار کل حاصل کیا تھا صاحب مذکور لکھتا ہے کہ وہ بہت بزدل تھا اور اسنے مکرر فرصت ملنے پر
کام کو ذمہ اپنا کیا تھا سو اسنے تین بار جوابکی جمعیت بیکہنا کی کہ اسقدر واسطے حفاظت کو ایسا کے ضرور نہیں اور
دربار کو ایسا میں بہت فساد پیدا ہوا اس ضمن میں لارڈ کورنوالس صاحب بہادر نے ارادہ کیا کہ اگر رسل و رسائل
سے نہو سکی تو بزور ریاست مذکور میں امن و امان کرنا اور دسویں تاریخ اکتوبر کی ۱۷۹۳ء الہارہ بجے تا تیس بجے
میں برای کو اپنی قلم بند کیا مضمون بعضے فقرات تحریر و تجویز لارڈ کورنوالس صاحب
در باب بیعت کو ایسا در نیولا کو ایسا میں بہا انتظام کیا ہوا کار پرداز موقوف ہوا اور آپکی جا
منصوب ہی اور کل سپاہ افواج دارالخلافہ میں جمع ہوئی اور تمام افسر انگریزی جسقدر علاقہ میں
اپنے متوقف ہو سکے پاس رو بسیط علاقہ آپ ملکی اور جنگی کے دیکر انتخاب کیے ہیں جو ہمارے دشمن ہیں
زمین سے دور ہیں کہ جسنے ہمارا حکم متوفی نہ ہمارے کہنے سے موقوف کیا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہی کہ
بجولی درہا نہیں ہو سکتا ہی کہ زیادہ مستقل ہیں کیا جاوے کارآوے نیز مدعا اور بعد یا نہیں ارقام کیں اور
ہی خیال لارڈ کورنوالس صاحب نے لارڈ کف صاحب بہادر سپہ سالار فوج کو بھیجا آپکی کہ اکثر بیکا بجوں
تم کانپور کو اپنا مقیم کرو اور بارہ پلٹن پیادوں کی اور ایک رسالہ آپ میں تک رہے پر بنارس کہ اس عرصہ میں انتظام کو
پل روز افزوں ہو لکھیں رابرٹ صاحب رسیدہ بہادر سے مندرجہ ذیل کہ تم دو ہو لیوریکے الہار کو آوے نہیں لکھے کہ جب تک
داد اخاصکی دفتر نکیا جاوے گا اور اس تک جوابہ نہ لیا جاوے گا اسکو سپہ دکو رنسٹ سے نکر دیکے میں
کو الہار میں نہ آوے گا بسبب ایک خریطہ داد اخاصکی نہ رسیدہ بہادر کا جو درجواب اگر نہ ہے کی رائی

لکھا تھا اپنے پاس رکھہ لیا اور رانی کو مذیا اس لیے کہ رزصاحب بہادر اور بھی خفا ہوئے۔ حرکت اسکی پر اور
اس جرم کے قرار دیئے گئی کہ اپنے رانی صاحبہ کو آپ عہدہ کر لیا اور خود کو رزصاحب بہادر قرب و جوار
بنن کو الیار کے پرگنہ نسی یعنے دار الامارت کو چھوڑ کر آنیکے لیے مستعد ہوگئے اور یہ قلم بند کیا کہ یہ جھگڑا
بے انتظامی ہو رہی ہے اور مال کی فوج پر خرچ ہوتا ہے اس انتظام بنن مناسب نہیں کہ نتائج کو الیار کو ہم لے
تصفیہ چھوڑ دیں جبتک یہ رقم معرض ارقام بنن آوے صاحب اخبار لکھتا ہی کو الیار بنن تبتک
کمال کو پہونچ گئی بھی سپاہ کے نین جیتے ہو گئے تھے ایک تو داد اصاحب کا طرفدار اور ایک مخالف اور ایک دوسرے
سے الگ اور دوسرے جیتے تھے داد اصاحب کو پکڑ لیا تھا اس سے توقع ہوئی تھی کہ شاید سومی اللہ کو دیکے
سپرد ارباب کو رخصت کیجے کہ دیکے اس لیے رزیڈنٹ بہادر نے ایک رقعہ لکھکر دربار طلب داد اصاحب کی کہ منشی کو رانے
پاس بھیجو ادیا دے پلٹن اور رام دہان سپاہ اور آقا کو اپنے جوابدہ سنیا اس عرض بنن رزیڈنٹ صاحب ہوکر ناکہیں
چلے گئے اور کو الیار بنن تھوڑے دنون بعد مخالف جیتنو نہیں دو روز تک کو لہ چلتا رہا پس رانصاحب
کو بولا کر فیصلہ کیا اور یا بوسبون دسیکھہ جیتے داد اصاحب کو گرفتار کر لیا تھا مقدم کار زیارت قرار پایا
الیار ہوین تاریخ دسمبر سنہ ۱۸۱۸ء تھا پہلی تالیس علیوین کہ ہنوز داد اصاحب پیشوا ارباب کو رخصت نہیں کیا تھا کہ زیر
جنرل صاحب بہادر آگرہ بنن اگر ارادہ کیے کہ فوج انگریزی جو وہان ہوئی ہے اسکو حرکت دیجاوے اور ایک خط بنام اس مضمون کا
رانصاحب کو لکھا اس عرصہ بنن داد اصاحب کی بدست ہوکر داخل آگرہ ہوا کہ اسکے آنے سے آوے تبدیل حکام
انگریزی کی خاطر مطلبن ہنوئی کہ زنجرل صاحب بہادر نے سپاہ انگریزی کو کو الیار کے طرف کوچ کرنیکو
حکم کیا اور یہ کہا کہ جبتک کو الیار بنن ایک ایسی حکومت قایم ہنوئی کہ وہ اپنی سرکش رعایا کو زیر فرمان

احکام مختلفہ کے بیان

بی کہ اگر ایک کا دوسرے کا آقا غالب ہو اور
ساتھہ کہ تابع کر اوسکا ناوہ اوسکی ہی
بے زبان خامہ دوانہ شاہین صفوف اوظلم
او بیکاری کہ ناوہ شاہین صفوف اوظلم
ان دونون بیکاری صفوف اوظلم
کاوہ دوکون بیچ امیر کا دلدادہ
ملک نظام کار اکاوہ شاہین صفوف

حکام مختلفہ کے بیان

رکھیے اور فوج کو ابھی کم کیجیاوے اور سپاہ کشمنت کی زیادہ ہو جب ریجنٹ نامناسب نہیں بلکہ بموجب عہدنامہ
برہانپور کے کورنمنٹ انگریزی پر واجب تھی کہ مہاراج دولت راؤ کے جانشینوں کے حقوق کی حمایت کرتے جو
مہاراجہ صاحب اور مہارانی صاحبہ خود سال ہیں مردمان ناعاقبت اندیش نے سارا اختیار اپنا کر لیا ہی اور سب کارکنان
نالایق ایکدیگر سے ملکر جو فیہا ہیں سرکار میں بگاڑ تھے اب اگر کورنمنٹ انگریزی جو قریب دلی کے ہیں مداخلت نکریں
تو بلاشبہ سارا کو ابھی تباہ ہو جاوے گی پس صاحب تاریخ لکھتا ہی کہ مسمی ہیں تاریخ دسمبر کی فیہا ہیں سرکاران کو ابھی اور
کورز بہادر کے کنفکو ہو کر مہاراجہ صاحب اور کورز جنرل صاحب بہادر کے ملاقات تجویز پائی اور بعد صاحبہ کورز جنرل صاحب بہادر
نے ایسی تجویز پیش کی کہ انگریز ہیں کی تفصیل شرائط عہدنامہ کی تیار ہووے اور تیسویں کو مہاراج صاحب اور سرکاران
موجود منظوری عہدنامہ کے کفیل ہو جاویں اور اگر سرکار انکے وعدہ نکریں تو مہاراج ایسے صاحبانہ
ہیں اس عرصہ ہیں جمعیت کو ابھی کی واسطے جنگ کے تیار ہو گئی اور صورت صلح کی جو بندی ہی ہنی دوستی
رہی پائی ہوی اور کورز جنرل صاحب بہادر آپ چیتل پر جمع کرنے بنکونہ تک آپہونچے اور تیسویں
دسمبر کی سنہ ۱۸۱۷ء تا ہیں صبح ہیں ایک شتہار اس مضمون کا مہارانی صاحبہ باپل سرکار کیا

مضمون شتہار لارڈ کورنالس بہادر فوج انگریزی عملدرآمد ہیں مہاراجہ صاحب کی

بطریق اعوان کے واسطے پابندی شرائط عہود اپنے اور قایم رکھنے ریاست کو اپنی داخل ہوی بعد اسکے
تیسویں تاریخ کو ایک اور خط لکھا کہ نیا عہدنامہ انہا میوں کو منظور کیا جاوے اور اگر تاریخ مذکور
تک نہ دستخط کیجاویں تو فی یوم پندرہ ہزار روپی جرمانہ ہوگا اور بابو سنولیا جسکو حکام انگریز نے ناظر مقرر
کرتے تھے اور جو واسطے بیچ بچاؤ کے بیچ میں سرکار انگریز کے آیا تھا تیسویں تاریخ کو سرکار کو ابھی کو چلا گیا اور

جمعیت کا اظہار کیا اور یہ جمعیت واسطے اجتماع حکام انگریزی کے آمادہ ہوگئی چھبیسویں تاریخ کو انکا باب
سنبھاجی انگریہ یہی علاقہ انگریزی میں سے بے اطلاع نکل کر انہا تیسویں تاریخکو جو واسطے منظوری عہدنامہ
مقرر تھی کوئی شخص دربار کے طرف سے نہ آیا تمام دن انتظار میں بسر ہوگیا اکتیسویں تاریخ فوج انگریزی کو
سر کردگی کیپتان صاحب بہادر کی بمکابلہ مرہٹوں کے جنکا بیان سمت میں مقابل ہونا پڑا مرہٹوں نے مقام مذکور
میں بہت سی جگہ توپیں قایم کیں تھیں فوج انگریزی نے بندوبست کیا کہ اس مقام پر اما جائے کہ
انتہیں کچھ سپاہ کو ایسار کی مہاراج پر پر مقابل ہوئی اور بمکابلہ جنگ خوب کام ہوا فوج انگریزی فتح پاکر متوجہ
یکطرف متوجہ ہوئی اور وہاں بھی خوب قتل وغارت کرکے ظفر نصیب ہوئی اور اسی روز سپاہ انگریزی کی ایک ٹکڑی کو ایسار کی ایک بڑی جمعیت
کو پہاڑ کے اوپر شکست فاش دی بلکہ ہی کہ آٹھسو توسو آدمی اس روز تینسوں لڑائیوں میں مجروح ومقتول ہوئے تھے
الحق فتوحات کے بیان آخر کار رانی صاحبہ اور انکے صلاح کار خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ہر قسم کے شرائط جو حکام
انگریزی نے پیش کئے واسطے قبول کرنے کے آمادہ ہوئے پہلی تاریخ مہارانی اور مہاراجہ آئے اور ملاقات
لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کی حاصل کی بعد رسمیات معمولی کے حکام انگریزی نے بالاتفاق سردار ان
ہندوستانی سے جو مہاراجہ کے ساتھ تھے واسطے درستی معاملات کے تدابیر شستہ معارضہ میں
میں لائے اور وہ سب درجہ پذیرائی کا پائے شرح اسکی طول ہے اور دوسری تاریخ جنوری
سنہ ۱۱ اٹھارہ سو چوالیسوین فوج انگریزی خاص کو الیار کے تلے خیمہ زن ہوئی اور ایک ستمبر
واسطے ازسرنو قایم کرنے روابط دوستی کے دونوں ریاستوں میں قلمبند ہوکر ہر چہار سو روز نیلوا
پانچویں تاریخ ماہ مذکور سر الیہ کی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر مع سپاہ داخل گوالیار ہوئے اور

عہدنامہ کے شرائط طرفین سے قبول کئے گئے اور عہدنامہ لکھا گیا مضمون عہدنامہ جدید مورخہ
تیرہوین جنوری سنہ ۱۸۴۶ عیسوی مشتمل اوپر بارہ شرطون کے اول جملہ مراتب عہدنامہ ہذا کے
مع تغیر و تبدل زمانہ حال کے بحال رہینگے دوم فوج کشمیر زیادہ کیجاویگی اور دوام کے لیئے اس سپاہ کی تنخواہ
کے واسطے فلانے علاقے اضلاع کا مع حاصل سو آکر اس آمدنی کے جو اس امر کے لیئے ساتھ بے مقرر ہی تعین کیا جاوے
سوم سپاہ کی تنخواہ دینے کے بعد اگر اتہارہ لاک روپیہ سے زیادہ اضلاع مذکور سے حاصل ہو تو مہاراج کو دیا جاوے
اور اگر کم ہو تو مہاراجہ صاحب اس نقصان کا کرنے چہارم واسطے بہتر تحصیل زر اور انتظام قرار واقعی کے نظم
و نسق اضلاع مذکورہ کا مختار انگریزی کو سپرد کیا جاوے پنجم رہاست کو اس بابت کہ جیلس لاک روپیہ کی رقم سرکار کو دینا
ہے چودہ روز میں ادا کیا جاوے ورنہ فلانے علاقے اضلاع کا مع حاصل علاقہ مین کے کر دیا جاوے اس زمانہ تک زر نقد حاصل سے
نیصد پانچ روپیہ ادا ہو لکھا ہے کہ کہان دربار کو الیا ہے زر مذکور جدا ادا کر دیا اور اضلاع مذکور بر قبضہ عاملان
انہونے دیا ششم مہاراجہ صاحب کبھی سپاہ کشمیر کی ہزار سے زیادہ نہ کہین اور جو زیادہ ہو موقوف کر دین ہفتم جو
فوج برطرف کیجاوے اسکی تنخواہ دام دام دیجاوے اور جو بہرتی ہو اسکو سرکار انگریزی دین ہشتم اتہارہ برس
کی عمر تک مہاراج خرد سال تصور کیئے جاوین جب تک جمع اشخاص کہ مہمات ریاست کو انجام دیوین مقرر ہو جب
صلاح رسیدنت بہادر کے برامر ملک کار بند ہوویں اور سنہ طنہم مین نام نابالغان مہاراج کو نسل
مندرج مین دہم مہاراجہ صاحب کے دست خرچ کے لیئے تین لاک روپیہ سالانہ ہوویں یازدہم
سے کونسل سرکار انگریزی کے اقرار ہی کہ وہ مہاراج سمبندہ اور رعایا کے حقوق کے حامی
رہینگے مین معاون ہونگی شرط دوازدہم مین عہدنامہ کی تصدیق کا ذکر ہی واضح ہو کہ

جب یہ عہد نامہ تجویز ہوگیا حکام امکر یزون کو مہم کوالیار کی ختم ہوگئی اور کارو بار حسب دستور
داد جاری ہوگیا بعد ایک زمانہ کے رام راؤ بالکیشور اور نانا صاحب نامویہ مہاراج جنکوجی راؤ بہادر کے
مختار یکا حاصل کیا چنانچہ تا ہنوز وہی مامور و مختار ہیں مگر فیما بین مختار کار اور رائی صاحبہ یکے ان بن
رہی نہیں سرکار انکریزی سے بہ قرار یاکہ رانی صاحبہ کو الیار میں جنانچہ وہ آئندہ کر سیر ہی میں رہیں
نہیں رہے نہیں معلوم کہ کہاں ہیں تا آخر جنوری سنہ ۱۸۱۸ء اٹھارہ سو اٹھارہ سی کاس علیحدہ ہیں اور اب اختیار
اسی ثابت ہوا کہ ماہ فروری سنہ ۱۸۱۸ء اٹھارہ سو تین عیسوی مطابق شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۱۸ھ
جو یکے مہاراج صاحب مختار ہوگئے اور انہیں اختیار دیا گیا تیسرا باب فتح کرنول کے بیان میں
نامدار انکریز یکے واضح ہو کہ حکام کرنول کے قوم افاغنہ سے ہیں بر زمی قبل اسکے کہ بنت آئیکہ بندگان
بادشاہ دہلی سے تھے و فیکہ دکن نظر فیض نور نظام الملک بہادر طاب ثراہ یکے آیا منجملہ متوصلان سرکار مادر قار مذا
کہلاتے رہے منعم ایک لاک روپی سالانہ فرش دہلو اسکا بتکش حیدر علیخان عرف بہادر صاحب و نیز سے اور حسب
بقیہ سلطان بہادر مذکور کا ہوا پھر رجوع طرف سرکار آبد مدار ممدوح کے کیے آئی زمیندری میں سرکار موصوفہ رقم
و تسلیم و نانکی بہرلی میں تنخواہ سپاہ حسب کریکہ ذمہ کارگذاران کمپنی بہادر کا کیا پس ہوا جو اہ سرکار عطیہ مدار ہے
انجام کار نواب غلام رسول خان کو ارنا حکومت وہاں کی ملی خان موصوف عہد میں آپکے ایک لاک روپیکا
تنکوا کر ہاتھ سے کسی سپاہی دکامل فراغیس کے جنکی کوپے کئی قسم کے بنوا لیئے اور کیا راسوا خراب انواب
و رجو وہ کہنہ بی باروت اکٹھا کی اور شاہ ولیخان نام ایک رہیلے کو کہ وہ اول نوجوانوں سے
ملازم رکاب نواب مبارز الدولہ بہادر برادر حقیقی مضور پر نور والی حیدرآباد کا تھا نوکر رکھکر چار سو سپاہی

ورق دہیس میں عین اور میدار الدولہ بہادر تشریف فرما قلعہ مذکور سے روانہ ہوں طرف مطلب کے ذکر کشتہ
کرتول یعنے جب یہ بچہ ہوچکا بموجب حکم لارڈ کورنوالس صاحب بہادر گورنر جنرل صاحب کلکتہ کے پانسو سوار کورسے اور ایک پلٹن
مع توپخانہ جنگی روانہ کرتول ہوئے اور دو رسالے سواروں کے مع دو پلٹن انگریزی سپاہ کشتہ
سرکار نامدار نواب نظام الدولہ نظام الملک بہادر کے متعین ہوئے بعد وصول پیشی تاریخ ماہ جب کی
جمعہ کے دن صبح کے وقت قلعہ کپال نے معسکر انگریزی پر توپ سے گولی سردار ان سپاہ مذکور نے جمعیت کو اپنی
زد سے کوچہ کر کشہر سے ہوکر گیا اور صتکلین صاحب نے جو اہل قلم سے تھے غلام رسول خان کو یہ قصہ لکھا بھیجا
کتابت مادر خان نام دیوان خاندکور کا واسطے سوال جواب کے آیا اور صدر صتکلین صاحب سے ملا اور گفتگو
صلح کی کر کے پھر قلعہ میں گیا اور غلام رسول خان سے حقیقت مصالحت کی بیان کی اور
اب کہا کہ آپ باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوتا وہ اگر آپ سے ملاقات بھی کرینگے اور
ادائے رسوم ضیافت اور شرائط مہمانداری کے سیر قلعہ کر کے سب جمعیت رخصت ہوینگے غلام
رسول خان قلعہ سے نکلکر تمہید اندی کے اس پار مقام زہرہ پیٹ میں اک حویلی پر شاہانہ
شامیانہ ہمتادہ کروا کے جابیٹھا بمجرد اسکے لوگ سپاہ غلام رسول خان خاندکور کے پہنچے اور
اپنا طلب کیا خاندکور نے اسیوقت قلعہ سے روپی منگوا کر حکم کیا کہ ان سپاہیوں کی تنخواہ دے دو جسکے بموجب
ہوئی دو پہر سے ایک پہر رات کے سپاہ انگریزی سے واسطے ملاقات خان مذکور کے آیا اور
کی باتیں کہیں بس نامدار خان دیوان نے رومال اپنا ایک خدمتگار کو دیکر روانہ قلعہ کیا اور
اب کہا کہ چلنا گولہ کا جو ہوائی سر ہوتا تھا موقوف کرو اور رومال صلح کا بر سیر کشتہ ہوا

جاصل کو معلوم ہوا اس حین مین شاہ ولیجاہ جمعدار روہیلون کا تنخواہ اپی لیکر دربار غلام رسول خان
کے آیا اور ایسا کہا کہ تمنے کچھ بگاڑا جو صلح کر لی جو ہوا سو ہوا اب ہم تو تڑینگے اور تلوار تلوار علم کر
بہت افسر مذکور کو بیدریغ مار لیا جو مین یہ خبر لشکر انگریز مین پہنچی پھر کیا تھا بیکل نواز بیدریغ
جنگ کی ہوئی فوراً سوار اور پیادہ بطریق یلغار مذکور مین دوڑے جو رہے سو رہے اور جو پہنچ گئے بدلا مال
کیا سوار وغیرہ تو نکل گئے لیکن روہیلے جسقدر پیادے اور بہت مارے گئے شاہ ولیجاہ کا بھی تمام ہوا
غلام رسول خان کو پکڑ لیا اور ایک میانہ مین نواب اودھ کے میانہ مین نامدار خان کو بٹھا کر لے چلے
رہے دہانہ سے نکلے اور وہ ہتل چھوڑ کر دوسرے مقام پر جا اترے اور قلعہ پرشام تک خالی کر دیا
ایکلے روز اسیکے انگریز لوگ دیوار قلعہ کی توڑ کر اندر آئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور
روہیلے کی تصویر لکھوا کر لندن کو بھجوا دی اور غلام رسول خان کو مع دیگر چیانین کے روانہ کر دیا
روہیلے کے ملک پر قبضہ اپنا کر کے بقدر باجگزار سالیانہ واسطے متعلقان خان ممدوح کے فی خور مرتبہ بادام
ہر ایک کے مقرر کیے اور دو سو روپیہ ہوا نامدار خان کی تجویز پائی اور یہ بھی واضح ہو کہ اس ضمن
عنایت خان نام ابن عبد القادر خان قدیم بندگان بادشاہی قلعہ اودھ مین طرفہ کارکنہی بہادر کے
صاحب معاش چالیس ہزار روپیہ سال کے تھے وہ بھی ضبط ہو گیا ہر چند کہ بعد دو سال کے خاندان
لیکن سبب کا بعضے اسباب کے بدلہ مین کہ غلام رسول خان پاس تھے انہین کے متصرف ہوئے داخل ہوا اتفاق
وروہان کے باشندون کا مقولہ یہ ہے کہ کوئی شخص نا پاک مذہب والون مین سے وکیل سرکار اللہ
ہو اور کہا آن پاس بھی نہ آوے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ معزول رہا کرتے تھے

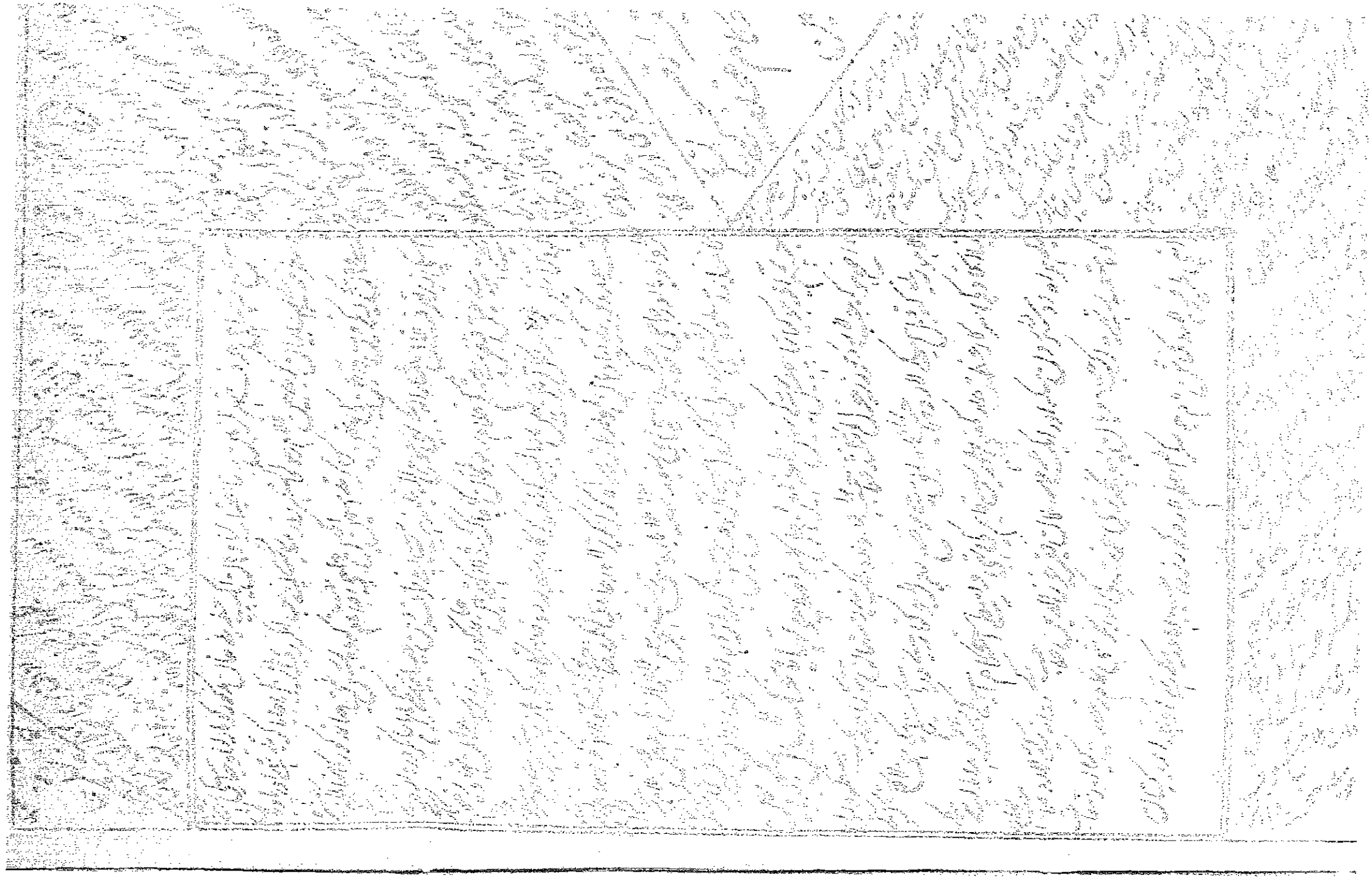

آنجا کبابهر دو مهینے بود سپاه انگریزی کے چھے جوق کر کے پندرہ روز کے فاصلے سے سندہ میں آکر اوترے
جس جگہ کو دست راست پر چھوڑ کر لوہیر میں جو کنارے دریاے سندہ کے ہی ہے اور جو کہ وہاں تہہ دریا
ہوے ہیں سیتلج بہیاس راوی چناب جہلم نیلاب اباسین زیر ایک اور ایکطرف دریاے مذکور کے موضع
روہری اور ایکطرف شہر سکھر اوپر بیچ میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے اسپر ایک قلعہ نام اسکا بھکر ہے چند مقام کر کے نیچے اس قلعہ
کے کشتیوں کا پل باندھے پس اوتر تا فوج کا شروع ہوا ایک حصہ میں سے جوق جوق عبور کر کے سکھر اور جو لوہری
سولا کوس ہے پہنچے بادشاہی فوج اور سپاہ انگریزی ایک جا ہوی تب مکالمہ صاحب اور سکندر بیگ منشی
اعل کو میر رستم خان امیر خیرپور سندہ کے پاس روانہ کیا اور اسے کہلایا کہ قلعہ بکھر کا تم ہمیں چندے
کرو اور کہ ہم اپنا پل کدھر توپیں ہمیاد وغیرہ مع کچھ جمعیت ہمیں رکھیں اگر اتفاقاً کابل میں
کچھ چشم زخم پہونچے تو ہمیں اگر استعانت کرینگے اور جب شاہ شجاع کو تخت کابل پر قایم کر کے ہم
پھریں گے تو پھر تمہارا قلعہ تم کو واپس کر دینگے اگرچہ عام سندہی راے انتہی مگر خان مذکور قلعہ بزور حوالی کرو دیتا
اور ہمیں عل صاحبان انگریز کا ہو کیا پس انتظار فوج ہمیشی کا تھا کہ وہ بھی آ ملے تو ایکے چلیں اور آگے
بیفت ہی کہ رستہ اس فوج کا حیدرآباد سندہ پر سے تھا اور امیر نصیر خان اور امیر مبارک غیرہ امیر
وہاں کے سرحد سے اپنی آنے نہیں دیتے تھے سنکر اودھر سے سپاہ احاطہ قلعہ را سیتلی
بیکر کنارے کنارے دریاے سندہ کے حیدرآباد سندہ کو روانہ ہوے کہ اول اسکو فتح کر کے پھر
کابل کا ارادہ کریں ہمیں امیر نے مذکور نے کچھ سوچا اور کہہ بھیجا کہ رستہ دیا لیکن بدون اسکے
ایجاب ہو آخر کار اسی سبب رستہ وہاں سے قایم ہوے بعد کچھ دیر کے سنہ ۱۲۵۴ بارہ سو چون

سردار محمد حیدر خان حقیقی بھای محمد اکبر خان گرفتار ہو کر آیا اسکو سردار اکبر زون بہ
بعزت تمام نظر بند رکھا اور آپکے کوچ کیا جبکہ لاہور میں فیما بین مہاراجہ رنجیت سنگھ اور لارڈ کنائن صاحب
کے صلاح ہوئی تھی تو یہ بات مقرر پائی تھی کہ کنائن صاحب مع سپاہ انگریزی شاہ شجاع الملک کو لیکر
بہاولپور اور احمد پور خانپور ملک نور بہاولخان اور وہاں سے ڈیرہ اسمٰعیل خان ہوکر پشاور اور سکھر اور قلعہ
بھکر سے جمنا دریا سندھ کالک کے شکارپور اور بہاولپور خانپور اور ڈیرہ غازیخان ہوکر قندہار پہنچیں
اور بخشی کنتان وید صاحب مع سپاہ سکھان شہزادہ تیمور شاہ کلات قزلباش کو شاہ شجاع الملک کے
ہمراہ درہ خیبر کی راہ سے داخل کابل ہوں اس واسطے کہ تیمور شاہ کی والدہ و خزانہ عیال آفریدی کی
طرف افریدی پشاور اور ہشتنگر اور ماچھی اور یوسف زئی کے سردار انکو ہمراہ لیکر مع سپاہ
راہ اور بادشاہ کے کرتے ہوئے آویں جس اثنا میں شہزادہ تیمور شاہ خیبر کی راہ سے اور شاہ شجاع الملک
کی راہ بنکش ایکہی روز داخل کابل ہوئے چونکہ میدان خالی پاوے دوست محمد خان اور محمد اکبر خان
اول ہی نکل گئے تھے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا کنائن صاحب اور سکندر برنس صاحب اور
بخشی وید صاحب اور بخشی جانسن صاحب اور میجر نات صاحب وغیرہ جملہ افسران انگریزی کو بتدریج
کندر زاہن بادشاہ نے اُن سب صاحبوں کو خلعت فاخرہ بیش قیمت مرحمت سرفراز کیں اور خیر مقدم
سردار غلام محمد خان اور امین اللہ خان لوگزی اور عبد اللہ خان اچکزی اور خان شیرین
خان وغیرہ سرداران قزلباش بارہ ہزار تومان نقد مشہور بغلام خانہ سپہوں بتدریج دیکر خلعت
سرفراز و ممتاز ہوئے کنائن صاحب نے نظام الدولہ کو خلعت وزارت کا دیوانا سلطنت کابل کی

قایم ہوئی اور شہزادہ تیمور شاہ کو روانہ قندہار کیا صفدر جنگ زیر حکومت پدر بہادری ملک رہا لشکر جہان
کیفیت امیر دوست محمد خان کی سنا چاہئے امیر دوست محمد خان کی لڑائیاں بیان واضح ہو کہ
امیر دوست محمد خان نے کابل میں جو خبر آنے شجاع الملک کی مع سپاہ انگریزی سنوار سے سنی بلا
کی اپنے بیٹوں بھائی مع سردار محمد اکبر خان وغیرہ لوگوں کو بلکر ادل بدل ہونے لگی آخر کیونکر
بابیان کے طرف چلا گیا نہایت شجاع الملک بخارا سے تشریف لا ارادہ کابل کا کر روانہ ہوا جب قندوز میں پہنچا حاکم
سردار وہاں کا بندوبست اگلیا اور ضیافت کی دوست محمد خان چند روز کے مرخص ہو کر بلخ کو آیا میر والی جو مالک
وہاں کا تھا چند منزل لگ کر آیا اور بہت تعظیم سے ملکیا ضیافت کی اور نقد و بارچہ وغیرہ سے مدد کی دوست محمد خان
نے وہاں طرح اقامت کی ابھی چند روز آسودہ ہوا تھا کہ فرمایوں کو سر آنے بے مادہای نور صاحب حاکم کے کہ بلخ
جو دوست محمد خان سے پہلے رفیق تھا دریا عبور کر کے طرف بخارا کے کوچ کیا بعد طی منزل کے جب وہاں پہنچا بادشاہ
بخارا کے کسی امیر کو واسطے استقبال کے بھیجا کہ اعزاز و اکرام سے اوتارا اور جب حاضر دربار ہوا تو
سب تمام رفیقوں کو خلعت دیا اور احوال چھوڑ دینے کابل کا پوچھا دوست محمد خان عرض کی کہ
مسرکردگان اکبر زدن کے حمایت کرنے شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھلا بھیجے آیا ہے
استعانت کی چاہتے ہیں بادشاہ نے کہا البتہ تخت آپکے باپ دادا کی جا ہے اور وہ اسکا مستحق
ہی میں بھی قدر رسید لیکن حمایت سے سرداران اکبر زدن کی نہ آنا تنہا یہ برا کیا جو کہ تم مسلمان ہو
اور ہم بھی مسلمان تمہاری کمک کی ہمیں ضرور ہی چند روز توقف کرو کہ جمعیت فراہم کریں پھر
کر دینگے جاؤ اور انکو شکست دیکر نکالدو جو کہ محمد اکبر خان حاضر نہ ہوا اسپر فوج

احکام مختلفہ کے بیان

اوان ابولان زیرہ جین

شاہ بخارا ایک دلیر اور بہادر شخص تھا اس کے بعض امیر اس پر حسد کرتے تھے ایک روز دربار میں ایک امیر نے کہا یہ بادشاہ تو ہمارے
ایک فقیر کے ہاتھ سے مارا جائے گا اس نے کہا کہ کیونکر مارا جائے گا اس نے کہا کہ ایک روز بادشاہ شکار کو جائے گا اتفاقاً اس روز
افغانی زبان جانتا تھا اپنے بعد برمکان کے حوالہ میں عرض کی کہ آج محمد اکبر خان آپ کے ہاتھ سے مارا جائے گا بادشاہ نے
تنہا بادشاہ نے لشکر اپنے دربار موقوف کر دیا دوست محمد خان نے جانا اور یہ دونوں باپ بیٹے مع اپنے رفیقوں
کے دریا کے وقت طرف پل چل نکلے بادشاہ کو جو خبر ہوئی ایک بخشی کو کہ ہزار سوار کے افسر کو کہتے ہیں دو ہزار فوج
دیکر واسطے لانے کے روانہ کیا اور اس کو کہا کہ ان دونوں کو پکڑ لے آوے نہیں تو وہیں مار ڈالے بخشی
ہو کر پیشتر تھے سردار نے ان کو جا کر انہیں کہا اور اس کو کہا کہ چلو تمکو بادشاہ بلاتا ہے بخشی پیش آیا اور
پیچھے چار ایک سوار اور ساتھ لیتا آوے انہوں نے بھی تیغ زنی کی اور پچاس ساٹھ آدمی مار کر دونوں باپ بیٹے
کو گرفتار کیا اور بادشاہ پاس اپنے لے آئے بادشاہ نے اندونوں کو جدا جدا قید کیا پھر کئی
پہنے کے بعد دوست محمد خان نے ایک قافلہ باشی سے سازش کی اور داڑھی کو خضاب کے کئی بار
رندان میں سے نکلا اور قافلہ پر آملا قافلہ باشی اوسے ایک کجاوہ میں بٹھلا کر روانہ ہوا بادشاہ
نے سنکر چند سوار روانہ کئے کہ دوست محمد خان جانے پاوے پھر دیکھکر کہ یہ قافلہ لے آوے جنانچہ وے سوار
آئے اور قافلہ میں تلاش کرنے لگے قافلہ باشی نے کہا دوست محمد خان اس قافلہ میں نہیں ہے
کجاوے انہیں دکھلائے جسمیں کہ دوست محمد خان نہا چکا تھا نوبت اس کجاوہ کی پہونچی تلاش کرنے والے
نے جو دیکھا جو کہ وہ مخضب تھا اور یہ مرد سادہ ہے پر ایسا کہ یہ شخص مشابہ دوست محمد خان کے نہیں لیکن
وہ نہیں اسواسطے کہ وہ مرد ضعیف ریش سفید تھا یہ مرد جوان سیاہ ریش ہے کہ ہی اور ہوگا

چھوڑ دیا اور سب واپس چلے گئے پس دوست محمد خان دریا کو عبور کر بلخ میں پہونچا وہاں دیکھا تو قبایل
بنا بئے میر ولی حاکم بلخ نے سب سرانجام سفر کا کہوڑے پنار پوشاک وغیرہ دیئے وہ بلخ سے کئی ہزار روپیہ
کہ بہتیرا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کا ہوتا ہی اور قیمت اسکی آٹھ روپیہ واسطے خرچ کے دیئے اور کابل
سوار ہمراہ کر کے دوست محمد خان کو روانہ کابل فرمایا واضح ہو کہ جب دوست محمد خان قریب
کے پہونچا اور دو پسر فرزند بتیجے لواحق قدیم رفیق وغیرہ انکو امیر سے ملنے امیر مذکور متصل چہار بکار
ایک قلعہ خام میں اُترا دہان دو چار سو آدمی اور بھی شریک ہوئے یہ خبر کابل میں پہونچی کہ
دوست محمد خان ارادہ سے جنگ کے چہار بکار پر آکر اترا ہی لاؤ دکھاتا ہوں صاحب نے
کہ دو پلاٹن انگریزی ایک رسالہ ہزار سوار کا مع توپخانہ وغیرہ ہمراہ دیکر روانہ کیا انگریز

اس قلعہ خام کو اگر محاصرہ کیا تو ای ہوی کنیلی صاحب ہراجیل قندھار صاحب سنوا اسکے اور دوسرے صاحبان
انگریزی سے مارے گئے قلعہ سر ہوگیا امیر مذکور مع اپنے رفقا کے نکلکر ایک کوہ پر کے دریہن جا چھپا دیکھا
رہنا اور برابر انکو ایکے مشغول مارنا شعار اپنا کیا حتی کہ سپاہ انگریزی تنگ آئی جب سن پانچ روز اس طرح گذرے
پانچویں روز امیر مذکور بھی چھپنے رہنے سے تنگ ہو کر میدان میں آیا اور انکو مقابلہ کیا وہ جو لوگ بالای امیر مذکور تھے
تھے فرار کر گئے مگر ستر اسی آدمی اہل قرابت سے جو تھے آخر زمانہ پر کھوڑے چلا دیئے اور شمشیر زنی شروع کی
دوست محمد خان فرزندوں اور برادرزادگون کو للکارتا رہا کہ ہان بچہ ہا بزنید و برانید غرض جو بچے
تیار کیے آپ بھی زخمی ہوے آخر کار کچھ مرے کچھ بھاگ گئے تنہا دوست محمد خان تنہا ایک کھوڑے پر تیار رہا
ہوا طرف کابل کے راہی ہوا اور چار دن کی راہ ایک ہی روز میں طے کر کے کابل کو پہنچا اور سیدھا داخل بالا حصار
ہو کیا پس دو گھڑی رات آہی تھی کہ دروازہ پر مکناٹن صاحب کے آیا اور کھوڑے کو وہان چھوڑ کر پہنچا اور کہا
للکارتا رہا دلیرانہ اندر ہو گیا اور روبرو مکناٹن صاحب کے سامنے پہنچ کے کہتا ہوا کہ بیٹھا رہا نہ کہا مکناٹن صاحب نے کہا تم کون ہو
امیر دوست محمد خان پس مکناٹن صاحب او تھے اور بغلگیر ہوے اور کرسی پر آپ بیٹھا نہ بیٹھا لاکر دیئے اور بہت اکرام کیا بعد شناسائی
اور چونکہ فیمابین سکندر برنس صاحب اور امیر مذکور سابق میں دوستی بھی اور نہین جتلائی تھی کہ تمہارے دوست
دوست محمد خان ہمارے پاس آئے ہین جلد آؤ ان سے ملو پس امیر مذکور نے تلوار اپنی کمر سے کھولکر
روبرو مکناٹن صاحب کے رکھدی اور یہ کہا کہ آجتک ہم نے باندھا اب آپ اسکو رکھیے مکناٹن
صاحب نے تلوار لی اور آپ اوٹھہ کر پہر کمر سے امیر دوست محمد خان کے باندھے اور یہ کہا کہ اب تک
آپنے اپنی خوشی سے باندھے اب طرف سے سرکار انگریزی کے باندھیے پہر ایک جمدار سنا دو

[illegal] دوست محمد خان کا لیکر خیمہ تک پہونچا دیا اور زوجہ کو امیر مذکور کی جو والدہ
محمد اکبر خان کی تھی مع عیال و اطفال کے تنہا سے بلوا کر خیمہ میں اتروا دیا اور رایک طرح کی دلجوئی
اطراف کی اکثر وادی اور ہر روز ضیافت بھجوا دیتے رہے چند روز میں امیر مذکور نے اپنا کیا کہ میں کابل
نہ ہونگا ارادہ لدھیانہ کا ہی ہے کہ کہاں اکبر زئی مع عیال و اطفال اور مال و منال کے سوار ہو کر دو پہاڑ اور
ایک رسالہ ساتھ کر کے روانہ ہندوستان کیا امیر صاحب منزلیں کرتے ہوئے سول میں قصور فیروز پور سے داخل
لدھیانہ ہوئے وہاں جتنے کہ مکان بنیاہ شجاع کی بودو باش کے تھے وہ سب امیر صاحب کے سپرد ہوئے پس کلکتہ سے لارڈ
انکلنڈ صاحب بہادر نے مجدد امیر موصوف کو عزت و توقیر سے طلب کیا امیر دہلی و اکبر آباد و کانپور و الہ آباد و بنارس
و مقصود آباد کی سیر کرتا ہوا کلکتہ کو پہونچا لارڈ صاحب بہادر نے ملے اور چالیس ہزار روپیہ ضیافت کے دیئے اور کئی
تحفے کے انواع و اقسام سیر اور عجائب غرائب چیزیں اکبر زئی عجائب خانوں کے دکھلا پھر روانہ کر دیا
جہاز پر جو کہ تیار ہو کر بمبئی کی طرف متصل بالا کے ذکر سلطنت شاہ شجاع الملک بلدہ کابل میں
بعد کرفتار ہونے امیر دوست محمد خان کے واضح ہو کہ جب سے افغان اکبر زئی سے جیسا کہ
شاہ شجاع بادشاہ مستقل ہوئے اور نظام الدولہ وزیر دہ دربار کر کے امورات مملکت کو انتظام دیئے
اگر کوئی زمیندار بغاوت کرتا فوج اکبر زئی جا کر اسکو کرفتار کر لاتی چنانچہ ایک بار امیر صاحب والی
بدخشان نے جو سرکشی کی جمعیت کثیر اکبر زئی ہوئی اسنے بھی اچھا مقابلہ کیا آخر کار مار کر لیا پس دو ہزار روپیہ
دو رسالے کابل سے تنہا کر دیئے زبول صاحب وغیرہ کہ قانون اکبر زئی پر تیار ہو کر
ایک کا نام رسالہ جانباز خان اور ایک کا نام رسالہ سپر باز خان رکھا کہ اسکو دو اڑھائی سال کا عرصہ

کمدزا کہ کمشنر صاحب کلکتہ سے ایسا حکم آیا کہ ہمنے تمہین منگی کورز کیا ہی وہان جاو اور کرنل مکنڈ
برنس صاحب سیدنٹ کابل کا مقرر کیا ہی سب داخل فجارح وہانکا سپہ دیکے کردو اور ایک پلٹن اور
ایک رسالہ ہندوستانیونکا اور توپخانہ طرف سکھر روانہ کیجے اور دو پلاٹن اور دو رسالے ہندوستانی اور دو
رسالے کابلیون کے اور ایک توپخانہ جملہ چھے ہزار کی جمعیت دو توپخانے وہان ملازمت بین بادشاہ
کیے رہین اسقدر فوج کفایت کرتی ہی باقی زیادہ جمعیت انگریزی ہندوستانکو چلی آوے مکنائن صاحب
جو دریافت کیا مداخل وہانکا تیس لاک روپی اور فجارح بین چونکہ فوج سپاہ کابل لاک تہا یا راہ واسطے
بادشاہ کے مقرر کیجے اور انہارہ واسطے سپاہ کے دو لاک کے جاگیر بین سپاہ خوانین وغیرہ کے کم کیجے مداخل فجارح
ہر اطرف کا بآرام برنس صاحب کہا دس لاک واسطے بادشاہ کے کفایت کرینگے بین سپاہ کو ناراضی نکرنا اسمین صاف ہو کا
ہو کیا پرس دو کہ تا بادشاہ کو راضی کیا چاہیے سپاہ اگر راضی نہوگی بزور راضی کرینگے واضح ہو کہ دشمن خارجی
دریا کے پار ہے اور ایران غزنی ہمارا ان بین چونکہ ازروی وقت و پت خاک او رکابل فجارح بین بجبا زروی سرحد
تہا اور تبدیل محمد خان بین محمد شاہ خان اور چکدلک بین عبدالعزیز خان انکے جانشین ہوے تہے
ویے برنس صاحب بولے اگر ہمارا تعاقب کم ہو کا تو ہم سب غزنی رستہ بند کردینگے اور ڈاک آسانی
سے مکنائن صاحب بولے کہ ہمارا تعاقب کم ہو کا تو ہم سب غزنی رستہ بند کردینگے اور ڈاک آسانی
سے برنس صاحب مکنائن صاحب سے کہا دیے بولے کیا طاقت ہم پر در رستہ صاف کرینگے اب
جو فوج ہندوستان کو جاتے ہی انکو بقیہ کرتے جانیکے تب برنس صاحب نے غلزیون سے کہا کہ
مکنائن صاحب تو نہین مانتے لیکن وہ اب جانیوالے ہین بعد انکے اختیار میرا ہو کا مین دو لاک روپی
خزانہ سے دلوا دونگا دے اعتبار کیجئے اور مصدر دیکے ہوے بجہ مازونہ درہ کابل حوالہ

جو کابل سے نو کوس کا فاصلہ رکھتا ہے پہنچا دن کو پہر دبا اور سب غلزی اپنے اپنے سر حد پر مستعد جنگ ہو کے
اور دو لاکھ سید کر دی اور جملہ حوالی بلدہ کابل کے مع سپاہ وغیرہ بلکہ ادنی اعلی سب کو لے کر ایک عورت
عبد اللہ خان اچک زی کی یا کسی لڑکے کی گھر جا کر بیٹھ رہی تھی دیہ سے زیادہ باراضی تنہا سے اور عبد الاسلام
خان اور امین اللہ خان نوکری وغیرہ رؤسا کابل نے مشاورہ کیا کہ سب ملکے بلوہ عام کرنا جو ہوا فساد لڑکے
ہیں ہیں انکو مار ڈالنا چاہیے پھر سب نے جمعیت انکی نوہم سب فراہم کر کے کوہستان کو چلے جائینگے پس صاحب
ایک پلٹن تربین یعنی تروپن والا بی جنرل میل صاحب افسر کی اور ایک پلٹن ہندی نوک صاحب کی دو توپخانہ
بارہ سی سوار ہندوستان کو روانہ کیے اور یہ حکم دیا کہ بچہ باز و اور سر دار تیرین کی تنبیہ کر لیتے جاؤ
یہ جمعیت جب پت خاک کہ آٹھ کوس ہے پہونچی دوسرے دن شبگو خود کابل کو توپوں سے توڑ کر اندر
یکہ جا لڑی تہان سب پہاڑوں میں جب آدھے سے تمام رات کو یہاں مارتے رہے صبح نوک صاحب
کی پلٹن تو وہیں رہی اور کورون کی پلٹن بابت کر پہریت صاحب میں آ لڑی پانچ دن تک تنبیہ رہے
کمانڈر صاحب کا پتا کہ وہ آویں اور حکم فرماویں تو ایک کو چلیں کمانڈر صاحب بزنگ اہل کابل کا بدلہ ہوا
دیکھہ کر تامل کیا اور پلاٹن کو اب کہلا یا کہ تم ایکے بڑھ کر تیرین والوں کی تنبیہ کرو ہم بھی آتے ہیں
تو وہاں جا کر خوب تنبیہ تیرین کی کر دی ہے لی اور غلزیوں کو بھگا دیا ذکر قتل پرنس صاحب
ستروین رمضان شہ ۱۲ بارہ سی ستاون ہجری مطابق ماہ نومبر شہ ۱۱ گیارہ سی اکیاسی عیسوی
کابل میں یکایک بلوہ عام ہوا دکانیں بند کر دیں رعایا پریشان وغیرہ پریشان بندہ کہ مصنف عارتگ ہے
ہر دن پر امین اللہ خان نوکری اور عبد اللہ خان اچک زی اور عبد الاسلام خان کے کہ بھی لوگ ہیں

ف دیکھے تھے جمع آپہنچے سکندر پرنس صاحب نے سنکر دو سوار اپنے جملہ خوانین پاس بھیجدیئے اور اب کہلا بھیجا
نہیں اُن لوگوں کو منع کرو عبدالسلام خان نے پشتو میں فحش بکہکر ایک تلوار ایسی لگائی کہ ایک سوار کا کام تمام ہو گیا
دوسرا سوار بھاگ کر محلہ چندولیں چلا گیا اپنے صاحب پاس نہیں پہنچا بادشاہ کو جو خبر ہوئی نظام الدولہ
وزیر کو جلد پرنس صاحب پاس بھیجا وزیر نے آکر رسیڈنٹ صاحب سے کہا کہ تم میرے ہمراہ بالا حصار میں چلو پھر
عظیم ہی اسکو سہل بنجا نو مارے جاؤ گے پرنس صاحب نے مانا اور اب کہا میری سرکار سے کہلا بھیجو کہ اگر تو کہہ جھوٹ
نجاتا تو کچھ بھی نہ ہوتا اسمیں بہتیرے ثبوت بذاتی ہیں دار پر چڑھا دیا اور بلوہ کہہ پرنس صاحب ہوا چار طرف
سے کو لیان چلنے لگیں اور ہر ہی سپاہی بہر یکے جو اندر تھے دیکھے بھی بند وقیں سر کر چھوڑ دیں پرنس صاحب نے
جو بہادری سے پرنس صاحب کے تھے بندوق نہ چلائے ایک بار پرنس صاحب منع کرتے رہے کہ تم مت مارو مگر
ہے کہ صلح ہو جاوے پھر دروازہ کو آگ لگا دی پرنس صاحب مکان کے روبرو اور ایک مکان تھا اسمیں چلے
روپے نقد دیکر تھے ایک پلٹن درمیان واسطے حفاظت کے تھی مالک مکان جا اسمیں جا اسوقت بحسب اتفاق
ضیافت کیلئے چاندی کو کیا ہوا تھا اسپر پلوہ کیا پلٹن کو مارے غصہ نوٹ لیا اپنے میں شہزادہ
فتح جنگ ایک پلٹن اور کچھ سوار ہمراہ لیکر واسطے رفع شر کے نکلا گولیوں سے مار کر آدھی پلٹن جاں
کر دی باقی بچے جو ان بالاحصار میں بھاگ گئے ہر چند کہ شہزادہ منع کرتا رہا کوئی نہ مانا سوار دوڑ کر
بھی رضی کر دیئے آخر شہزادہ بھی واسطے جان بچانے کے بھاگا دروازہ بالاحصار کا بند تھا
اور جب دروازہ پرنس صاحب کے مکان کا جلکر گر پڑا اب اندر آنے مع اور دو انگریز پرنس صاحب
تکرے اوڑا دیئے اور مال اسباب لیا ہر شخص میں لعل کے کہر پر آئے قریب چالیس ہزار روپے کے

محمد صفدر خان بہادر جنگ

احکام مختلفہ کے بیان

موقع پر معماران کا ایسے کام لیتے ہیں چہار دیواری اسکی درست کر کے برجوں پر توپیں چڑھا دیں
اور مستعد جنگ کے ہو کے پہر چار کوسی پر دہان سے ایک کا دن تہا ایسے ہی مار کر غلہ لیے آیے اور اسیطرح
اطراف و جوانب سے بہان قایم کیا جو ہمت ہوا قبضہ کیا غرض خوب ذخیرہ جمع کیے شیخ محمد کابل میں باد
رہا وہ بہی وہاں اسیطرح گذران کرتا رہے اور یہان دو سو دن انہا ہوئی تاریخ بندرہ بیس ہزار کا یہی
خیال ہے کہ ابہی فتح کر لیتے چہاردیلی پر چڑہ آیے مکن صاحب نے دور از شہی سے ایک کوس کے فاصلہ پر بگرام
سے قریب رخ متصل باغشاہ یک پشتہ چار رکہ قریب ایک دیوار مستقیم بطور قلعہ کے تہیں کہ بلند مع برج و دیوار
ہموار کیے تہے اور رو بروی دروازہ کے ایک مکان کودام کا اور اطراف چہاردیلی کے خندق پانی کی
پلاتن سوار باروت کولا وغیرہ رسد کے میکدین کا موجود رہا کرتا تہا دو سو فوج بارہ پلاٹن اور دو تین
بڑی بڑی توپیں قلعہ شکن غیرہ کے کرنالیں وغیرہ موجود تہیں فوج انگریزی سے انجمی تہیں اور اسی
لیے اوتار دیے کہ ہر روز ماہمحذوق مار بکیے اور سیاک کر رہے کو لہ کے دور جا کر تہے ہوئے اور شام کو ملیٹ انجمی
کہر دن کو چلا کیے صبح اس سے زیادہ بلوہ ہوا شام تک ترے رہا کو پہر آیے اسیطرح تین دن تک ترنے اور
مرتے رہے چوتہے دن کو دام پر جا کر ہے چونکہ تہیں انجا کچہ تنہا افیون نہ واسطہ کمک کی ملی اور سکو
اوت لیا اسیطرح ہر روز بلوہ ہوتا تہا چہاردیلی و ایلچی باہر نکلکر مقابلہ کرتے تہے کہتے ہیں کہ انہیں سے ایوان
شمس الدینخان برادر زادہ دوست محمد خان بہت بہادر آدمی تہا ہر وقت اسکی تلوار چمکتی
اور کہوڑا چلنا دکہائی دیتا تہا وہ اور اسکے دو بہائی اور خان شیر جان سردار قوم قزلباش
ہوتے ہلاتی پہ چلا تے تہے آخر کار ایک بہائی شمس الدینخان کا مارا گیا اور وہ بہی زخمی ہوا

تیسرا دفتر
حکام متعلقہ
بین

آنحضرت دس روز گذرے کابل سب خود سر بنے کوئی انمیں سرکردہ نتھا جو فکر کیران انکے کہا سنے کا ہوتا اہل عہد
خان اور عبداللہ اسلام خانی اور عبداللہ خانکو رد و سرکعزت دار آدمی تھے انمیں صلاح کر کے نواب محمد زمان
خان بارکزی جو قدیم سردار اور سردار زادہ تھا اسکے گھر گئے اور عرض کی کہ یہ سب مخلوق مسلمان ہیں بیدر سامان
ہیں انکو انکی خبر لینی لازم ہی ورنہ یہ خراب ہوینگے ہیں محمد زمان خان اور خانان دیگر خان سبز خان اپنے اپنے مرد آسودن
کو بالاتفاق کمشنر صاحب پاس بھیجا یا اور کہلایا کہ ہم بارکزی اور قزلباش حاضر ہیں ہمیں اپنے طرف سے تسلی
ہم حکم ہے کہ کے سرانجام کرینگے اور جب ہم آپکے طرف ہوئے پھر اس بلوے کا کچھ نکلیگا کمشنر صاحب خفا ہوئے اور انکو
ناراض کر کے رخصت کیا پس انہوں نے سرداری اہل بلوہ کی قبول کی اور جب خانان مذکور نے اپنے گھر سے
شمشیر نکالکر شال اور دوشالے رومال جو غنیم ہر ایک کو خان و خوانین بقدر مرتبہ دیئے اور دو سو
ہزار بلکہ تین ہزار روپیہ جمع ہوا پھر چون آدمی دستون کی اسمعانت کی افغانان کوہستان اسمتالف
اور ننگی اور لوکزی آنا شروع ہوئے روز بروز زیادتی متصد کی ہوئے لگی البتہ چالیس ہزار آدمی
سے بلوہ کم نتھا اور دن بدن بڑہتا جاتا تھا اسمین ہمین کمشنر صاحب بنے منشی سوہن لعل
کو رقعہ لکھا خوب ہوا جو تم بچکے تمہارا جینا غنیمت ہی ان لوگون نے ڈاک بند کر دی ہی اطلاع
ہندوستان کا آنا ہی کچھ کیفیت کابل کی معلوم ہوتی ہی رویہ بگڑ گیا ہی ہمین دریغ کرنا تین لاکھ
تک کے اجازت ہی لوگون کو راضی کرنا بادشاہ کے مجری کو بھیجوایا اور اخبار لکھا کرنا جیکہ
دستور انگریزی لکھہ بڑہ جاتا تھا بسر و چشم قبول کیا و دو دو سو روپیہ ماہ تین تین سو روپیہ ایک
ایک شخص کو ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر دیکر خفیہ راہ سے اخبار بھیجوایا کرنا اور جواب حاصل کرنا بعد چند گاہ

نقل فرمان

اور ہزار روپے خرچ کرنے پندرہ ہزار روپے فقط نایب حمزہ خان تعلقدار غنیمیوں کو اور ملبس زر
اپنی ذات کے خان شیرینجان کو دیے بحسب ظاہر تو وہ بیحد خوش ہوکر راضی ہوگیا مگر فقط خان شیرین خان دل میں ظفردار
انگریز صاحب کو نکالنا تھا جو آدمی دانا تھا انگریز صاحب کو کونکا محمد میں چند روز لیکر آجانا تھا وہ دیتا اور اپنے ملک
تھا اسکو چالیس روز کذرے ہونگے کہ بخارا سے خبر آئی محمد اکبر خان کی معلوم ہوئی اور یوں کہنے لگے
دشمن مارے یا پیر جنرل مکناتن صاحب کا دوست ہو لیکن ہاتھ سے محمد اکبر خان کے کیسے
کہ محمد اکبر خان کو کسو قافلہ باشی نے قید سے شاہ بخارا کے کسی حیلے سے نکالا خان مذکور سنا تھا سو خوشی دریا سے
عبور کر کے بلخ میں پہونچا امیر والی حاکم بلخ وہاں کے بہت خاطر کی اور سو سوار اوزبکیہ ساتھ دیکر روانہ
کیا جب یہ قریب کابل کے پہونچے انکو سن سے اطلاع دی یہاں روک گئے اور زری غرض شہر میں لیجانا
محمد سلطان خان نام اپنے بھتیجے کو کہ جو از اہر روز خان جوانمرد یا کہ تیرہ سو خانہ کو رکھتا تھا
چند روز کے عرصہ میں مکناتن صاحب سے کہلا بھیجا کہ تمہارے باپ ایبرڈوٹ محمد خان کے ساتھ لارڈ کوزن صاحب بہادر سے
ہیں ہر سال روپے سالانہ مقرر کر کے اپنے ملک میں رکھا ہے اور کے لدیانہ میں تمام زن فرزند اور مع تمہاری والدہ
خورسند اور سب بھائی بند آسودہ ہیں تمہیں چاہیے صلح و صفائی کرو صلاح رکھو سکھ اچھے ہیں دونکا اور
جلال آباد تک خیر و عافیت سے پہنچا دیجائے گا تو البتہ تمہاری بھی ماہوار تمہارے باپ کے برابر
کروا دونگا محمد اکبر خان نے کہا اچھا مکناتن صاحب فوراً پچاس ہزار روپے بھجوا دیے محمد اکبر خان
نے سوار اور پیادے رکھے اور بعد چند روز کے مکناتن صاحب کہلا بھیجا کہ تمہارے ہمارے بالمنافہ

ملاقات ہونے واسطے بعض مقدمات ضروری کے ضرور ہے بوجہ اطمینان چاہیے ۔۔۔

محمد اکبر خان نے جہت قرآن شریف پر مہر کر کے دو معتبر آدمیوں کے ہاتھ بھجوا دیا اور کہلا بھیجا کہ
کہ انہیں اول ہیں رکھو اور بقول بموجب اس ارادہ کے دو کے قبول کیے اور باہر میدان میں ملیدہ اور چھاؤنی
ملاقات قرار پائی پس محمد اکبر خان قبل سوار ہونے کے کنتن صاحب کے خفیہ آپ نے چند رفیق اول ہی بھیجے
پرول جلدہ پل جو بیچ میں ہے تلے سب فوج کو دو میلے دغا کے چھپا دیا اور خود تین رفیقوں کے اور سر ظاہر
میدان میں منتظر اکھڑا ہوا کنتن صاحب کو اگر چہ منشی موہن لعل نے کہنے سے شیر خان کے ایما کہا تھا کہ اس کے عہد
پیمان اور قسم و ایمان پر اعتماد نکرنا چونکہ انہیں بہروسا تھا کہ ہم سے ایسے بیچے تہ سلوک کریں گے اور
بھی امیدوار دغا بازی نکریں گے دو سوار تیز سے معتمد پاس صاحب کے رسالہ کے ایک بات میں ساتھ لیکر چھاؤنی سے نکلے
اور پل جو بیچ میں اسطرف اگر کھڑے ہوئے وہاں کنتن صاحب لوگ ساتھ لیکر ایک تیز محمد اکبر خان کے اور پاس گئے محمد
اکبر خان نے کہا تم ہمارے گھر چلو اور فیصلہ یہیں ہو جائے کہ وہاں لیجا کر دو چار لاکھ روپے ایسے لینے اور نہ ہونگے
ایسے کرو نہیں ہے ذالکر کینچی بھینکا مار کر جدا ہو گئے محمد اکبر خان نے جہت تعاقب کرنے لگا کر جھونک دیا اور سلطانی
بھنوی نے ایک ایک تلوار مار کے پرزے اڑا دیئے کنتن صاحب کے ذالا دوسرے اور ایک صاحب کو مارا
لڑکے تو دور رہا اور محمد اکبر خان کے نزدیک تھے پہونچے پہونچے تک دیدو تو
انکے زینوں کو بھی پکڑ کر دو گھوڑوں پر بٹھا لیے اور کنتن صاحب کا سر اور دستر لیکر اپنے لوگوں
میں جا ملے پہر رستہ میں انہیں بھی مار کر پھینکدیا اور لاش کنتن صاحب کی کمان سے باندھ کر
نشانہ کی عجب جو بندوق بھی اور ہر سے گذرتا ایک گولی مردے کو مارتا پہر ترائی شروع
ہوئی اور چھاؤنی میں سب افسر ماتحت جیسے صاحب قرار پائے پس ہمیں ہیں انکو ایک کرنل

چھے کمپنی اور دو توپین لیکر چہاولی سے نکلا اور ٹیلہ پہاڑ و پرچڑہ کیا اور اس کانون کی جو اوپر ہیں
توپین مار کر اوڑی اور لوٹ لیا صبح کابلی بیگ ایلچی کو بھیجا اور للکار کر قریب بیس ہزار آدمی مجتمع
ہوئے چہاولی پر آئے کرنل مذکور پہاڑ پر چڑہ کے گولے مارا انہین شادیانے کے پہاڑ کو گھیر لیا اور جو گھیرا
وہ پہاڑ ایکطرف سے کٹا ہوا نہا پانچہزار آدمی وہ پہ دب اگر اسکے آسپاس ہوتے پہر جب انہین سے کوئی
سر نکالتا اوہر سے گولہ چلتا پس ایکبار بوہین سر نکالکر دوتوپین خالی کرواوین اور حملہ کرکے گھیرا
ہارتے ہوئے اور پرچڑہ آئے کرنل تو اول ہی گولی کی زد سے مارا گیا تہا برابر چھے سو پیادون کو قتل کر ڈالا
اور توپین چھین لین چہاولی والے اگرچہ قریب تہے مطلق کمک نکی اور کرانی غلہ کی آسپاس تہی کہ ایک
کرین یا دو یا سیر دانہ ہوتے کیہون کے تیے وے غریب کہانے بہی نہ پاتے کہ جاتے ہانہ وہ سوا اس بیسکر
کو پہر قیام ہوا اور نہ جی بیسکے جہوٹ کہتے تہے آسپاس کہہ چکے تہے آخری یا دو رتن ہے کہ کو پہر رہتے اپنے کہرون
چلو اور اپنے کام مین مشغول رہو اور یہ بہی واضح ہو کہ اسقدر قندہار اور غزنین اور بہار یکاولون بہی
جو سنا کہ سکندر رئیس صحابہ کابون قتل ہوا اور بکتاش صاحب یون بارکیے دہاقندہار والے فراہم ہوکر بارہ
چہاولی پر چڑہ آئے وہ یہ باہر نکلا اور مقابلہ کیا شہزادہ تیمور شاہ تو شریک حال صاحبان انگریزون کا رہا اور
جانب اہل بدیکہ ہوا اور میدان مین سپاہ انگریزی پر کئی بار گہوڑا چلایا اور تڑا تڑ بکہ ہر دفعہ اتر
شہر والون کی تین ہوی اور وے تا اختتام مہم کابل وہان قیام سے رہے اور اور انکو سندہ بہی
خوبی سے ہر ایک چیز ملا کرتی تہی مگر غزنین و بہار یکا رہین جو دو بیس تہین دو ہانہ رہتے اون
یکبارگی قتل ہوکین اور شہر کابل مین بالا حصار کے قریب ایک پہاڑ ہی اسپر ایک برج ہی

فوج تو پہ مار کے مرکنی اور شدقین ہاتھہ سے چھوٹ گئین کا لیے آدمی تو بہین سے اگر کوئی آدمی
محنت سے خرد کابل تک پہنچے وہان افغان کے حوالے ہوے اور پہاڑ و بن چھپے ہوے رہتے ہے
کوہیان مارے یکے پیچھے کہاتے ہوے ایک تہ سے پہر تو چوطرفہ مار شروع ہوی یا کئی سو قدین
تہ دیے چلتی تہین اور وہ تلوار اور بندوق مارے ڈالتے ہے جسکا مال ہاتھہ آیا ایسا ہوا لاعلاج جو سو برا کہ
بہاگے ہوے جانے نہین جو کثرت رفیق جانے نہین رہا کسو کے ہاتھہ پہ کسی کے پاون کٹکر رہے
اور دو دو سو تین تین سو آدمی جہان دم لینے بیٹھے وہین سردی ہوے ہاتھہ پاون گل گئے سو تین تین
مردونکی دیر نہی سب راستہ مین تمام ہوے ایک صاحب وہ بہی زخمی گھوڑے پر سوار آدمی رات کو جلال آباد مین پہنچے
اگر آٹھہ دس صاحب ہوے ہوتے اور مستعد رہی ہاتھہ اور کچھہ بندوبست ایسے ساتھہ ایک آدمیون کے
مین محمد اکبر خان پاس جاکر جو کچھہ حرف زدن ہوا وہ بہی ہمراہ تہا پناہ کابلی خان مذکور سنا نہین
اپنے لوگون مین لیکر بچا لیا اور سوا ایکے جملہ ایک سو کابلی انگریز صاحب لوگ اور سو لگہ اور کمپنی صاحب
پی پی اور سیل صاحب کی پی پی اور بنی اور اندرسن صاحب پی پی اور رہی بیٹ صاحب کی پی پی
قرتہ اور ایک منتیون کو کابل مین واپس لاکے ایک تہ بے مکانین اوتارا اور ہر ایک کو ایک
قدر سوانق اوڑنا بچھونا اور برتنین اور بالا پوش مکو دیا اور بہت سی لکڑیان دلوا دین
سلکہا دین اور کرم ہوین اور بیراجی نام ایک ہندی کو واسطے خدمتگیری کے تعین کیا اور
دروازون پہ لوگ بہلا دیے تاکوی انکو ایذا نہ دیوے پس شہر مین حکومت محمد اکبر خان اور امان اللہ
خانکی ہوی اور بالا حصار مین بادشاہ کی سوا محمد اکبر خان بکہ دربار مین بادشاہ کے

سب آیا جایا کرتے بعد اسکے سولہ ہزار آدمی جمع کرکے محمد اکبر خان جلال آباد پر آیا جب یہ لوگ حملہ کرتے
وہ تو ہمیں مار کر شادیانے سبکڑوں آدمی قتل ہوتے نہیں اور اکثر اندر رہے پانچ کمپنیان دو سو سوار دو توپیں
نکلکر نکلیں اور چار کوس اطراف کے کانون مار کر غلہ کا وکور رہے آپ اسطرح پہار ہیں کرتے محمد اکبر خان
سے کچھ نہوا دو صاحب دو توپیں اور ایک سوار پیدل لیکر دو گھڑی رات رہے نکلے اور ان پشتونون کا سیکڑون
آدمی مار یکے اور باقی آپکا چھوڑ کر جو بھاگے بہت سے دریا کنڈہ ہمیں ڈوب گئے چونکہ محمد اکبر خان انہیں
ہمیں انہا ملا حون نے جالیں کیوہ ایکطرف عبور کا ہوتا ہی نہ تھا کرلعان کے طرف نکالدیا وہ پیدل سینکڑا
بترین ہمیں چار ہاور باقی بچ رہے ہوئے لوگ پیدل آدمی رانکو کابل پہونچے اسمیں جلال آباد والون کو
بڑی تقویت اور فایدہ کثیر ہوا ذکر قتل شاہ شجاع بعد اس فتح کے بہت سے لوگ خصوصا ناکری
دوست محمد خان کی قوم والون نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ انکو بغیر مذہب بغیر قوم بغیر ملک وملت دین
ہمیں اور بغیر وطن کو ہے ملک وملک میں کوئی جگہ نہیں دنیا ہم سب آپکی اطاعت میں حاضر ہیں کیونکہ
نہ بہتر ہے کہ آپ جلال آباد کو جیتے اور وہان سے بھی سپاہ انگریزی کو مار کر نکالدیں بادشاہ بہت خفا ہوئے اور
بیوفائی انکے چند بے طرح دیتا رہا تب فتح خان وزیر کی بیٹی زوجہ محمد زمان خان کی اور چند بیبیان قوم
تشریف لیکر بادشاہ پاس آئیں اور چادریں پہلائیں اور خدا کا واسطہ دیں بادشاہ نے بادل ناخواستہ
پس پیش خیمہ اور بھیجدیا باہر میدان میں کچھ اہوا آپ پانچ ہزار رعیت جمع ہوکر اور بہت سے
سوار داخل خیام ہوئے عام خاص سب جا بجا واسطے بندوبست کے دروازے پہر سے سوار اور
پیادون کے کھڑے ہوئے یک عجب اتفاق روزگار جب پہر رات گذری پہر بادشاہ چند آدمیون

بالاحصار میں تشریف لا ئے اور آرام فرما کے بحمیل ارشاد اقدس کرخام کیا پوشاک بہنچے جواہر نگار جام
سوار یکاد یا ہنوز رات باقی تہی محل کی پچھلی طرف سے بیرون نہ نکلنے کی نوکروں نے بہی عرض کی صبح لشکر میں مصیبت بلا کا غل
وشور ہے ارادہ فرمایا چونکہ اجل دامنگیر تہی بادشاہ نے کچھ خیال نکیا آخر بے قضا جبر پنجہ خونخوار ملک الموت
چوخوابدار کسی جائیں برارد ہ بر جنبش نہد دیگر دوکوش نکی برلب نہد کوید کہ فاموش کہ رحیمی وحملہ
چوبدار عصا بردست کر دپیشہ وغیرہ پچاس آدمی پانچ سو سوار یکی تکلی راستہ میں شجاع الدولہ محمد زمان
خان کا برغیثا ساتھہ ستر جوان بندوقچی فراہم ہوکر آئیگا ہمیں بالاحصار اور پل بنگش کے متصل ملیں گے بادشاہ
تنہا سواری برابر آیتہ ہی ایک شتاب ہوی شتاب کر دینہ بہاگ کے بادشاہ زمینی ہوکر شکست کھا کر
سو دو بے سوار غریب نگر مارے گئے اور جوان شجاع الدولہ کے بادشاہ کو کمیر لیے سر چندہ کہ فرماد و زاری کی
اور بادشاہ کے در گذرا در گذرا کیا رہے کسو نے پروا نکی قزلباش بے پہوکہ یا ایک سوار ہمیں دو تین
اس احوال بادشاہ کے تنہا ہمیشہ ایک پاس سو پانچ لاکھ روپیہ کا جواہر ہوتا ہی کا رہنے کے بہاسلے
ہوتے بے ازار اور بادشاہ کا کلاہ کاٹ جواہر جسقدر کہ تنہا جیب سے کمر ہمیں مانندہ سوار ہوکر نکل گیا
شجاع الدولہ اور باقی ایک لوک بہی فرار کر گئے حوض کے تو نہ خوب بلا اور بے خیالی تہا
صبح لشکر میں خبر ہوی سوار دوڑ کر آئے بادشاہ کو سرکتا ہوا پچان گئے اور قاتلوں کا کچھہ پتہ نہ پایا
لاعلاج لاش کو اوتہا بالاحصار میں لائے کفنا ئے دفنا ئے فیہ ہوا جو کچھ کہ ہوا در سلطنت
فتح جنگ بعد کشتہ ہونے شجاع الملک کے شہزادوں نے انعام کر کے شہزادہ فتح جنگ کو تخت
اور تاجدار بنا کے فتح جنگ نے محمد اکبر خان کو وزیر کیا اور اکثر جوانان کو خلعت دیا سلطنت قایم ہوی اور

سکہ جاری ہوا چند روز کے بعد زینب زر و جواہر شاہ شجاع کا شاہ ایران کے ملک کیا فتح جنگ خاطر کی کہ
جواہر بیش بہا اور کچھ کم قیمت عنایت فرمایا اس سے وہ بدفرہ ہوا اور سخت گفتگو کرنے لگا اسی اثنا میں خبر آئی
کہ جنرل پالک صاحب بہادر سپہ جمعیت اکبری جرار و کرار لشکر داخل جلال آباد ہوئے اس سے فتح جنگ کے دل
ہو کر محمد اکبر خان کو تو جواب کڑے دیدیا اور معرفت منشی سوہن لعل کے مرزا احسن اللہ بیگ کو اپنا وکیل
بھیجا اور آنہہ اشرفی راہ خرچ دیکر روانہ کیا یہ ایلچی قافلہ بانی کے ساتھہ راہ راست چھوڑ کر دیرانہ کو جا نکلا
جب جلال آباد کو پہونچے اور پیغام شاہ فتح جنگ کا جنرل پالک صاحب جنرل سیل صاحب اور کرنیل صاحب سکندر صاحب
صاحب زبانی بیان کیا پالک صاحب بولے ہمارے کابل کو آنے تک فتح جنگ کو لازم ہے کہ بالا حصار کو بسطح
زمین کے اور منشی سوہن لعل کو واسطے کرنے آوری غلہ کے لکھا منشی مرزا احسن اللہ بیگ خان تہیکہ دار شکارپور
اور غلام مرتضے تہیکہ دار سبزہ آور شاہ دلیخان تاجر سے تربیتی ہزار روپی قرض لیکر محمد علی نام قزلباش
کو دیکے اور اس کے مہری سید مرزا احسن اللہ بیگ خان بکور اور کرپارام کی گواہی سے لکھوا لی جب یہ
سوی الیہ دیہات بین اطراف کے اسقدر غلہ فراہم کر رکھا اور شاہ فتح جنگ نے پشت کرمی جنرل پالک
صاحب کی دروازہ بالا حصار کے بند کرا دیئے چار پانچ ہزار آدمی جو ملازم بادشاہ تھے پیچھے
پر نصب کیے اور شہر کے لوگ طرف محمد اکبر خان کے ہوئے جنگ شروع ہوئی کوئی چلنے لگی بادشاہ نے
خان وخوزمین سے کہلایا کہ محمد اکبر خان ہمارا قدیم خانہ زاد اور پرورش یافتہ ہے تم اسکی رفاقت
میں کیوں نکمرام ہوئے ہو اور ہمیں ایذا دینے ہو آخر مرا ہی خدا کو منہ دکھلانا ہے
مانند تہیے عجب زبانہ ہی پالکاں ہے بیغیر شخص چاہیے لوک سبکی طرفداری کریں تیسرے دن بیرون اسطرح کا

دو مہینے تک مقابلہ رہا جب جلد کرتے تھے وہ پھر پیچھے آخر کو ایک سرنگ سے بازاری کی
کی طرف کھود رہے تھے بارود بھر کر آگ دی پھر کر اڑا دیا کہ تو لوگ بہت ڈر گئے کہ شہر کے
دو ہزار آدمی غارت ہو گئے پھر رستہ ہو گیا صلہ کیا بادشاہ دو ہزار آدمی لیکر ذات سے مقابلہ کیا اپنے ہاتھوں
سے توپیں لگائیں حملہ کو پھیرا جب پھر بوچھاڑ ہوئی لوگ اندر دھس گئے فتح جنگ کا شکست ہوئی
خان نے فتح جنگ کو پکڑ کر قید کر دیا پھر کیا بشہر کیا بالا حصار میں عملداری مذکور کا ہوا مدت عہد دس برس
قول و قسم کے ساتھ مشی سہن بعل کے شہر جان سے لیکر اپنے قید میں رکھا اور چھوڑ دیا ہوں کہ بیس ہزار روپے
لیوے تب یہی رہا کیا آوین ہی اس شخص کو کہ آدمی باوفا اور نمک حلال تھا سر کار انگلشیہ کا
یہاں تک کہ صاحب لوگ سب کی خبر خواہی کے قابل ہوئے اور سوا اسکے بہت سے کام قدردانی کے کیے جیسا کہ
بیان سے ظاہر ہے جس قدر دن کہ رہے تھے مطابق زیادہ ہوا ہر کا فتح جنگ زیادہ ہوتا تھا اور قید کرا
ایک کشتوار کا مسلمان زندہ رہا اسی طرح پر صورت پائے تین فتح جنگ پہونچایا اور ایک گھوڑے پر
پر انہیں سوار کروا کر لے نکلا اور ایک رات دن میں کاس کوس میں طے کر کے جلال آباد کو زد یک جنرل مالک صاحب
کے پہونچا دیا صاحب موصوف نے فتح جنگ کی بہت خاطر کی اور ایک جوڑہ برابر اپنے خیمہ کے کہڑا کر دا کر اسمیں
اوتارا اور دو چار آدمی واسطے خدمت کے تعین کیے اور پہرہ دچوکی سے بندوبست رکھا احتمام مہم
کابل یعنی بدلہ لینا جنرل مالک صاحب اور جنرل سیل صاحب نے اپنے کشتونکا اور
کر کے چھوڑا تا اس ملک کو اور چھوڑا لاتا اپنے قید پر ملکو اور چھوڑ دیا دت
محمد خانکو پس جنرل مالک صاحب جلال آباد کے چھاؤنی میں رکھ کر فتح آباد کے فیصلہ زن ہوئے اور وہاں

سبب کمی باروداریکے تامل تہا کہ حکم لارڈ نرجنرل صاحب بہادر کا تہا کہ صبح واجبات کا جاکر
کمر و جلد جاوے اور انتقام کرکے اپنے قیدیون کو چھوڑا لے آوے بجز اسکے بالکل صاحب شہامت تیاری کی کہ بعد دن فتح
جنگ کو ساتہہ لیکر ہوئیے کوچ کیا اس ترکیب سے کہ ایکے توپخانہ کی فوج اور چند توپین کہنڈرونکی اور دو توپین
ملسولی اور پیچہے ہیں خزانہ اور ارکے پیچہے سکندین عقب پر ارکے بہیر بگاہ بعد ارکے توپخانہ کی جمعیت اور دونون
طرف دو پلاٹن پیادون کے پیچہے ہیں بندوقین مارتے اور کوہستانیون کے ترکی ہوین تمام دہین
کوس چلتے تہے اور جہان مقام ہوتا تہا تیاری شبخون کرنے کی دو گہنٹے پہلے تمام رات کو یہان مارا کرتے محمد اکبر خان نے
ہوشیار سپاہ کی سرکردہ بامیانیکے قیدیون کو جو ایکسو کہی آدمی تہے اپنے مشار الیہ کے قبضہ مین آکر لیتے تہے اور انہین اس مقام
مین نظر بند رکہا تہا جیسا کہ گذرا صالح محمد خان کے ہمراہ روانہ کیا اور ایسا کہا کہ انہین ہندوکش سے اوتار کر بلخ
مین پہنچا دو مین شاہ بخارا پہنچ ذالحجہ مہینہ تین دن کے بعد سپاہ اکبر یہ جبکہ تک علاقہ عبد العزیز خان غزنی
پر پہونچی کچہ مہینہ یان دور سے نظر آئین ایکے کی طمانیت لیس ہوگئین دو جبکہ قلب ہی دونون طرف پہانت
اوپر ہزارہا غزی سوار ہاتون مین نشان ڈہول بجاتے ہوئے انہین سے دو ہزار رد پیلہ ستہ
ایک ٹیکری پر کہ آدہی تا ڈاونچی ہوگی یا کہترے ہوئے اور کوہان چلے لیکن اس فکر ان کی
کو بیکار کر ہوتی تہی اور انکی زد نہیں پہنچتی تہی کہ یہ سر دیے قدم ایک رکہتے تہے اسمین کچہ
رخنے ہوئے اور کچہ ہوئے افسران قوم بدلسولی توپین جو پچہ دن پہلے ہوئین ہمراہ نہین تہین یہ چیز
کوئی نہین جہت غور کر مارنا شروع کیا تین بار چلے تہے ہوئے سات آدمی اور ایک
حصہ ایک تیسرے پر پچہ کہین اور جا بجا ہی ایکبار ایسا افغان کہ زیادہ

سورون کی رحمت سے کہا وے کہو تریے چلا کر خوب تہ تیغ پدر یغ کیئے بقیہ السیف قراری ہو کر پہاڑ
پہوڑون مین چھپ گیئے پس دو نو طرف پہاڑون پر جو جھنڈیان لہراتے اور قلقاریان مارتے ہوے کہڑے تہے وہ ملک
ہندوستانی کو چڑہاے کا حکم ہوا وے۔ بندوقین سنبھالے لگے جنرل صاحب اسپیے نو پین منگوا کر دو بار مارے ایک گولہ
توپ کہ بہر پہنچے آدمیون پر لگا اور دوسرا کچہ اونچا دو پین آدمی اور طرکیئے لتے پتے پین پلاٹین اور پر جا کہڑی ہوی
اور دو پیلے بہاگ کر پہنچے اور زیادہ راستہ ہو گیا جمعیت خزانہ بہیر وغیرہ سب لگے تہے کہڑی چار اگ دن باقی تہا کہ
چکدلک پر آکر اور تریے ہندوستانی پلاٹین بہی پہاڑ پر آکر شامل ہوے جب درست ہوی دو انگ پہاڑون پر سے توپین
اور میدان مارتے رہے اسطرح لڑتے ہوئے تیرین کو پہونچے وہ جا اس سے بہی زیادہ بلند ہے چہار طرف پہاڑ ہے بیچ
مین خشک ندی ہے مین پانچ پانچ چہے چہے سو گز روڑے پڑے ہوے ہین وہان اڑے بڑی ہشیاری کی تمام رات پلاٹین
کو پہاڑون پر چڑہاتے رہے صبح مقام ہوا وہان بہی البتہ چہے سات ہزار غلزی ہو سکے جہان جہان
سے راستہ تہا اور دیکہ جانتے تہے جوق جوق دوپہر سے آپکے کو لیان مارنے لگے یہ بہی دو پلاٹین
کو پہلا کر شام تک جنگ کرتے رہے افغانون نے جانا کہ اب یہ کہر گیئے ہین ہم جانے بندوبست
محمد اکبر خان کو لکہا کہ ہمنے لشکر کیے راستے بند کر دیئے ہین تم شب اپنے تئین یہان پہونچاؤ
محمد اکبر خان چار ہزار سوار لیے سوار ہو کر چلا اور صبح ہوتے ہوتے داخل تیرین ہوا اور وہان نشستی
سو بن لعل سنے جو رسول صالح محمد خان کی ملک ہزارا کو سنکر سید مرتضے شاہ کشمیری کی زبانی کہلا یا
کہ تم ہرگز قیدیون کو کوہ ہندوکش سے اودہر نہ لیجانا اب کوہی دونون بین فوج کابل مین آتی ہے
پچیس ہزار روپیہ انعام اور ہزار روپیہ ماہوار ذات کی اور سوا اسکے تنخواہ سپاہ سرکار کمپنی بہادر سے

کرواد دونگا اور ایک حفظ خان نیز تجانکا سردار قوم ہزارہ کو لکھو اکر روانہ کیا کہ اگر یزد اور قزاق
ہین اگر تمنے اپنی سعادت سے قید یو کو جانے دیا تو تمہارا زن و بچہ قتل ہوگا تو وہان سے کوچ کیا اور یہان آ کر اگریزی
تبرین سے طرف گل بیل کے متوجہ ہوی اور سامان بار کیا پانچ ہزار غازی ہر چہار طرف سے ہمراہ کیے یہان بار سے
افران لشکر نے دروں پہاڑون کے کمیان بندوقین بھر کے کہا کہ ہین مبادا کوی بغل ہین سے نکل آوے اور ہمیشہ کو
چلتی ہوی ایک کو بڑھایا اور ایک زن حنے ثلث کمپو حفیف پہر کے رہا تا کوی پیچھا نکرے اور
سب آگے ایکطرف کو جمع ہوے جنرل مایک صاحب اور جنرل سیل صاحب ایک پلٹن بول صاحب کی اور ایک توپخانہ بندی
مقابل ایکے ایک ٹیکرے پر چڑھا دی آگی چوق پر کو لہارے ہین اب نہین کہ ہم آگے کو بڑہین اور دو گھنٹے
راہ سے پہر آرہین اور دم سے کوچ کیا غازی پانچ پانچ سو کی ٹکڑی باندہ کر ایکے آگے اور کو یان بار رہے
جب بول صاحب کی پلٹن کا کو بڑہتا تہا دو چار اور بڑہ جاتے تہے اور باقی کے سپاہ پہر دو سے آتے تہے اور ٹیکے
پر سے چلے جاتے تہے چار گہڑی دن چڑہا ہوگا کہ محمد اکبر خان چار ہزار رسوار سے آیا اور پیچھے غازیون کے
گہڑا ہوا انہین سے پانچ سو سوار کہوڑے دوڑ ایکے آگے اور انگریزی پلاٹن پر بندوقین مار کر واپس چلے
گیے اور پہر پانچ سے پہر آیے اور اسیطرح بندوقین خالی کین اور لوٹ گیے جنرل مایک صاحب نے ایک
رجمنٹ مسکی ورا کو بھیجی اور ایک رجمنٹ بندوستانی غلام محمد خان رسالدار کی ہمراہ کر ان چار ہزار
کابلیون کے مقابل کتر اکین اور وہ بدستور آیے اور کو یان پہر کے پہر سے رسالدار نے اور از
دیا جہت سب ایکجا ہو کر تعاقب کیے اور ساتہہ ہی ایکے غول ہین گہس گئے اور تلوارین کھینچکر مارنا
شروع کیا سیکڑون کو مار لیا وہ سد ہر نہ پائے سو پہر کیا یہ آگے کے وہ پیچھے اور مارتے ہوے

احکام مختصہ کے بیان

بار بار نازل ہوے ہیں تاکہ احوال و وقایع

دو کوس تک چلے گئے اکبر خان بچاس سوار لیکر ایکطرف کو نکل گئے جہاں سے اسکا پتا لگے وہ بیحد حواس
پہاڑ کا چلا جاتا تھا اور یہ تاک لگائے ہوئے خود کابل تک جو تیرین سے چھ کوس ہے چلے گئے آخر محمد اکبر خان ایک
دربہین کہ کس پہاڑ پر ہین چلا گیا ہے پہر سے غازیون نے جو یہ حال دیکھا وہ اپنے جنگل اور پہاڑ دونکے سوے
تمام سپاہ انگریزی خود کابل ہین انکے زری خزانہ اور بیبی بچے یا پول صاحب کی پلٹن بھی ہے
گورے سواروں نے محمد اکبر خانکے فرار کا حال بیان کیا جنرل صاحب نے انکو انعام دیا اور خوش کیا اس
شکست فاش کی خبر جو فاش ہوی کابل کے لوگ سب آ آ کر دن بھر لشکر کو بستانون کو چلے گئے شہر خالی ہو گیا مالک
صاحب خود کابل سے پیدل خاک اڑاتے ہوے اور وہان سے ٹل یکرامی پر جو کابل سے تین میل ہے آئی دن
ایک کمپو سے فاش صاحب بھی کو بھیجا ذکر اینداین کہ زنا صاحب الا جا مالک صاحب کے جو قندہار کو بھیجکر
چلے تھے قاضی کے نزدیک میدان ہین غزنین کی سمت اگر آتے ہے پس خان شیرین خان سردار
قزلباشان اور نایب شریف خان وغیرہ عمدہ عمدہ بیدل کے ہمنے سے جو منشی سومین بھل اور دوسرے
ملازمان انگریزی کے ساتھ سلوک کئے تھے ہمراہ منشی مذکور کے اگر جنرل مالک صاحب سے پہلے جنرل
صاحب نے اُن سبکو خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور خان شیرین خان سے فیدو نکا حال پوچھا اپنے
کہا ہزار سوار قزلباشمین دینا ہون انکو خرچ دوا ہی اور اپنا ایک صاحب ہمراہ کر دیجیے دو پہر آتے
ہین دوسرے دن سکیسر صاحب ہزار روپی لشکر قزلباشون کے محمد ہین کے اور ان سبکو خرچ راہ
دیکر مالک ہزار اکو روانہ ہوے جنرل صاحب کی مینی اور پلٹن قید یون ہین تین دن بھی

دو پلٹن ایک بجمعت چہار ضرب توپ لیکر دوسرے راستہ سے جدہر محمد اکبر خان فرار ہو کر گیا تھا

تسخیر قندہار

جنگام مخلصہ

بیانمین

چلے اس خیال سے کہ کہیں اب نہو کہ خان سفر در پہر کو ن کو جمع کرلے اور طرف ملک ارہ کے جاکر قیدیون
لانے مین تامل ہو پس فرمانیں کیئے اور قیدیون کو لاکر لشکر مین جنرل صاحب پاس پہونچا دیا تب فتح خان نے
کہا کہ آپ تخت پر بیٹھو اور سلطنت کرو دوسرے پر یہ کہا کہ خلعت ظالم اور بے شکر دم بے ایمان ہین مجھے
منظور نہین بعد جسپاہ کو واپس بھیجنے ان لوگون کو جو کوہستان سے تالقہ مین جاکر چھپے تھے اور نہ کیا اور منشی
بے کہا تم بھی ہمراہ جاؤ اسوقت منشی نے کہا یہ غلہ جو دیہات مین جمع کیا ہے کچھ سپاہین سے سرکار کے کام پر
آیا ہو غور غلہ فروش سرکار کے قابو مین ہین حکم ہو تو اسکو بیچ کر وصول کرون جنرل صاحب نے کہا اگر تمہارے دل
جانے سے نقصان ہوگا تو ذمہ سرکار کے ہی منشی نے کہا اور ہرورنہ ہوا اور یہان غلہ فروش فراہم ہوگئے کل
تین ہزار روپے وصول ہوئے یہان کنور مرزا احسن اللہ بیگ صاحب سے ملاقات ہوئی کہا روپے قرض خواہان نے
منشی سے تو دس برس مین وصول کیا یہ نہین معلوم کہ سرکار سے پیروہ دل منشی مذکور کو کب سے ملا کیا
ذات پر شیے غرض جب سپاہ تالف مین پہونچی وہان کا رستہ جو اب پوشیدہ لوگون تک پہنچا دیا تھا
ہوا تھے مین ایک افغان آیا اور سب کہا کہ اگر مجھکو انعام بقول دونون کے سر پہنچا کر پہنچا دیا ہون
پیچے بہت اچھا ہوتا نہ لیکر روانہ ہوا واقعی جیسا کہ کہا تھا ویسا کیا آیتی ہ سے لیکر چلا کہ سر
کثرت کہ دیار بستہ فرار کا تو وہی تھا خود بخود بند ہوگئے انکا بس کچھ نچلا یہ کوئے اور چھپے مارے
ہزارہا آدمی مارڈالے لاکھون روپیون کا مال لوٹ لیا سیکڑون عورتین جوان اور نابالغ ترکمان
پکڑ لائین جنرل صاحب نے اُن سیکڑون کو خیمے کھڑا کروا کر انمین رکھا چونکہ ہفتہ انہین دن تھے ہوگئے

تھے رحم کیا کھانا کپڑا پانی پلایا چھوڑ دیا پھر بڑی بڑی نوبتین جو جنگل مین

روپلی ماما کرنے پہنچے بعد اس وحلہ کے زمان شاہ کو بستور بحال رکھا اور شاہ شجاع کی ہمواری اسکی اولاد
پر کردی اور صفدر جنگ سے جو قصور کہ قندہار پر ہوا تھا کہنے سے فتح خانکے معاف فرمایا تفصیل تیمور شاہ
کی دو ہزار فتح خانکی صفدر جنگ کے پاس شہر مع برادر پاس دیگر پیران سہ نفر دو ہزار جانچہ ہنوز
لدیناتے ہیں پلے جاتے ہیں اور وہاں افغانستان ہیں پانچ برس بعد واقعہ محمد اکبر خان قبل ہوچکنے برس وقوف
کو اجل طبعی سے سوا اور مدت محمد جان ہنوز زندہ ہیں پوشیدہ نہ رہے یہ کیفیت جو ہیں لکھی ہے اسکی کیفیت
ہے کہ مرزا احسن اللہ بیگ ایک مرد آدمی ملازم سرکار انگریزی سکندر بیگ صاحب کے منشی تھے اور سفر ہیں
ہے اول سے آخر تک شریک جیسا کہ ایلچی بلکہ رفاقت ہیں انصاف سے لکھنے کی سعید ہاتھ
ہیں اور کیا ہی وہ اپنے خانگی خطوط ہیں مفصل احوال جو وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے تھے
جب وہ واپس آئے اور یہاں پہنچے تالیف ہیں اس کتاب کے مشغول ہوئے فقط دو سہ ان مکاتبات کو نظر ثانی کرکے
پلے غرضانہ کہ زبانی ہیں نے اسکو سنا کرکے سند درج کیا ہی جو مرزا ہیں کی اصحی نویس ہیں دو جلد ہیں
دلیل صحت کی ہے پانچوان باب سکھوں کی بیان ہیں ابتدا کرکے نانک سے فتح لاہور ملتان
مطابق تاریخ گلشن بیخار چونکہ ابتدا قوم سکھ کی نانک سے ہی اس لئے نامہ نگار احوال قوم مذکور کا بھی سنہ
گلشن بیخار کے جو درج ہوا مطابق سنوات عیسوی کے زبان اردو ہیں بیچ موضع پیلی کے طبع پائی ہے
کرکے واسطے ملاحظہ ناظرین کے فتح لاہور و ملتان تک معروض ارقام ہیں لاتا ہے واضح ہو کہ نانک نام ایک شخص
قوم کھتری کے باشندہ ضلع تلونڈی صوبہ لاہور کا تھا تولد اسکا ایک بقال کے گھر ۱۴۶۹ء چودہ سو انہتر
عیسوی ہیں ہوا ہی اور وہ عالم شباب ہیں بیچ صحبت سید حسین نام ایک درویش خدا لگن کے رہنا

تہا برکت سے اپنی مذہب سے اپنے باز آیا اور ترک لذات دنیوی کر کے مشغول اذکار و عبادت باطنی کا ہوا اور
مقامات احوال اپنی کے بچا پنے زبان ہندی موزون کر کے ایک مجموعہ تیار کیا نام اس مجموعہ کا کرنت سے لکھا ہے
کہ اسوقت بادشاہ ہند و سنا تکا بادشاہ تہا اور جب بابک کا انتقال ہوا تو اسکے دو بیٹے تہے ایک کا نام بچند
اور دوسرے کا نام لکھمی چند لکھمی چند تو دنیا دار نکلا اور سیر بچند آزاد سجادہ نشینی کو باپ کی دونوں نے قبول
نہ کیا اس تقریب پر ضدام سے نانک کے بکشخص کہ انکہ اسکا نام تہا قایم مقام نانک ہ کا ہوا اور اولاد کو لکھمی چند کی انہیں
قوم کے لوگ جا جزادہ بولتے ہیں اور بعد فوت اسکے ترقی مذہب سکہ کی ہوئی چنانچہ جو دہ سی خاندان اسکے
اختراع پایہ اور معتقد سکہ کی چلا مراد اس سے مرید ہیں اور جب سنہ ۱۵۵۲ پندرہ سی باون سمبت انکہ ہوا امرد اس نانک
مقام اسکا ہوا بعد فوت اسکے سنہ ۱۵۶۴ پندرہ سی چوسٹھ عیسوی نام داس نام کدی نشین ہوا شہر جاک کے سکونت
اختیار کی اور مرید ہوا رام داس کا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں اور اسنے شہر امرتسر کہ قدیم شہر ہی تہا رام داس سے بسایا سنہ ۱۵۷۵ پندرہ سی پچہتر
عیسوی میں اور کدی نشین ہوا ارجن مل اور اسنے تالاب بنوایا اور نام اسکا امرت سر رکہا پیش ازیں نام اس موضع کا شہور ہوا جو ہنوز استعمال
ہوتا ہے لیکن شہر کو قدیم شہر ہی کہتے ہیں اور رام داس سے بعد پچاس سنہ ۱۵۸۱ پندرہ سی اکیاسی عیسوی میں
اسکا پسر ارجن مل وسادہ پر اسکے قایم ہوا سنہ ۱۶۰۶ سولہ سی چھ عیسوی میں ہری گوبند اسکا پسر کدی نشین ہوا
ہوا لکہا ہی کہ یہ شخص سپاہی تہا اپنے چیلوں کو گوشت کہانے کی اجازت دی تہی جب
اسنے سنہ ۱۶۴۴ سولہ سی چوالیس عیسوی میں قضا کی ہری کشن نام پوتا اسکا ہوا پس سنہ ۱۶۶۱ سولہ سی
ایکسٹ عیسوی میں ہری کشن ثانی بیشا ہری کشن اول کا ہوا پہر سنہ ۱۶۶۴ سولہ سی چوسٹ عیسوی
میں تیغ بہادر ہوا وہ پٹنہ میں رہا کرتا تہا تہا ہے مغلوں کے مارا گیا پس کہ وہ کوبند اسکا پسر
گدی پر قایم ہوکر طریق سپاہی کو سکہوں کے بالکل بدل ڈالا اور فن سپہ گری کا انہیں سکہلایا اور

بیان احکام مختلفہ سکہ کے

نوٹ

اکثر ہندو اور علاوہ ہندی کے فقط بیان دو
سکہوں کے اکثر ہندو اور ہندی پوتی سے روپیا
دیتے ہیں بعضہ دہاتی ہندو مالک ہوتا ہے بیان کیو
سال دو سال کو اور کبھو کبھو سال
اور مہینوں میں کیا شدت دیتے ہیں اور
سال دو سال ملاقاتی اس کے پاس
کدی کی اور سوا اسکے اور ہندو

وزیری وغیرہ موضع رشی کی حاضرت کی وہ عہد میں اورنگ زیب بادشاہ غازی عالمگیر کے مسلمانوں نے غارت کرنے
لاہور سے بدر کیا کیا اور وہ کشن ہین آکر شہر ناوہ مین اقامت قبول کی اور وہین شیشہ اشتاسی کیا مشہور ہین
مذکور
قوت ہوا بعد انتقال عالمگیر بادشاہ کے پھر جب سکھون نے قوت حاصل کی بند نام ایک سپہ کی سرکردہ قوم
کا ہو کر اہل اسلام سے کینہ پیدا کیا اور بہت جمعیت فراہم کر کے دیہات وغیرہ مسلمون کو غارت کرنا اور لوٹ
لینا شروع کیا اور عورت اطفال وغیرہ جو مسلمانون کے جہان کہین پایا قتل کر ڈالتا بہادر شاہ نے شکر روانہ
تنبیہ اسکے بند پر فوج روانہ کی خانخانان معتمد خان نے اکر محاصرہ کیا وہ نکل بھاگا پس فوج سپہ نے عہد
واسطے گرفتار کرنے اسکے اسلم خان کو صوبہ دار لاہور کو مامور کیا مقابلہ خان موصوف سے بندا منہزم ہو کر
بایزید خان فوجدار سرہند واسطے تنبیہ اسکے روانہ ہوا اور خان موصوف نے بھی اسکے تعاقب پر
دہلی نے عبد الصمد خان صوبہ دار کشمیر کو نامزد کیا اسنے بھی جنگ کر کے بندا جو قلعہ کوردا مین متحصن تھا
اسکو گرفتار کیا اور حضور مین روانہ کیا فوج سپہ نے اسکو انواع عقوبت سے ہمراہی اسکے کئی روز مین قتل کر ڈا
بہرحال مدت تک اس قوم سکھ کو لوگ مغلوب اور پریشان کرتے رہے حتی کہ بہادر شاہ کے احمد شاہ ابدالی
والی قندہار سات بار دہلی مین آیا اور مرہٹے جو بیس ہزار اقتدار ہو گئے تھے مقام پانی پت پر انکو مغلوب
و منکوب کیا اور پنجاب مین خواجہ عابد اور زین خان کو حاکم لاہور اور سرہند کا کیا رعب اسکا
کی ہانہہ سے خواجہ مذکور کے مالان تھی پھر سکہ دہلی دینے لگے اور سرکشی اختیار کی اس
ضمن مین بیچ سنہ ۱۲۰۳ سزا دہی نہتر سکھی کے شاہ ہمدرد نے انتقال کیا پس حالات سے اسکے
تمام کروں کشن بیفکر ہو گئے اور سکہ جا بجا پنجاب مین جمع ہو کر ایک ایک ضلع پر علحدہ علحدہ مختار

بین پنجاب پر حملہ کیا سردار ان لشکر نے اسکے سب حدود اپنے حضور دریائے اور رنجیت سنگھ کو دریا
شاہ مذکور کا ہوالا ہو کی درخواست کی چونکہ متصل اسکو خبر فساد ارادہ اول کی سمع ہوئی جلدہ مذکور
ستر اسی اتنیا نو عیسوی میں طرف اپنے ملک کے بازگشت کی اور سبب طغیانی دریا کے جہلم کے تو نجانہ اپنا حضور
ہو کہ تو نجانہ سے اسکے وقت مراجعت دو توپیں دریا کے جہلم میں ایک میں تہیں زمانہ
دو توپیں نکالکر بھجوا دو ہم جلدہ میں اسکے تم کو لاہور عنایت فرما دینگے پس بکدت سنگھ نے سعی بلیغ کر کے
توپیں نکالیں اور حضور میں بادشاہ کے روانہ کیں بادشاہ خوش ہو کر اسکو لاہور پر قبضہ کرنیکا اذن دیا بجز
رنجیت سنگھ نے فوج کشی کر کے شہر لاہور کو جو اسوقت اختیار میں سردار جیت سنگھ اور مہر سنگھ اور صاحب سنگھ
کے تھا اور بے بس عاجز مزاج اور بہادری سے غافل تھے جہت اپنے قبضہ میں کر لیا پھر چند کہ بہت سے سردار سکھ
رنجیت سنگھ ہوئے اور اکثر موقعہ کے سبب انکا مددگار رہا اور اقبال یاور آخر کار سب پر غالب و مستولی ہوا
اٹھارہ سو دو عیسوی میں رنجیت سنگھ کو بطلب راج کنور دختر جہان سنگھ کے کہ رنجیت سنگھ پدر اسکا اور
سنہ چار عیسوی میں رنجیت سنگھ واسطے قبضہ کرنے بیاس ستلج اضلاع دریائے ستلج کے متوجہ ہوا اور بہت سے سردار دون
مظفر خان حاکم ملتان سے پیشکش اور تحائف لیکر طرف لاہور کے مراجعت کی پس جا بجا ملکون پر راجہائے
سکھ کے جو فیما بین دریائے ستلج کے واقع ہیں فوجیں روانہ کیں اس ضمن میں سردار سنگھ صاحب
بہادر نے واسطے عہد و پیمان کے نزدیک رنجیت سنگھ کے اگر ادادہ کیا کہ رنجیت سنگھ کے ممالک محروسہ
حد دریائے ستلج تک قرار پاوے اور جو بلاد کہ اس پار دریائے مذکور کے ہیں مومی الیہ اس کا دعوی
رہے رنجیت سنگھ نے اس بات کو قبول کیا لہذا سپاہ انگریزی زیر حکم کرنل اکنسونی صاحب کے مقام

پورنیہ سے عبور جنا کار کے سولہویں تاریخ جنوری کی سنہ ۱۱۸۱ اٹھارہ سی نو عیسوی میں قریب
اور دمانہ کے پہنچ کر کے لدیانہ پر آئی بارنجیت سنگھ نے شرایط اپنے استوار کر لیں اور چند کہنار نجیت سنگھ کا
کہ میں حاکم لاہور کا ہوں جو کی صلح حد نہیں ہو سکتی جنیے سنگھ میں چاہیے کہ ہمیں مطیع اور فرمان
لیکن بسبب ارتیذ کرنیل چیمبرلین کے افسران انگریزوں نے صلح کرنی مناسب سمجھا اور دریائی اطلفا پارہ فساد ہوا
بس ایک عہد نامہ فیمابین سرکار بین کے لکھا گیا ترجمہ عہد نامہ فیمابین افسران انگریزی
مہار اجہ رنجیت سنگھ مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۰۹ اٹھارہ سی نو ع ازدرطرف رنجیت سنگھ
یکہ ہم دریا ستلج کے شرقی دیہات میں جو ہمارے قبضہ میں ہیں اپنے انتظام کے موافق حکومت رکھیں اور
طرف سرکار کمپنی بہادر کے ہمکو ادن دیہات بیں جو دریا ستلج کے شمال طرف اطاعت میں رنجیت سنگھ کے ہیں
سردار کہنیہ میں سعید سردار ان اسکے جو پیشوا اور نابہہ اور جند اور کتیل میں تبے عہد نامہ لکھہ دیکر پناہ
سردار کارپا وقار انگریزی کے آ گیے اور سنہ الیہ میں رنجیت سنگھ نے قلعہ کانگڑہ پر قبضہ اپنا کیا اور
اٹھارہ سی دس میں شاہ شجاع الملک والی کابل تخت سلطنت سے اوتار اجا کر ملک میں رنجیت سنگھ
اور ملافی موضع الیہ کا ہوا اور رنجیت سنگھ نے سپاہ کو اپنے فوراً انگریزی سکھلانا شروع کیا بیس
شجاع الملک واسطے ملاقات شاہ ہمایوں تخت پینہ پر مورچے روانہ ہوا اور رنجیت سنگھ واسطے استقبال
مخالف کے مقام پر توپ کشی کی سطفر خان صوبدار پینہ وغیرہ سے سخت مقابلہ کیا آخر کار ایک لاکھ روپیہ
ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا سعید موضع الیہ سے موضع چھوڑ دیا سردار ان سکھ کے ملک
پس لاہور میں شادی کنور نونہال سنگھ کی بتاریخ دہم ماہ مے کی کرنل اکثر لونی صاحب راجہ

بہاکوہ نورنام کہ ذکر سکہ مفصلا آخر باب ہذا مین کیا جاویگا شجاع الملک سے بیعت سکہ کو بنکا تبکو اور زیر کیا سکہ
اس سے بہت خوش ہوا پس سنہ ۱۲۱۵ اثنا عشرہ مئی ۱۸۰۰ عیسوی مین صوبہ ملتان پر کہ ٹک سکہ کو مع جمعیت در
خراج ستانی بکے روانہ کیا مظفر خان صوبہ دار وہانکا مغلوب ہوا اور قلعہ ملتانکا قبضہ مین بخیبت سکہ کے آگیا
وہان ایک پلٹن سرکردگی سے جو وہ سکہ کی نیابت حفاظت رہنی تجویز پائی اور ماہ اپریل سنہ ۱۲۱۵ اثنا عشرہ مئی ۱۸۰۰
عیسوی مین بہ دیوہ محکم چند نام دیوان اودیہ صاحب کہ ٹک سکہ کو مع جمعیت کشمیر پروانہ کیا وہان سے جنگ
ہوئی آخر الامر دیوہ بہاگے اور کشمیر قبضہ مین سکھون کے آیا اور توتی رام پسر دیوان محکم چند حاکم وہانکا
مقرر ہوا اور سنہ ۱۲۱۶ اثنا عشرہ مئی ۱۸۰۱ عیسوی مین ذیرہ غازیخان کو جو ایک مقام کا نام ہی فتح کیا اور ماہ اپریل سنہ
رود تہین کلاں سکہ جو بہنای وہان سکہ دار رود غہ و بوزی بیعت سکہ کا تہا اسنے محمد اکبر خان
سردار بخاوری کو تری بہادر سے قید کر لیا بیعت سکہ خاندان کو اسکے پرگنہ جمو کا انعام کیا پس مین
سنہ اکبر خان کو اپنی قید کر دیا اور اسکے تمام مال و اسباب قابض و متصرف ہو کیا اور ملکہ ہی جو اسنے کی
جاگیر تہی لے لیا اور سنہ ۱۲۱۷ اثنا عشرہ مئی ۱۸۰۲ عیسوی مین کشمیر سکہ کو نہال سکہ بدا ہوا اور ماہ مارچ سنہ
اثنا عشرہ مئی ۱۸۰۳ عیسوی مین دوفرانسیسی ڈنورا صاحب اور دوسرا لارڈ صاحب نام واسطے ملاقات رنجیت سکہ کے دارالسلطنت
ہوئے رنجیت سکہ نے ذکر کیا کہ بہت سی جمعیت واسطے سکھانے قواعد اہل فرنگ کے اپنے پاس رکہی اور نیز عہدہ
ذکر سید احمد و مالی دا صبح ہو کہ انہین سنو اتہین سید احمد نام ایک شخص جو اول ملازم امیر خان والی ٹونک کا تہا
پس نوکر سرکار کمپنی کا ترک کر کے اپنے تئین بہت متقی و پرہیزگار ظاہر کیا اور دہلی مین اسقدر مشہور کیا کہ بعد
روحی نازل ہوتی ہی اور وہان کے عالمون سے یہ تکرار کی کہ زیارت اہل قبور کی اور تعزیہ داری کی کچھ نہی امر

وہاں سے کوچ کر کے پیر کوٹہ کی طرف روانہ ہوا اور داخل ہندوستان ہو کر کمر جہاد کی کھول کر کوچ سخت
کافرہین باندھی اور ایک بینرانک جھنڈا محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پہنا دونہین اس نواحیکے کفر کا کیا عام مسلمان بہت
شریک حال ہوئے بخبت سکھ نے یہ خبر پاکر فوج اپنی بھجوادی ہر چند کہ شہر کا سید احمد بکھوریش کی جو کم
جمعیت سو می الیہ کی فائدہ دانتی اور وہ فن جنگ سے بے بہرہ سپاہی بخبت سکھ کی نہیں مار شیا بمقابلہ سید احمد
پہر حاضر دلیری ہی مسلمانون کی انکشار کے سنہ ۱۲۹۲ انتہارہ سی انتیس عیسوی ہن پشاور پر حملہ کیا یار محمد خان
جو نوکر بخبت سکھ کا تہا اسکے مقابلہ پر دوڑا اور ہوئی شکست کی عاقبت بخبت یار محمد خان کی فرار تہی کہ ہوئی
و شور اصاحب کمک کی اور وہ شکست محفوظ رہا پس سید احمد پشاور پر قبضہ کر بیا بخبت سکھ اس امر سے مطلع ہو کر
شروع سنہ ۱۲۹۳ انتہارہ سی تیس عیسوی ہن طرف پشاور کے لشکر کش ہوا رفقا سید احمد کے خبر آمد بخبت سکھ کی
سنکر فراری ہو کے بخبت سکھ نے پشاور کو سپرد کیا سلطان خان کے سپرد کیا اور آپ لاہور کو روانہ ہوا
مراجعت کے پر سید احمد پشاور پر بیا اور سلطان خان کی ماہوار تہہ ای اور دہانہ ہو کے رہنے فرمایا لوگ
انتظام سکھ اپنی طرف سے جو مسلمان قابض مقرر کیا منجملہ شہر لاہور ہن عجب طرح کا بلوہ ہوا کہ ہمیں سے
آدمی مارے گئے جب بخبت سکھ نے یہ سنا ایک فوج زیر حکومت نیر سکھ کے کہ کے واسطے مقابلہ کے روانہ
کیا شروع سنہ ۱۲۹۴ انتہارہ سی اکتیس عیسوی ہن مقابلہ نشین کا ہوا سخت لڑای بڑی آخر کار سید صاحب
کی شکست ہوئی تہ عصہ کارزار ہن مارا کیا لوگون سے عسکر بخبت سکھ کے کشتہ مشار الیہ کا سر
کو لاہور کو بھجوادیا انتہی اور سنہ روان یعنی انتہارہ سی اکتیس عیسوی ہن بقصد سفر حجاز صاحب
مع تمامی فرقہ شاہ انگلشیہ داخل لاہور ہو کر بخبت سکھ سے ملے پس لاہور سے روانہ ہو کر صاحب

حکام مختلفہ کے بیان

اپنے قبضہ میں کیجئے پھر کچھ حسین سوچکر شیر سنگھ کو جو پیالہ میں شراب روغن لگہا کر سلطنت
لاہور کی چاہتے ہو تو جلد اپنے تئیں چوہدری بیٹھے ہیں بہال پہونچا دیجئے چنانچہ وہ بچہ دیکھتے ہی شیر سنگھ کے
پر عرصہ مذکور میں آپہونچا منجملہ خرافات نونہال سنگھ کی تابع ہوی اور بیجا کہ ایسے ہی چلا ہے شیر سنگھ
سنگھ کو واسطے انتظام سلطنت کے تردد پیدا ہوی اس لئے سنگھ نے اوائل عہد کار خود مختاری
ہوی اور کلاں سنگھ بھی بظاہر اپنی بے میل کیا سنگھ نے بہ حال معاینہ کہ شیر سنگھ کو پہر طرف شمالہ سنگھ
سورن سنگھ دیا اور یہ کہا کہ بہہ رضامند کرنے سپاہ پہر ملوا لونگا پس طرف رضاجوی سپاہ دیوان شیر سنگھ
اور جوالہ سنگھ وکیل شیر سنگھ مقرر ہوے اور یہ بھی واضح ہو کہ جلتے وقت شیر سنگھ نے جوالہ سنگھ کو
تاکید کیا تہا کہ اگر میں عدول نافرمانی سنگھ کے سبب سے بات ہو تو تم کو لکہا تہا کہ میں صلاح کلاں سنگھ کی
پرماغ شمالہ ماریکے کہ اصل لفظ شعلہ ہے ہیچ زن ہوا اور منتظر آمد و رفت دیوان سنگھ کا تہا کہ جوالہ
کہا کہ وکہ آوے تو کیا مضایقہ ہی فوج سب آپکے مطیع و منقاد ہے آپکے ارادہ شہر کا کرنا چنانچہ دیوان
اسیکے سب افسران جمعیت آیے اور شیر سنگھ کو مجری کیا اور چہار چہ لاہور کہ کر چہار کنار دیے اور تو پہان سلامی
کی سر ہوئیں جیسا کہ مشہور ہوی مشورت سے راجہ کلاں سنگھ اور رانی چندر کور سنگھ سپاہ قلیل و انتظام
شیر سنگھ کے روانہ ہوی ہر چند دیوان سنگھ نے شیر سنگھ کو لکہا تہا کہ میں صلاح کلاں سنگھ کی بے مقابلہ سنگھ کو گدی
نشین کرو لیکن مگر بخلاف اسیکے شیر سنگھ شہر پر عمدآور ہوا اور کلاں سنگھ نے اندیشہ جنگ کے ترک نہ کیا
کیا پانچ دن تک گشت و خون بندگان خدا کا ہوتا رہا اسمیں خبر آمد دیوان سنگھ کی آی شیر سنگھ نے

اسکی بہی تلاش کریکے بندوق سے مار ڈالا و قبیلہ نخش کو وہان سنکہ کی آگ دی کہی قبیلہ اسکی ستی ہوی اور باقی

اسکے ایک لڑکی کنور جوانی ہے بہت تیز رکہتی تہی ہر چند لوگون نے سمجہایا مانا اور آپ بہی جل کہی پس فوج طرف

نے اپنے کیمپ کے روانہ ہوی اور دلیپ سنکہ مہاراجہ لاہور اور پیر سنکہ وزیر سلطنت قرار پاکے دلیپ سنکہ کا

پیال وقبیلہ دیک سنکہ کہ یہ اسکا نام اصلی ہے مہاراجہ لاہور اور پیر سنکہ اسکا وزیر سترہ سال تمام

جمعیت کے مشہور ہوا کلاب سنکہ کی طلب ہوی اور وہ سبب خوف سپاہ خالصہ کے جو اس سے بغض رکہتی تہی ایدہ

سنکہ نا ہوا داخل لاہور ہوا اور جب سنکہ چہایا پیر سنکہ کا جو دشمن اسکے بہتیجے کا تہا اور پنڈت جوالا سہائے بہی جو

راز پیر سنکہ کا تہا کہنے لگا تہا سو رانی چند اوالدہ دلیپ سنکہ کی راہ و رسم پیدا کی رانی نے شرکت سے جوابر سنکہ

اپنے برادر کی چاہا کہ سوجیت سنکہ کو وزیر کرے پیر سنکہ خبردار ہوکے دلیپ سنکہ کو اپنے اختیار میں کیا اور جو پیر سنکہ کو

پکڑ قید کیا راجہ سوجیت سنکہ کی جمعیت کو جو قلعہ میں تہی نکالدیا اور بہت آزردہ ہوکر کلاب سنکہ ظاہر کیا

کہ سوجیت سنکہ کو دو ہزار آدمیون کے ہمراہ اپنے جمعکدہ کو لیکر اس سنکہ نے بخط درونع طرف کشمیر سنکہ اور

ہر دو پسران رنجیت سنکہ کے متضمن کو اپنی کتور سنکہ لازم کشمیر سنکہ کے درپیش کیا کہ یہ دونون سنکہ ہمارے

کی شرکت میں ہیں حکم درجوار اسکے پہنچکا کہ مہاراجہ کے ایسا ہوا کہ دونون کو پکڑ کر قید کردو بعد اسکے

جو کشمیر سنکہ کی جاگیر تہی اور کروالہ جو قبضہ میں بدھ سنکہ کے تہا چہین لیا اور ان دونو کو قید کرکے تمام

مال و اسباب ضبطی میں اپنی رکہا اور بجاس لاک روپی طلب کئے اہل افواج خالصہ نے جو سنا بہت رنجیدہ

ہوئے سبب اسکے کلاب سنکہ نے ناموافقہ بخرطرف دیکے نہو بہت ان سے بیس لاک روپی

لیکر چہوڑ دیا اور جاگیرین بہی واپس کردین کنور سنکہ کو کشمیر سنکہ نے سزا دی

عطر سنگھ کو پکڑ لانا قضا کر دکار ملافی قیدین کی ہو گئی اور پہلے سوال کے جواب کو چلنے لگا اس بیان میں خلاصہ
سنگھ نام ایک اور سردار طرفدار مہاراجہ کا عطر سنگھ سے ملکر باتیں کر رہا تھا کہ عطر سنگھ نے اسکو مار دیا پھر تو
جنگ عظیم ہوئی بابا پیر سنگھ اور کشمیر سنگھ اور کئی سردار سکھوں کے بڑے بڑے پیر سنگھ کی رکاب آئی سپاہ جنگ خواہ
سے اونہہ کر فیروز پور پر آ اتری مینہوں نے خبر قتل کشمیر سنگھ کی جو ہیں پیر سنگھ کو دی اپنے سنگھ کو شور ا
سنگھ کو کہ وہ قبل اسکے واسطے عفو تقصیر کے آیا تھا قدیم جاگیردیکر روانہ کیا منجملہ فیما بین پیر سنگھ اور اسکے چچا کلاں
سنگھ کی تقاضا آیا پیر سنگھ نے مجلس عام کر کے یہ اظہار کیا کہ کلاں سنگھ نے مجھ سے خصومت پیدا کی ہے اگر دو
چار شرطیں قبول کرے تو جانا چاہیے کہ صاحب ہی والا فلاں اول جو تنہائی اپنے ملک کی خواہیں دیا کرے دوم
مال و اسباب اور جاگیر جو پیچھے سنگھ کی واپس دیگر سوم تمام متاع رعیہ و سپاہ سنگھ کی سپرد کرے چہارم
لاہور میں حاضر رہے پس واسطے قبول کرنے ان شرطوں کے بیس ہزار سپاہ سنگھ جمو کو بھیجا اور بیس ہزار
سنگھ یکے بعد تیس ہزار سپاہی واسطے مقابلہ کے موجود تھے اور یہ بھی شہرہ تھا کہ کلاں سنگھ کو دوست محمد خان والی
کابل اور بیچ سنگھ صوبہ دار پشاور سے موافقت ہے فوج خالصہ کی نظر کرتے اندوام دل متفرق ہو کر دربار لاہور
کے منقسم ہو گئی جواہر سنگھ نام برادر پیر سنگھ درمیان اکر لاہور سے جمو کو گیا اور فیما بین وزیر لاہور اور کلاں
سنگھ کے صلح کا باعث ہوا بعد اسکے عجب طرح کا انقلاب ہوا کہ جواہر سنگھ بھائی رانی کا جو امرتسر میں تھا
دانا سے اگر دارالخلافہ لاہور ہوا اور باتفاق جمعیت نے اسکو وزیر کیا اور پیر سنگھ نکلکر بہاکا خود دروازہ تک
شہر کے نہ پہنچا تھا کہ سکھ تفاوت کر کے سر پر آ ہونچے اور وہ طرف شاہ دریکے کر زان ہوا دس بارہ کوس
زمین طے کی تھی کہ دوپہری کے قریب اسکو سول سنگھ نے کھیر لیا اور جو الاسنگھ جو کہ پیر

احکام مختلفہ کے بیان

سوار نہا اسکو بتہلا کر دیسپ سنگہ کو تو اوتار لیا اور جوہر سنگہ کو کولی مار کہ گرا دیا اور رام سنگہ کو سہ رایی جہاں

واندہ اکہی ایک خیمہ مین لیجا کر بتہلا دیا اور انیصا حصہ بہت بچا ہوا مین اور فوج والونکو کہینے اور کاٹنے لگے

لیکین اور قاتلان جوہر سنگہ کو فوج والونے طلب کیا اہل فوج نے پرتہی سنگہ کو تو پوشیدہ طور سے بچا لیجانے

اور رانیصا حصہ کی فہانیس کی آسین جواہر مل جو سابق مین دیوان سوجہ سنگہ کا تہا قید ہوا اور بجا جواہر سنگہ

لعل سنگہ کہ وہ عہد مین بیعیت سنگہ کے خدمت توشکہانہ کی رکہتا تہا اور وقت قتل ہیرا سنگہ اور جلا آسہا کے

رانیصا حصہ اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کے سازش کی تہی اور بہت سوانح تہا رانیصا حصہ نے آسہا کے فوج

کو وزیر سلطنت اور سردار تیج سنگہ کو سالار اعلی جمعیت کا ماہ نومبر ۱۸۴۵ء انہارہ سے پینتالیس عیسوی مین

مقرر کیا آخر الامر جب بخش جہتہ مین پنجاب کے اسطرح کا قتل وکشن عالم خلایق کا اور جو زیادتی سرکار انگریزی

درانیصا حصہ اللہ تعالی واسطے بچانے سکہون کے افسران انگریزی کو آمادہ کیا اور ہر چہار طرف سے

فراہم کرنے سپاہ کے متوجہ ہوے دریا ستلج پر کہ سرحد ملک انگریزی ہے

وجوہات ہونا سکہون کا اور برباد ہی خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ

ابتدا اسکی یون ہی اتہی کہ جب کہ طالعی اورنگ آیی ہی تو قتل مشہور ہے کہ پوچہہ کرنہین آتی سکہون

مین شور وشغب اپنی قوم کے یہ بہی ارادہ کیا کہ جو جو مواضع اور دیہات سرکار کمپنی بہادر کے ملحق اپنی سرحد

کے ہین انہین بہی تاخت وتاراج کرین اور لوٹ لیوین پس افسران فرنگ اس بات سے واقف ہو کر لارڈ

جنرل صاحب بہادر کو خبر دی کہ رنجیت بہادر نے واسطے حزم واحتیاط کی جا بجا سرکردگون

اب حکم دیا چونکہ در بنولا دیار لاہور مین کمال بے انتظامی ہو رہی ہی سپاہی لوگ اپنے تیار رہین

بہادر کو بنا چاری واسطے بجا لانے ملک اور حفاظت رعایا اور سزا دہی عہدہ مکنون اور فضل آمد از دست
انتظام عمدہ بندوبست نظام میں لانی زمین حکم عالی نفاذ پاتا ہی کہ تمام علاقہ در بست لاہور جو اسطے
بندوبست ضبط ہو کر داخل سرکار انگریزی ہو کیا کیا ہی جاگیر دار اور زمین دار گذشتہ دار و غیرہ کہ
جانفشانی اور خیر خواہی سرکار انگریزی کی کر یکے مستحق و مراعی رہا ہے ہیں یکے اور نوازش کو زیادہ صاحب بہادر
اختیار فرماویں کہ تمام رعیت اور سرداران ملک محفوظ بیک تقاید بوجھ دشمن ہو کار اور تمو سلان اسیکے برخاستہ ہوں
اور بنا رجفا اور انتظام اس ملک کے مساعی جمیلہ اور جانفشانی باہم بہو بخاوین اور جو جو کہ مناسب باشد
لویتہ اس سرکار یکے ظہور میں لاوینگے موزد تحسین و تعریف ہونگے اور جو خلاف اسکے عمل کرینگے مانند مخالف سرکار
اعمال کو بہو نچیگا اور بشناسند کان اسطرف کو در پاستیلج جانیسے ساتھ اس دربار کے اپنے اپنے مقاموں
بین کندا لیکن کہ ہر طرح کی خصومت انکی سرکار میں ہوگی و کرینگے در صورت صلاح بندی اور فراہمی
معقول نہ بیان ہو کا مانند ضلل اندازان اسکے عوام سزا دیجاوینگی اور معلوم ہو کہ جو اشخاص عالی
سرکار انگریزی میں یا زمین جو اوپر دو طرف ستلج کے علاقجات رکھتے ہوں اگر خیر خواہی میں سرکار
انگریزی کچھ نقصان اوتہا دیکی تلافی اسکا سرکار موصوف بخوبی ہو کا اور جو رعایا کہ سرکار انگریزی
بالفعل ملازمت سرکار لاہور میں ہیں بمجرد پہنچنے اس مشتہار کے تنہ دلی واسطے اس خدمت گذاری
سرکار کے دورے کی تمام جایداد انکی جو اس طرف دریا ستلج کے واقع ہی ضبط کی جاویگی اور جو
اجنبی و حریف کے مسلک کیجا نیکی انتہی پس پایہ انگریزی بقدر حیثیت ما ہیت الیہ
وسہیر کی اتہارہ پیتالیس سکہ میں فرد قصہ وکذی تذکی اگر خیر خواہی جو ہی کہ بہتر سکندر واسطے مقابلہ

احکام متعلقہ بیان

پایا جاوے گا عالی

ملاقی قشین کی ہوی اور کولہ تو یکا دو تو طرف سے چلے لگا شام تک لڑائی ہوتی رہی بہت سے آدمی
انگریزی اور سردار ان سکہ ماریکے اخر وقت شکست طرف سکھون کے آئی اور میدان کارزار سے بھاگے
اور لعل سنگھ بھی داخل خیام و خرگاہ اپنے ہوا پھر اگلے روز انیسوین تاریخ لعل سنگھ بار اہلائن اور باون
ضرب توپ لیکر نمایان ہوا اور فیروز پور کے نزدیک ہوکر واسطے جنگ کے آگے بڑا فوج انگریزی مقابل ہوکر کولہ سے
آغاز کیا سکھون نے خوب مستعد و قین چلایا اور بہت سے آدمی عسکر انگریزی کے مارڈالے اسطرح سے تمام رات گذری
صبح کو اسکے بائیسوین تاریخ راجہ تیج سنگھ پچیس تیس ہزار سپاہی مقابلہ پر آفوج انگریزی بھی واسطے دفع
غنیم کے آمادہ پیکار ہوی بعد جدال و قتال کے پھر شکست طرف سکھون کے پڑی سب لعل سنگھ بھاگ گیا اور تیج سنگھ
مع چند سردار ان کے کو چلا گیا اور لعل سنگھ جو طرف دریا ستلج کے بھاگا تھا سے آدمی ہمراہی اسکے
دریا کے پار ہوگئے اور قریب دس ہزار جو انکے جو بار مقابلہ کنارے پر اوترے تھے بھاگ گئے
ہوگئے رانی بیحد شکست لاہور میں سکہ در دراز شہر میں کہ دی اور کہا کہ جو سکھ وہاں ہے آدمی ہمراہی اسکے
اسیر کر قید کر دو نکی اور مال و اسباب اسکا ضبط کر لو نکی اس سکھ بھی خوفزدہ اور ہم دلبرداشتہ ہوگئے
راجہ لعل سنگھ امرتسر میں جاکر مقیم ہوا مگر جو سپاہ کہ زیر حکم تیج سنگھ کے تھی وہ قریب پچیس تیس ہزار
مقابل اسکے فوج انگریزی اتری ہوی چھہ زن رہی اس ضمن میں جمعیت انگریزی جابجا جمع ہوتی لگی تھی
کہ انہین للہ سیانہ اور فیروز پور پر قلت رسد کی ہوی تھی پس سترہوین ماہ جنوری کو ۱۸۴۶ء اتہارہ چھیالیس
علاوہ ہمین انگریزون نے قلعہ دھرم کوٹ کا لیا اور بیسوین تاریخ ماہ مذکور حملہ سکھ کی بدولیہ فراہم ہوی
اور سپاہ انگریزی بھی صف کر کر آگے اتری اور مقابلہ ہوا اس دم صدمہ کولہ اندازی توپ سکھون کے آدمی

سپہ سالار کو رخصت دی اور جاگیر داروں کے جاگیر دار دونہ کیے اور آئین سابق کا کہ رائج تھا موافق کتاب سکندر بیگ
مقرر ہوئے سب انکے زیر فرمان رہیں اور رائی مقدم پیش مع صلاح کار انکے الزام کہا اس عہد میں جمعیت سکھ کی
جو بائیں دریا ستلج کے رہتے تھے ان کی ہوس نہ ہوئی کہ پار آکر حکم بغاوت کی اور صندوق کہ دوای اور بندوق
اضرار اتراب موجود پر نصب کیں اور بیشتر تیار آدمی لیکن بالتحقیق بیس ہزار سوار جانبازی کا آمادہ تھے پس
نویں تاریخ فروری کی سپاہ انگریزی شب کو وقت کوچ کے قریب فوج سکھوں کے پہنچی اور دشمن کو
سامنا کیے دم سحر دو طرفین سے کلوں اندازی شروع ہوئی اس قسم سکھ خوب جانبازی سے لڑے
بہت ضایع ہوئے آخر الامر سپاہ انگریزی مرجال پر آکر پانچ سکھ توپ سکھوں کی چھین لیے
دہ توپ سکھ کی بھاگا انکی بقول رائی تمام سکھ آتاری جانبازی اور دلیری کی اور آخر کار
سکھ خوار ہوکر پھر گئے پانچ سات کوا پنے ہاتھ سے آپ رہے لیکن ہی
رائی عرض حضور میں کی کہ خون سکھ بہا کر روانہ ہوئے اور صندوق نقود بہ کثرت سوار ہوئے آخر کار
عین سکھ بیاس بہت سے پانی میں ڈوب کر گئے وقتیکہ یہ خبر فوجی ہوئی تب پانی صاحب بہادر
دولت کو اپنے جمع کر کے یہ کہا کہ اس میں اگر تمہاری رضامندی ہو تو میں راجہ گلاب سنگھ کو واسطے
اظہار اطاعت اپنے اور راجہ دیسنگھ کے حضور میں لاؤں کور جنرل صاحب بہادر نے بھوالی ہوں کہ
بعضوں خلافت ملک کی تصور ہے جو سکھ سب عاجز ہوئے ہیں کلام رائی صوبہ نے پسند کیا اور رضی
ہوئے پس فرمایا میں سوا جواب ہو کر صلح قبول کی اور پندرہویں تاریخ فروری کی راجہ صاحب واسطے
ملاقات کور جنرل صاحب بہادر کے مقام قصور میں آئے اور ملاقات حاصل کی اور یہ عہد و

جائیگے ششم مہار جو بہادر یہی اقرار کرتے ہین کہ تمام فوج سرکش ہوجاے یعنے بیدار و سلاح سے برطرف
کردیجائیگی اور اپنی باقی فوجکا انتظام کرکے دستور عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ کا در باب تنخواہ وغیرہ جاری کیا
جاویگا اور تنخواہ سپاہ معزول کی دام دام چکادیجائیگی ہفتم بحیثیت ملاحظہ ہے کہ ہر ایک انہین سے زیادہ آدمی
سوسکنین یا دو سو نہو مجموعہ ہزار سوار کے کل سپاہ سکھان ہوگی اور اس سے زیادہ کرنا چاہے تو بیجا کر
کر حسب صلاح گورنمنٹ سرکار انگریزی کے اور جتنا کہ ضرورت زیادہ کرنے سپاہ کی ہوگی سرکار انگریزی کی
اطلاع دیجائیگی بعد منظوری وہان کے بھرتی سپاہ زاید کی ہوگی اور جب کام نکل جائیگا سپاہ بقدر تعداد

یہ جنگ سیر اور نہین یا تہہ آب نہین ہشتم دریاے ستلج سے متصل مقام مشن کوٹ تا حد دولتان دریاے ستلج
تا مشمول باندش بمقام مشن کوٹ اور دریاے اندش مقام مشن کوٹ تا حد دولتان دریاے ستلج
کشتی سرکار انگریزی ہوگی کہ بعبور اسپان و انسان یا بار سپاہ کا رعایت آمد و رفت کرے کہ جماعت سکھی نہین
اور محصول پل کہ نامی کہانون سے وصول سرکار انگریزی ہوگا بعد اداے خرچ بندوبست کے نصفی سرکار

لاہور کو دیا جاویگا اور جو دریاے ستلج کے مابین علاقہ لاہور اور بہاول پور کے واقع ہے سرکار انگریزی کو
اس سے کچھ سروکار نہین ہے دہم اگر سرکار انگریزی کو پاس حفاظت علاقہ اپنے یا کسی دوست دار کے گذرنا
اپنی سپاہ کا ملک سکھ مین سے ہو تو بشرط اطلاع دہی یا موقع سے کنجائش چونکہ چوکی نہوگی اور ملازمان ملک مذکور

کو واجب ہوا کہ سامان رسد و کشتی وغیرہ کا جو کچھ مطلوب ہو سرانجام کردین کہ روپیہ اسکا سرکار انگریزی دام دام ادا کردیگی

بلکہ جو نقصان رعایا کو بسبب عبور فوج انگریزی کے واقع ہوگا بہر دینا اوسکا ذمہ سرکار انگریزی ہے اور باہمی مدت رعایا
کا درمیان ملکون کے کہ جہان سے عبور فوجکا ہوگا بہر صورت ملحوظ و مدنظر رہیگا یازدہم مہارا جہ موصوف کوئی ا
باشندہ امریکا کو بدون منظوری کورنمنٹ انگریزی کے ملازم نہ رکھینگے دوازدہم پاس اسکے کہ راجہ گلاب سنگھ
دفع فساد ہمدیگر اور رفع مخاصمت و رفع شورش ہوئے ہیں مہارا جہ آدیپ سنگھ بہادر سے راضی علحدہ بنام انکے نامزد
فرمایئے اور علاقہ انکا متصل اور انہیں ضلاع پہاڑی کو جو سچیت عہد مہارا جہ گلاب سنگھ کے اختیار میں ہے
اور تحصیل اس علاقہ کی درمیان ایک نمائندہ جداگانہ کے مہارا جہ گلاب سنگھ معہ اولاد اور سرکار انگریزی کے
انگریزی عوض حصہ منصفہ مہارا جہ مذکور کے راجگی انکی علحدہ منظور کی اور استحقاق انکا در باب تبدیل
سیزدہم اگر کوئی تنازع درمیان مہارا جہ لاہور اور مہارا جہ گلاب سنگھ کے واقع ہو کی تجویز کورنمنٹ انگریزی کے
فیصلہ پاویگا اور تجویز زبان کی مہارا جہ وقت کو منظور و مقبول ہو کی چہاردہم حدود علاقہ سرکار لاہور
بدون منظوری سرکار انگریزی کے تغیر و تبدل نہو سکیگے پانزدہم سرکار انگریزی کچھ مداخلت انتظام ملک
لاہور میں نکریگی لیکن اگر کسی امر میں صلاح پوچھی جائیگی تو اوسکو روز بروز مہارا جہ دربار دینے صلاح یگی
دریغ نکریگی شانزدہم رعایا سرکار میں کے اوپر مداخلت ہونے علاقہ سرکار میں کے ساتھ سلوک
و مناسب کے سلوک کیجائیگی فقط بود اس تہنامہ کے اور ایک تہنامہ دسوین ماہ مسلکہ انتہار
عہدنامی میں منضمن اور اتہ شش الحاقیکے ہیچ باب رکھنے فوج انگریزی واسطے حفاظت ذات مہارا جہ
لاہور کے اور بچانے جاگیر متعلقان راجہ بکیت سنگھ اور گلاب سنگھ اور شیر سنگھ کے اور اختیار رہنا سرکار لاہور
ہیچ سبب و حوالہ این قلعجات وغیرہ کے احاطہ ارقام میں آیا اور گلاب سنگھ روانہ امرت سر ہوا

عملین نہ آیا لیکن سب اسکے قیامین وزیر لاہور اور صوبہ ملتان کے آزردگی بہم پہنچی تہی چنانچہ اوسنے
انگریزون اور والی لاہور کے بعد جنکہا ے مذکور کے صلح ہوگئی اور کام وزارتکا اختیار کیے بعد سنکہ کے نخل کیا استعفا
کور زجنرل صاحب بہادر کے تصفیہ مولراج کا ظہور مین آیا اور وقت دینے اختیار ریذیڈنٹ صاحب بہادر کے مولراج نے کہ دریا ے
ملتان کے سوالجوار پیش کیا تہا اور کئی وجوہ اپنے نقصان کے معرض بیان مین لاکر پہر ملتانکو چلا گیا تہا لہذا انجمن
گورنر جنرل صاحب بہادر کے مہاراجہ دلیپ سنکہ کے جیسا کہ بیان ہوا استعفا مولراج کا بخطاب اوسکے منظور سرکار انگریزی ہوا اور
جان سنکہ قایم مقام مولراج کا تجویز پایا پس ماہ اپریل سنہ ۱۸۴۸ء اٹہارہ سو اڑتالیس عیسوی مین بستر دہلیس اکتوبر اور
اندرس عہدہ دار انگریزی مع سردار جان سنکہ مذکور ملتان کو روانہ ہوے اور ستروین تاریخ قریب ملتان پہنچکر
کیے مولراج اگر عہدہ دار مذکور کو مع جان سنکہ اینسوین کو فوجون کے کیا واضح ہو کہ جنانچہ مذکور ہوا
کر کے پہرے اثنار راہ ایک شخص نے بستر اکتوبر کو برچھی مار کے کہوڑے پر سے گرا دیا اور آپ بہاگ گیا اور
آدمی نے لفٹنٹ اندرس کو بہی مجروح کر کے نکل گیا دونون زخمی اپنے خیمہ گاہ مین آے بجر
اسکے مولراج نے منشی نبی رام کو ایک رقعہ سوار کے ہاتھ دیکر نزدیک مجروحین مذکورین بہیجا بایں مضمون
اکتوبر نے نوشتہ اسکا دیکہکر چند ایلچی اپنے طرف مولراج پاس روانہ کیے انہون نے آکر سکہون نے بندوقین سر کیے
وہ بہی کہا کہ مراجعت کیجے مولراج نے مجلس واسطے مشاورت کے آراستہ کی لکہا ہے کہ اس
مجلسمین شیانون نے قرآن شریف سر پر رکہا اور سکہون نے گرنتہ انہی کتابون پر ہاتہ رکہکر
ایسی قسم کہا کر اقرار کیا کہ ہم تا دم زیست انگریزون سے تر نیگے مولراج نے پشت کر کے انکی
قوی دل ہو کر کشتی اختیار کی پس بیسوین تاریخ قلعہ سے عید گاہ پر کہ وہان لچہ سپاہ انگریزی

اس اثنا مین عطا محمد خان حاکم کشمیر نے شجاع الملک کو واسطے فرمانروای خطہ کشمیر کے طلب کیا پس شجاع الملک
اسمضمون سے راجہ رنجیت سنگھ کے خانونکو اپنی راول پنڈی مین چھوڑ کر کشمیر کو روانہ ہوا بعد اسکے خاتون مذکور
راول پنڈی سے لاہور مین آکر اقامت کی اور شجاع الملک جو مین کشمیر کو پہنچا عطا محمد خان نے اسکو دغا سے پکڑ
قید کر دیا یہ خبر وحشت اثر جو ساتھ خراش و فادر اپکے حرم شجاع الملک کی ہوی اسنے رنجیت سنگھ کے پاس
تمہاری اس غلطی سے شجاع الملک کی رہای کی تو مین تمامید مین اس احسان کے کو فورا تمکو دونگی اور رنجیت سنگھ نے
کہا اور کشمیر فتح کر کے شجاع الملک کو چھوڑا یا پس شجاع الملک لاہور کو آیا اور رنجیت سنگھ سے ملا کر
پس اس نے [illegible]
واسطے [illegible]
[illegible] وزن کرہ نور کا اوسوقت میسران کل فرنچ پالیسی مانند قرار دیتے تھے اور قیمت اسکی [illegible]
ایک قوی جوان ایک پہر طرف بلندی آسمان کے پہنچے اور ایک جہات اربعہ مین اس مانند کی اراضی [illegible]
مذکور تک زر و جواہر سے بھرجاتی ہی اور جن لوگون کے نزدیک کہ وہ منحوس ہی نام اسکا کہہ چھوڑ رکھا ہی سوای
واسطے دفع نحوست کے یہ تجویز ٹھہری ہی کہ ایک قیمت نما واسطے اسکے قرار دیکر اسقدر روپیہ [illegible]
سب ملکہ شاہ انگلنڈ کے خیرات کیجاوین فقط فصل سوم ملکہ انگلنڈ و وزیر اعظم و لارڈ کورنر
صاحب بہادر کورنر ہند مع خطابات اسکے جو فی زمانہ زندہ و موجود ہین یہ بھی جانا چاہیے کہ در زیر لائر یا
خورشید کلاہ ملکہ انگلنڈ جو مسند آرای حکومت ہین نام انکا کاین و کنتوریہ ہی اور لقب ہر ملکہ [illegible]
کا برنس الیزابتھ صاحبہ بہادر ہی اور عقد مزاوجت ہر دو کوہر در تاج فرمان روای و سلطانی کا [illegible]

تاریخ فروری ۱۸۰۳ء اٹھارہ سو تین عیسوی میں جلوہ ظہور کا پایا ہے اور اب کے کثیر الاحلاد ہیں اور ورر
دولت انگلیشیہ ماہ جون ۱۸۰۳ء اٹھارہ سو تین عیسوی سے لارڈ جان [illegible] بہادر ہیں اور چونکہ مشتاق قلمی
ہیں اس عمل انگریزی سے طرف کورٹ فورٹ کے کثرت سے بازار انتظام ہیں لارڈ سرکرم مہام عمل ہوا اور ہیں
صاحب کورنر کلکتہ دوم لارڈ صاحب بمبئی ماتحت صاحب بہادر سیوم لارڈ صاحب [illegible] جنانچہ نقش نکلے لارڈ صاحب
بالفعل ہیں ہو بمنقول المسمی اعظم الاعتبار مطلوعہ چھاپہ ہیں سے ہی زیدہ مویشان عظیم الشان
شیر خاص حضور فیض معمور حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ انگلستان ادام اللہ اقبالہا ہیں اور دارالخلافہ
بلہوی کورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند سنہ ۱۸۰۳ء اٹھارہ سو تین
عیسوی انتہی اور ہر ریاست ایک ایک ہیئت اور دسکہ ہیں قسم پر ہیں فہرست ایلچیان ہموجب اندازہ
اول ایلچی حیدرآباد دکن ایلچی لکھنو ایلچی کل ملک راجپوتانہ مع رسالہ ایکہزار روپیہ ایلچی بھوپال شاید قسم دوم ہو
سوم ایلچی دہلی القاب ایضا منقول اخبار دکورنر ہے اشرف الامراء اعظم الدولہ امین الملک احتشام
بارجان میسٹر طامس نیا فنس ہیکلف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ فرزند ارجمند وفادار ربجان ہیوند
سلطانی انتہی اور انہیں ولایت سے آئے ہوئے کئی روز ہوئے کہتے ہیں کہ اب وے اشتان ہیں
اور ایلچی کو الیار ایلچی ناگپور ایلچی اندور ایلچی کابکواڑ ایلچی نوربر مرشد آباد اور چند ایلچی پنیدست کلان
ایلچی راجپوتانہ مثل مالکم صاحب بہادر کے جودہ پور اور میسور وغیرہ ہیں بھی ہیں اور ایلچی جینیا اور
اور ایلچی نروان کورایلچی نواب کرناٹک ایلچی نیپال اور کمشنران میسور یعنے منتظم اور ایلچی بوشہر بصرہ
یہ دونوں فقط واسطے مقامات تجارت سرکار کمپنی بہادر کے مامور ہیں سوا آن ایلچیون کے جو

اور اسیوقت کدورتہائے سابقہ کو رفع کرکے سلسلۂ محبت و اتحاد و یکجہتی کو فیمابین کورنمنٹ ہند و سلطان
و استحکام کیا پس ازان وکیل مذکور مع مسودۂ صلحنامہ و خریطۂ سیمیں شاہ اودھ کے پاس رخصت ہوکر اپنے
ملک کو گیا اور حضور میں اپنے بادشاہ کی حاضر ہوکر کاغذ مذکور پیش کیے اور جو کچھ پیغامہائے زبانی تھے وہ بھی گذرانے
چنانچہ بادشاہ اودھ نے فوراً صلحنامہ کو فرمان مذکور بدستخط اپنی کرکے مع جواب سلام متضمن منظوری احکامات سرکار
خود بخود بخدمت نواب گورنر جنرل بہادر ہند ارسال کیا اور جسقدر فوج یہاں پر تھی اسکو رخصت دیدی کہ
پرگنہ بنہی سابق تھا ہی سکی طلبی کے بھی احکام جاری کیے گئے بلکہ یہ بھی اجازت دی کہ اس مقام پر سرکار کو قلعہ بنا سکے
اضافہ یعنی سوا ازین جو کہ اکثر قیدی سطرفیکہ وہاں تھے اسکو بمقام رہائی دیکر عزت و آرام سے رخصت کیا اور
اپنے ملک میں مستعد رہنے کا تاکید کیا نہیں کہ کچھ صورت فتنہ و فساد کی نہیں اور سرحد آمد و رفت کھلی
علی العموم دونوں عملداریوں کی خلقت خصوصاً سوداگر وغیرہ ادھر سے ادھر بے خوف و خطر آمد و رفت رکھیں گی
مال و اسباب تجارت خرید و فروخت کریں علی ہذا القیاس جبکہ مراسلۂ شاہ موصوف مع عہدنامہ صلح سطرفیکہ
اسیوقت مطابق اسکے پہنچا دیا گیا اور منادی ہوئی کہ علاقہ شمالی بردم و بیکہ و سمت جنوبی نگو بعملداری
آوادھ اگذار کیا گیا یہاں سرکار مقرر ہوگی اور اسقدر انواج کثیر بحری و بری جو جا بجا اس ملک میں
واسطے نزاع کے آئی تھی اب تمام سپاہ اپنے اپنے مقامات پر رخصت ہوجائیگی اور جسقدر فوج کہ
جسنی وہاں کے انتظام کو مکتفی ہو اس ملک میں رکھی جائیگی جناب گورنر جنرل بہادر بحصول اس
فتح خداداد کے شکریہ جناب ایزدی ادا کرکے جمیع صاحبان ملازمان سرکار انگلیشیہ کو خصوصاً ان افسران
جو اس لڑائی میں شامل تھے مبارکباد دیتے ہیں اور انکی جوانمردی و بہادری کی کمال خوشنودی ظاہر کرتے ہیں

حکام مختلفہ کے بیان

حکام مختلفہ کے بیان

چنبک ہوی اول جنرل صاحب بمصوت منصوب ہوکر ترنباولی کو چلے گئے اور وہاں سے جمعیت کثیر ہمراہ لیکر پھر
روز دیگر پیشدستی پر مقابلہ ہوا اس دفعہ جنرل صاحب موصوف غالب آئے حیدر علیخان کا بڑی پلٹن کو نکال کیا اور خود بنگلور
حیدر طرف روانہ کردیے کوچ فرما محمد علیخان والاجاہ یہ حال معاینہ کرکے اپنے پاس بلوا لیا اور صلح پر کمال
عالی کی سفارش اور انگریزوں کے تحریک کی رکن الدولہ حسب عرضداشت مرقومہ کے چینا پٹن کو گئے اور عہدنامہ
کرکے پھر حضور جناب مستطاب اولی صاحب سفیر کورنر صاحب بہادر ہمراہ لے آئے ملازمت خود کی حاصل کی اور تحفہ
سراج الدولہ والاجاہ اور کورنر صاحب بہادر کے کدر آستوفت میسر انتہا مشرب سے حاکم ارکاٹ والاجاہ کے جیسے
تاریخ فروری کی ۱۷۸۳ سنہ اسی اثنا میں مطابق ۱۱۹۷ سنہ کیارہ سی ستانوے ہجری کے ثبت ہوا کہ جسمیں دو اور تین
خلاصہ مضمون نہایہ سوم اقرار طرفین نواب کے بالاگھاٹ کا ملک جمیسور کے جانب ہی اضلاع
سرحدان انگریزوں کے نواب اور ستالاکھ روپیہ سالیانہ ان کے حضور پیشکش کرنا اور مرہٹوں کو اسکی چوتھائی پیشکش کرنا
طرفین انگریزوں کے دو پلٹن مستعین رکاب نواب نظام الملک رہنا اور خرچ اسکے سفر کا ذمہ سرکار دولتمدار
انتہی لیکن عمل اسکا ملتوی رہا منجملہ بات جنکے نہ ہونیسے لارڈ کارنوالس کو مع جمعیت اور توپخانہ نوکر رکھا اور
بار دوست بندوقین وغیرہ انہین شوناپلی سے منگوادین یہ اخبار ۱۱۹۷ سنہ استر اسی جو ستر علیوی مطابق
شہ ۱۱ کیارہ سی اٹھاسی ہجری کے مچھلی بندر کے سردار نے کورنر صاحب مدراج کو لکھا اور کورنر صاحب بہادر
کلکتہ کو اطلاع دی بجز اسکے یہ حکم صادر ہوا کہ بہرکیف فرنسیسون کے اخراجکا بندوبست کرنا اور
نظام الملک بہادر سے کہنا کہ اپنے برادر کی فہمایش کرین کہ وے فرنسیسون کو نکال دین ورنہ
ہم ملک پر بالت جنگ کے قبضہ کرلینگے یا کنوز جاکیر انکی سپرد ہمارے کردو ہم اسکا سالانہ

حکام مختلفہ کے نام

بابن

واردِ معمورہ ہو کر ملازمت نواب کی حاصل کی اور تحفے و لایتی گذرانے اور تمام کیفیت اپنے حال کی
کی بندگان عالی سے مفصل احوال برادر کا اپنے رہائی بیستر مذکور کی سنکر رنجیدہ ہوے اور حقیقی بیٹے کی طرح
قتلے ہمارے مقصد ہے خدا کی مین دخل دینا اب احتیاج تہنا جی سابق کی نہی تا نشہ صاحب بنے کذارش کی کہ اگر
ہم کیا بندوبست کرتے تو حیدر علی خان کا قبضہ اس ملک پر استعانت سے فرانسیسون کی ضرور ہو جاتا اور واسطے
برطرف نے نوسیولائی کے سوال کیا کہ اسکا کہنا آپکو مسلم نہین درجواب کے خود جنھ فرمایا کہ اگر مین اسکو جواب
دونگا تو نامبردہ مرہٹونکا یا حیدر علی خان ایک کا دشمن ہو جائیگا کہتے ہین بیستر مذکور کہا کہ
مین پانچ لاک روپے سالیانہ جو بابت راج بندری وغیرہ کے داخل ہوتا ہی جبتک برطرف سپاہ فرانسیس کی
زر مذکور نہ پہونچیگا نواب غصہ سے فرمایا کہ معلوم ہوا انگریز ہمسے اتحاد منظور نہین خیر کیا مضایقہ اب ہمین واسطے
جبتک کے اسباب فراہم کرنیا ضرور ہوا واضح ہو کہ یہ تقریر بحضور بیستر مذکور صاحب بہادر کلکتہ ہوی تھی اور تا
اب بولے کہ خطا کو زبدہ اس کی ہی اور قصور بیستر مذکور کا کہ وے بے اطلاع نواب نظام الملک سے نظام علی
بہادر کی کشور کا ملک کیون اپنے قبضے مین کیا اور کیون بیٹے سوال برطرفی سپاہ فرانسس کا زبان پر لایا
اسواسطے کہ نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دوستدار کمپنی بہادر ہین ہمین ظن غالب ہی کہ بالفعل اونہون
نے نوسیولائی فرانسس کو نوکر رکھا ہی کیا اندیشہ ہی آیندہ کسوقت ہمارے طرف روانہ کرینگے اسی خصومت
نامناسب زبدہ اور غرہ نومبر ۱۷۸۹ء سنہ ۱۲۰۴ھ سنہ اکیارہ سو تیا نوے ہجری کے ایک
خلعت دوصفا حضور کو ارسال کیا جسمین الزام طرف بردو صاحبان مذکور کے تہا چنانچہ خلاصہ مضمون

اسکا یہی جو کہ ہوا اور بیشہا لیٹر کو تاکید لکھی کہ بار دیگر اسکا جواب نظام الملک بہادر

حسب الارشاد ساحل پر رود سوسی کے باغین تمیر خاکسار اترے اور دولت ملازمت تحایف و ہدایا اور جواہر کرا
بہا اور کئی راس اسپ عنایت فرمائے اور ایک منزل باتفاق مذکور گذرانی اور سلخ ماہ مذکور کو خود بدولت انکی فرودگاہ
پر جلوہ پزیر ہوئے تب بھی وہ بہت سا اسباب بطور پیشکش گذرانے اور صاحبقرونین جمادی الاول ۱۱۹۹ سنہ گیارہ سی نوانوے
ہجری شہ ۱۷۸۴ سنہ چوراسی عیسوی کے رخصت ہوئے اور بعد اسکے میسر مین سنہ ۱۷۸۵ سنہ پچاسی عیسوی کے
برابر بارہ سی ہجری مین مستصوب میر عالم بہادر کے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور باعمد مذکور کو بدستور فرودگاہ اپنی
بہادر خصت انکی جانب کلکتہ شہ ۱۷۸۸ سنہ سی اٹھاسی عیسوی مطابق ۱۲۰۳ بارہ سی تین ہجری کے پانچوین شوال کو ہوئی
اسی ضمن مین ہنومنت سلطان پسر سعید علیخان قایم مقام پدر ہوکر چاہا کہ ملک کشور کا اپنے قبضہ مین کرلوے یہ امر
کے مطلع ہوکر کارنوالس صاحب بہادر نے درباب طلب کشور جواب نامہ کے جو مصحوب میر عالم بہادر بھیجا وہ والا پہونچا
تنہا حضور کو لکھا اور آپکی عنایت کرنے و دولت ملک بسطور پہنچنے خواہ جمعیت اپنی حضور سے کی کیتان کلنوی صاحب واسطے
سوال جواب کے حاضر ہوکر بندگان تعالیے اونہی نور الدینخان کے مکان پہنچے اور یہ بیکو فرمایا خلاصہ مضمون خط کا
کارنوالس صاحب بہادر مورخہ سات مین جولای ۱۷۸۹ سنہ اسی نوانوے عیسوی مطابق ۱۲۰۴ بارہ سی
چار ہجری جو برار تہنیت کے ہی مطلب خط انوالا قبال کا مشتمل اوپر یکانگت اور اتحاد کے پانہونچا
میر ابوالقاسم پہونچا اور تمام مراتب دوستی کے بمصوبات مذکورہ کے معلوم ہوئے مطلب جو تھا کہ ہم ملک مفوضہ
کمپنی بہادر مین پہونچے افسوس کنندا کہ وہ امر مندرجہ عہدنامہ سنہ ۱۷۶۲ سترہ سی باسٹھ عیسوی کا نبوزطرفین مہر و دستخط ہوکر
نہ ہوا یعنی سونپنا سرکار کشور کا کمپنی بہادر کو اور بعد اکرار پیشکش کا طرف کمپنی بہادر کے عملمین نہ آیا اگرچہ اس امر
مخلص کو تامل ہوا لیکن بسواسطے نکہانیکا کہ ان والاقدر مقدمات عظیم کے طرف متوجہ تہے چونکہ اس غرض دلکہی

احکام مختلفہ کے بیان

زر قسط میں سادی تمام سال کے ادا ہو اگر یکا یعنے بہ تین مہینے اگریزی کی رقم جیسے لاکھ چالیس ہزار روپے
پچھتر روپے بلا توقف بلا تامل خزانہ سے حضور کے پہونچائے جانکے اور احیانا اگر بیچ لگاتار کے
کچھ توقف ہوگا تو رقم پنشن بابت سرکار میں شمار کیا جائیگا اور بیچ صورت دیر اور دیر کے
تعلقات کے تنخواہ سرکار سے دی جاوینگی مطلب محصول غلہ اور اجناس کا جو واسطے فوج
درکار ہو معاف ہونا مطلب موافق قواعد میں کمپنی بہادر کی جمعیت تعلقدی کی ہو کی خولہ ایک حصہ
سالم یا موافق صاحب سرکار کمپنی بہادر اس شرط سے کہ تبدیل میں کمی تعداد سپاہ معین واقع نہو مطلب
ایک مقام واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے معین ہونا کہ ہمیشہ وہیں قایم رہے مطلب اور جسوقت فوج واسطے
ریاست کے بھیجی جاوے ہمراہ اسکے ایک شخص معتبر امور ہونا کہ سرکار کی طرف سے غرت سرکرد گان فوج اور
کی جو لایق دونو ریاستوں کے ہو کیا وے مطلب یہ جمعیت ہمیشہ حضور اور وارثان قایم مقام
واسطے تنبیہ باغیوں کے حاضر و سرکرم رہے کی کہ کار آجزی پاوند سپندیکے کام نہ آئیگی مثلا یقینی ملک
وغیرہ مطلب بھیجدینے اس جمعیت کے حیدرآباد کو فرانسیس کی طرف سے جاوین اور حضور اور اونکے وارثان
مقام اقرار کرتے ہیں کہ کمپنی فرانسیس نوکر نہ رکھینگے اور اگر کسیکو اہل فرنگ سے بجز نوکری سرکار کمپنی
ہو گا تو بدون اجازت اور معلومات کمپنی بہادر کے اقامت نہ کرینگے مطلب تمام بھائی ہوی سپاہ فرانسیس کی
سرکار کمپنی بہادر کہ وہ خواہ نوکر ہیں فرانسیس ہو یا حوق ہیں دوسری سپاہ یکے ترفقار کرکے انگریزی کے
حوالہ کیجاوے اور کوئی شخص ملک حضور میں پناہ نہ دیگا اور جسوقت کہ وہ سپرد الجی ہو کی سرکار کمپنی بہی
جاوینگی مطلب جو بھائی ہوے سرکار حضور کے گرفتار ہونگے وے سپرد سرکار موقوف ہونگے اور چونکہ حضور

مقرر کیے ہیں امور اقرار کرتے ہیں کہ کمپنی بہادر کو واسطے فایدہ ایکدوسرے کے حضور و بیشوا کی سند سے
کرنا عہد نامہ مجوزہ ہین فیمابین تینون روسا ہم عصر کے۔ شرط یہی ہم ہی کہ ایک ہمچو بات اسود کی دوسرے
کے ساعی و مساعی رہے اور اقرار طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے کہ اگر سوال اسقدر فایدہ کا دونون سرکار غیول
کی بیچ میان دونو ریاست نواب میر نظام علیخان بہادر اور ریذیڈنٹ پونہ کے نزاع کہڑی ہو خود دونون فریق
طریق مناسب پر فیصلہ کریے اس صورتین نواب ممدوح اقرار فرماتے ہین کہ ہم بایے سے محاربہ و نقیت
کی نکرینگے اور بہ صورت برپا ہونے تکرار سرکار انگریزی جو فیصلہ کہ کمپنی بلا تامل قبول کرینگے اتمام تہنا محاربہ
کیے جو درمیان سرکار دولتمدار نظام الملک بہادر اور عظمت وقار کمپنی بہادر اور سرکار پیشوا بنایے پر دہا
ہوگیے ہین بحال خود برقرار ہین اور اگر ایل دربار پونہ نقل تہانہ تعینی سرکار کمپنی بہادر کے باقی رہے
نواب میر نظام علیخان بہادر کو شی تمام اجازت دینگے تمام ہوا رجمہ خط کار تو اسی صفحہ کا واضح ہو کہ
صاحب بہادر مذکور نے یہ خط حضور کو لکھا ہی طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے کور نر کلکتہ لارڈ جنرل صاحب
بہادر واسطے حل مقدمات ہند کے امور دمتعلق تھے اور کپتان جنت جنگ کا پیدا کور نر صاحب بہادر کو
اور کارنوالس صاحب ولایت سے تازہ وارد ہوے تھے چنانچہ عبارت خط کے سے پایا جاتا ہے پس صاحب بہادر مذکور
تقریر کہ دنان ہوی اور جو تجویز کہ ٹہری ہے بجنس حضور کو لیفہ ہذا میں لکھے ہین کہ یاکتوبر ہذا تو ضیع عہد نامہ سے
سنہ ۱۷۹۲ عیسوی کی ہی کہ اسمیں شرایط حال کے مندرج ہوے ہین پس تمام مقدمات مرقومہ بالا رفتہ رفتہ صورت
چنانچہ ہر ایک محل پر لیفے رقم پذیر ہوگا تھا۔ اللہ تعالے خیر بعد ملاحظہ و مانے و مطالعہ کر لیفہ ۱۲
لیفہ ہذا کے حضور اتہار ہوین تاریخ ستمبر کی سنہ الیہ یعنی سنہ ۱۷۹۲ استر اسی نواسی ع مطابق

حکام متعلقہ کے بیان

ہین

مطابق سنہ ۱۲ بارہ سی یا نو عیسوی مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے مرتسم ہوا حضور نے ملاحظہ فرمایا اور منظور ایدہ بھی شاہ دریا دل

متین اکبر زمانی ہوا خلاصہ مضمون تنبیہ پنجم ہر ایک رسالہ بقوت تمام جنگ کرنیکے اور

رضا اکید و سرکے صلح نہونی اور جمال منیو سلطان کا جنگ میں ماتھہ آونیکا برابر نسبت کرنیکے اور چار پلٹن بھیجنے

پلٹن تک حاضر حضور نواب نظام الملک بہادر رہینگے کہ جسوقت لارڈ کارنوالس صاحب بہادر صحبت مذکور کو جاویں تسلیم

بیکار ہو روانہ کرنیمیں تامل نہوگا تاجسوقت کہ خود صحبت کو رخصت کر دیں اب برخاست عدد روپیہ ٹیکا جاوے گا

اور ایک ایلچی ہر ایک سرکار کا دوسرے کے دربار میں ہمیشہ حاضر رہیگا تا مضمون سے اسکے رشتہ اتصال ہوا کرے

اور سرداران اکبر زاور مرہٹوں نے ملکر منیو سلطان پر یورش کی جو فتح کی ہی بہت سے لوگ طرفین کے

مارے گئے آخر الامر سلطان مذکور اتفاق سے رو سے رسالہ کے ناچار ہو کر سلسلہ جنبان مصالحت کا ہوا اور نصف ملک

کرکے بجانب پائی جیسا کہ امر المومنین بندگان عالی مفصل رقم پذیر ہوا اور حسب قرار داد ثلث حصہ قبضہ میں

ہر ایک سہ کار یکے آیا از انجملہ تیرہ لاکھ سولہ ہزار روپیہ سو چہیات ہون کا ملک جو حضور کا تصرف میں منیو سلطان کے

رہا سنہ ۱۲۹۶ ہزار و نو عیسوی مطابق سنہ ۱۲ بارہ سی یا نو ہجری کے مسترد ہوا چنانچہ تفصیل آن ضمناً

ہی فہرست دیہات سرکار یاوقار نواب نظام الملک بہادر کی جو نصف حصہ میں منیو

کے جاتے رہے تھے اور بعد سنہ ۱۲۹۶ ہزار و نو عیسوی مطابق سنہ ۱۲ بارہ

سی یا نو ہجری کے داخل ہوئے ہیں

سدہوت — جوز — تمکد پور — کور — مدہول — جمال آباد — کلہم — کلیانگیر تعلقہ — چندنکہ — کنت سور

کوپل — اوسل — بلور — رسایہ — سل — ونتانا — دیری — بارہ دوارہ — مدور — پرسیل — مالتول — منگارپلی — نرسم

احکام مختلفہ کے بیان

پسند کان عالی اور مرہٹون کے جنگ ہوئی انکام نبرد بسبب پہونچنے کمک کے زنار دار غالب آئے حضور
قبل خاصہ پر سوار ملاحظہ اربابِ حرب کا کرتے تھے کہ اسی اثنا میں شب نمودار ہوئی خرد بلند و صوابدید
رفقایے صلاح اندیش کے نزح قبل خاصہ کا طرف کثرہ لیکے منعطف فرما آور ہوئی ظلمت لیل ہیں داخل مقام
مذکور ہوئے پس حرف صلح کا درمیان آیا حضور نے کہ روپیہ نقد دینے اور چوتھیں لاکھ کا ملک سیر کرنا اور اربعہ
سال لگاتار جو تہہ ادا ہوئی اور کرنول کی ذمہ اپنے کارپردازوں کا فرمایے اور شہر الملک کو مرہٹون حوالے
کیجئے اوسوقت دو بلاتی اکبر زی واسطے محافظت ملک کے ملازم رکاب ہوئے اس عہد پر کہ وقت جنگ
مرہٹون کے تہرا ہیک نہو یکے اسواسطے کہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو ناخوشی ان لوگون کی بھی منظور نتھی واضح ہو کہ
حضور کثرہ لیے مراجعت کر یکے داخل حیدرآباد ہوئے صلاح پر راجہ شامراج کی کہ وکیل غیب تھا
کی دخیل کار ہوئے تیسرا بلاتی مذکور بر طرف فرما اور زیادتی فوج فرانسیس کا حکم دیا اتفاق روزگار نمونہ عیاش
کوچ کریکے قلعہ سیرا گاؤں کے باہر یکبارگی تپی کہ حادثہ صاحبزادہ عالیجاہ کا قوعہ میں آیا یعنے صاحبزادہ
بندگان عالی پر خروج کیا پھر فوج اکبر زی کی بسرعت تمام بہادر طلب ہوئی یہ کہانت بے وزارت ایلچی
کے مراجعت کریکے حاضر حضور ہوئے پھر نہیں معلوم کہ کدہر گئے اور صاحبزادہ عالیجاہ بھی کرناٹک ہو کر
قضا کیے اس ضمن میں مونسیور رمون بھی سپاہ فرانسیس کا سرکردہ جو واسطے لانے صاحبزادہ کے ہمراہ
ہوا تعاقب کیا اور مونسیور پیرو اسکی جگہ پر قایم ہوا لیکن شہ ۹ استراسی ثانی نوعیسوی مطابق سنہ ۱۱۹۳
بارہ سو تیرہ ہجری یکے لارڈ ماڑنگٹن ولزلی صاحب بہادر کورنر اقلیم ہند ہو کر ولایت سے آئے
کرنل ولیم صاحب کو رخصت ولایت کے یہاں سے روانہ ہو کر کیپ میں پہنچے بیلارڈ صاحب وہاں سے

مرحومین کے وقت ہوا اور مہر نواب مرحوم اور کمپنی بہادر کی اوسپر نقش مذیر ہوئی خلاصہ مضمون نشانہ
مقسم واسطے پرورش خاندان اور متعلقان مقتول سلطان نشان لاک بیس زر روپی کی جاگیر دینی اور باقی ممالک
مفتوحہ کے علی السویہ سرکار کمپنہ بین دیہات منقسم ہونا اور فخر الدینی خان سپہ سالار سلطان متوفی کو سب کے حصہ میں
چار لاک کی جاگیر کر دینی اور میسور میں حاکم قدیم راجون کی اولاد سے کسنا را اور دیا بہادر مقرر کرنا
اور اسکو کچھ ملک سپرد کے اتفاق سے حوالے کرنا اور رفع الجملہ کمپنی فوج انگریزی متعین پرگنہ مذکور کے رہنا فقط بیس
عند التقسیم لاک تر یانو برز رتین سو ہون یعنی دو دام کا ملک بصرفہ دولت خطاب کے آیا ظہیر دولہ
کی جو فتح ملک میسور نواب میر نظام علیخان بہادر کے حصہ میں آیا بیس لاکھ
اور فیض بہار مع علاقہ اسکے

کھیتی	ماری	ڈر کنور	مانی جو	بیر راجا	نیلور
جس ہول	پٹی برنور	کودیتی	بار کی	بھی دینور	ملک سر
مانی کور	کنی سرکند	کرم کندہ	رش کر	رای درگ	بنگلس پنول

میران سیدی | اوا کندی | کریل کیا | پرسیع دیہا | نیلور قصبہ کنی

کل قسم اسکی

جملہ رقم سابق حال کی

لہ ۱۰ لاک
لہ ۳ ہون
لہ ۱۰ دام

یعنی ۱۰ لاک ۳ ہون ۱۰ دام کا ملک

میر عالم بہادر کو واسطے عمل دخل ممالک مقبوضہ سرکار دولتمدار کے تعینے مامور ہوئے اور حکم ہوا کہ داخل ہوا صبح مفصلہ
بالا کا فخار جمین سپاہ انگریزی کے جو جو پیس لاک ستر ہزار ایک سو روپی سالیانہ ہمیشہ میں حرف کریں

احکام مختلفہ کے بیان میں

اور کتخدا کو یا نسوکی بھی کرسکتے ہیں خربت سے رستہ اتحاد کا خوب محکم ہو اسر کار دولتمدار اور کار
مدار سرکار واحد ٹھہری اور موضع حسین باکر واسطے بود و باش صیغہ کے تجویز پایا اور عمالان سرکار
الملک بہادر کے دیہات سے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کا موضع کے بجاے ہو کئی ان جملہ ہندوستان کے
ہزار آٹھہ سو بیس ہون کے مواضع مثل کپل اور تعلقہ کنڈ کزا اور دیہات واقعہ جانشمالی دریاے تمسہ اور
دیہات تعلقہ الکوٹ اور کنگ کیری کے قضیہ میں یکجا کر بلحاظ اتحاد و یکانگت کے معاوضہ میں اسکے آٹھہ لاکھ
ہزار آٹھہ سو اٹھارہ روپے کے قصبات مثل تعلقات اندھولی اور جملہ دیہات جو سمت جنوبی جو کے تمسہ را اور متصل
سنگم یعنے جہان دونون دریاؤن کا اور تمسہ را ملین ہیں بایان سرکار کمپنی بہادر کے سپرد کیے
تقسیم دیہات کدرشتہ تقسیم دیہات مقبوضہ
ملامت ہون سوا لاکھ روپیہ ملامت ہون روپیہ ملامت ہون
اور واسطے رہنے وکلاے کے ساحل رود موسی پونا عمارات کچہری اور واسطے فرح اسکے آب و ہوا
ہیں بایں بس کی مدتہین صاحبانان رشتہ یکے رہنے کا مکان اسبابانشان تیار ہوا کہ وقت وکلا
اور حسن مضبی وارکاٹ وغیرہ ہین آج ہیچ اس بلد کا ثانی روے زمین ہی نہیں ہے
کہ وہ راقم ہیے بیان کرتے ہیے کہ ہین کے قریب صاحب کہ ذکر اوپر کا سنا ہی کہ وہ کہتے تہے کہ
در اساسی بنا نہ جو چو دہری معمار و نکانہا ایکا ہی کہ ہیچ ملک روے اسکی عمارت ہین
صرف ہوے ہین اور وہی ربانی میر عالم بہادر کی ایسا ہی کہتے تہے کہ وقت بنا در ملک روے کی
یاد رہوی تہی واضح ہو کہ استیصال ہین ٹیپو سلطان کے جو ملک کا کار عالی کے حصہ ہین
سب ملک مفتوحہ کے ہین ہوا اگر زنی کے نکل کیا صاحب مذکور ہوا اور تقدیر ایسا ہی تہی

مکانات مختلفہ کے بیان

ہین

اور زبانی ولیم پالمر صاحب بہادر کی ہی کہ اسوقت صدر مین ہجاب نفلک کے ایسی تقریر درمیان ہوئی تھی
جو جمعیت کہ کارنوالس نظام الملک بہادر کی ہمراہ ہماری تھی ایسی کشش نہی بروقت بگڑ جانے لڑائی کے طرف
مخالفہ کے ہوجاتی انہین حصہ دینا کیا ضرور ہی اسمین کہنے والون نے اب کہا کہ نہین قصور فقط ہمارا
ہی ورنہ رئیس و دیوان تو شریک حال ہمارے تھے حصہ ملا اور تنہا تمہارا پس شنبہ ۱۹ اثنا ہی پالمر صاحب مطابق
شنبہ ۲۰ ماہ ہی ہجری کو رزا قلیچ بندلا زد وزیر صاحب بہادر نے ولایت کا ارادہ کیا اور بجائے انکے لارڈ کارنوالس
صاحب بہادر نے زمام اس امر جلیل القدر کی اپنے قبضہ مین کی اور حضرت جنگ کو حیدرآباد سے واپس طلب
کیا اس امر کے کلکتہ کو طلب کیا کیتھ مین رزیڈنٹ حیدرآباد کو رسالہ مین سوار بجنسہ ہمراہ کرنا ہی اسلئے مقصود تھا
کہ اثنا راہ قلعہ کلکتہ روز نہین پہونچ آخر حضرت ہی اور بندوبستا نہین چند روز کے پیش و پس سے لارڈ کارنوالس صاحب بہادر
جل طبعی سے اور بجائے لارڈ موصوف صاحب بہادر سنہ ۱۲ الہاره ہی ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۵ عیسوی مین
مدار المہام سرکار دولتمدار سے نہایت موافقت اور سرد عنایات غفرانمآب ہی کہ وقت تنہا سے
بلندی کے جواب جمعیت سکندر جاہ مشہوری خود بدا نہین ایک آنکھ سے لاس قیمتی دس ہزار روپے
کی عطا فرماتے اور فرزند محبت پیوند زبان سے ارشاد کیا تھا کہ وہ فقرہ شریک خطاب اونکا
ہوا کہتے ہین کہ رویہ ظاہری صاحب بہادر کے اکثر غرور پایا جاتا تھا لیکن ایسے ملنسار کہ بیک
لحہ نہایت دو لحہ کی صحبت مین دیرہ و غرور کو اپنے فراموش کرکے اسقدر اخلاق سے پیش
آتے ہے کہ دل حضار کا خوش ہو جاتا تھا اول ملاقات مین ایسے مخلا بالطبع ہوکر کلام کرتے تھے کہ

اشتہار دہی جیٹھ بیاکھ عیسوی مطابق ۱۲۲۱ بارہ سی اکیس بجری کے بیشکار ہوکر احمد صاحب شرف الدین خان
بہادر اپنے اور منشی امین علی کے وکیل کیا تھا شہر عرضہ مین خان موصوف فرامین سیدم صاحب بہادر کے درآمد ہوئے اور
بخوبی سوال جواب سیاطت منشی کے اگرچہ ہمراہ انکے جاتے تھے ادا کرتے تھے نہین شنبہ ۱۱ اشتہار دہی آتھ مطابق
بارہ سی تیئیس بجر کے میر عالم بہادر نے قضا کی اور تجویز مین تفویض امر دیوانی کے صدر اکبر ناظم دیوانی
نظامیہ کے دو امیر عالی مرتبت یعنے شمس الامرا بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر منتخب کیے گئے سیدم صاحب بہادر
سے کارمین اپنی اطلاع کی اور نواب صدوہم بھی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو اسیطرح اختصار معلوم کرایا
کورنر صاحب بہادر نے شمس الامرا بہادر کو ممتاز کرکے نام سے ممتشم الیہم خطاب روانہ کیا اور یہان منیر الملک بہادر
خفیہ کہرا چند ولبھ کے اگر پہ عہد اوصاحب قسم کھائی اور قران اوتہا باکہ اگر ہین ہیواں ہوا تو
امر ہین دخل نہ دونگا فقط تحریر دیوانی کی مجھے بیش تر مختار ہو جو چاہو کرو نواب مخالف لارڈ کورنوالس صاحب
مذکورہ منیر الملک بہادر کو عنایت کرکے اور شمس الامرا بہادر کو معاف فرمایا پیش دیوانی ہین بہادر معزالیہم کی اجیگی کا حکم دیا
جملہ راجہ چندولبھ بہادر سے متعلق ہوکر احمد صاحب شرف الدین خان کو بواسطہ منشی امین علی کے وکیل انہا
نزدیک سیدم صاحب بہادر کے مقرر کیا سیدم صاحب بہادر نے راجہ کا مجرا موقوف کرکے یہ اشتہار دیا کہ دیکھو سیدم
لکھا کہ اب تو قرم اصلاح ہوا ہے نواب نظام الملک بہادر کی زایل ہوئی کہ اسوقت کہ ضبط ہوئے
عطا ہوا در اگر یہ کاہو پیش لارڈ نشو صاحب بہادر کورنر کلکتہ بھیجا اور سیدم صاحب بہادر
سفر حیدرآباد کہ بنگامہ سرکرد کان وجہم اگر یہ کا واقع ہوا لارڈ کورنر صاحب بہادر نے سیدم صاحب بہادر
کو طرفدار سرکرد کان مذکور کا جانا اور کلمات ناملایم حق مین اسکے اشتہار دیئے سیدم صاحب بہادر

بعد وقوع اس امر کے آزردہ ہو کر خدمت مذکور کو استعفا دیا اور شہ اشہارہ کے کہار مین بطاق
بارہ سی چیس ہجری حیدر آباد سے رخصت ہوے واضح ہو کہ صاحب موصوف نہایت خوش مزاج اور خوش اخلاق
مشاق لطیف ظریف مزاج اعلی منصب پر وا ایلچی کری کو اس ملک کی قابل حوصلہ اپنے نہایت
وے صاحب موصوف جب تہانیں حضور پر نور سے رخصت ہوے راہ بھاور اور ریکے بہت سے رفقا تہی دست رہتا
یہ آیتہ حضور بہت تامین کرتہ ایکوقت خواصیہ تنہا کر باتین کرتہ ہوے چلے گیے اور ارکے دفعہ
بہ دو سیع سینا کے روبرو آوز تہے اور صاحب بہادر بہی ہمراہ رکاب دفعتاً جو سوار ہوے دیڑہ تامین صاحب
کے چلے آیے۔ تردد ہوا کہ کیا کہیے ولیم پالمر صاحب کہا نذر دیکیے تو بولے ہم نذر نہین لیتے یہ
یہ دیکہے مانا اور جہت ایک طشت روپیکا اور چند کتورے جینی کا تحفہ بہایکر کے رکہلی جاے بیٹہکار دیرہ
اور اب کہا کہ یہ جینی بالفعل یہی حاضر ہی حضور نے اوسکو قبول کیا باقی سرای ولیم پالمر صاحب کی حضور
رہے پہر وقت رخصت صاحب بہادر نے کہا کیا دیجیے ولیم پالمر صاحب نے کہا میر عالم بہادر اور راجہ چندو لعل
جب انکے کہر گیے تہے بی اس نے رو رو دیے تہے آپ بہی رو دیے بولے سرکار ہماری کہا کیا آدمی تہی
سو رکھنا چاہے ولیم پالمر صاحب بولے پیش از دیکہے اوسکو بہی تامل کیا آخر شش چہی پیش از کی
اور اب التماس کیا کہ اب تو آپ فقط اپنی عنایت سے تشریف لاے بلدہ کو چلکر ہماری مزید کا
افزا ہونا ہم قبول کرینگے حضور نے کہا بہت اچہا پس جب ایکے گہر تشریف لیگے صاحب بہادر نے بہت تکلف
سے ضیافت کی چنانچہ ذکر ہوا کہ دراز اور لاکہ روپے نشستگاہ کے کہدے اور اب کہا کہ سات لاکہ روپے کا
یکے بابت عنایت سرپرستانہ جو طرف سرکار کمپنی بہادر کے بطریق تحفہ و ہدایا کپور وغیرہ

حکام مختلفہ کے بیان

ولیمین تامیں پالیتیکل ایجنٹ کا اور افسر
آپ دیوان پیشکار ناظر بخشی کا اور افسر
شاہ کی فوج کا اور افسر توپخانہ کا اور افسر
شاہ کی فوج کا اور افسر

بعد وضع ہونے اخراجات صیغہ مذکور ایکے جانیکے جنانچہ بعد تدریج کچھ کم چھے لاکھ روپیکے اشیاء واجب
ولایتی کہ رائج اور روپے سے خوب مجری و محسوب ہوے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ایام سفارت مین سدرلینڈ صاحب
بہادر کے اول بشیدیت ثابت جنگ تھے اور آخر عہد مین چار رسل ہوتے بہادر ثابت جنگ بشیدیت
ہوے ایام سفارت سدرلینڈ صاحب بہادر کے چھے برس چار برس دو برس تعطیل کے بیشتر سوا انجات ایلچی
ایلچی کری ثابت جنگ رسل صاحب بہادر سفیر چہارم میسٹری رسل صاحب ثابت جنگ بشیدیت
بہادر طرفین لارڈ صاحب منشو صاحب بہادر گورنر کلکتہ کے سنہ ۱۸۱۱ء اٹھارہ سو گیارہ مطابق سنہ ۱۲۲۶ بارہ سو چھبیس
بجری ایلچی کری پر منصوب ہوکر ہونا ہے کہ وے اول وہان کے ایلچی تھے وارد عمارات محمدیہ کوٹھی حیدرآباد ہوے
اور قبل پہونچنے بلدہ مذکور کے بے انصافی سدرلینڈ صاحب بہادر کی در باب اخراج روپیہ بہادر اور نوٹ الاعراء کے
ثابت کرکے اجازت سرکار کے معہ الیسا کو ہمراہ اپنے لیے آئے اور داخل کوٹھی ہوکر منشی کو سدرلینڈ
صاحب بہادر کے موقوف کیا اور التفات حسین بسر سرعزیز امد کو منشی کری پر قایم کیا اور بشیر الدولہ بہادر
کو شہر بدر کرکے امجد علیخان کو واسطے سوال و جواب کے مامور کیا بعد چند مے اکرے سفارش سے اکبر
وہان کے شرف الدولہ کو شہر مین آنے کا حکم دیا لیکن بہر و کالت انکی منظور نکی و واضح ہو
عہد مین رسل صاحب کے جمعیت الوال مسمی سپاہ کنٹنجنٹ کی بہرتی ہوی جسکا بیان واضح اسکا
بھی بیان قیام سپاہ کنٹنجنٹ کا چونکہ بموجب قرار داد تہنامہ ہشتم کے کہ وقت مہم
چھے ہزار پیادہ نو ہزار سوار حضور سے حسب حال فوج اکزیری کے ہونیکے وقت جنگ عوث راو سندیہ
اور رگھوجی بھونسلہ کے سپاہ کمکی سرکار نواب نظام الملک بہادر کی بہت خرابی کے ساتھ بھوپی

اور کچھ کام پڑنا آئی اسدم لارڈ صاحب بہادر کو رزکلاسے سمجھا کہ قصور طلبیدگی کا ہی جانچہ اسی لیے
راجہ اندر کو تم راو کار پردازی سے حضور کے موقوف ہوے جیسا کہ احوالین نواب سکندر جاہ
بہادر کے بیچ دفتر دوم اس کتاب کے گذرا ہر چند کہ کہنا مترجم اکبر زی کا ایسا ہی لیکن یہاں مشہور عام کہ راجہ
بھیت رام مکتب فوای عوام بچاس ہزار کی جمعیت کا سردار اور محمد مسیحان صمعدار اور محمد صالح خان
بہادر ناظم ایلچپور جنگ عکر رہین تبا برا عانت و کمک فوج اکبر زی کے شریک حال لارڈ ولزلی صاحب بہادر کے تھے
حضور صاحب قلعہ کا دل اور بقول ولیم بالر صاحب موضع ارکاون پر محمد صالح خان بہادر نے جو ہے بازی اپنی
حمایت فی کی اور بہت مرد آدمی انکے کام آئے اور والد نامہ مذکور سے بھی ہمراہ رکاب بہادر کے
تیس چالیس ہتھیاروں کے شریک سر کرتے ہیں جنی کہ لارڈ صاحب موصوف خان مذکور سے خوش ہو کر
انکا جو علاقہ پین راے بہادر کے حالت موافقت میں تھا اور منبد اسے نہ دینا چاہا تھا معاف فرمایا اور
ارکان دولت پر اپنے محمد صالح خان بہادر ہی کہ بموجب چاہنے رہنے قلعہ کا اور بر پا ہونے
اپنے دفاین کا چانچہ وہی ابتدا رسای کی سرکار کمپنی بہادر میں بہادر مغربی ہوی اور انہیں اوائل میں
محمد نامدار خان فرزند کو اپنے عوض اپنے آغوشین لارڈ صاحب بہادر کے دیا چانچہ الی الآن فرزند سے پایا جاتا
ہے کہ افسران سرکار عظمت دار کو پاس خاطر انکی متعلقوں کا ہی اور خود سرکار عالی کو بھی منظور تھا میں سنے
فایدہ پہنچا بلکہ طرف اس امر کے بیچ سبب تحریر بعض آخوا حوالین جنت جنگ کے راقم نے اشارہ کیا ہے
سمجھا چاہیے کہ فیما بین رسل صاحب اور راجہ چند و لعل کے موافقت بیچ تھی واسطے فوت جمعیت
صاحب بہادر کے منصباہ گشتنت کی تجویز کی راجہ چند و لعل نے اپنی خوشی سے دو ہزار روپیہ ان دنوں
اور واسطے تربیت انکے صلاح سے ولیم بالر صاحب کی پیکش صاحب نامدار کردہ اوایل سنہ کے اندر تھے

حکام مختلفہ کے بیان

اور اب یہی لکھا ہے کہ ضعیف لوگوں کو جدا کر کے ایک جمعیت انکی علحدہ مقرر کی اور اسکو فرمین
صاحب لکھا کہ یہ بھی ضعیف تھے اور سابق سے ان لوگوں نہیں سرکردہ تھے بعد رسل صاحب بہادر
سے حکم منگوا کر پانچ ہزار رکابی کی تجویز کی اور وقت ملاقات برار میں جو ساتھ جاکیر داروں کے مثل جلال الدولہ
اور مرتضی یار خاں اور غالم علیخاں وغیرہ تھے ہزار پانسو سوار اور سیطے نائیہ معہ دل
کو بہادر بخشی بہادر کی تجویز کی اور ایک کمپنی واسطے نگہبانی پیشوا
دست وچیال اور ایک کمپنی تبردارون کی تجویز کی پس شش الشہارہ سنہ سنتیس عیسوی مطابق
بارہ تین سو تیس ہجری کپتان دیوس صاحب سوارون کے سرکردہ ہوکے پھر اب یہی لکھا ہے کہ
پانچ ہزار سوار کی تخفیف کر کے چار رسالے بنا ہے انمین چار سردار مقرر کیے اور ان کے
کپتان دیوس صاحب قرار پائی الحاصل تمام نفر قانون سپاہ انگریزی پر تیار ہوکر واسطے
شورہ پشتون اور نمکحرامان دولت کے اضلاع برار مین متعین ہوئے اور سوا اسکے
بہادر ناظم ایچ پورست ہزار فوج پیدل واسطے اعانت دلگاک کے مامور ہوے چنانچہ کپتی
انمین مین سے دو پلاٹن اور ایک رسالہ ترتیب سوارون کا ملحق سپاہ مذکور ہوا

موجود رہے چنانچہ چند مدت تک ایسا ہی علیحدہ رہا لیکن بعد تھوڑے عرصہ کے سرکار دولتمدار نے صفدر
کیجانا پسند نہ کیا اور موقوف ہونا بہت دشوار بلکہ ایسی زد دیمن جن روزوں سر چالش تکلف حاضر قایم
مقام حکومت کلکتہ تھے راجہ چندولعل نے واسطے تخفیف کے لکھا تھا تو وے جواب دیئے تھے کہ اول تم اپنی
خیرخواہی سے تمہاری جمعیت رکاب کی جو ناکارہ ہی موقوف کردو تو البتہ فوج الوال کی بھی ہم کم کردینگے اور اپنی
مثل جمعیت سکندر جاہ کے یہ بھی متعلق سرکار کمپنی بہادر کی ہوگی چنانچہ مطالعہ سے تہنامہ جدید کے آنریبل کمپنی
بن ظاہر ہوگا پس ماہ مذکور بعد دریافت ہونے یکے بر حسب مرقومہ سنہ مرقومہ بالا بن مہم نواب میر محمد صادق خان بہادر
اور محمد فتح خنکی کا کارپرداز مقرر ہوئی اور بعد فتح و نصرت بہ سنہ ۱۱۹۰ تہارہ سو انتیس ۱۲۳۵ فصلی
سنہ ۱۸۲۸ عیسوی بجرے پر سوار ہوکے بنگالہ کو چلی اور یہ بھی تحریر کیا جاوے کہ عنوانات فرامین اصفحاہ تا اب
فرمانے عالم کون و مکان بادشاہ روی زمین سلطنت لظہ ایہ کی اور اوزار افزون تھی بعد رحلت کے نواب غفران
مرحوم کے عہد میں نواب سکندر جاہ بہادر کے چونکہ جملہ ارکان دولت و دیوانی چند بہ بات اپنی وضع رہی
مشیر الملک دیوان اپنے بھی قصدا کی میر عالم بہادر مستقر شے افسران انگریزون کی مدار المہام ہوگئے
ہیں ایکے بھی چونکہ عہد سے عنوانات کے وکیل کارپرداز کوئی امر حد سے اپنے تجاوز کرتا ہوا دکھلائی نہ دیا اور
نے راجہ چندولعل کو بیشکار کیا کہ مادام الحیات میر صاحب مغفور پیشدست اپنے کے رہے سعید جب
مشیر الملک بہادر دیوان ہوکے مرجع کارپرداز ہے چندولعل قرار پاوے جمیع مقدمات مالی ملکی اور سوالجواب
سرداروں انگریزونکا متعلق ذات راجہ صاحب کی ہوا اور اوزار شہر اکہ سرکار عظمت مدار انگریز
فضیل معاون بیشکار کے رہے وجہ اسکی یہ ہی کہ وہان تکے امون بہ نیابت کیا تہا کہ حضور متلون مزاج ہیں

اور عمل دیوانکا نجوم در حل پر نواب سلطنت آب سکوت اختیار فرماکر اور جناب وزارت پناہی کے قطع
دیوانی پر اکتفا کیا پس راجہ چندولعل مختار ریاست نواب نظام الملک بہادر کے ہوکے کلکتہ ہی کسے کار عظمت مدار کو
اسکا خیلے افسوس رہا بلکہ ارباب نسل نے واسطے دینے اختیار راجہ چندولعل کے بہت تامل کیا آخر الامر آپ رضامند
ہوئے کہ بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر کے تمامی اختیار امور ریاست دست اقتدار مین جانشین انکے سپرد کیا جاے
جب راجہ صاحب کور بدقول اور رشوت ستان مصرف پایا جیسا کہ احوالمین اوسکے گذرا اور نوشتجات
افسران انگریزی کے بھی ظاہر ہی بنابرین رفتہ رفتہ مدار مہمات عہد اوسکے بے انتظامی پر رہتے پایا حتی کہ ارباب نواب سکندر جاہ بہادر
خلد اللہ ملکہ کا بھی انحطاط طاریات کا بسبب نافہمات غیبی کا پردہ ازدل پر بسقدر کہ ہی سطور مین پر اس کتاب کے دفتر دوم مین
ظاہر ہوا ہوگا اور اس دفتر سے بھی بقدر مطالعہ پوشیدہ نرہیگا اسواسطے کہ بعد رضامندی مرحمت ہوے اسواسطے کہ
بلکہ ہر کہ آمد بران فزید کر دملک ایک شمس الامرا بہادر سوا نہین اہلکار دیگر پانچ سات مہینے مین سب ناخوش کیا کہ
مدار المہامی کنارہ کیے سبب الامر بیجا اسید دوستی کی بھی کہ وہ چاہیے تو بندون پر رحم کرے خلعت
بخشے اسودہ حال اوزار غبال رہے رسل صاحب بہادر رشید حیدر بابا باوجود موافق ہونے راجہ چندولعل سے جو ہیچ احوال مناسب را
یکے معزایہ لکھا ہی بحکم رسل صاحب بہادر حضین راجہ چندولعل کے اگرچہ راجہ چندولعل کے دفت
سرکار خانہ ریاست سرکار دولتمدار آصفیہ کا رو بزوال ہی لیکن تردد سے موی الیہ کے چلا جاتا ہی
قطع نظر عدم علمی اسکی حیرت ہی کہ اجو کہ مہمات سرکار کیونکر بخوبی کرتا ہی اور کسطرح جنگ مرہٹہین صلحیت
معقول تیار کی اور بدون طلب خزانہ حضور سے اور بے تائید غیر کے سرانجام دیا راجہ مذکور رویہ اور طریقہ
خاکی بہت دست رکھتا ہی در کار معاملہ فہم محنت کش نجو زات مین رسا معاملہ مین کوی اور اس سے خوب

دکھائی نہین دیتا ذات سے اپنی اجرا کارین سرکار مدی مروت خیرات ہوت لیکن درخور ہر عہدہ کہ مہتمی
ریاست یکہ بوجہہ احسن ظہور مین آتا موی الیہ سے غیر ممکن معہذا کوی شخص سوا اسکے ہر چند قابل مرانجام دہی
ریاست بندگان بنگالہ کے میسر نہوا ایضا عیب سے کار عہدہ رایادین مدعلی سے مرعیان ریاست کے عاید حال ہوا ہے
اور اسکی صلاح سوا دخل حکومت سرکار عظمت مدار کے نہوی اگر کوی زمرہ سے نوکران حضور کے قابلیت
اجرا مہتمی رکہتا ہو بلاستہ اوسکو دیوان کرنا بہتر ہی لیکن کوی میسر نہین ہوتا انتہی لارڈ ونسل
سٹنکس صاحب بہادر کورنر جنرل بایسوین جنوری کو سنہ ۱۸۰۱ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۱۵ بارہ
سو چھیالیس ہجری کے لکہے پریسیڈنٹ صاحب بہادر کے پاس حکم دیا کہ واسطے صلاح اور نصیحت اور ضبط و صحت امور
خانگی ریاست آصفیہ کے اپنے تئین دربیان لاوے اور ساعی تخفیف خرچ و اخراجات اور اجرا انصاف و انتظام
محاصل و ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ بکہ رہو کر بشرط طابعت رعیت چند و نقل طرف سرکار عظمت مدار کے ایدام
واسطے تمہایہ شرط وفاداری اور کمک اور سرکار کی ہی والا فلاپس پریسیڈنٹ صاحب بہادر نے جو ہیشکاری
سے ایما کیا ہے جہت ان ایام مین تمام تعلقداروں کو بلوا کر عدم تعدی و ظلم رعایا مین تاکید شدید کی
اور ارباب استغاثہ و اہل فریاد کو حکم دیا کہ دارالقضا مین رجوع کرین اور ایک مکان وسیع واسطے عدالت کے مقرر کیا
رسل صاحب بہادر نے بسبب کیفیت بطریق سفارش راجہ کی لکہنے کے غرہ سپٹمبر سنہ ۱۸۰۱ کو روانہ کیا کہتے ہین کہ آسی تاریخ
انکی پہلی ہوی اور بعض کا مقولہ ہے کہ دسمبر کے مہینے مین ہوی اور دو کوس سے اوپر نہین بڑہی تھی سنہ ۱۲۱۶ انہ سو
حکم موقوفی کا پیشگاہ سے ڈاکٹر کرنل سیدو کو پہونچا کہ یہ صحبت خارج عہدہ ہے اسکے تئین سرکار کو کیا استغنا
دیا جیسے رسل صاحب تکلف صاحب آپ ہین بسبب دوستی راجہ چند واسطے کے رسل صاحب نے خلاف

حکام مختلفہ کے بیان

سرکاری اور خانگی

پیش

دستور اپنے آپ تک مستکلف صاحب کا انتظار کیا اور عند الملاقات تنکھواہی اور خیرسگالی راجہ کی بیان کرکے روانہ
جانب مقصود ہوئے واضح ہو کہ صاحب موصوف اہل قلم سے تھے تمام ایلچیون سے خیرخواہ تر سرکار دولتمدار کے رہے اور جو کوشش
کسی امر مین نقصان سرکار عظمت مدار کا بھی کیا چنانچہ اکثر وقت فقط بنا خیرسگالی سرکار دولتمدار نواب نظام
الملک بہادر کے بدون لحاظ امر دیگر ایک مسودہ اس مضمون کا کہ واسطے رفع اشتری ملک حضور کے عمال انکرنے
اپنی سرکار عظمت مدار سے مقرر ہون کرکے قصد سے روانہ کرنے کے خدمتین کورنر صاحب بہادر کی نزدیک دیم پالمر صاحب
جو ملازم سرکار نظام تھے بھیجا اور یہ کہا کہ اسمین اگر نقصان سرکار نظام الملک بہادر کا ہو تو مجھے اطلاع
دینی چنانچہ پالمر صاحب نے دو سر مسودہ لکھا اور اجازت سے صاحب موصوف کی روانہ کیا اور لارڈ صاحب بہادر نے منظور فرمایا چونکہ
رسلصاحب تعلیم یافتہ حسب خبک کے تھے دیسرہ انکا قریب انکے دیسرہ کے تھا اور یہ بھی جانا چاہیئے کہ بندوبست تابحبک کے اور
ایکے جیسے تھے بھائی تھے اور آخر عہد مین بدلی صاحبیت ہوکر مدت سفارت ثابت جنگ کی نوبرس دکر سوا انکا
ایام ایلچی گری مستکلف صاحب بہادر سفیر پنجم اور بعضے خصایل انکے سرچارلس متکلف الدولہ
مستکلف صاحب بہادر کو بندوبست تابحبک کے لارڈ جرل انٹس صاحب بہادر نے مامور کیا بعد ورود بہادر مذکور نے
خدمت منشی گری اور وکالت کو ہندیون سے یکقلم موقوف کرکے سرکار مین عظمت مدار کے
سوا الجواب دات سے اپنی اور واسطے اپنے مصاحب انگریز صاحبون کی رکھے اور دو سے فردی
سنہ ۱۲۱۸ اٹھارہ سی اکیس مطابق سنہ ۱۲۱۲ بارہ سی ستتیس ہجری کے لارڈ کورنر صاحب بہادر کو ایک نامہ
لکھا جسکی نقل یہ ہے نقل نامہ مستکلف صاحب بہادر اسمی لارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر
رسلصاحب کا عمل عرضی فریادیون کی لیتے اور داد رسی انکی دیوان تک کروا دینی ایک جاری

خیر بہرحال بالفعل تہایت اور حضور پر نور امور ریاست سے کنارہ کش ہو کر انہین مخفی مسطور ہو کر
چند و لعل کو موقوف کرنا لیکن کہی ہمیشہ ظاہر نکلنا کو بسبب زیادہ طلبی اور رشوت ستانی اور دخل بے
سے موقوف کرنا کارپردازی کا بہتر ہی لیکن پھر دشوار ہو گا کہ غیر ممکن ہی اتنا ہی معاملہ فہم دوسرا میسر ہو
اور صاحب موصوف نے یہ بہی کیا کہ سنہ مرقوم الصدر یعنی ۱۲۱۰ھ ۱۱ تہارہ سی اکیس مین مطابق سنہ ۱۲۳
سینتیس ہجری کے کلکٹری پرگنہ ممالک محروسہ مین سرکار دولتمدار نواب نظام الملک کے واسطے تنخواہ
بدعملی کے بتلا کتنے ہین کہ اسوقت محصول زراعت کا سوائے اور فروعات کے ایک کرور اور اوپر نو لاکھ تین
ہزار بانسو بچاس روپلی تہا اور خرچ و قرض تنخواہ کا مع دیگر اخراجات ایک کرور پچیس لاکھ کیا اسوار چار سو
باقی چودہ لاکھ بائیس ہزار ایک سو بچاس روپلی داخل خزانہ ہوا کرینگے تہا اور ایتدا سے اخیر تک
بہت زیادہ ہی باوجودیکہ راجہ چندو لعل کو گذرے زمانہ ہوا بدانتظامی اس سے سوائے ہی
لعل کا تہا ہے مشکلات تھا بیشتر سرکار حفاظت مدار کمپنی بہادر کے نالان تہے و ساطت سے ولیم پالمر صاحب
کی ایک خط لارڈ کارنوالس صاحب جنرل بہادر کو بیچ باب فریاد دخل بیجا کے مقدمات مین کہ سرکار
دولتمدار آصفیہ کے عمل داری سنہ ۱۲۱۲ھ بارہ سی بائیس مین مطابق سنہ ۱۲۳ بارہ سی اڑتیس
ہجری کے مخفی روانہ کیا خلاصہ مضمون خط چندو لعل اسمی کا اور دخل حد بہادر
کی کہ چندگذا نواز الامناف کو رشتہ دار شمار ات بیہ الیمان سابق اعمال کنارہ کی
ہمیشہ فی الحال دربیش ہی ضرور گذارش کیا جاتا ہی جب کہ شکایت صاحب بہادر سنیدہ اعتماد ہو
بین تحقیق الحقیقت ورنہ مسدود ولی استرضا اور ہمیشہ تجویز مین زیادتی خود لعل و مخارج اور ترقی ملک
کی رہا ہی ہیچ صاحب موصوف کہ صاحب بہادر نے کہا کہ عامل سرکار کے رعایا پر ظلم و تعدی بہت روا رکہتے

حکام مختلفہ کے بیانات

حکام مختلفہ کے بیان

ولایت ہوکر اور مشکلف صاحب جو اس عرصہ میں حیدرآباد سے وہاں جا پہونچے تھے سر انجام کو رزیڈنسی دیہ انسا
کیا پھر تھوڑے دنوں بعد لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر کو کونسل کلکتہ کا عہدہ ہوکر عطف مدار کمپنی بہادر سے
عنایت ہوا اور سنہ ۱۸۲۹ء اٹھارہ سو انتیس مطابق سنہ ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری کے نواب سکندر جاہ بہادر نے
انتقال کیا تو ناصر الدولہ بہادر میر فرخندہ علیخان آصفجاہ رابع مدظلہ العالی خلف الصدق مغفور نے
رونق افروز مسندریاست ہوکے مارٹین صاحب صدر بنچ کو کہ رئیس بہت خوشمزاج اور الملتہ اس زمانہ کے
تمام ارباب کونسل خوش ہوکے چنانچہ قریب ذکر کے ہوگا الحمد للہ تعالیٰ لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر کو رزیڈنسی
مارٹین صاحب کو بسبب طرفداری منشی اور وکیل مذکور الصدر کے بسبب مخالفت کو تھی ولیم بالمر صاحب سنہ ۱۸۳۰
اٹھارہ سو مطابق سنہ ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری کے طلب کرکے ساتھ عہدہ کام دیلی کے منصوب کیا کہ وقت
تفویض کار عہدہ دیلی کے لارڈ صاحب بہادر مخاطب ہوکر فرمائش کی بہادر مذکور کو صاحب تمہارے
یہ عہدہ نہیں دیا ہے بلکہ اسی شرط پر تمہیں حیدرآباد میں اختیار کیا تھا وہ شرط سرکار کا تمہارا سو اسطے صاحب
تمہاری اسکے معلوم ہوئی اور یہ بھی منقولہ صاحب کتابکا کہ کلنر لارڈ کو رزیڈنسی ولیم بنٹنک صاحب بہادر نے
تجویز تمام تر میں اپنے بہت حرف والزام مارٹین صاحب کو دینے میں واضح ہو کہ صاحب کو بہت قلم سے تھے اور
ایلچی کری حیدرآباد کے عہدہ دار منصف عدالت صدر کلکتہ جانا چاہیے کہ نام پیشتر صاحب مذکور کے اصل نوشتہ
میں تھے شاید اول بار بانٹ صاحب بہادر بعد مالکم صاحب بہادر جیسا کہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ ایلچی کا
راقم نے دیکھا ہے کہ بعد رخصت مارٹین صاحب کے دوسرا سفیر ہے تب بانٹ صاحب مشغول اجرائے کار ہے
اور بالمر صاحب ایلچی ہے کہ اسوقت بارست جا صاحب مرحوم کے پیشتر مارٹین صاحب کا لون صاحب اور اوٹس صاحب

سوانحات ایام ایلچی گری کرنل انسٹورٹ صاحب بہادر سفیر معظم اور بعضے حصایل انکے

کرنل انسٹورٹ صاحب بہادر سنہ ۱۲۳۰ اثنا عشر سی ثلثین بمطابق سنہ ۱۲۴۶ بارہ سی چھیالیس ہجری
کے انیسوین جمادی الاول کو کہ اُن روزون حضور پر نور سے مستدعی ملاقات تھے آئے اور خلوت
مبارک مین مشرف اندوز ملازمت ہوکے واضح ہو کہ سرکار عظمت مدار کو سرکار دولتمدار کی پر دلجمعی نہایت
ملحوظ خاطر ہی خانچہ بعد رحلت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے جب آصفجاہ رابع رہنما ب نامور الدولہ
بہادر مختار ریاست نظام ہوے اہالیان دولت سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے بہت خوش ہوے اسواسطے کہ
انہین یقین ہوا تہا کہ ایسے انتظامی ریاست مذکور کی جو سبب کار پردازون کے ہی نکل جاوینگی خانچہ کوشت
دکستردن بعضے فقریے جو نام سے کار رکھتا ہے اس باب مین سابق تین جنوری کو سنہ ۱۲۳۰ اثنا عشر سی ثلثین
مین مطابق سنہ ۱۲۴۶ بارہ سی چھیالیس ہجری لکھا ہی یہان مختصر مین ترجمہ مزدہای جلوس نواب ریاست
مآب ناصر الدولہ بہادر مژدہ اول ہم خوشی ہوے کہ بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر فرزند
نواب ناصر الدولہ بہادر جو ہمنے سابق سے وعدہ انکو قبول کیے تہے بدون خلاف کیے لیوے مسند نشین
ہوے کر مژدہ دوم ہم دیتے ہین کہ رسیدن نارتین صاحب بہادر اپنے نزدیک ان رئیس کو خوش مزاج اور قابل
سمجہتے ہین ہم امید رکہتے ہین کہ یہ بات تجربہ و امتحان سے صداقت کو پہونچیگی مژدہ سیوم اول عمل مین
ہذا کا یہ ہی کہ تمکو اپنی خواہش سے خبردار کیا کہ کہانی ملک اپنے تئین سونپی جاوے اور تمام ملک
محروسہ مین دخل و تصرف ہمارے سرکار کو نکالنا ہے اور ہمارے خواہش مستحکمہ سے یہی تمکو ہیشہ سے خبر تہی

اور بجز درخواست حضور کے تم نے جو اقبال کیا واقع ہی کہ کام فراست کا کیا لیکن یہ مقصور تہا کہ قبل انقضاء وارثان
امر عظیم کے منتظر رہنا تہا کسواسطے کہ امتحان جو حصلہ حضور کا ہوتا مردہ چہارم واسطے پرداخت قولون محال صحل
ہے جو شرطین کہ طرفین سے کی گئین تمام و کمال مطبوع خاطر ہماری ہوئین اور ہاجرار بجالاناں شرطون کا
جو تمنے اپنے ذمہ رکہا وہ بہی پسند آیا مژدہ پنجم تمنے جو حضور کو طلاع دیا اور خبر دار کیا ہی کہ ہمین
خواہش انجاب دیوان ضابطہ کی نہین ہے خواہ آپ دیوان حال کو بحال رکہین یا دوسرا مقرر کرین
دخل کیا نجائیگا اور ہر دو صورتون مین کوئی حادثہ برپا نہوگا کہ ہمین افسوس اس اقرار کا ہو کا خبر
مصابقہ نہین ایام ایلچی گری مین آنشورث صاحب کی بہر شرف الدین خان وکالت کی
درخواست کی تہی اگرچہ کرنیل صاحب بہادر کو اس امر مین تامل تہا مگر راجہ چندو لعل نے بسبب
بے اعتدالیون اپنے عذر درمیان لاکے اور ہیسٹر راو کو وکیل کیا اور بعد راجہ مذکور کے لعل جی
منشی کو یہ خدمت عنایت کی اور بعد انتقال منشی مذکور کے بنسی پرشاد کو مامور فرمایا وقت ہاں
صاحب عالیشان نے اپنے قرض کو تہی ولیم بالمر صاحب وغیرہ کا سرکار دولتمدار آصفیہ پر تہا حضور پرنور
بتدبیر آنہ آپنے سیکرٹر اسو جو مطابق اپنے فیلکس سیکاکول کا ہوا تہا گذارش دیکر فیصلہ کیا
نقل دستاویز حضور پرنور درباب گذارش فیلکس سیکاکول جو قرض کہ عہدہ خاک
لیا گیا تہا چونکہ اسوقت ادائی اسکی مناسب دیکہی اسواسطے حضور پرنور اس دستاویز کے ایک سرکار عظمت
مدار کمپنی بہادر کے سنہ ۱۲۴۹ بارہ سو تالیس فصلی سے پنج لاکہ ایک کرور سو لاکہ چہیاسٹ ہزار چہ سو
روپے گذشتہ سالیانہ سیکال کی چوسٹہ لاکہ روپے دیتے ہین موروخہ انتیسوین صفر سنہ ۱۲۴۹

حکام مختلفہ کے بیان

بارہ سی انچاس ہجری مطابق ۱۲۴۹ سنہ عیسوی میں جب لارڈ جنرل ولیم بنٹنک صاحب بہادر گورنر
ولایت کو گئے اور بجائے ایکے لارڈ انکلنڈ صاحب بہادر گورنر ہو کر آئے اونہوں نے ۱۲۵۰ سنہ ۱۲ بارہ سی ارتالیس عیسوی
مطابق ۱۲۵۴ سنہ ۱۲ بارہ سی چون ہجری تک شمشورث صاحب کو طلب کیا چونکہ صاحب موصوف ان روزون بیمار
ہو گئے تھے واسطے ہوا خوری کے کیپ کو گئے بعد چند ایام کے روانہ ہوئے تھے کہ ضعف تھے اسید طرف قضا کی ہو گئے
صاحب موصوف شخص نیک اور اہلی بیشتر تھے ایک تابہ انکا خلیج عربی میں جو رون سے لڑائی ہوئی تھی وہ انکے
جہاز پر آگ سے تھے اوڑ گیا تھا اور بیشتر اسکے جسنے مالکم صاحب بہادر سے بعد انکے کامرین بہادر حکومت کی تھی
انکی آٹھ برس ذکر سوانح امام امیلی کری جنرل فریزر صاحب بہادر سفیر ہشتم جنرل فریزر صاحب
بہادر کمال ہوشیار اور خیر خواہ ہر دو سرکار کو بعد شمشورث صاحب کے لارڈ انکلنڈ صاحب بہادر نے ۱۲۵۳ سنہ ۱۲ بارہ سی
عیسوی میں مطابق ۱۲۵۵ سنہ ۱۲ بارہ سی چون ہجری کے سفارت پر حیدرآباد کے بھیجا اور آپ بیدی جنگ افغانستان کے
۱۲۵۴ سنہ ۱۲ بارہ سی انچالیس عیسوی میں مطابق ۱۲۵۵ سنہ ۱۲ بارہ سی چون ہجری ماہ نومبر میں بموجب تہمت العظم کے
ہوئے اور ۱۲۵۵ سنہ ۱۲ بارہ سی چون ہجری میں کہ ان روزون کو رزیڈنٹ لارڈ جنرل الن برو صاحب بہادر سے
راجہ چندو لعل دیوان کی موقوف اور راجہ رام بخش عہدہ پر کہ منسوب ہوئے مہاراج الملک خود تا
وکیل طرف حضور کے رسیدنت صاحب موصوف مقرر پائی اور ۱۲۵۶ سنہ ۱۲ بارہ سی باون ہجری میں مہاراج
الملک خود دیوان ہوئے اور راجہ رام بخش معطل عہدہ مدار المہامی میں متعالیہم کے مثیل الملک روشن
قرض مایت تنخواہ سپاہ کشمیت کے سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر پر ہوئے اور ۱۲۵۶ سنہ ۱۲ بارہ سی
چوشت ہجری میں رسیدنت جنرل فریزر صاحب کو تہی سے واسطے تبدیل آب و ہوا کے

بلدہ سے روانہ ہوکے اور کرنل جان لوصاحب ولایت سے آئے اور ملاقات نواب نظام الملک بہادر آصفجاہ رابع
کی حاصل کی پیشکے آنیکا یہی کہ فہمایش مالکم صاحب اور نامور نصفت بہی اونکے توشخانہ سے لارڈ کورنوالس صاحب
بہادر کو معلوم ہوا کہ حضور روز وکیل کچھ بنتی نہیں ہے کہ ویسے تائید دیوانی کی کرتے ہیں اور خود اپنے تئیں
ہیں سو کرنل لو صاحب مقطع وسیطے درمیان اس امر کے روز بیانہا فیس زرصاحب کو لکھا بہا کہ چندے ایکطرف کو جاؤ اور
مالکم صاحب کو ایکطرف بھیجدیا بہا چند روز میں وہ تو جمیع مقدمات سے خبردار ہوکر جیسے کہ مفصل دفتر دوم میں
کئی ہی خوشی وخرم روانہ حضور لارڈ کورنوالس صاحب بہادر ہوئے اور رسید بہادر داخل مکانات کوٹھی اور آخر
یہ نور سراج الملک بہادر کو ہم حضرت دیوانی اور ہم حضرت وکالت سے موقوف کیے سو چندے وکیل منشی
اور چندے سے سید حسن خلف امجد الملک بہادر سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ میں منشی الامراء بہادر امیر دیوان
اسوقت تک سات لاکھ روپے زر نقد سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر بابت پیشکش ہوئے کرتے تھے اور
آپنے تدبیر معقول اسکی ادائی کی بہم پہونچائی تہی مگر ظہور میں نہ آئی کیونکہ جلد کام قبضہ اختیار سے
نکل گیا جیسا کہ دفتر دوم میں گذرا بقول بعضے سنہ ۱۲۰۵ میں پانچ رجمنٹ سواروں کی اور آٹھ
رجمنٹ پیدلوں کی اور چہار کمپنیاں گولہ اندازوں کی بضبط چار ہزار سوار پانچ ہزار پیدل باقی اور
جملہ نو ہزار تین سو ستیاسی نفر شمار بکثرت سے ملازم سرکار دولتمدار کی شمار میں آئے اور دس چھ میدان
ایلچ پور اور رنگ ابا موسن ابا کلیر کہ بنکولی اور نکل تہل تکسور بلانہ بلارم بعنے الوال پرگنہ مومن
اور خرچ سالانہ اسکا تقریباً چالیس لاکھ روپے مخمس ہوئے اور بقول دیگر ایضاً جمع نو ہزار تین سو
ستیاسی نفر اور بموجب کتاب اندازہ سواران دو رسالہ تکسری چار کمپنی پیدل کی اور

فصل اول بیان

آنہہ رجمت لیکن بموجب اظہار منصدیان سرکار نامدار امیر کبیر بہادر کہ استصواب کے لئے تا ایام مکث حضرت
دیوانی ماہ بماہ تنخواہ دہی جاتی تھی راقم نے جو درخواست کی ہے سو بموجب سنہ ۱۲۶۳ بارہ سی از تالیس کے اصحیح
چار بشر یعنی افسر گیارہ ہزار پانسو چھپن نفر دو ہزار سات سو انہیا نوے اس لکھے بخیر قبیل نو نفر شتر مال ماہوار
دو لاکھ بہتر ہزار آنہہ سو ستر روپے چھے آنے پونے چھے پائی نویس یعنی اخراجات متفرقہ تنتیس ہزار بہتر روپے
نیز آئندہ سارٹیہ دس مای جمع تین لاکھ پانچ ہزار نو سو ترتالیس روپے چار آنے سوا چار پائی پس عرصہ قلیل یعنی پانچ
مہینے کئی روز مین جناب امیر کبیر بہادر نے بھی عدم بذات استعفا چاہے حضور پر نور مین معروضہ انکا پذیرائی اور
راجہ رام بخش مکرر بیکار ہوئے پس تیرا مہینے تک راجہ رام بخش بیکار رہے اس عرصہ مین جو غلو کہ نامہ حواشی
دولت کارہا ہی شد چنانچہ اسکی زبان خامہ نگار کی طاقت فاصرہ مہنا جسقدر کہ بیکا دفتانی مین بیان
کیا کیا منجملہ سنہ ۱۲۶۶ بارہ سی چھیاسٹ ہجری مین جو بھی تاریخ دہجہ کی منشل سکہ روپیہ ہوا جزل فرزر صاحب حضور کو
بہت سے حسن وقبح بات سکے کو شش گذار حضور لامع النور سکے اور اسی روز راجہ صاحب بہادر معزول ہوئے پس کئی روز
تک کام مدار المہامی کا معطل رہا اس عرصہ مین عشرہ صفر سنہ ۱۲۶۶ بارہ سی چھیاسٹ ہجری مین نیا سیسر بنا
برملی کے سی بی صاحب بہادر کمنڈر انچیف یعنی سپہ سالار فوج مندراج استعمال سے عمدۃ الملک بہادر اور
اقتدار الملک بہادر سکے داخل کوتہی ہوکے اور اتہارہوین تاریخ ماہ مذکور کی حضور فیض گنجور پر رونق افروز
اصف نکے نہ صاحب آئے چونکہ اوسوقت خود بدولت تشریف فرما سی تھے سرشتہ بہادر
بھی کرسی عنایت کی اور وہان بھی دیر تک گفتگو متعلقات ریاست کی رہی اور باب قرض کمپنی بہادر
بہر لاک ہوکے تہے اطمینان فرمایے اور کمنڈر انچیف صاحب بہادر بدون ملاقات بندگان عالی سکے

علیخان بہادر خلف شہ یار الملک بہادر مرحوم اور ظفر الدولہ ہمایون جنگ اور مرزا محمد حسین بہادر منتخب
اسمین حضور پر نور ایک شخص مجہول الجسم سی کنیش راو اولاد سے راجہ پرتاب سنگہ جو کہ شہر
کہر سے بار فرما کے صبح مراجعت دولتخانہ سے بہمایے اور شہر بار دیا کہ بادبوست انہین سرفراز کرتے ہین اور
کچہ جمعیت اسکے متعین کی اور حویلی امین الملک برادر معتمد الملک بہادر کے واسطے بودو باش کے اسکو عنایت کی
اور ایک سیرپ مرحمت فرما کر تیسرے پہر تاریخ سیزدہم ماہ مذکور کو رخصت کیا اسکے بعد ہمراہ رسیدن
رسیدنت صاحب بہادر پاس رہا تمام جمعیت دیوانی کی ہمراہ رکاب کنیش راو کے رہی اور دو عمارین سوار اپنے
بندی ہوی کو رہی کو کیا ارکان دولت و جملہ حاضر دربار اور تمام آدمی بلدہ کے قدرت پرتاپ اور بچون کی مقدور
جہان تہے کتنے ہین کہ بندوبست کو رہی کو کیا اور رسیدنت بہادر سے ملاقات کی اور دربار بندوبست رہتا اور ادا
دین کے پرسان ہوے اسنے کہا ہین تارک الدنیا ہو آزاد ہون یہ امور سے ہمین ہین ان سے کیا واقف خود بدولت نے رہی عنایت
آپ پاس رہو ہمارا ہی مجہے اسکی خواہش نہین رسیدنت صاحب بہادر نے سنکر بہت تعریف کی آفرین کہا اور حضور
مین لکہا اسکے بندوبست کیا ہو کا وہ خود کتنا ہی کہین ناواقف ہون چونکہ شام کے وقت دہ بہادر پر جو بہت ہوی
اسمین بعضے ایسے کہتے ہین کہ رسیدنت صاحب اسکی تصویر بنوا کر کہجوا لی بس خوش ہوا اور کورنر جنرل صاحب بہادر
جو مدت سے موقوف تہا فقط چکنی نام سے جنرل رسیدنت صاحب کے آیا کرتی تہی اور اسمین متعدد ریاست کے
مندرج رہتے تہے اور چونکہ خود بذات بن اسکے جنرل رسیدنت بہادر سے ایسا فرمایے تہے کہ ہم نے تجویز کی
ہی کہ ممالک محروسہ سے اپنے تعلقات موافق اخراجات سپاہ گشتنت کے سپرد سرکار عطفت مدار رسیدنت
تا بار بار تمہین کہنا نہ پڑے اور اہل کار ہمارے زود سے اسکی آسودہ رہین اور رسیدنت بہادر نے

اس امر سے لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو اطلاع کی تھی پس انیسویں تاریخ شعبان سنہ انہیں چند
کاغذ بھیجے کہ آسین نام اور حاصل اور نقشہ مع جہات و حدود اُن دیہات کے جو قبول خاطر کارپردازان کارخانہ
عظمت مدار کمپنی بہادر کے تھے لکھے ہوئے اور ایک نمیقہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کا ہشتمی کا لکھا ہوا
بہادر کے آیا اور رسید بہادر رقعہ لکھ کر انیسویں تاریخ نامہ کی نقل اسکی حضور میں بھیجی
بھیجا دیئے واضح ہو کہ وہ نمیقہ کیجان خط سے اجمالاً لکھا تھا اور آسین تہہ تبدیل فقرات کہ فہمائش تھی
تھی اول تقاضا ادا کے قرض کا کہ تا حال کم و بیش اسی لاکھ روپے ہوتے ہیں ایک بہت
تک سرکار کا سر کرنا دوم تاکید قیام دیوان کی سوم تہدید اخراج قوم عرب کی ممالک محروسہ سے کارگذاران
کے واسطے غیر مطلوع ہو کہ تا حال انکی سرکار عظمت مدار کو جنانچہ حاصل کرنا تھا
درکنار نہیں آیا حاصل نمیقہ کورنوالس لارڈ دلہوسی صاحب بہادر کے حضور میں
سورخہ ششم ماہ جون سنہ ۱۸۵۱ء اٹھارہ سو اکاون عیسوی مطابق شہر
بارہ سینٹ ہجری ملک آنوالا قدر کا تعدی سے عمال کی ویرانی اور خرزیبی عربوں کی
خدا نا لائق آخر کار پاسر کار عظمت مدار کو بدکذربکی اور جنب داں سے واسطے ضبط و نسق اسکے حکم
پہر کوئی ندر آیا بغیر فت نہو کا فقط بات حضور پر نور ظل سبحانی سراج الملک بہادر کو یہ ملک صلاح دیتے ہے
کہ غلام کو پیر و مرشد قرار کرین تو سب طرح سے جو ایہی ہو سکتی ہے خط دینے غلام حیدر خان
جدۃ الدولہ سے مشاورہ کیا کے بموجب نظر کرتے سراج الملک بہادر کے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو یہ
خدمت از انجا رکھنی اولی ہی خود نے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو طلب فرمایا اور اب ارشاد کیے کہ

احکام مختلفہ کے بیان

امیر کبیر نے کذارشکی کہ اسطرح پر تو مجھ سے نہیں ہوسکتا تب خود فرمایا کہ پھر کیا کرنا چاہیے معتمد الیہم نے عرض کیا
کہ بالفعل ملک انکو دیدیا اور اقرار نامہ لکھوالینا بعد اسکے روپیہ تحویل کرکے پھیر دینا اور ملک اپنا واپس
کرلینا خود فرمایا سراج الملک تو ہمارے ہیں ملک جمیع نوعیکے بندوبست کا ذمہ کرتے ہیں دیدیجیے ہو رہیگا پس مشورہ
سے اہل دفاتر کے خود بھی ستائیسوں تاریخ غلام نبی خان کو غل سے رشید الملک کے حضرت دولت پناہ
کیا اور رشید بہادر پاس بھیجکر کہلایا کہ ہم سراج الملک کو دیوان کرتے ہیں دیجیے بہت مناسب ہے
حاصل کلام انہا ئیسوں کو بہادر معز الیہم کو یاد فرماکر ایک سربمہر الماس کی عنایت کی اور نیابت دیوانی سے
مکرر سرفراز فرمایا پھر ملک طرف معز الیہم کے رجوع ہوئے اور نذر بن تہنیت کی گذرانیں چنانچہ قطعہ تاریخ سرفرازی
انکا بطور تہنیت نامہ لکھا ہے یہ بھی قطعہ ناصر الدولہ بہادر آفتاب کرمت ۔ بازگشت اول گشت چون
پرتو مکمل ۔ از مغفرت گذشتہ بجا مار بخش ۔ بار دیگر شد سراج الملک دیوان دکن ۔ پس بروز مبارک
المبارک روز شنبہ دربار ہوا بڑا صاحب آئے اور وہ کاغذ نقشہ کے گذرانیں اور جو اپنے جاہا خود دینے فرمائے
کہ ہمنے سراج الملک کو مدار المہام مقرر کیا ہے جو اب سنکے بھیجدیا مدان عطا دان آیا اور درخواست
ہوگئی اور حضور پر نور جواب نامہ کے لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کو اپنا زیب رقم فرمائے حاصل انکا

نامہ حضور پر نور فیض گنجور در جواب نامہ کورنر جنرل لارڈ کورنوالس صاحب بہادر

اب ہم نے دوبارہ سراج الملک کو دیوان کیا ہے اور وہ جملہ معاملات سرکار دولتمدار
مابدولت اور ادائے زر قرض کا عطف مدار کمپنی بہادر کے بندوبست کا ذمہ اپنے کیے ہیں انشاء اللہ تعالی
جلد ادا کرونگے اور سرکشوں کو بھی تہدید شدید بیچ باندے اعدالیوں ایکے ہوئی ہے بار دیگر وہی بھی
مصدر اپنی حرکات قدیم کے نہوینگے دالا سزاے معقول عمل میں آویگی فقط پس سراج

احکام مختلفہ کے

اور وہان بھی ہمیشہ تعریف الہا کرتے تھے اور دیوانی میں مخالف رہتا ہوا اور شکایت للہی نزدیک
کوشاف ڈرکٹران لندن کے سخن میں صاحب بہادر کا بیحد ناقص ثابت ہوا اور کلام میں قضا دواقع ہو
تعجب سے ایسا کہنے لگے کہ یہ کیا اول وے کیا سمجھے تھے اور ایسے کیا جانا خفیہ نویس اس کیفیت سے صاحب بہادر
آگاہ کیا پس وے اس جہت کر تے خدمت سفارت سے برخاستہ خاطر ہو کر منتظر کسی عذر کے تھے کہ انہیں
اپنے بھائی نے وہان قضا کی اور میراث انکی طرف صاحب بہادر کے رجوع ہوی پھر وسیلے اس امر
کے صاحب بہادر نے عرض کیا اور خدمت سے سفارت حیدرآباد کے استعفا چاہا اور جب وہان سے
پذیرائی آیا سراج الملک بہادر کو رخصت لکھا اور استعفا سے اپنے آگاہ کیا بہادر مغفرالہم نے حضور
کو اپنے خدمت وکالت کی سپرد کر کے بمبئی میں تاریخ ربیع الاول ۱۲۶۹ھ بارہ سو اکہتر
ہجری بموجب مطابق چھبیس جنوری ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن مسیحی کو بمبئی سے طرف عدن
کے کوچ کیے اور وہان سے روانہ ولایت ہوے جہاں پیش اوکی کہ چھیاسی بارہ سو پانچ
سو ہوتے ہیں سرکار کمپنی بہادر سے ہو گیے اب کو آسودہ حال ہیں بعد برخاستگی انکے
وہان کسو نے ملک میں جناب سرکاری اعظم سے پوچھا کہ آپ نے کیوں واسطے کیا نکلا
کہ جب کوی صاحب استعفا چاہتے ہیں باکذر جاتے ہیں تو حسن خدمات اور اخلاق حمیدہ
کو اونکے چھپاتے ہیں اور آشکار دیتے ویسے ہوے لیکے واسطے اور کچھ نکلا کیا اسکو
غنیمت جانیں فقط واضح ہو کہ جب سراج الملک بہادر نے نوکہ نشست سے جہت عزیمت
کی زہادی فرزند صاحب بیدل سے نوکر تھے مبنی میں لکھ کر بھیجا دیا کہ

صدور پایا ہی کہ حضور پر نور میں گذارش کیجاوے کہ وطیرہ حال سرکار حیدرآباد کا کور رنجنل صاحب بہادر اور اصلاح
کونسل کی پابندی کسی کیفیت مبائن سے ازروی مراجی زیادہ تر پسند آیا ہی اس سبب سے کہ اگر از حضور پر نور کا الفا
نہ پایا اور وہ جو کچھ سرکار نے عمل آوری لازم ہی اس سے پہلے پروانجی ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ بندہ ازاں جملہ
اور راقم ہے کہ خیالیں سرکار میں کہ اختیار اور یکانگی میں موجود ہی سا تھ دیوان کے پروانجی ہی
بالکلیہ لحاظ کرنے خط و کتابت پر شیدہ صاحب بہادر کے اور اس طور کی باہات بہ نسبت حضور سرکار حیدر
نواب کور رنجنل صاحب بہادر قبول کرنہیں سکتے ارباب کور رنجنل صاحب بہادر کونسل پر صاحب بہادر کے
رشیدی حیدرآباد کہ مقرر قدیم ہی اور قابلیت اور لیاقت موجب سرکار حیدر
بالکلیہ اعتماد رکھتے ہیں اور اول اس سے صاحب موصوف دربار میں حضور پر نور کے بہ
نواب کور رنجنل صاحب بہادر اجلاس کونسل سا تھ کرنل صاحب بہادر کے حکم دیتے ہیں کہ کلکٹر
حاضر ہوں اور بالذات کور رنجنل صاحب بہادر سے حکم مطلب انتضی جو صاحب موصوف کو معلوم
کریں پس جو حکم کہ الہار مراتب حضور پر نور میں صاحب موصوف کا ہوگا کور رنجنل صاحب
ہیں کہ حضور پر نور سا تھ سنجیدگی کے بجا لاویں کہ ایسے سا تھ ذات حضور پر نور اور دربار
نہایت فرض ہے سراج الملک بہادر نے سوچا کہ یہ صاحب ہمیشہ میری طرف کم ملتفت ہیں بسبب
اور حضور کی ملاقات میں کسوجات ہے کمار پرداری میں میری الغرض اہ باد کہ ہو خلل دوہے
کیا چاہیے پس واسطے مایت لینے کہ ذات سے کوئی کہ کہے اور ڈیرہ حسن صاحب سے ملاقات کی
صاحب بہادر بلا اور ہر اور دہر کی باتیں کہیں اور یا مذاق اور عطر داں دیکر سر الیہم کو رخصت کیا ایکن کوئی
دلی اظہار و بردلیکے نکلا اور چلتے وقت ہم باب جاوے کہ بہت تاکید کی دلیں تو نکلے تو نکلے

مدتے سنا جاتا ہی کہ آپکے ملک مین اکثر دنگہ اور فساد رہا کرتا ہی اور غارتگری بہت ہوا کرتی ہی اور
رعیت آزاری سپاہ نافرمان بردار کی روز افزون ہے اور کبھی بار کوش گذار بھی کیا کیا کرکہا ہمارا آپکے
دلمین جاکر نہوا اور اب جو ہمنے یہ لکھا ہی سو بطور ریکامنڈ کے لکھا ہی بہتر آپکے خیر آخر ہی پانچوان قلم ہم
آپکو آدابدین کیا ہمین سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے کبھی بار کوشگذار کیے ہونگے کچھ یہ کہنا بیجا ہوا اور اب جا
سخن ہی بیان کیا جاتا ہی اسمین آپ خوب غور کرنا جو روپیکہ سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے بابتہ ہوا ہی ہم
فاضل رہ گئے ہین سو یہ کچھ سودی دین لین کے نہین ہین یہ عوض ترک آپ کی سرکار دولتدار مین باقی رہنے
سے کچھ نفع بھی متصور نہین نظر کرتے اس امور پر کہ نل صاحب وہان آتے ہی جس سے جلد رقم ہمکو
بندوبست کرنیکے بلکہ سب کام سے بڑھ کر طرف تحصیل زر کے متوجہ ہونیکے انتہی بعد ملاحظہ کرنیکے ڈیوس صاحب
نے زبانی بھی قرض کا تقاضا کیا تب خود فرمای کہ بالفعل ہماری بہتمان نہارہ ہوگی آسکے ادای
ہوگی اور کیا اندیشہ ہی ہم سود بھی نہ دینے کو کہینگے ڈیوس صاحب بہادر نے کہا کہ اگر ہمکو سالم رقم مجاد
ہم سود بھی بیباق ہاتھ اوٹھا کر گذشت کر دینگے اور رخصت ہوے صفدر الہام نے سخت تقاضا
کیا اس عرصہ مین ایک حادثہ جدید وقوع مین آیا کہ جسکا بیان مفصل ہی کہ غلام قوی خان نام ایک
معتقد ارسا کن بلدہ اول سے مقروض ایک عرصہ سے صالح ابن اعزبی کا تھا ہر چند اسنے چاہا کہ
فتح چند ماتروا ای پاس جو رہنے والا بازار کوتہی کا تھا کر دے کہ ایسے بعد آسکے ایکدن عرب خان
مذکور بسخت تقاضا کر کے بجبر اسکو ساہوکار کے کہنے آیا اور اپنا قرض ساہوکار سے چاہا ساہوکار نے
اس معاملہ کو بد جانا اور خود اجابت کرات اسکے عرب مین اعود باللہ سے کہ دیکر روپیہ اپنے مستقر کو لیگیا
پھر چند روز کے بعد صالح مذکور ایکدن فتح چند پاس آیا اور اپنا قرض مانگا اسنے جواب دیا کہ ہر کہ اور اسی نمط

حکام متعلقہ کے بیان

سفیر نہم اور اسمیں دس بار یابیں کرنیوالے لوصاحب بہادر اول موسم بہار کے

تاریخ جمادی الاول کی ۱۲ بارہ سی الہجرہ بموافق ماہ مارچ ۱۸۱۱ شہ ۱۸ اٹھارہ سو گیارہ عیسوی کے ساڑھے چھ
ساعت صبح کے بعد داخل کوٹھی ہوئے کہ بارہ توپ کے چھوٹے سبھوں نے جانا کہ صاحب لفٹنان ایلچی بادشاہ انگلنڈ
کا آیا دو سیر ان اسکے جو فتح برما کی سرکار عظمت مدار میں آئی اکیس بار اور جنسی سرکار دولتمدار سے جو ہتی کی
سر ہوئیں پانسو بیس تاریخ ماہ مذکور کی سراج الملک بہادر ایلچی صاحب کی ملاقات کے واسطے کوٹھی کو گئے ڈیوڈسن صاحب
استقبال بہادر موصوف کا کر کے مکان میں لے گئے پس مدار المہام سرکار دولتمدار اور سفیر سرکار عظمت مدار بعد کلمات
کے سراج الملک بہادر ایک فرد بسیل زردین کی کرنل جان لوصاحب بہادر کو دیے صاحب بہادر اس فرد کو دیکھ کر
اُن سے یوں کہنے لگے کہ ہم نے زر کی بسیل نہیں چاہتے ہیں جلد بسیل اکی سونی تمنے جو رفعا ہمیں
صاحب کو کہا ہی وے ہمنے دیکھا ہی یہ باتیں تمہاری ہمیں انہیں کے ساتھ مناسب ہیں ہمکو قبول نہیں کہکر فرد
مذکور ڈیوڈسن صاحب بہادر کے حوالے کردی سراج الملک بہادر نے رشید صاحب بہادر سے ایسا کہا کہ اس
امر کے بندوبست کا طور ٹھہر چکا ہی آج کل میں باریابی آپکی جو حضور پر نور میں بندگان عالی کے ہوگی
تو رو برو خود بدولت کے سب معلوم ہو جائیگا پھر کرنل جان لوصاحب بہادر نے کہی بولے کہ ہمکو باریابی کی
جلدی نہیں بسیل زر سے کام ہی پس سراج الملک بہادر بدستور جیسا کہ جنرل فریزر صاحب بہادر کے وقت
جب جانے لگے میر کہا کہ آپا کرنے تھے اب ہی چاہا لیکن کرنل جان لوصاحب بہادر نے فقط پانداں عطر
دیکر رخصت کیے اس سے سراج الملک بہادر بہت منقوش اور سقیم الحواس سوار ہوکر
کہر چلے آئے اور رشید صاحب بہادر ہذا کو مثل ایلچی صاحب بہادر کے گذشتہ کے موافق طبع

ہون کرنل رسیڈنٹ صاحب بہادر نے واسطے دریافت اسکے یہی لکھا سمراج الملک بہادر نے جمعدار اس اعراب کو فرام
کرکے تقاضا سے بڑھا جسکا درکے اطلاع دی اور خوب واسطے سمجھانے مقامات راتھوروں کے سمجھا دیئے نہایت
بلکہ تدبیرین خود رائی اور خود پسندی کی اقسام قسام سے کرنے لگا آخر سراج الملک بہادر نے مع ایک منزل مع
آٹھ سو عربوں کی جمعدار کے صالح بن اغربی کو دی تب وہ اسپر راضی ہوئے کہ دریافت معاملہ کی موافق
قاعدہ اہل اسلام کے ہو اور صالح بن اغربی کو روانہ کوٹھی کیجئے سرکار عالی سے دو ہو کے واسطے دریافت قضایا جو
یکے ہمراہ موصی الیہ کے ہوئے اور طرف سے فتح چند مارواڑی کے وکیل مقرر ہوا پس کوٹھی میں پہنچ کر جنسکے
لوگوں کے دو سے تیسرے دن معاملہ دریافت ہوئے لگا اور منصداروں کا مقدمہ یوں رو کردار ہوا کہ ایک شاکر ہوئے
کہ وہ بھی منصداروں سے تھا حسب الامر مدار المہام کے دعوت کا بہانہ کرکے یا تنخواہ کا قریب دیکر کوٹھی سے
لے آیا بمجرد داخل ہونے دیوانخانۂ خاص میں تمام منصداروں نے بٹھلا رکھا اور طرف سے حضور فیض گنجور
بیکھ شہامیش کرنے لگے ہر چند کہ وہ راضی نہوا اور بمجرد اسکے متعلق منصدار مذکور کے دہان فریاد ہوئے رہنٹ بہادر
نے انہین دلاسا اور دلاسہ دیکر کہا کہ ہم تمہارے واسطے لکھیگا تم اپنی داد کو پہونچوگے اور سراج الملک
بہادر نے اس رومی کو بلوا کر چند روز قہوہ خانہ مین عافیت کے رکھا مگر ستا رہتا ہے ہوئے لیکن کچھ بہوا آخر وقت
پر نصیب جمیع باتون سے اہنگ چلا گیا بعد چند کے وہ رومی خود بخود مرگیا نیز بستور اور بھی فریادی عربون کے
بہوتیرے تھے پر یہ باتین تو معطل رہین اور تقاضا تنخواہ سپاہ کا کرم ہوا اور جانوصاحب بہادر نے بیسوین تاریخ جمادی
الثانی کی ہفتہ کے روز دربار کو آئے وہ سرا ور پا بمجرد حاضر ہونے کے رہنٹ بہادر نے مقدمہ تنخواہ کا یکے عرض کی اول خود نے فرمایا کہ تمہارے ربقایا کی سبیل چار مہینے مین ہوگی اور آئندہ ہمیشہ

حکام متعلقہ کے

پیش آیے اس سبب خود بدولت اپنے نزدیک چندے بہت اندوہ خاطر رہے اور جیسے دلپر ملال کنور نے اس مضمون

خط لارڈ کورنرجنرل صاحب بہادر کا مقدسر میں جائیداد بیخواہ فوجکے اور ایک ہی بیچارے بہادر نے فوراً اسکی نقل بھی

حضور عالیمیں گذرانے چنانچہ خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی خلاصہ مضمون خط لارڈ کورنرجنرل

صاحب بہادر بیم بات طلب جایداد بیخواہ سپاہ کنٹنجنٹ کے اسمی حضور نور

بیتیس لاک روپی کا ملک جایداد بیخواہ سپاہ کنٹنجنٹ کے بموجب دفعہ علحدہ ہم لیا چاہتے ہیں آپ سرکار دولت مدار کے

کرنا اور ایک نیا عہدنامہ جو اس مقدمہ میں تجویز پایا ہی اسپر طرفین کی مہر ہونی انتہی واضح ہو کہ اس عہدنامہ میں

تجویز ہیں چنانچہ ان میں کا حاصل یہ ہی حاصل عہدنامہ جدید تمام تنہا سے سابق کے بدستور بحال و برقرار رہیگی

اور جمعیت الوالی کی موید سرکار دولتمدار سب امور انتظامین رہیگی جہان حکم سرکار دولتمدار ہوگا وہان جایگی لیکن

واجبی اور یہان سپاہ کنٹنجنٹ کی تمام موقوف ہوکر اور نظر کرینے سابق کے تخفیف پاکر صرف دو ہزار سوار اور

پانچہزار پلٹن اور چار کمپنی آرٹلیری یعنے جنسی توپخانہ اسقدر بحال و برقرار رہیگی اور انکی تنخواہ کی جایداد میں

تعلقات چھتیس لاک روپی کے بقدر ادیکے بموجب تجویز سابق سپرد سرکار کمپنی بہادر کے ہوں اور آیندہ مطابق

باید کرفت سرکار عطیت مدار کا کہ جسکا ذمہ سرکار عالی نے کیا ہی نہوگا اور رقم چوتھائی اور لیا نہ

کانہ چاہیے جایگا اور جس تاریخ کہ تعلقات مذکور تفویض سرکار کمپنی بہادر کے کیے جاوین وہان تک جو رقم

کہ پیشکی تعلقداروں دیہات سے تحصیل کی ہی وہ رقم طرف سرکار عالی کے عاید ہوکی اور تنہا سے سابق

میں جمعیت کنٹنجنٹ کی جو علاقہ میں سرمایہ دولت کے مندرج ہی اب سپرد مذکورہ علاقہ سابق

موقوف ہوکر مثل جمعیت سکندرآباد کے متعلق سرکار کمپنی بہادر کی رہیگی اور یہ بھی آئین لکھا

روزنہ کریکے جیسا تہنامہ کہ اپنے تئین منظور ہو مہر سے رشید صاحب کے بالفعل لے لین تیس روز یکے سعادت
بموجب تہنامہ سرکار دولتمدار یکے دوسرا تہنامہ مہری سرکار عظمت مدار کا زیب لار دکور زخیر صاحب بہادر کے حضور پر نور
مین داخل ہو بعد تہنامہ رشید صاحب کا موقوف و مستردجا یگا حضور پر نور اسکو ملاحظہ فرمایا حضرت مسز دوار بہادر
بہت مشوش رہے اور کوئی جواب رجستہ اپنے سوال کا بجوز نہ پایا نہایت فکرمند ہوے تب اکبر زشمس الامرا بہادر
کو یاد فرماکر تہنامہ دکہلایئے اور مضمون سے اسکے مطلع کیا اور تدبیر مشاورہ فرمانے رہے بعد اکیسوین تاریخ جیٹھ
روز شنبہ سنہ الہین کریلجان لوصاحب بہادر یاب حضور پر نور ہوے تیسرا دن یا آس دن بابین عمدۃ الملک بہادر اور فقیدرا
بہادر بہی یاریاب ہوے اور سراج الملک بہادر بہی حاضر ازسر نو تہنامہ ردبدل حضور پر نور کے پڑہا گیا اور کریلجان
لوصاحب معنی ہر ہر لفظ کی اور مضمون ہر ہر فقرہ کا اور حاصل و مراد سے اسکے اطلاع دیئے گئے اور
تعلقہ چینگلپٹ لاک روپی کی دربیش کیئے اور توثیق عہدنامہ جدید کی چاہی حضور پر نور اپنے خانہ ملک
اوکی مدخل کا بیان فرمایے اور چار مہینے سے عرصہ مین ہم گذشتہ کا فیصلہ کر دیتے ہین اور آیندہ
سے تنخواہ ماہ بماہ ملی جائیگی اسپر ارشاد کیئے کہ کریلجان لوصاحب دس برس سے تنخواہ کمپنی سے پاتے ہین اب اسی
طرح عذر حیلہ ہوے چلے جاتے ہین مگر اس عرصہ بعد اوہدت مدید مین پانچ مہینے دیوانی ہین شمس الامرا
بہادر امیر کبیر کی برابر ملے ہین اس مقدمہ مین بار بار حضرت سے عرض کرنی سکو مناسب
نہین طلب کرنا بروقت زر کا موجب طرفین کی رنجش کا ہی بہتر تو یہ ہی کہ جب ہم آیا کرین تو ہمارے
کی فیصلہ ہوا کرین تب خود بدولت فرماکر ملک فقط تنخواہ کے مقدمہ مین لیا جاتے ہو
تو ہم فیصلہ ہمکا چار مہینے مین کر دیتے اور سروست چار لاک روپی النقد بہجوا دیتے ہین

احکام متفرقہ کے بیان

جب وکتاب بسم الکلام داخل سلسلہ کیا کرینگے اور بعد ابادی ملک کے جو رقم کہ افزایش ہو گی موافق جناب
کے ہمیشہ کو داخل خزانہ سرکار کیا کرینگے یہ معروضہ کرنل جانسٹن صاحب کا سنکر بندہ کا تعلق فرمایئے کہ ملک بطور تعلقہ سرکار
کرنا یا دوام کے لیئے دینا دونو برابر ہی اور تمنے جب کتاب دیکھنا اور کیا لینا ہی اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ
اور تمہارے تنہا سے ہو کر ابھی سو برس کا عرصہ نہیں گذرا ہی ہم چاہتے ہین کہ اسقدر تو آرام سے رہین بیشتر صاحب
کذارش کی کہ ہم چاہتے ہین آپ ہمیشہ آرام سے رہین کبھی آپ کسی فوج کا تقاضا نہ کہین اور بار بار زر کی
کرنی بڑی شرم کی بات ہی ہم جب حاضر ہوا کرین تو آپ سے گفتگو شکار کی رہے ہر وقت تقاضا کیا
صورت اچھی نہیں سہین اقتدار الملک بہادر نے کہا کہ آج تک ہر مدار المہام پر حضرت کی آسی ہی رہی ہے
بلکہ سپاہ رکابدار اور اوربان سرکار کی تنخواہ مین تامل ہو تو مضایقہ نہین مگر تنخواہ سپاہ کی ماہ بماہ
جانا یہ صورت کارپردازون کی ناواقفیت فہمی کے سبب سے ہوئی ہی ورنہ فرمان حضرت کا تو ایسا ہی ہے
کیا تب کرنل جان صاحب نے عرض کی کہ ہمکو کارپردازون سے کیا مطلب ہی فقط حضرت کی ذات سے کام ہی جب حضور
نے فرمایا کہ جسوقت ہم بذات خود متوجہ اس کام کے ہونگے اسوقت تمہاری یا ہوار ماہ بماہ پہونچی
رہی ہی ڈیوڈسن صاحب نے عرض کی کہ اسوقت یہی باقی رہ گئی ہی سلام نہین پہونچی ہان مگر
شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی عملداری برابر پہونچی ہی بلکہ فاضل پہونچی ہی پھر خود فرمایئے کہ ہم
وقت کے رسیدات تمہارے حاضر ہین اور حکم ہوا کہ سیف خبنگ کو بلاؤ مغ الیہ حاضر ہوئے اور عرض کی
درست اسوقت یہی باقی رہ گئی ہی آہین سراج الملک بہادر درمیان آئے اور کہا کہ غلام نے
عملین یہی کچھ باقی نہین رکھا ماہ بماہ پہونچاتا رہا ہی کرنل جان صاحب نے کہا کہ جھوٹ کہتے ہو

بہت سی باتیں رہی تب پہر اقتدار الملک بہادر نے عرض کی کہ والدی عملدارین انکو عوض ماہ بماہ پہنچتا
رہا اسپر حضور پرنور نے فرمایا کہ شاید دونین مہینے پہونچنے ہونگے جبھی ڈیوڈسن صاحب نے عرض کی کہ نہین
برابر پانچ مہینے پہونچے ہین بلکہ فاضل پہونچے ہین جسپر حضرت نے کرنیل ان لوصاحب سے کہا کہ آپکی پرتو ہمارے
صدر تک ہمیشہ اللہ مراہا در امپر کمپنی نیکنام ہوگیا افسوس ہی کہ آپنے ایسے امپر کمپنی کو موقوف فرمایا پہر حضور پرنور
اس تقریر سے کدر کرکے فرمایا کہ ہم اس بابین شاہ فرانس کو عرضی لکھینگے کرنیل ان لوصاحب نے عرض کی کہ
بہتر ہے کہ آپ شاہ فرانس کو لکھہ کر جواب منگوا ہیے تب تک ہم آپکا ملک ضبط کرکے بیٹھے ہین حضرت نے فرمایا کہ
کو نہین شاہ انگلنڈ کو لکھینگے کرنیل ان لوصاحب نے عرض کی کہ اجہاز آپنے بلاشتہ کتنا مدت سے اطلاع کمپنی ہمارے
نہین ہوا ہی ہے حضور پرنور نے فرمایا کہ جسقت کشتی کی تہا مہینے مدام کو اسیطے تو نہین ہی پر جسوقت کہ
کوئی دشمن قوی منہ دکہلاوے یا کوئی سرکشی اختیار کرین تو اسوقت اسمین کیا کا ہرتا ضرور ہی اور اب تو دشمن ہمارے
ہمارے واسطے اسقدر ضعیف ہی نہین کہ جسکا اندیشہ ہرتام اختیار تمہارے آنیکے کرنیل ان لوصاحب نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا اگر ہمکو
اس جمعیت کا رکہنا منظور نہین تو ابہی جواب دینا ہم موقوف کر دیتے ہین ہمارا بقایا ہمکو دیدیا جاوے فرمایا
کہ ہمین اس مقدمہ مین گمان یا نہین کہنے نہین سکتا اسلئے کرنیل ان لوصاحب نے عرض کی کہ یہ بات میرے
مین نہین آتی پہر خود دولت فرمایا کہ اسکا مدعا یہ ہی کہ لارڈ کورنوالس صاحب ملک کے لینے مین
اختیار رکہتے ہین اسکے سبب لیکن کوئی حایل نہین کرنیل ان لوصاحب نے عرض کی کہ لارڈ کورنوالس
صاحب بہادر کو اگر یہ بات منظور ہوتی تو اس رقم کا تقاضا کرنے سال دو سال اور تامل کرتے جب کرور روپے
کرور روپے ہو جاتے تب سالم ملک اپنے قبضہ مین کرلیتے ہوتے انکو یہ بات منظور نہین سوا سیطے ابہور

رقم کا تقاضہ کرکے اسکا فیصلہ تھوڑی سی ملایمت پر چاہیے ملاحظہ تو فرمائیے اور چالیس لاکھ روپیہ معاف ہوکر آیندہ
سی عسکا تقاضا نہیں رہا اسمیں بیشمار نقصان نہیں خود بدولت فرماتے اگرچہ ظاہر انقصان تمکو ہمارا نہیں نظر آتا
فی الحقیقت اسمیں نقصان بہت نقصان ہی اور ہم کو معافی رقم کی منظور نہیں اور جو ملک اس مقدمہ میں
چاہتے ہو ہم دیسکتے ہیں لیکن ہم اپنے صلاح اور مشورت کرکے کہینگے کہ ملجان کو کیا صلاح بہتر اور چار روز
تامل کیا جاتا ہے اور خوب فرمایا کہ اگر شاہ کا غرض پانچہری تک اس طرح کا سوال جواب رہا اور رعایا
ہوی سعید خود اپنی جا جو خوب فرمایا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہے اور صلاح کے لیے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو بلا
فرمائے دوسرے دن بہادر موصوف مع فرزندان حاضر دربار ہوئے فیصلہ ہوئے اسمیں جو دقت ہوئے اسکو
بیچ بچاؤ ملک اور سبیل قرض کے بہادر موصوف سے ارشاد کرتے رہے اور جا بجا تمام امیر بھی تمام فرمائیں
کہ در بغل جائے اور نامرہانی کا برداز دل کی عوض کرتے رہے اور بخوبی تمام جس وقیع رہا ہے کہ بہادر
شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو اب فرمائے کہ اب ہمارے سوا اس مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہو سکتا تم نے
ارادہ کرنا اور کل ہم دفتر والوں کو بلوا کر ہمیں اب جانے دو کتاب تمنے سمجھنا اور رعایا کی بہتری
سراج الملک بہادر اور دفتر والوں کو حکم پہونچا کہ کل سب دن حساب کتاب لیکر حاضر دربار رہیں چنانچہ
دوسرے روز جناب شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع فرزندان اور سراج الملک بہادر مع اہلدفتر باریاب
ہوئے دفتر والوں نے تمام حساب کتاب و صورباقی متحواہ سپاہ کنٹنجنٹ کا ملاحظہ میں لائے سراج الملک
بہادر بھی عرض کرتے رہے بعد بہت سی گفتگو کے دفتر والوں کو روبرو سے حکم ہوا کہ تم امیر کبیر
نزدیک جاؤ جسقدر باقی وہ کہیں وہ سب باقی عمل کرو اسوقت شمس الامرا بہادر امیر کبیر عرض کیے کہ انکا آنا

رسیدنت بہادر کی فہمایش کی رشید بہادر امیر کبیر تدبیر سے اب کہیے کہ مقدمہ ہذا الندن کے کونسلمین تبقیہ
پایا ہی اور ملک کے لینے کی تجویز وہان سے ہوائی ہی تجویز میری یا لارڈ کورنزجل صاحب بہادر کی نہین ہی صاحب
نوشتے لارڈ کورنزجل صاحب بہادر کے اس بات مین حاضر ہین جیسین لاکھ ملک اگر خود دے ڈالین تو اسمین
ایسی طرفین کی ہی باوجود اسکے جب آپ اس مقدمہ آئے ہین تو پاس خاطر آپکے یہ قبول کیا جاتا ہی کہ ملک برار
بطور تبقہ کے میرے اور آپکے سپرد ہو آپ سم بالاتفاق بندوبست کرینگے یا نام سے آپکے ہو کر ایک فسر ہمارا
رہنا یعنی ضلعدار یہ بھی فقط پاس خاطر آپکے قبول کیا جاتا ہی پس یہ بات عطروان آیا اور ساتھہ کمال سرور
کے برخاست ہوی دوسرے روز اسکے شمس الامرا بہادر امیر کبیر سم فرزندان یار یا حضیف پر نور ہو کر مسعود فدکر نیمان
کا کدارنش کیے خود بدولت فرمایے یہ دو علہ کی بات بہتر نہین آئینہ کو بہت رنجش پیدا ہوگی شمس الامرا بہادر
امیر کبیر نے عرض کی کہ اگر حضرت انکا معروضہ کسیطرح کا بھی پذیرا نکرینگے تو کیسا ہوگا پہ انکا تیسرا معروضہ
آپ سکو بھی قبول نہین فرمایئے اب مین انہین کیا جواب دیتا ہون خود فرمایے کہ تم نہین یہ جواب دو کہ
خود نے اب فرمایا کہ ہی دو چار روز کے عرصہ مین تمکو باریابی ہین سمجھا دینگے ہر چند کہ یہ بات اچھی نہی
اور چونکہ آپ ہو کر خود شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے فرما چکے ہے کہ ہم ملک برار کا تمہارے سپرد کرتے
ہین تم جاو اور انہین سمجھا کر تنخواہ کنٹنجنٹ کا ذمہ اپنا کر آو ضرور آپ ہی کرتے لیکن جملہ ارکان دولت
کو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کا درمیان آنا اور فیصلہ اس مقدمہ کا جو سالہا سال سے ادھورا ہوا ہی
اسقدر ناگوار ہوا اور وے یکلخت نام کہلانا کو رانتہا مزاج کو خود بدولت کے بہت دیا اور اسی سبب سے ہین کہ
الملک بہادر نے اسطرح سے خود کی طمانیت کی کہ آپ ملک او نہے دینا خانزاد معاوضہ ہین اسکے بہت سے

دیہات جاگیر داروں سے ضبط کرکے داخلہ خالصہ کردیگا اسکا محاصل اس سے زیادہ ملا دیگا جاگیر دار
کے تھے یا غیر خبر یا یکوین تاریخ بہرا میر کبیر شمس الامرا بہادر مع فرزندان کو ٹھی کو رخصت کیے اور ارشاد ہوا
کہ لجان کو جسطرح ظاہر کیا ہے بولیے کہ حضور نکا ارادہ ملک دینے کا نہیں ہے کاش تو یہی ہمیں معلوم ہو
کہ ملک دینے ہیں یا نہیں آپ ضرور دریافت کرکے مجھ سے کہنا شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے جواب دیا کہ ملک کے دینے اور نہ دینے
سوالجواب کرنا باعث طرفین کی رنجش کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خود ملک آپکو دینا نہیں چاہتے لجان کو بھیجا ہے کہ ہم انکی
مدارالمہام کو بلوا ہیں اور یہ کہکر جواب منگوا لیتے ہیں شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے کہا کہ میں فقط جوارشاد ہوا تھا
کا ہوا تھا سو آپنے پہونچا دیا اور سوالات بلاغ یا نہ تھے پس واضح ہو کہ آپنے کہ لجان کو بھیجا ہے
بہادر کے پھیرا ہی کو روانہ کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے کہا کہ تم فرماتے ہو دولت سرکار ہوئے اور تم
پھر کو سراج الملک بہادر رحسب الطلب رشید خاں صاحب کے کوٹھی کو گئی اور رشید خاں صاحب بہادر سے کہا
کہ خود ہمکو ملک دیتے ہیں یا نہیں اسکا جواب صاف دو اور جبتک اسکا جواب نہ ملیگا ہمارا اور تمہارا
نامہ و پیغام موقوف رہیگا اتنے میں ڈنوڈ شمس پولیس حکم صدر کا پونا پر آپہنچا ہی کہ دیوانی تمام ملک
کی حیدرآباد جانیکو تیار رہیں جب سے آجائیگا یہ سوالجواب نہ ہیگا کچھ اور ہی معاملہ ہوگا پس سراج
بہادر مذکور سے اور یہ کہا کہ حضور پر نور کہا برہان الدین کا بہت مانتے ہیں اسلیے کہلاتا ہوں اور یہ جا
کہ کہلا اپنے چلے آیے اور سوا ایسے ایکبار یا بہت ہو کہ معروضہ رشید بہادر کا عرض کیے خود بدولت
فرمایے اچھا کہ جسمیں انکی خوشی ہو وہی ہمکو بھی منظور ہے ملک انکے سپرد کردیں
سراج الملک بہادر سے تیسرے تاریخ یہ جواب لیکر کوٹھی کو گیے اور رشید خاں صاحب سے اطلاع کی

احکام مخالفہ کے بیان

پانچوان دربار بعد اپیکبار ہوین تاریخ شعبان کی روز شنبہ مطابق الیسوین ماہ مئی سنہ ۱۸۵۱
اٹھارہ سیچین عیسوی کرنیل لو صاحب آیے اور باریاب حضور پر نور ہوے اس دربار مین عمدۃ الملک بہادر
اور اقتدار الملک بہادر ہر دو فرزندان شمس الامرا بہادر امیر کبیر اور سراج الملک بہادر و سردار المہام اور اعتصام الملک
عرض بیگی اور ایک منشی ہرکارہ عطوفت مدار انگریزی حاضر تھے روبرو کے تنہا مہ جدید تحریر ہوکر آیا تھا
اور نظام الملک بہادر کے طرف کے تنہا مہ پر خود نے خاص مہر اپنی ثبت فرماکے دی اور ہرکارہ عطوفت مدار کمپنی بہادر کے طرف کے
تنہا مہ پر شمشید صاحب نے اپنی مہر کردی اس قرار پر کہ تیس روز کے بعد تنہا مہ مہری لارڈ کورنیل صاحب
بہادر کا مکتوب اکبر داخل حضور فیض گنجور کے بعد مہری تنہا مہ اپنا مین داخل کرکے تنہا مہ لیکر
وقت مہر کے کاغذ انگریزی کو رنگنا تنہا مہ سند کمال صاحب کی تھا روبرو اپنی کے شمشید صاحب
خوانہ دار کو بھیجے ہر چند کہ تین بار تاکید کیے سنکر کیا مہر شمشید صاحب کی اپنی تنہا مہ پر ثبت
حکم ہوا کہ اسکو کھولو اور پڑھو خلاصہ مضمون تنہا مہ جدید بابت تغیر بعض ملک ہم عہود
شرط بمطابق حکم دربار ہوین شعبان سنہ ۱۲۶۷ بارہ مئی انیسو تحریر مطابق الیسوین ماہ مئی
سنہ ۱۸۵۱ عیسوی بارہ سو ہین عیسوی ممالک محروسہ سرکار نظام کے جالیس لاکھ کا ملک سوا اخراجات صادر
شمشیر بندی وغیرہ کے صوبہ بیجاپور اور صوبہ براڑ اور صوبہ اورنگ آباد کے تعلقات واسطے ادا کرنے
ہموار آیندہ سپاہ بمبئی حوالہ سپرنٹنڈنٹ حوالات سپرنٹنڈنٹ انگریزی کیا کیا کہ جدید رقم تمام آسکی قریب بجالس لاکھ روپیہ کے
ہے کہ ہر سال جانب نظام تعلقہ کے مدخل و محاصل کا بیہ و ضع ہوئے شاہرہ اور سوا بقایا
کہ جو رسید ہو داخل خزانہ سرکار نظام کیا کرے اور خاکستہ شریک اندازہ اس زمین ہین اسکا

سرکار اصفیہ سے نہو فقط سود ہی اسکا ان دہات کے محاصل سے سال بسال لیا کرین اور کسی مہم و معرکہ
مین بخلاف عہد نامۂ سابق کے جب فوجکشی کا اتفاق پڑے خرچ اسکا سرکار دولتمدار آصفیہ سے طلب کرین
اور سپاہ کنٹنجنٹ وقت ضرورت کے جانفشانی مین کسیطرح کا عذر نہ لاوے اور ہر امر مین معاون سرکار کی
بشرح درجہ واجبی ہے اور تعلقات مفوضہ کے حدود پر جو تعلقات کہ علاقۂ نظام کے ہین ہا نہین بالکل مدخلیت
نہو کی اور جمعیت معمولہ مین تخفیف ہو کہ بمقدور دو ہزار سوار اور پانچہزار پیدل ہمیشہ کو بحال رکھی فقط
واضح ہو کہ جب عرضی یہ مضمون سر دربار پڑہ کر سنایا اور عبارت اسکی تمام کی مدار المہام نے لکھ دی خاتمہ
بہ نشان اختتام کے کروا دیے اور جہان کہ مدات تفصیل کی تھی وے جائین تاریخ لکھی جانیکی نہین حضور دارین آنہین
قلم بند نہین کروا کے الیکمقام پر عبارتین تہنامہ کی سہو کاتب سے لفظ درکار کی جائے لفظ درگاہ کا تہا خود کی
بنگاہ پڑہکے آپنے قلم اصلاح سے ہای ہوز کو رائے مہملہ بنا دیا اور اسکو کر دا نکر رسند صاحب
بہادر نے بھی اپنا کاغذ مہری کذرنا وہ داخل سرکار دولتمدار ہوا من بعد حضور طرف سراج الملک بہادر کے
ہو کر فرمائے کہ اگر تمہاری دیوانی مین تنخواہ فوج انگریزی کی برابر پہونچی ہوتی تو یہ صلیکے جانیکا کا یکو
ہوتا اور کفتگو نا ملایم فیما مین ہمارے اور انکی انگریزی کیون آتی تمہاری دانائی نے اس امر کو پہونچایا پھر انسے
طرف کرنیجان صاحب بہادر کے کہہ کر بولے کہ اگر یہ تمہارا اداے آدین کر دیتے ہوتے تو کیا تم ملک ہم سے لیے
سکتے کرنیجان صاحب بولے کہ آپکے دیوان اور اہل کارونکی تردد سے ادا آدین کی ممکن نہین
اس لیے ہمنے طوعاً اور کرہاً تحویل ملک کی فکر کی ورنہ کیا حاجت جو ملک آپکے دست قدرت سے نکل جاوے پھر
مکرر فرمائے کہ بالفرض اگر روپے پہونچے ہوتے تو تم کیا کرتے کرنیل جانسن صاحب کہے کہ اسکی عوضمین ملک

شہر و متعلقان سرکار آزردہ خاطر جو سنا سو افسوس کیا کہیں ہا جیسا کیا ویسا پایا ہوا کہ اسکو سکوارم چہیے قرار
کی جاگیر سے دیوان کی حضور پر تو رنے غایت فرمائی کہ حسب تطبیع مدار المہام اوسکے کہنے سے مزاج خود بدلے
کہ ملک دینے پر آیا اوسکو پانچوان روز تہا کہ سراج الملک بہادر ستروین تاریخ روز پنجشنبہ دو گھڑی رات گذرے اس
سینچی سرا سے گذرے اور جو آرزوئین کہ دلمین تہین سب تہا لیکے سجان اللہ تدبیر اور تقدیر اور جبر
ملک دینے مین قوت مرجعیت کی اور آسود کی حال تمام عمر تک اپنے منصور ہوکی سو پانچ روز کے لیے ہوی ا
کہ بسبب مدام کئی دنون سے بیماری ضعف دل و کردہ سعر السیم کو ہوکئی تہی واللہ اعلم بالصواب جانکہ یاد داشت
سرد و سانحہ کا قطعہ ہذا ہے راقم یکے بہی ہجری تاریخ از سر افسوس کرد تحریر چون قلم برگرفت + این
سراج الملک + جملہ ملک برباد داد و رفت + جب تنخواہ سنچیانٹ کا یہ حال ہوا تو جمعیت رکاب کا کیا حال ہو
سو آپکے عزیزون کے بلدہ مین کوی خوشی نہین کسو کو دیکہا نہین ملا جو قابل تحریر ہو خیر بعد مدت ایکے عرض رشید بہادر
بیچ باب مقرر فرمانے دیوان کے آپی خود نے جواب مین لکہا کہ کام ریاست کے بڑے بڑے ہین ایک بیٹے کے عرض
مین ہم تجویز کرکے نہین اطلاع دینگے اور جب تک جو مقدمات کہ تمہارے ہوکے سرکار عالی سے اجرا ہوکے پہر دوبارہ
الکیسون کو رشید صاحب نے ایسی اطلاع کی کہ اسقدر قابل نہین ہوسکتا بسا مقدمات تہا مہ کے لارڈ کورنوالس
صاحب بہادر پاس سے دربار پیش ہوتے ہین ایکے لیے جلد کوی دیوان دیرینہ اور عاقل معتمد الیہ ہونا چاہیے حضور پر نور
تجویز مین آیا کہ اہل دفاتر و کارپردازان سرکار کا جیٹہ والدہ ہے سراج الملک بہادر کی سو الحق ایسا ہی
جناب بہادر بن اشجع الملک ابن منیر الملک بہادر مرحوم کو تجویز کرکے معروض کیے اور مزاج کو خود بہدو
کہہ سنکر سرفرازی کا ایکے لیے آپنے سند کا نقارہ اپنی طرف سے بہی راجہ نرندر بہادر بن راجہ بالا پرشاد

ابن راجہ چند ولعل کو واسطے پیشکاری کے تمنا ز فرمایا اور سالار جنگ بہادر پر حکم ہوا اچھا ہمنے سرفراز کیا لیکن
سراج الملک کیطرف تمہارے دو کروڑ روپی آتے ہیں سو کی ادای تمنے کرنی اور ادای کی لاکھ روپی سالانہ
دینے جانا اور راجہ رندر بہادر سے کہلایا کہ تمنے ہم سے بعد سوالی راجہ رام بخش کے واسطے سرفرازی پیشکاری
کے بیس لاکھ روپی کذران کے اقرار نامہ لکھدیا تھا سو وہ کہاں ہی وہ فرمایا کہ وہ کاغذ تو ہمنے پھاڑ ڈالا
واضح ہو کہ جبکہ اقرار نامہ کذران ویسا ہی ایک اقرار نامہ جدید سم اور ایک اقرار نامہ بیک کہ مالفعل اڑای لاکھ روپے
نقد دینے لکھوا کر سنکوایے اور بعد داخل ہونے ہر دو دستخط کے راجہ رندر بہادر کی یاد ہوی چنانچہ
دربار روز شنبہ بایئسویں تاریخ ماہ الیہ کی جسمیں ارشاد فرمایا نواب صاحب اور سالار جنگ بہادر اور
راجہ رندر بہادر بھی باریاب حضرت ہوکر جو دولت انہیں ہمیشہ کرتے تھے ارشاد فرمایا کہ
ہم سالار جنگ کو واسطے دیوانی اور راجہ رندر بہادر کو واسطے پیشکاری کے ارکان دولت سے انتخاب کیے تھے البتہ
کفایت سرکار بایدولت کی کرینگے کہ نیل جان لوصاحب جانتے کہ یہ مقدمہ انکی ہی ازرہے شرط عہدنامہ یہ ہے
ہمیں کہ نمایندہ سمیدنت کا حضور نہیں اور ارکان دولت نے سابق سے چھوٹے صاحب اور روڈریا صاحب وغیرہ
معاصاحبان کرنیل جان لوصاحب سے بھی موافقت کر رکھی ہی وہ پسند ہمیں اول ہی کرنیل جان لوصاحب
کچھ کہہ آیے ہے پس کرنیل جان لوصاحب چپکے ہو رہے تو بھی اتنا کہے کہ انسے یہ کام ہو سکیگا حضور
یہ فرمایا ہے کہ اپنے خاندان سے عہدہ جلالت ہی البتہ بھی کرینگے اور ہمنے تمہاری عملداری
اپنے مقرر کیا ہی ہمیں کرنیل جان لوصاحب خود بدولت کی مرضی پر رکھہ کر رخصت کیے اور یادداشت
لیکر رخصت ہوے بعد روانہ ہونے یکھیوان سر پٹی سے آویزہای رزمردی اور پیشکار سے بیچے

حکام محتلفہ کے بیان

خواجہ عبدالرزاق بزوق اور ایک دو برس بعد
بہادر ساتھا اول دو برس بعد دیکھا تھا کہ
ایسا اور دیکھا دیکھا کہ دو برس بعد
جس کو جانا تھا اور جب دیکھا کہ
اپنی جگہ پر ہنوز ایک
قوی ہیکل جوان اور ایک
ماروتی اور ان مکانات کے
جنکے اور دالون کو خوشنما

آویزہای توشک سے سرفراز ہوے اور دفتر سوللوں کو حکم ہوا کہ تر دیک صاحب بہادر کے حاضر رہین اور دیوان
کو جواب فرمایے کہ جو رقعہ رسید نشد کا آوے بدون اطلاع ہمارے جواب لکھا جاوے تب دیوان نے عرض کی کہ بعضے معاملات
ضروری ایسے ہوتے ہین کہ جواب اسکا اسیوقت لکھنا پرتا ہی اطلاع ہوے تک کیونکر تامل کیا جاویگا تو نہایت بدولت
فرمایے کہ اول ہمین اطلاع ہو لیکن شرط یہہ ہے جواب لکھنا دیوان ضرور اقبال اسکا کریگے رخصت ہوکر تحریر دیے
بر خاست فرمایے پس سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر شاہ مہراب اپنی اپنی اوجد کی قایم ہوے بعد دو مفتہ کے
عرصہ مین جواب تہنیامہ کارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر کے آیا رسید بہادر باز اسکو عرض کر چکے حکم ہوا کہ
ہون ساتوان دن یا پہر دسوین تاریخ رمضان المبارک کی سنہ روز شنبہ کہ نیل ہاملوصاحب اور منشی فرخ
صاحب کہ ہمین چند کلکتہ تہے جو تعلقات معوضہ پہ مقرر کیے گیے تہے اور منشی رسید بہی ہمراہ خزانہ
خزانہ حاضر حضور پہنچا ہوے بجز اطلاع کے خود بدولت بے بادفرمایے رسید بہادر مع ہمراہیان اور سالار
بہادر دیوان اور راجہ نرندر شاہ دیر تک باہم محو گفتگو رہے اور کرنل جان لوصاحب خریطہ لارڈ کورنر جنرل
صاحب بہادر کا نام سے حضور پرنور کے جو متضمن اوپر تعریف دانای اور فہم و ازدیاد استحکام اتحاد طرفین کے
تہا مع تہنیامہ مہری لارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر کے کہ زرنا نقل خریطہ لارڈ جنرل دلہوسی
صاحب بہادر گورنر کلکتہ بنام نامی نواب اصفجاہ نظام الملک ناصر الدولہ بہادر
در نہو لا متخلص بوصول عہدنامہ بادستخط ان عالیشان مرقوم ششم ماہ جون سنہ ۱۸۵۳ ایکہزار و منظور
عکسوں کی سنہ ۱۸۵۳ ایکہزار و منظور
دستخط و مہر لارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر کے آیا رسید نشد ازطرف کورنمنٹ ہند دستخط برآن عہدنامہ کہ کردہ اند بحال

زیادہ تر استحکام پذیرفتہ و ازین فایدہ طرفین بظہور خواہد آمد ہر آئینہ ہمچو کارسندی آن کرم فرما الفت
بالطبع آنوالا قدر بنسبت این سرکار پایدار نگہ خواہد داشت و نیز از تحریر مذکور افتن او از نامہ جدید حسب ضابطہ کمال دانشوری
و فرہنت آنوالا قدر میل اخلاص منزل خواہد گرفت چہ از روے اوراق نامہ مذکور نفع بسبب بحاصل آن کہ مظہر افزونی
خواہد پذیرفت و نیز موجب مزید آسایش آنوالا قدر خواہد گردید و حفظ و حراست در منزل ریاست آنعالیشان بخوبی خواہد شد و نگہداشت
فوج کنٹنجنٹ طور حسب گردہ خواہد شد فوج مذکور بطوریکہ در عہدنامہ مندرج است ہمیشہ بوقت ضرورت بکار سرکار آنعالیشان
خواہد آمد و ابقاے اوراق کہ در منضط ہند دربارہ امداد آنوالا قدر از فوج سرکار ہمیشہ بعمل آمد و جمیع وجوہ
نزاع و خلاف از میان خواہد برخاست و قلم قوی بنیاد کہ رابطہ و موافقت و ارتباط کہ از ایام قدیم فیمابین سرکار
بودہ معمورہ بلا شبہ بہمان طریق در آینده جاری خواہد بود و ترصد کہ ہمیشہ مخلص خواہان مژدہ خیر
عافیت مزاج والا خود تصور نمودہ بارقام اطلاع آن مسرور و شادمان میفرمودہ باشند زیادہ ایام جمعیت و مسرت
بکام باد و واضح ہو کہ دو نسخہ ہمہ جوڑ ہذا بحضور بندگان عالی کے لارڈ کورنوالس جنرل صاحب بہادر کو کیا سوے
صرف سادہ کاغذ پر نسخہ لارڈ کورنوالس جنرل صاحب بہادر نے اسپر مہر کی ان کا نسخہ مہری تنہا مہر ست عہد مطلا اور مہر کاغذ
نسخہ لارڈ کورنوالس جنرل صاحب بہادر جو نسخہ ہذا پر بحضور پرنور کی خاص مہر خوب چسپیدہ ہوئی ہے اسکی یہی نقل دوسری ورق
پر کر کے اسکے ہمراہ بمنیجر ہذا کے واسطے بمجدد مہر کے بھیجا دیے تھے بعد ستمامت فرمانے منیجر مذکور مہر خود بدستور نسخہ تنہا
لارڈ کورنوالس جنرل صاحب بہادر مو صوف بکر اعتصام الملک عرض پیکی کو دیئے دیے پڑھنا شروع کیے
اور آپ منقول عنہ کو واسطے مقابلہ کے ملاحظہ فرماتے رہے جب عرض پیکی بخوبی تمام تک عرض خدمت
کیے مدعا اسکا بھی دریافت فرما کر نانک بخش سے کہا کہ اچھا اسپر مہر کر دو چنانچہ نانک بخش نے

دوبارہ سپہر کلاں مہر حضور فیض گنجور کی کرنیکہ کرنیلی ان لوصاحب کے ہوا کیے اور تنہا سہ لارڈ کو رنجوال
صاحب بہادر کا داخل مہر خانہ ہوا اور عند التیور سراج الملک بہادر کے تلطفات مفوضہ مین کمی ہاچ لاکب روا
تھی سو وہ بھی دربار ہذا مین منضم ہو کر شریک تنہا سہ کیے اور اسقدر دولت اسپر ہوئے بس کہ نہ
جانو صاحب عرضکی کہ تنہا سہ سابق حضرت کا جو لارڈ رنجوال صاحب بہادر پاس ہمراہ آئے تھا خود بدولت فرما
آپکی کچھ حاجت نہین مضمون رد انکا واحد ہی پھر کرنیلی لوصاحب ہاچ بات عنایت کرنے جواب خطاب
کیجے آپ فرمائیے کہ عنایت ہوگا بعد اسکے کرنیلی لوصاحب نے کہا کہ سیف الملک فرزند حقیقی جہان پر دیکھیم صاحب
مغفورہ جو ہماری کوٹھی کو آئے تھے ہمنے بدون اطلاع آپکے آپکے ملنے کا عذر کیا خود بدولت فرمائے کہ بیان
تمام صاحبزادونکی ہموار دو دو ہزار روپے ہی مقرر اچھا ہے اور دو ہزار روپے اضافہ کردیے ہین
بدیر بہت ہوتی ہی اسکی سکایت لائے ہونگے اور سوا اسکے جو جواہر کہ انکی والدہ اور خانم صاحبہ کے
کہ کوٹھی بات مین انکی ہان کے ہی اسکے منضم کرنیکا ارادہ ہی اسلیے آئے ہونگے پھر طرف اقتدار الملک بہادر
جو باریاب ہوئے تھے مقرر کرکے فرمایا کہ میر عالم علی نے جو جاہداد اور باغ انکی تجویز کر دیے ہین اسکی جلد پیش
واضح ہو کہ مراد اس طلب اس رقم کی تھی جو سمش الامرا بہادر امیر کبیر نے پندرہ لاکھ روپے لکھم دیئے
تھے اس اوقات یہ کہ ادای یک سہ سال دولاک داخل خزانہ ہوا کرینگے جیسا کہ دفتر دوم مین بیان کیا
گیا ہی کی صاحب کون کو باندان ملا اور سب نے سنکر ندر انہ پیش کیے سنکر فرمایا کہ
ہو کر ارشاد کیے کہ تم کیا کرتے ہو وے عرض کیے کہ غلام صاحب بہادر کے نزدیک حاضر رہکر داخل
خارج دیکھا کرتا ہی خود بدولت فرمائے کہ تم بطور اپنے دادا کے اپنے گھر مین بیٹھکر داخل

امیر کبیر ایسے ہی اور چند باتین اتحاد کی کرکے مرخص ہوے اور ہنوز تیاری روانگی کی نہی کہ قبل رخصت
ہونیکے ایسی مینے مین اطلاع بیے خود کی کرنل صاحب جو تعلقات سرکار دولمدار نواب نظام الملک بہادر کے
قریب صدور تعلقات مفوضہ سرکار عظمت مدار اکثر رہتے کے واقع مین عدالت اور فوجدار کے تھی قایم کردی تو ان دریا
پہر اکیسوین تاریخ ذیقعدہ کی اور شنبہ کو نلجان لوصاحب بار یاب ہوکے اور وہ عہدنامہ سابق کا مہری ہوکے تعالیے کم تمام
جو روز قبل کا ہوا اور اسکے واپس آنیکا اقرار تہا چونکہ وہ قبل اس دریا کے مشرو ہوچکا تہا داخل حضور فیض گنجور
اور احکام گورنمنٹ کا جو بیچ انتظام ونسق دریا کے نام ہے صاحب رسیدہ کے آیا تہا رسید اسکا بھی ملاحظہ مین لاکے اور مقدمہ مین
ملحق تہا خواہ اقرار یا ان سرکار عالی کے عرض کیے اور تشدد کے عربون اور رسیلون کی اطلاع ان امورات کا بندوبست ضرور ہی جو
فرمایا کہ عدالت مقرر ہوی ہے ہوجاسکا پہر سالار نے عرض کی کہ نکامہ رسیلونکا شہر مین بہت ہی جو ولایت آیا دو ہزار جوان
کرنا ٹک کے تو نکہدشت کرکے اسکا بندوبست کرو اور کوتوالی مین بہی جمعیت کم ہی وہان بہی فراہش آہم پس کرنل صاحب
عرضکی کہ صاحب اغریبی پر ہمارے آئین موجب قصاص خونکا ثابت ہوا ہی وہ مقابل پھانسی دینے کے ہی اور یہان کے علما
انہی درپے موافق خون بہالینا اور ہمیشہ کو قید رکہنا لکہدیا ہی چنانچہ نوشتہ انکا حاضر ہی پس عرب
مذکور واسطے حصول دوام کے حوالے ہمارے ہونا خود فرمائے دیم الحمس کرنا کیا ضرور ہی شہر بدر کردینے
کرنلجان لوصاحب بولے اگر اخراج منظور ہی تو بہی ہمارے حوالے ہونا علاقہ داران کمپنی بہادر مینی کو لیجاکر
جہاز پر سوار کردینگے تب خود بندوبست دریا کے تمہارے حوالے کرنا کیا ضرور علاقہ داران سرکار عالی وہان تک
لیجاینگے اور جہاز پر بٹہلا کر روانہ کردینگے پہر کرنلجان لوصاحب عرض کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ عہد دوسال کے
مفوضہ سے اخراجات ماہوار جمعیت اور سود بقایا وضع ہوکر بارالاک روپے سالانہ داخل خزانہ سرکار عالی کے

خط مرسلہ موصول کر دیدہ و دانستہ مضامین سامی مبسوط گردید چونکہ مستعفی ہونا و استعفا دینا ہم کرنا واقعی

غفرانمآب نظام الملک نظام علیخان بہادر

سمت ارقام پذیرفته بود بر وضوح پیوست الحق بادوست یابر نقش کلی حاصل است که آن شهنشاه مرتبت از صمیم قلب دارند
در سعی اند و از اینجا که خلوص نیت و صفای عقیدت در انجام مهام تاثیر تمام دارد مطمح نظر آنست که بحمد الله تعالی
سعی و اهتمام آن پرتو کشای غوامض صداقت و هواخواهی بنیاد این مصادقت ابتنا بر ارکانی قرار گیرد و کرات اثبات و قیام
بر اطوار دوام و استحکام آن همواره سمت ازدیاد و ارتفاع پذیرد و آنچه از رونق خود بسبب بناسازی مزاج فتور پذیرفته بود کلک گهربار
شاهزاده بلندشانه بپادشاه و وزیر والا تبار بسنگاه ولایت خود ترقیم یافته بنظر برسانند که آن شهنشاه مرتبت در ادراک و قیام
فهم و فراست بالغ نگاه و بمقتضای دوربینی و کاردانی از اکثر ضوابط و روابط این سفر زمین جنابچه باید مطلع و آگاه
بخاطر بادوست بسیار گران آمد لیکن چون صحت مزاج مقدم و انتظام امور ریاست اولی و اهم است مقتضای
بیت تحمل نشاند در کشف حفظ و حمایت خود بمنزل مقصود رساند و مراجعت بکام بابی خاطر خواه بزودی
صورت ظهور گیرد فعلی نشده بود که اراده آن شهنشاه مرتبت باعث گردید رسیدن جلالت قدر و عظمت منزلت
این خاندان عالیشان و مراتب اتحاد و دوستی بادوست را چنان خاطر نشان بادشاه و ارکان دولت کند
باید که موجبات این امور را بمیامن و استحکام بنیان اتحاد طرفین و منشور رفاهیت عباد و امنیت بلاد استوار
شود و بلد دولت را بانر انضباط تواند بادشاهی و استقامت آئین سلطنت سلاطین آن سرزمین
در رعایت عهد و صیانت امور قرارداد پیشنهاد ضمیر انور بهین دانسته تمام کوشش خاطر بود چنانچه قبل ازین در دفعات
در قرارنامه که در سمی آن رو بکار است ابواب باین امر شده بود الحال که رو ای آن شهنشاه مرتبت
از حسن اتفاق رو داده است و بثبوت پیوسته که آن شهنشاه مرتبت نیز از دل و جان در انضرام اینکار
مساعی اند اکنون نامه که از فحوا رو بیکی و بیگانگی بتمام اورا رسید بنام شاه والا جاه بقلم آورده

احکام مختلفه

یا یک حلقه انگشتری الماس بزرگ بهر موافق رسیدن دربار بطریقه هدیه ارسال نماید یقین است که اوامر
مرتب بر طبق نوشته خود سعی بلیغ در تاسیس مبانی اخلاص و تشیید ارکان اختصاص بظهور آورده و فرمانهای
جدید را که روبکار است مدتها آن بادشاه خورشید کلاه استحکام خواهند داد تا مدام ابواب اتحاد و وفاق مفتوح
و همواره پاس رسوم یکرنگی و یکجهتی از جانبین ملحوظ و منظور باشد آنچه بطریق احوال و قرارداد کلک صدقت
سلک شده بود کم کار و بار خدمات متعلقه ولایت حسب آنچه باید و شاید بعمل خواهند آورد و بتفصیل این
بیانها زیبای مسرتها و جلالت دستگاه خود میسر جانسین که در فنون سفارت بجامعیت تمام و دیده و تجربه
مفهوم کردیده است که واسطه شده اگر بخوبترین وجهی سرانجام این امر خطیر نمایند کلید افتتاح ابواب وفاق
و اتفاق همین بس است چنانچه از فحوای این فقره مکتوب انگریز که بخط خود بنام مشار الیه ارقام نموده بود بر
دلکرمی و اهتمام در انصرام کار ما بدولت بر وضوح انجامید چون آن اشتهار مرتبت در بین دیار مدتها سکونت ورزیده
و در حقیقت طبیعت هر شخص حقیقت هر شخص را کماست اطلاع بهم رسانیده اند چنانچه از حقیقت ملک کرناتک چندان
که حق و آبی سرزمینی باید دولت و بوجوه چند در تصرف دیگران رفته نیز کماحقه مطلع اند لهذا در سیاق
مراتب بیشتر جانسین فرموده بسابق نویسانیده شده بود اکحال نیز مفصل از قرار نوشته مشار الیه
بوضوح خواهد یافت سعی بلیغ در کرسی نشین ساختن مقدمات مرقومه بیشتر موی الیه لازم و راست تا حتی
بمرکز قرار کیرد و همیشه ریاض صداقت و وفاق سرسبزی و شادابی روز افزون پذیرد و بسبب قرب ایام
که بیشتر کم فرس که بدرنای سعود یکی انصاف و بیان بشهامت مرتبت کمال اتحاد دارند جانشین نموده
اند و از مشار الیه خاطر جمعی است که بهمت دراز دیاد استحکام روابط فیمابین سرکار ما بدولت

کمینی ساعی خواهند بود یقین است که انشاءالله مرتبت مشوق را کم جانشین خود مقرر کرده اند البته بجریان امور
و باانتظام کارها پسندیده و ستوده خواهند بود نامه از طرف نواب مغفور آقا نظام الملک مرحوم علیه الرحمه
بپادشاه انگریز که کوکبه دولت و اقبال و اختر شوکت و اجلال پادشاه خورشید کلاه بلند دستگاه والا شان فرخنده
و دودمان طراز زنده ارنگه رفعت عظمت فراز زنده اویه ابهت و حشمت مالک ممالک نام آوری ایالت مسالک عدل گستری مهد قوانین
جهانداری مشید قواعد کامکاری ناصح مناهج ارجمندی عارج معارج سربلندی کامکار کشور نامداری شهریار اقلیم عالی تبار
شعله افروز افسر اورنگ روزن آموز دانش و فرهنگ تاجدار سیوم پادشاه کوکبه برج و غره ولایت فرانسیس ارزانی
حصول آبادی و آمال طالع و لامع باد چون بر شته کلک فصاحت سلک سیکرد و دکه مشاهده می شود از مضامین او مفاهیم اطوار کرکه
قلوب بالفطره متنظر آنست کامل عیار است از بدو نمی لطفت رعایا که ولایت فرانسیس و چزایر انگریز با اهل این دیار بواسطه
حصول آبکی رضامندی و آئین و دیانت آداب و آئین سلاطین آنعهد زمین علی الخصوص انضباط اوا
لوازم مصافات و وفاق و ثبات و قیام و دعائم موالفت و اتفاق که در نظر دقیقه شناسان مرتب
کمالات بنی نوع انسان سرآمد فضایل و بهترین خصایل است و بالتخصیص تدکار مکارم صفات و آثار ملکات آن
شهریار کامکار نامدار که در تهذیب ضوابط ایالت و سروری و ترکیب روابط جهانبانی و سعه
فرست نصف پاز امثال و اقران برابر آمده و افزوده جمهور ندکور و در اطراف و اکناف این خطه طاق لاجورد
رواق بسمت ابتهاد و رجحان از سایر جهانداران معروف و مشهور است بسته خاطر بوده مطالب را مانی بنگ
سلسله محبت و وداد و رابطه اتحاد و اتفاق داشت اما از انجاکه همواره سوقوف و قف
خویش میباشد در نمو لا امارت و ایالت مرتبت سنجیاست و ایالت منزلت منبع ایمان

در میان یکه بکر ریاستهای هندوستان و دکن فرو اید و نتایج لابدی سرشته موافقت کلی واقع فیما بین دولتین
بوقوع آمدند و اینکه اهالی سرکار انگریز بهادر کمپنی انگریز بهادر در ایام تردد و مساعی در رابطه این همه فواید عظمی عاید حال
این سرکار نشود بعمل آورند طرف معصفای مستاجات و فایر پستی نبوده بلکه از تبقین این معنی هم بوده که خیر و خوشی
انگریز بهادر در بلا تفاوت و مغایرت مسایل خیر و خوشی و صیانت و حفاظت جمیع سرکاران متعهد سرکار منصورات
و فواید یکدیگر موافقت سرکار فوق الاقتدار انگریز بهادر در عاید حال این سرکار متعهد و رندان منبع احسان آزاد نبوده اجرای
هر قدر که باشد بجا بدله کافی و عوض وافی تردد و تدبیر و سعی بلیغ آن اینهمه فواید بحصول انجامیدند متصور و وارند در صورت
آن سمو المکان را بدرجهٔ ممنون و مشکور و علو همتی تصور نموده در باب عدم اقبال مرجوزه اعنی معاهده مرفوع القلم شدن و جهته
بطور معهود وارد نظر داریم معهذا در ازای چنین دلیل جلیل خطیر طلب تا بدولت نسبت سرکار انگریز بهادر و محبت و اتفاق باطنی
نسبت بذات آن منبع احسان و مبرات شکر و احسان و امتنان که بدل بظهور آمده در ضمیر یقین تصور نمائیم که استعداد آن را
سمو المکان در باب عدم اقبال مرجوزه مزبوره که از دلایل بلند حوصلگی بابدولت و برای سرکار کمپنی انگریز بهادر وارد
تمام دارد نظر بر رعایت و بامید رکاب تمان تو ابین معدلت تضمین و آئین نصفت قرین که همواره دستور العمل سرکار
کمپنی انگریز بهادر نسبت بسرکارد و لتمدار بابدولت بوده و ستانه نسبت دیگر و حشمت جناب بهادر از شفقت از راکه از اول عدم
البدل قدردانی و حسن تدبیرات سرکار کمپنی انگریز بهادر و محبت دلی بابدولت و نسبت بسرکار موصوف
تصور نموده از طرف سرکار موصوف قبول داشتند خیلی بجا و موقع بود و رفتار و رویه بهادر موصوف در باب
مقدمه که فی الحقیقت کار هر دو سرکار در آن مشتمل است بموجب افزایش اعتبار بر آن منبع احسان و مشتوجه
تحسین و آفرین از طرف این سرکار منصورات بوصول کرده بمضامین مندرجه بنما مهما و کلها

موضوع و مکشوف و مفهوم گشته مسرور و مبتهج خاطر ارباب فهم و فراست و اصحاب عقل و کیاست که مضمون
مصالح بیشتر و دقیقه یاب مدارج انتظام مهمات اند مخفی و محجب نخواهد بود که عمده فواید دنیا و اهم الامور
هر دو دولت عظمی آوازه عظمت و نام آوری و دیگر عمده مطالب و مقاصد عالم و مهمات بنی آدم
حسن نیت و عمل بر وفق آن است که هیچ وقت و زمانی از آن خالی نباشد و بغیر از آن کمال فتوح و ظفر و کامروائی
دولت و رواج متاع عظمت و شوکت میسر نیاید و اتحاد و یگانگی و اتفاق و یکدلی عساکر ظفر مآثر و اهتمام
اهل اقتدار بر آن اکثر عمده و اهم است که در بین آنها باشد از آنجا که هر دو سرکار دولتمدار از صمیم قلب
بر آنند که هیچ یک از عوام و خواص بنی آدم را نیازارند و بر رعایا و برایا ظلم و تعدی روا ندارند
سالیانه سیکاکول و غیره و ازین طرف دلیل خواص و رعایا و برایا بسیار می آمدند و مطمح نظر اولیای دولت
نیست حقیقت استماع و برسان را سمع الیقین بهم رسانیده و بعد از تحقیق و تدقیق و استماع و استفسار
متعذر بودن منع ایشان با قبال آنحضرت بندگی و دیگر بندگی و حفظ لوازم و آداب بندگی
قوانین معدلت تضمین و مراسم عدالت ضمون ضوابط نصفت آئین و دستور العمل سرکار بر نهج کمال
عام و خاص بکمال حسن و خوشنودی گردیده از آنجا که رسم و دیدن عظمت و نام آوری فواید و انتفاعات خواهد
و بهتری هر دو سرکار را بمقتضای و احدیت بدرجه مساوات میدانیم که کار امر اول بود لا بوجب خوشنودی
گردید امر ثانی نیز ثانیاً باعث خوشی و خوشندی گشته و اینهمه حسن خوشنودی بمحض عباس متعال
و خود دورین و کارآگاهی و دقیقه سنجی و حق شناسی و حق گزینی و حق پرستی و اصابت
آن منبع احسان بمنصه شهود جلوه گر گردید الحق اصابت رای و حسن تدبیر و صائب مطالب

ارجمند و خوض معانیهابلند و حفظ ناموسین بهاست و پاسبان نام آوری دولت و مسلک مشیره مرضیه دانش
بینش و التزام مسجیه رضیه خیر اندیشی جانبین از ان سمو المکان مشهود و معاین گردیده و بیگرد و هیچ در میان گفتگو
و بزبان قلم صدق رقم در آید از هزار یکی و از بسیار اندکی خواهد بود اما انچه در باب استحسان بوده مشعبات و جلیات
و مستفاد مزند مجست چو مدنوس الملک فخر الادباء خشنجک بهادر میر منشی کلیس کی بار بنگ قمر زده ضامه مستطیف طراز گردید
انمعنی ظاهر و باهر و از زبدهٔ بحارت سیر و تواریخ خبر و از مشهور و متقرر نیست که وجود مردم صلاح اندیش کمر افزای ابتلا
و انتظام و افزایش مدارج صدق و صداد و مساعی جمیله مقدم رسانند دلیل باید از دولت و برهان سبلی ترقی
معارج انتظام امور ریاست نقوا الله که مصداق ان و فرود اصلیغ بهادر موصوف بوجه احسن نافته بمنصه آرایش
بهادر سمو مرتبی و بستگی عنایت روش دولت و دوست بادی که اقتدار سیدانجم و سواره از مجاست و نوازش بهادر
ایم بوسنه خوران خیر تهاد بسته بایصال نامی مرادات مسعود و ارزند زیاده به نوشته شود
الکتاب یعون الملک الوهاب هو اعلم بالصواب اورنه بهی جانا چاهیئے کہ بهی یک قطعه تاریخ
کتاب بهی کلدر علیخان نام هوش تخلص این پیر داود خان معصوم سعید علوی کلبرگه مولفت
قطعه چو این نسخه از بحر ترتیب یافت شده نامور از دکن نا بسنده پی سال تاریخ گردم چو فکرش
خرد گفت ای هوش تاریخ بند الحمد لوله در الصلوة علی بیت سنگی چاهیئے کتاب لاثانی بهی
رشید الدین خان بهادر سپه سالار شاد مدیریت بنیاد ارایک آرزو سخنوری صدر نشین انجمن معانی حضرت
صاحب قبله زبان قبله الملک محمد رشید الدین خان بهادر مدظله العالی متعالی تالیف سیه
ایدن و تصنیف مناقب وحید العصر منشی خوش فکر فصاحت بیان بلاغت نشان معاون دالن

زبان کاشف جمیع فنون فارسی واقف جمیع علوم عربیا جامع معقول و منقول طالع فروع و اصول

ممیز رسائل مشهود محقق مسایل موجود کشاینده دقایق فلسفی نماینده حقایق هندسی پایندهٔ

مضامین فرایض در کبرندهٔ مقاصد عقاید متنا در بحر زخار مناظر

و معانی دیوان هیئت دان حیدرآبادی مولوی

محمد غلام امام خان سلمه

الرحمن

قد فرغت من هذا الکتاب فی تاریخ بقدهم ماه ذیقعده سنه ۱۲۶۲ھ

حکام مختلفه کے بیان

ثبت

فہرست کتاب تاریخ رشید الدین خانی صفحات ۶۵

مقدمہ راجون کے بیان مین اور اسمین دو فصل ہین ——— ۴

پہلی فصل موافق کفار صاحب سیر المتاخرین کے اور اسمین بارہ شعبے ہین ——— ایضاً

پہلا شعبہ راجہ جد ہشتر اور اسکے ورثا کے بیان مین ——— ۶

راجہ جد ہشتر کا بیان ——— ایضاً

راجہ پریچھت کا بیان ——— ۷

راجہ جنمی جی کا بیان ——— ایضاً

راجہ اسمیدار اور اسکے پی روان کا بیان ——— ۸

دوسرا شعبہ راجہ بسرو ۱۱ اور اسکی اولاد کے بیان مین ——— ۹

تیسرا شعبہ راجہ پرباہ اور اسکی اولاد کے بیان مین ——— ۱۰

چوتھا شعبہ راجہ دندہر اور اسکے برون کے بیان مین ——— ایضاً

پانچوان شعبہ سکونت کے بیان مین ——— ۱۱

چھٹا شعبہ راجہ بکرماجیت کے بیان مین ——— ایضاً

ساتوان شعبہ سندریال اور اسکے جانشینون کے بیان مین ——— ۱۲

آٹھوان شعبہ نلو کچند اور اسکے ملحقات کے بیان مین ——— ایضاً

نوان شعبہ ہرپریم اور اسکے متعلقات کے بیان مین ——— ۱۳

دسوان شعبہ دیبی سین اور اسکے خلفا کے بیان مین ——— ایضاً

گیارہواں شعبہ	راجہ دیپ سنگھ اور اسکے فرزندون سیکے بیان مین	۱۴
بارہواں شعبہ	راجہ پرتھی سیکے بیان مین	۱۵
دوسری فصل	موافق تحریر شیخ محمد قاسم فرشتہ سکے اسمین پندرہ شعبے ہین	۱۶
پہلا شعبہ	کشن اور اسکے فرزندون سیکے بیان مین	ایضاً
کشن کا بیان		ایضاً
مہاراج کا بیان		۱۷
کنور راج کا بیان		ایضاً
فیروز راے کا بیان		ایضاً
دوسرا شعبہ	سورج اور اسکے پسر سیکے بیان مین	ایضاً
سورج کا بیان		ایضاً
تیسرا شعبہ	بہراج اور اسکے پسر سیکے بیان مین	۱۸
چوتھا شعبہ	یکدارکے بیان مین	ایضاً
پانچوان شعبہ	شنکل اور اسکے پسر سیکے بیان مین	ایضاً
شنکل کا بیان		ایضاً
راجہ رہپ کا بیان		۱۹
چھٹا شعبہ	بہراج اور اسکے متاخرین سیکے بیان مین	ایضاً
بہراج کا بیان		ایضاً

	کید راجہ کا بیان	ایضاً
	راجہ چیچند کا بیان	ایضاً
	راجہ دہلو کا بیان	۲۰
چھتا شعبہ	راجہ فور یکے بیان مین	ایضاً
ساتوان شعبہ	سیندار چند کے بیان مین	ایضاً
آٹھوان شعبہ	راجہ جونہ اور اسکے پسر یکے بیان مین	ایضاً
	جونہ کا بیان	ایضاً
	کلیان چند کا بیان	۲۱
نوان شعبہ	بکرا جیت یکے بیان مین	ایضاً
دسوان شعبہ	راجہ بھوج یکے بیان مین	ایضاً
گیارھوان شعبہ	باسد یو یکے بیان مین	ایضاً
بارھوان شعبہ	رام دیو یکے بیان مین	۲۲
تیرھوان شعبہ	پرتاب چند یکے بیان مین	ایضاً
چودھوان شعبہ	راجہ انند دیو یکے بیان مین	ایضاً
پندرھوان شعبہ	مالد یو یکے بیان مین	ایضاً
	پہلا دفتر سلاطین ہند یکے بیان مین اور آخیر مین دس تذکرے ہین	۲۳
	پہلا تذکرہ غزنویون یکے بیان مین	۲۴

ناصر الدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان محمود کا بیان ——— ایضاً
دوسرا تذکرہ غوریوں کے بیان میں ——— ۲۶
سلطان شہاب الدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان قطب الدین کا بیان ——— ۲۷
سلطان ارام شاہ کا بیان ——— ۲۸
سلطان شمس الدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان رکن الدین کا بیان ——— ۲۹
بی بی رضیہ کا بیان ——— ایضاً
سلطان معزالدین بہرام شاہ کا بیان ——— ۳۰
علاوالدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان ناصرالدین کا بیان ——— ۳۱
غیاث سلطان الدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان معزالدین کیقباد کا بیان ——— ۳۲
تیسرا تذکرہ خلجیوں کے بیان میں ——— ۳۱
سلطان جلال الدین کا بیان ——— ایضاً
سلطان علاوالدین کا بیان ——— ۳۵

فہرست کتاب

سلطان شہاب الدین کا بیان ۳۸

سلطان قطب کا بیان ایضاً

چوتھا تذکرہ خسرو خان مکرام کے بیان میں ۳۹

پانچواں تذکرہ تغلقیوں کے بیان میں ۴۰

سلطان غازی الملک کا بیان ایضاً

سلطان محمد شاہ کا بیان ۴۱

سلطان فیروز شاہ کا بیان ۴۲

سلطان غیاث الدین کا بیان ۴۶

سلطان ابوبکر کا بیان ایضاً

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ کا بیان ۴۷

سلطان علاء الدین کا بیان ۴۸

سلطان ناصر الدین کا بیان ایضاً

چھٹا تذکرہ سیدوں کی سلطنت کے بیان میں ۵۰

خضر خان کا بیان ایضاً

سلطان مبارک کا بیان ایضاً

سلطان محمد شاہ کا بیان ۵۱

سلطان علاء الدین کا بیان ۱۲

سوان تذکرہ لودہی پٹھانوں کی سلطنت کے بیان میں ——— ۵۳
سلطان بہلول لودہی کا بیان ——— ایضاً
سلطان سکندر کا بیان ——— ۵۵
سلطان ابراہیم کا بیان ——— ۵۶
الثوان تذکرہ چغتائی مغلوں کی سلطنت کے بیان میں ——— ۵۷
ظہیر الدین عرف جلال الدین محمد بابر شاہ کا بیان ——— ایضاً
کرسی نامہ بابر شاہ ——— ۶۰
فصل احوال ماہم بیگ الغ بیگ میرزا صاحب زمانہ جدید خانی کے بیان میں ——— ۶۱
نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کا بیان ——— ۶۲
نوان تذکرہ پٹھانوں کی حکومت کے بیان میں ——— ۶۴
شیر خان کا بیان ——— ایضاً
اسلام شاہ عرف سلیم شاہ کا بیان ——— ۶۷
فیروز شاہ کا بیان ——— ۶۸
سلطان محمد عادل شاہ کا بیان ——— ایضاً
دسوان تذکرہ سلاطین بابری کے بیان میں ——— ۶۹
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا بیان ——— ایضاً
محمد جہانگیر بادشاہ کا بیان ——— ۷۵

محمد شاہ جہان بادشاہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۸

محمد عالمگیر بادشاہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۸

محمد بہادر شاہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۶

محمد معزالدین کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۰

محمد فرخ سیر کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۳

رفیع الدرجات کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۲

رفیع الدولہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۳

روشن اختر محمد شاہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایضاً

احمد شاہ کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۲

محمد عزیزالدین عالمگیر ثانی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۴

اعلی گوہر شاہ عالم کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۶

اکبر شاہ ثانی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۶

بہادر شاہ ثانی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۰

دوسرا دفتر بادشاہان دکن اور وہاں کے طرفدار و رو سا مستقل کے بیان

میں اور اسمیں آٹھ مذکر ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۳

پہلا مذکرہ سلاطین بہمنیہ کے بیان میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۴

سلطان علاوالدین بہمنی کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایضاً

سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۶۸

سلطان مجاہد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۶۹

سلطان داؤد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۰

سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۱

سلطان غیاث الدین بہمنی کا بیان ——— ۱۷۳

سلطان شمس الدین بہمنی کا بیان ——— ایضاً

سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۴

سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۶

سلطان علاؤالدین بہمنی کا بیان ——— ۱۷۷

سلطان ہمایون شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۸

سلطان نظام شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۷۹

سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۸۰

سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۸۱

سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان ——— ۱۸۲

سلطان علاؤدین بہمنی کا بیان ——— ۱۸۳

شاہ ولی اللہ بہمنی کا بیان ——— ایضاً

شاہ کلیم اللہ کا بیان ——— ایضاً

دوسرا تذکرہ — نظام شاہیوں کے بیان میں ——— ۱۸۴

احمد نظام شاہ بحری کا بیان ——— ایضاً

برہان نظام شاہ بحری کا بیان ——— ۱۸۶

حسین نظام شاہ بحری کا بیان ——— ۱۸۸

ابو المظفر مرتضےٰ بحری کا بیان ——— ۱۹۰

میران شاہ کا بیان ——— ۱۹۶

اسمٰعیل شاہ کا بیان ——— ۱۹۷

برہان شاہ کا بیان ——— ایضاً

ابراہیم شاہ کا بیان ——— ۱۹۸

احمد شاہ کا بیان ——— ایضاً

بہادر شاہ کا بیان ——— ۲۰۰

مرتضےٰ نظام شاہ کا بیان ——— ۲۰۱

تیسرا تذکرہ — عادلشاہیوں کے بیان میں ——— ایضاً

یوسف عادلشاہ کا بیان ——— ۲۰۲

اسمٰعیل عادلشاہ کا بیان ——— ۲۰۳

علی عادلشاہ کا بیان ——— ۲۰۶

ابو النصر ابراہیم عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً

ابو المظفر علی عادلشاہ کا بیان ——— ۲۰۷
ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ کا بیان ——— ۲۱۰
سلطان محمود عادلشاہ کا بیان ——— ۲۱۱
سلطان محمد عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً
سلطان علی عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً
سکندر عادلشاہ کا بیان ——— ۲۱۲
چوتھا تذکرہ ——— عادلشاہیون کے بیان میں ——— ۲۱۳
فتح احمد عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً
ولی الدین عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً
ابراہیم عادلشاہ کا بیان ——— ۲۱۴
بیان عادلشاہ کا بیان ——— ایضاً
پانچوان تذکرہ ——— بریدیون کے بیان میں ——— ایضاً
محمد قاسم بریدی کا بیان ——— ایضاً
امیر بریدی کا بیان ——— ۲۱۵
علی بریدی کا بیان ——— ایضاً
چھٹا تذکرہ ——— قطبشاہیون کے بیان میں ——— ۲۱۶
سلطان قطبشاہ کا بیان ——— ایضاً

حسین قلی قطب شاہ کا بیان	۲۱۹
ابراہیم قلی قطب شاہ کا بیان	ایضاً
محمد قلی قطب شاہ کا بیان۔	۲۲۲
سلطان محمد قطب شاہ کا بیان	۲۲۶
سلطان عبداللہ قطب شاہ کا بیان	۲۲۷
سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان	۲۳۰
سات اشخاص مذکورہ طرفداران سلاطین دہلی کا بیان	۲۳۲
بہادر دلخان کا بیان	ایضاً
رستم دل خان کا بیان	ایضاً
یوسف خان کا بیان	ایضاً
مبارز خان کا بیان	۲۳۵
اٹھوائیں مذکور — نوابان آصفیہ اور انکی اولاد کرام کے بیان میں	۲۳۶
نوابان آصفیہ کا بیان	ایضاً
نواب ناصر جنگ شہید کا بیان	۲۵۰
ہدایت محی الدین خان کا بیان	۲۵۳
نواب صلابت جنگ کا بیان	۲۵۵
نواب میر نظام علی خان بہادر کا بیان	۲۶۶

ذکر نواب سکندر جاه بهادر کامیاب ـــــ ۳۵۱

ذکر محمد مغفرت منزل نواب سکندر جاه بهادر ـــــ ۳۶۱

نواب ناصر الدوله بهادر کامیاب ـــــ ۳۷۸

خاتمه دفتر دوم ـــــ ۱۰۰۱

ذکر بنا بے قلعه دولت آباد ـــــ ۱۰۰۱

ذکر بنا بے قلعه اکبر ـــــ ۱۰۰۹

ذکر بنا بے شهر ها بنور و زین آباد و ذکر بنا بے کا چیوره و شهر اورنگ آباد و ذکر بنا بے کنگ

قدیم پل و شهر حیدر آباد و چار مینار و ذکر مسجد ـــــ ۱۰۱۰

ذکر کلان نالی جامع ـــــ ۱۰۱۱

ذکر حسینی علم ـــــ ۱۰۱۲

ذکر بقیه چشمه پل پی ـــــ ۱۰۱۳

ذکر ابتدا لشکر ـــــ ریفآ

ذکر غسلم پل پی ـــــ ۱۰۱۴

ذکر عرس جبل کبیرا ـــــ ریفآ

قصبه بم رکن الدوله و ذکر آثار بیرعالم ـــــ ۱۰۱۶

باغ جهان نما کامیاب ـــــ ۱۰۱۷

ذکر راجباغ ـــــ ۱۰۱۸

ذکر بنا بے پل جدید ـــــ ۱۰۲۱

راجہ چند و لعل کا بیان ——— ایضاً
نقل کوشوارہ صوبجات دکن ——— ۴۳۸
تیسرا دفتر حکام مختلفہ کے بیانہن عام ازینکہ اہل اسلام سے ہون یا عیسوی المذہب یا ہنود وغیرہ
کیا قدیم کیا جدید پر صاحب استقلال ہون یا غیر ذی استقلال اسمین دو مقالے ہین ۴۳۱
مقالۂ اول ——— اکثر اورنگ نشینان بالاستقلال اور روسا صاحب اقتدار کے بیانہن ایضاً
مہاراج کشن جی کا احوال ——— ۴۳۲
سکندر ذوالقرنین کا احوال ——— ۴۳۳
راجہ اندر کا احوال ——— ۴۳۴
امیر تیمور کا احوال ——— ۴۳۵
حکام سندھ اور ٹھٹہ کا احوال ——— ۴۳۶
ملتان کے حکام کا احوال ——— ۴۳۷
کابل کا احوال ——— ۴۳۸
مالوے کے حکام کا احوال ——— ۴۳۹
بنگالے کے حکام کا احوال ——— ۴۴۱
بنت کے حکام کا احوال ——— ۴۴۴
کشمیر کے حکام کا احوال ——— ۴۴۵

جونپور کے حکام کا احوال ——— ۴۴۵
اودھ کے حکام کا احوال ——— ۴۴۸
گجرات کے حکام کا احوال ——— ۴۶۳
خاندیس کے حکام کا احوال ——— ۴۶۴
بیجاپور کے حکام کا احوال ——— ۴۶۵

مقالۂ دوم بیچ باب مداخلت جہانبانوں کے دیار ہندوستان میں مع ذکر جنگ بہادر غازی خان

عرف بہادر صاحب اور بیٹے سلطان پسر خان موصوف اور سردار انگریز مرہٹہ اور بیان جنگ ہائے ان سرداران با کمپنی

ابتدا ارقوم سکاٹ فتح پنجاب سرکار نامدار انگریز بہادر میں اور تفصیل اتحاد سرکار مین

دولتدار نواب نظام الملک بہادر والی حیدرآباد دکن اور سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر اور ——— ۴۵۹

مقالہ مشتمل بر دو عنوان اور چھ باب کے

عنوان اول مداخلت قوم پرتگیزون کے بیان میں چھ باب مشتمل ——— ۴۶۱

عنوان دوم قوم انگریزون کے بیان میں ——— ۴۷۶

ذکر ورود تجاران ولندیز مع قوم فرانسیس و دنمارک ——— ۴۷۸

ذکر ورود افسران انگریزی ——— ۴۷۹

خلاصہ مضمون خط کوین از ثابت اسمی محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ——— ۴۸۰

ترجمہ عہدنامہ شیخ صفی حاکم گجرات بہ شیخ جہانگیر بادشاہ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۶۱۲ء ——— ۴۸۶

خلاصہ عہدنامہ شاہجہان بادشاہ اسمی انگریز بابتہ صاحب بیچ باب معافی محصول تجاران ——— ۴۹۳

۱۶۷

قولہ نظام الدین بہادر بیجاپوری کا بیان ۱۲۹

قولہ فخر الدین چوہان بیجاپوری کا بیان ۱۳۳

ابراہیم دکنی کا بیان ۱۳۴

بہاء الدین دکنی کا بیان ۱۳۶

شیخ فرید الدین کا بیان ...

شیخ زکن الدین کا بیان

شیخ نجم الدین عماد الدولہ ...

بشداحمد رفاعی کا بیان

عبدالرسول سفارت کا بیان

حاصل فرمان عالم گیر بادشاه آسمی صوبه دار بنگاله بیچ باب مالغت کم و بیشی محصول تجاران ——— ۴۸۸

انگریزی یکے

نقل واجب العرض جانسان صاحب و استفتش صاحب بهادر وکلای بنجر بصاحب انگریزی فسر کلکته دستخطی ——— ۴۹۰

فرخ سیر مشتمل اوپر نو عهد و پیمان یکے ——— ۴۹۲

ذکر واقعات مدراس ——— ۴۹۷

ذکر وقعات بنگاله و کلکته ——— ۴۹۷

ترجمه عهدنامه سراج الدوله ناظم بنگاله ساته کرنل کلیف یکے مورخه نوین ماه نومبر سنه ۱۷۵۷ عیسوی مشتمل اوپر چهے شرطون یکے ——— ۵۰۱

جدول فهرست ممالک مقبوضه سرکار بادقار کمپنی بهادر افلیم هندیه ——— ۵۱۳

پهلا باب حیدر علیخان عرف نبهادر صاحب اور اسکے فرزند ٹیپو سلطان یکے بیان

بین اور داخل هونا ممالک مقبوضه خان مذکور کا سرکار نامدار کمپنی بهادر مین ——— ۵۱۵

ذکر حیدر علیخان نایک مطابق جارجنامه ——— ۵۱۶

ذکر جنگهاے افران انگریزی حیدر علیخان نایک عرف بهادر صاحب مطابق جارجنا ——— ۵۱۹

ذکر جنگهاے افران انگریزی ٹیپو سلطان پسر حیدر علیخان نایک سے بموجب جارجنامه و ——— ۵۲۳

حله حیدری

خلاصه مضمون اقرارنامه ٹیپو سلطان دسرکارنه مشتمل شرایط الجه سورخه نهم ۱۷۹۲ عیسوی ——— ۵۲۶

خلاصه خط لارد کورنوالس صاحب بهادر آسمی ٹیپو سلطان ——— ۵۲۸

پنجم فتح الدین خانی یکے بیان ۱۴۱

پنجم فتح الدین خانی یکے بیان ۱۴۰

پنجم فتح الدین خانی یکے بیان ۱۴۰

پنجم فتح الدین خانی یکے بیان ۱۴۰

پنجم فتح الدین خانی یکے بیان ۱۴۱

پنجم جهان گشت یکے بیان ۱۴۱

پنجم جهان گشت یکے بیان ۱۴۲

پنجم زاجو قتال قدیمی یکے بیان ۱۴۴

پنجم ستارے یکے ۱۵

پنجم شمشیر الدین خانی ۱۴۵

پنجم ٹیپو یکے بیان ۱۴۵

پنجم ٹیپو یکے بیان ۱۴۷

پنجم فتح حیدری یکے بیان ۱۴۸

پنجم سلیمی حشمتی یکے بیان ۱۴۸

پنجم نظام یکے بیان ۱۴۹

پنجم سلیمی یکے بیان ۱۴۹

پنجم ٹیپو یکے بیان ۱۵۰

پنجم فتح حیدری یکے بیان ۱۵۰

پنجم فتح حیدری یکے بیان ۱۵۱

ایضاً خلاصہ مضمون نامہ لارڈ ولزلی صاحب بہادر اسمی پیشوا سلطان ——— ایضاً
خلاصہ نامہ پیشوا سلطان اسمی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر موصوف ——— ایضاً
ایضاً خلاصہ مضمون خط لارڈ کورنوالس صاحب بہادر مذبور ——— ۵۲۹
ایضاً خلاصہ مضمون پیشوا سلطان صاحب اسمی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر مذکور ——— ایضاً
ایضاً خلاصہ مضمون لارڈ کورنوالس صاحب بہادر اسمی پیشوا صاحب مشتمل اوپر تین نمبر طول ——— ۵۳۰
جواب پیشوا صاحب کے خط کا جنرل مارنس صاحب کے نام ——— ۵۳۱
کیفیت تسخیر دہلی اور کچھ احوال ہمراہ پور کا مع فتح اصدکر ——— ۵۳۶
مع سرانجام احکام مرہٹہ کے بیانمیں ابتدا عروج سے اسکے فتح پونا تک مکرر اسکے بیان
میں واقعات ناگپور وغیرہ تا عہد نامہ کو البار اور اسکے آخر میں فصلیں ——— ۵۳۷
ذکر ریاست نظام دار الملک ——— ۵۴۰
ذکر جنگ ہائے افغان انگریزان سردار ان قوم مرہٹہ سے بیچ انجام رکھنا ہمراہ موجب جا بجا
مرقوم ہونے تک سوائے الدیک ——— ۵۴۳
ذکر سواے نام ہمراہ اور بعد دیگے بندی شکنس سے سلط ہونا سواے باجیراو کا مسند نشینی پونہ
ہونے تک تا پہونچنے سر دوسرے وقایع مکاتب غیر متعارفہ ہیں ——— ۵۴۶
بندوبستہاں عالی اور سواے نام ہمراہ اور کے حملک کا بیان مقام کھڑکی ——— ۵۴۸
ذکر ریاست باجیراو اور بنا ہے کو ہٹنی افسران انگریزان میں آنا پونا اور ناگپور میں ——— ۵۵۱
خلاصہ مضمون عہدنامہ باجیراو اور افسران انگریزی ——— ۵۵۲

عبدالحی چشتی کا بیان ۱۵۵
سید جلال کا بیان ۱۵۵
خواجہ عابد کا بیان ۱۵۵
نظام الدین کا بیان ۱۵۵

خلاصہ عہد و پیمان سنہ سبعہ و ثلاثین بیرار و اندرام حاکم گجرات افسران انگریزی سے ۵۵۵
ذکر خرابی باجیراؤ و مرہٹہ کا صفحہ ہستی سے ——— ۵۵۶
خلاصہ مضمون چٹھی لارڈ کورنوالس صاحب بہادر سمی رسیدہ بہادر بیچ باب جلد کرنے قزاق کے ——— ۵۶۲
خلاصہ مضمون نامہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر سمی باجیراؤ بیچ باب اعانت کرنے قزاق کے ۵۶۴
حاصل عہدنامہ باجیراؤ ——— ۵۶۸
پہلی فصل خاندان بھونسلہ کے بیان میں ——— ۵۷۴
ذکر خرابی آبا جی بھونسلہ و الی ناگپور با تہ سے افسران انگریزی کے ——— ۵۷۶
دوسری فصل خاندان ہولکر کے بیان میں ——— ۵۸۰
تیسری فصل خاندان سندیہ کے بیان میں ——— ۵۸۲
رانوجی سندیہ کا بیان ——— ایضاً
مہادجی سندیہ کا بیان ——— ۵۸۳
دولت راؤ سندیہ کا بیان ——— ۵۸۶
جنکوجی کا بیان ——— ۵۸۸
جیاجی کا بیان ——— ۵۸۹
مضمون بعضے فقرات تحریر و تجویز لارڈ کورنوالس صاحب بہادر در باب رہائی کوالیار ۵۹۰
مضمون اشتہار لارڈ کورنوالس براہ صاحب بہادر ——— ۵۹۲

بیان شیخ میر ۱۵۹
البسمحمود کا بیان ۱۵۹
شیخ عبدالغفور کا بیان ۱۶۰
میر شمس تاریخ
شمس الدین صاحب
شیخ علی سندیہ کا بیان ۱۶۰
میر منصب کا بیان ۱۶۱
ی قتال کا بیان ۱۶۱
ر نظر وزیر کا بیان ۱۶۱
سلوان کا بیان ۱۶۱
حسن افغان کا بیان ۱۶۱
شیخ حسن کا بیان ۱۶۱
شیخ فتح کا بیان ۱۶۱

مضمون عہدنامہ جدید مورخہ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۴۳ء بمقام ہمدان مابین سر جان میلکم ایلچی انگریز و میرزا ابوالحسن خان وزیر امور خارجہ ایران ۵۹۴

مبدا ۱۳ فتح کرنول کے بیان میں بیچ سرکار نامدار انگریزی کے ۵۹۵

کیفیت جانبہ مبارز الدولہ بہادر کی قلعہ کولکنڈہ کو تیسرے دفعہ ۵۹۶

ذکر تسخیر قلعہ کرنول ۵۹۸

چوتھا باب جنگ کابل کے بیان میں ۶۰۰

امیر دوست محمد خان کی لڑائی کا بیان ۶۰۵

ذکر سلطنت شاہ شجاع الملک بلدہ کابلیں بعد گرفتار ہونے امیر دوست محمد خان ۶۰۹

ذکر قتل برنس صاحب ۶۱۱

ذکر ماریجانے جنرل کمناٹن صاحب کا وہ کہ بیان ماتحت ہے محمد اکبر خان کے ۶۱۶

ذکر قتل شاہ شجاع ۶۲۱

ذکر سلطنت فتح جنگ ۶۲۶

اختتام مہم کابل یعنے بدلہ لینا جنرل پاکٹ صاحب اور جنرل سیلطان صاحب نے اپنے کشتو نکا اور خراب کرنے ۶۲۴

چھوڑنا اس ملک کو اور چھوڑ دینا امیر دوست محمد خان کو ۶۲۴

پانچوان باب سکھوں کے بیان میں ابتدا ان کی و نانک سے فتح لاہور و ملتان تک سلطنت ۶۳۲

تاریخ کشمیر پنجاب ۶۳۵

بیعت سکھ کا بیان ۶۳۵

ترجمہ عہدنامہ مابین افسران انگریزی و مہاراجہ رنجیت سنگھ مورخہ ماہ اپریل سنہ ۱۸۰۹ء ۶۳۷

فہرست کتاب تاریخ ۱۰

رشید الدین صاحب

شاہ جلال کی کابل کا بیان ۱۶۵

سید سعد الدین کا بیان ۱۶۵

سید امیر کا بیان ۱۶۶

ذکر سید احمد وہابی ——— ۶۳۸

شہر سنگہ کابیان ——— ۶۴۰

نونہال سنگہ کابیان ——— ۶۴۱

شیر سنگہ کابیان ——— ۶۴۳

دلیپ سنگہ کابیان ——— ۶۴۶

ذکر کشمیر لاہور سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر میں اور بربادی خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ۶۵۰

اشتہار نامہ لارڈ کورنر جنرل صاحب بہادر بہنگام فوج کشی افغان انگریزی بلدہ لاہور بمطبوعہ ۱۸۴۵ء

ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۹ عیسوی ——— ۶۵۱

شرائط عہد نامہ صلح جو فیمابین سرکار نامدار انگریزی اور والی لاہور کے قرار پائے ہیں درمیان

لارڈ کورنر جنرل سر ہنری ہارڈنگ صاحب بہادر اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کے جلم سو لا شرط ۶۵۷

خلاصہ مضمون عہد نامہ مہاراجہ گلاب سنگہ و سرکار نامدار انگریزی ——— ۶۶۰

ذکر کشمیر ملتان ——— ۶۶۱

کیفیت جوہر الماس مسمے قطعہ کوہ نور کی ——— ۶۶۴

فصل اسمار ملکہ انگلنڈ و وزیر اعظم لارڈ صاحب بہادر کورنر ہند مع حطابات ایکے

جو فی زمانہ زندہ و موجود ہیں ——— ۶۶۶

فہرست بلیان بموجب کتاب اندازہ ——— ۶۶۷

اسمار شاہزادہ صوبہ ہند بموجب بیاض دیانت خان ——— ۶۶۸

خلاصه مضامین مخلص مضامین بموجب تاریخ افغانستان سرکار دولت	۱
فصل مختصر احوال میمنه هم برگ	۶۹
نقل چهارنامه نوشته کوه دامن جنرل صاحب بهادر بمضمون معتمات فیصله مهم برما	ریفاح
چهارنامه یا مابین انگلیس سرکار دولتمدار وزیر نظام الملک آصفجاه بهادر و سرکار عظمت دستگاه نواب	
مجموع خلاصه مضامین تنبیه میباشد و تعداد دوکلا و نقل بعضی خطوط	۶۷۱
خلاصه مضمون تنبیه اول جهدین صلابت جنگ بهادر	
خلاصه مضمون تنبیه دوم	۲۷۳
خلاصه مضمون تنبیه سوم	۲۰۴
تنبیه چهارم	
خلاصه مضمون خط کارنوالس صاحب بهادر جواب برابر تنبیه چهارم	۶۸۸
خلاصه مضمون تنبیه پنجم	۶۸۳
تبدیلت دیوانات سرکار بواسطه وزیر نظام الملک بهادر جواب تقریر پنجم	
اورسن ابیشه ۱۷۹۲ء مابین مطابق شنبه ۱۲ جولائی که داخل چهارم	ریفاح
ذکر سوانحات ایام ایلچی گری ولیم کرک پاترک صاحب سفیر اول	۶۸۴
ذکر سوانحات ایام ایلچی گری خدمت جنگ جیس صاحب بهادر سفیر دوم	۶۸۶
خلاصه مضمون تنبیه ششم	ریفاح
خلاصه مضمون تنبیه هفتم	۶۸۸

فہرست دیہات کی جو فتح ملک میسور میں نواب نظام الملک سپہ سالار نظام علی خان بہادر کے حصہ میں آئے ۔۔۔ ایضاً

خلاصہ مضمون تنبیہ ہشتم ۔۔۔ ۶۰۹

خلاصہ مضمون تنبیہ نہم ۔۔۔ ۶۹۴

خلاصہ مضمون دستاویز لارڈ کورنوالس صاحب بہادر بہ نواب سکندر جاہ بہادر بعنوان تنبیہ دہم ۶۹۵

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کپتان سدرلینڈ صاحب بہادر سفیر سوم اور بعضے حضایل انکے ۔۔۔ ۶۹۶

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری نائب جنگ رسل صاحب بہادر سفیر چہارم ۔۔۔ ۷۰۰

بیان قیام سپاہ کنٹنمنٹ ۔۔۔ ایضاً

تفصیل عہدہ داران سپاہ کنٹنمنٹ ۔۔۔ ۷۰۲

تحریر رسل صاحب بہادر حقین راجہ چند ولعل کے ۔۔۔ ۷۰۶

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری مسٹر کلف صاحب بہادر سفیر پنجم اور بعضے حضایل انکے ۔۔۔ ۷۰۸

نقل نامہ مسٹر کلف صاحب بہادر بہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر ۔۔۔ ایضاً

تحریر مسٹر کلف صاحب بہادر حق بن راجہ چند ولعل ۔۔۔ ۷۰۹

خلاصہ مضمون راجہ چند ولعل بہ لارڈ کورنوالس صاحب بہادر ۔۔۔ ۷۱۰

خلاصہ مضمون تنبیہ یازدہم ۔۔۔ ۷۱۳

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری مارنین صاحب بہادر سفیر ششم اور بعضے حضایل انکے ۔۔۔ ۷۱۴

تحریر مارنین صاحب ۔۔۔ ۷۱۵

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کرنل مسٹورت صاحب بہادر سفیر ہفتم اور بعضے حضایل انکے ۔۔۔ ۷۱۷

ترجمه نوشتجات پیشکار جلیله بابت ناصرالدوله بیاورد ——— ۱۰۱

ترجمه نقش دستخط حضور پرنور در باب گذشتن از تقصیرات ——— ۱۰۲

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری جنرال فریزر نزد سفیر نهم ——— ۱۰۳

حاصل نسخه کونسل لارد ولیم بنتنگ ——— ۱۰۴

حاصل اخبار نامه حضور پرنور در جواب نسخه کونسل لارد ولیم بنتنگ ——— ۱۰۵

ذکر سوانحات ایام نیابت ولیعهد دامت شوکته ——— ۱۰۶

حاصل ترجمه خط لارد کورنوالس جنرال ——— ۱۰۷

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کنل مالکم در سفیر نهم ——— ۱۰۸

دوم ادربار ——— ۱۰۹

سوم ادربار ——— ۱۱۰

خلاصه مضمون خط لارد کورنوالس جنرال ——— ۱۱۱

رسمی حضور پرنور ——— ۱۱۲

حاصل عهدنامه جدید ——— ۱۱۳

پنجم ادربار ——— ۱۱۴

پنجم تماد ربار ——— ۱۱۵

پانجوان دربار ——— ۱۱۶

خلاصه مضمون تنها مزجدید بابت تقویض ملک بیج عوض تنخواه سپاه کنشنت ——— ۱۱۷

فهرست کتاب تاریخ رشید الدین بیانی ۲۴

شعبان سنه ۱۰۶۴ هجری مطابق ۱۳ ماه می سنه ۱۰۵۴ عیسوی

چهتا دربار ۱۵۱

ساتوان دربار ۱۵۲

نقل خریطه لارد جنرل ولیسلی صاحب بهادر کورنر کلکته بنام نامی نواب صفدر جاه نظام الملک

ناصر الدوله بهادر

آتهوان دربار ۱۵۵

نوان دربار ۱۵۶

دسوان دربار ۱۵۷

فصل اسپین تین نامے فارسی هین

نامهٔ نواب غفرانمآب نظام الملک بے نظام علیخان بهادر بیشتر مسٹر کلس صاحب بهادر کورنر کلکته

نامه از طرف نواب غفرانمآب نظام الملک میر نظام علیخان بهادر بهادر شاه اکبر

نامه از طرف مغفرت منزل نواب سکندر جاه بهادر بنام لارڈ مارنگٹن صاحب بهادر

ایضاً

ایضاً

ایضاً

۶۵۰

۶۵۶

۶۵۷

ایضاً

۶۶۰

۶۶۱

خاتمت الطبع بعد بست شکر و سپاس الله اور امد یکے رسول کا ہی کہ توفیق سے اس
ملک السنان کی عمر نہیت آمود میں عادل و باذل مستغنی عن الالقاب و الآداب الک القاب سو
بن الله حضرت آصفجاه سادس نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر ادامت الله تعالے برہم
کہ حسب الارشاد ہدایت بنیاد ارایے بزم سخندانی صدر نشین انجمن معارف شعاع شجاعت
گردار نواب عمدة رشید جاه خورشید الامرا خورشید الملک خورشید الدولہ سپہ جنگ محمد محی الدین بہادر
فرزند ارجمند عبوق آسمان تربامکان انجم سپاہ فلک بارگاہ رونق ملک شجاعت مالک کنجینہ
غریب پرور بندہ نواز نصیف طراز نواب وقار الامرا اقتدار الملک اقتدار الدولہ بہادر
جنگ محمد رشید الدین خان بہادر دامت اجلالہم کہ ہر ایک کتاب سفید تمام علم
تاریخ بین مسمی بہ رشید الدین خانی ابتدا احوال سپہ راجگان ہند و دکن سیکے
زمانہ حال تک تالیفات و تصنیفات سے تالیف و تصنیف نمودہ وحید العصر فتنی
خوش فکر فصاحت بیان بلاغت نشان نما ورہ دوران ابو دورباں کی شتہ ہمہ فنون
فارسی واقف جمیع علوم عربی جامع معقول و منقول فارغ التحصیل تبحر و اطلاع
رسایل مشہور محقق مسایل دوکن یگانہ دقایق فلسفہ یگانہ حقایق سبکی
یا بندہ مضامین فرایض درکیزہ مقاصد عقاید شناسا و رموز نکات منطق معانی و بیان
ہیئت دان و اعظ کلام خیر الانام متوطن حیدرآباد دکن مولوی محمد غلام امام خان

خاتمت الطبع ص

قوم افغان زمین ملک سوسی زید سلمه الله تعالی وادلاده وادام صفاته وامور

محرر کابی محمد عبدالرحیم ملازم سرکار نامدار اهتمام سیے واقف سرار خفی وجلی ماهر جمیع علوم

فارسی وعربی میر سید علی عفی الله عنه کیے اور حسو خان طابع مطبع سوسومه

مطبع خورشید سنه ۱۲۹۷ ہجری مین مطابق سنه ۱۲۹۰ ف

موافق سنه ۱۸۸۰ عیسوی کیے شهر ماه میزان

کو صیغه طبع سیے محلی هوکر ملاحظه اشرف

مین آیی او تعالی شانه نظر

سیے اسکو محفوظ رکھیے

سے نکه یه جنس بے نازو

ادا سیے هذا

محفوظ رکھیے برلا

سے

آ

بعون الملك الوهاب

این کتاب رقیمات مجمع البرکات منتخب عارضه

ضبط شد

از بعضی تالیفات و تصنیفات مولوی محمد غلام یا نام تا کوم انصاری

موسی زیی غفر الله له حسب الحکم مسعد کار زدی الاقتدار ایوالی

خصال دولت پناه جنت دستگاه نواب غفران مرتبت جاه فوزت پناه امیر

تیغ جنگ محمد محی الدین خان بهادر ظله العالی فرزند ارجمند کیوان

خدم ثابت قدم مسمی بمنشی نعمت الله نواب وقار الامرا افتخار الملک

بهادر جنگ مجدد سعید الدین خان بهادر دام ظلال احسانهم

بمطبع خورشید انطباع مذیع شد

ضبط شد

خورشید

بعون الملک الوهاب

بنام نامی و کرامی

نواب شهاب الدین خان بهادر کلیان ۱۳۰۹ھ

بزعم خاطر فرزان عالی گهر

فرزند ارجمند کیوان

سعادتمند نواب

ربّ یسّر: بسم الله الرحمن الرحیم: وتمم بالخیر

بساس تحریر و تقریر سپاس واجبیت که دفتر کائنات را بایک لفظ کن نشان
قسر موده و بنایی عظم و نشر بلغت رز رکائنات بست که طومار موجودات
را از افضی نظام و منتظام را عا نموده. صلوات الله علیه و علی آله
و اصحابه اجمعین. اما بعد این بنده یک مسودات است که از اخادم العلما
نایب التعرامن کمترین غلام امام خان زین التخلص بملک که پیش ازین
بهجر تخلص میکرد عفی الله ذنوبنا و ستر عیوبنا بنظر اصلاح منشی میر
تفضل حسین عطا سلمه الله تعالی که درین ایام فرخنده انجام در بلدهٔ فرخنده بنیاد
حیدرآباد دکن در فن انشا کری بهمو او دیگری نیست در تحریر ده در شهور سنه ۱۲۱۷ الکهنو از
دو صد و هفتاد و هشت هجری بخوبی صاف نموده در دبستان پسیان روزگار
یادگاری ساخته و دران قواعد کلیه و فواید مرضیه این فن هر انچه بهنگام اصلاح
استفاده نموده بود برای طفلان علم و هنر بطریق واضح بتوضیح آنها پرداخته تمام

وبتبرکا وتیمنا بنام نامیه وخطاب گرامی ممدوح آفاق بعدن
خلق واخلاق مستغنی عن الآداب والالقاب نیر سپهر دولت
آفتاب برج شان وشوکت دین پناه خورشید جاه خورشید
الملک خورشید الدوله تیغ جنگ محمد محی الدین خان بهادر ما زالت مشرفة
کواکب اقبالهم واقمار اجلالهم خجسته نام نهادم امید که ببرکت آن نام فرخ
انجام مجموع طبع تمام ومقبول خاص وعام گردد وهر کرا از
خواندن ونوشتن آن نفعی وفایده رسد هر یکی را از مصنف
ومصلح فایده ونفعی بدارین رسد وتا تقتل میتا اینک آنست
السمیع العلیم سوده اول تحصیل علم پی محنت معلوم ووجوب
شوق معدوم وشوق از ذکر مستغنی دارد وذکر از صحبت درمیان آید هر که عاقل تر است ازدان صحبت
از همه فاضل تر است پس هر کسرا باید که وقتی از اوقات عمر عزیز بایشان خرج نماید که انم منافع جمع حاظ
در واقع تفرقه باطن وظاهر است اما از همین فصل بابت صناعی در علم طب وصناعی در علم دیگر
در علم صنعت پیش ازان فارغ نشین سوده دوم ابراهیم کلکسن محبت موجود لاکا ابرجن وتعفا دلم بکسی از ارشدی تحریر

گذر و بی ثبات دنیا پیش دریای دفع تقدیر را چه پیری پس مردان بهت دیده شکنده
حوادث بر تک خلیل سیر کل و گلذار نماند و چند انکه انیان را ابلا آزمایند از جا در نیایند و سر
از تبی کی بینند آب بیش نیند در هر نقصانی که نشینند در بیم سود نشینند و در بن قرب زمان
از رقوات آن دیار واند که خانه آن کرم جوش آب و هوا آسودت بلا آتش در گرفت و همه
اثاث البیت را با یک سوخت و باد رفت این یکطرف در بن صدمه کزندی بعنصر لطیف آن خداوند عالم
را در رسید از آتش دل احباب چو شمع و آتش سوز و بلا افروخته گردید لیکن آدمی اگر چه
تن آسیب شنود یا مشیت کریم زبانه آتش است پنجه نمی تواند زد پس در صورت
سه تسلیم شو تسلیم شو تسلیم شو: چه تو ان گفت او تعالی شانه ندارک ما فات
و جبر نقصانات فرماید سوده سیوم سه از خون دل نوشتم نزد یکدوستان
بی رایت دهر آنی بیرنگ القیامه: مرده زندگانی زندگانی با دوستان گردنت و حفظ
جاودانی جاودانی صحبت یاران بدست آور دن صاحب خوش سکو بیست
بهار عمر ملاقات دوستدار انست: چه خضر خط بر داز عمر جاودان تنها: از انجا که
افتراق ذاتی این زمانه اجتماع را دشمن و انفصال طبیعی او اتصال را بیخ کن است
آن صحبت را بر هم زد که آن یگانه زمانه را بصحرای غربت ره نورد و این بیانگیخته
عالم بجود پیار از دشمنان خود رفتی کوچ کرخت هر چند انجام این آغاز
در نظر دگر کون و از دوار فلکی با چگر خون بود مگر انکه مدبغوای فنی انگه کنه

بعد این حرکت ابی السیمنی سکون ذاتی و عینی را نمود و اخلاص بندگان
که رزقی خواه می باشند هرچند از هجوت بگاهند لیکن در اینجا که سود و
بهبود احباب است آن را بصد دعا میخواهند انشاء الله تعالی
از قدردانی روبسی آنزیار کوهر مراد در کنار خواهند دید و
فرمایش غزل هایی. این بیچدان مژده رسان است بهرچه زودتر
بدعای دوستان جلوه کرد باعث خوشنودی مهجوران مضطر شود
سه یارب ازی دعا مدار این پنجا غزل ها که میفرستم هرچند لایق
هدیه دوستان نیست لاکن در حکم نست که سبزه بیگانه هم آشنای
بوستان است زیاده زبان خامه محرم راز دل و صفحه نامه قابل و متحمل نیست والسلام
والاکرام مسوده چهارم یکی از اسماء او تعالی شانه مقلب القلوب است
هرگاه که او بی خواهد که کدام امر را بر منصه ظهور و جلوه بدا اول قلب انسان را زمینه
سوبان مایل کند و سه بهکی طرف خشه همان یکراه را گشاده دارد و چنانکه میگردد که
بسوی دیگری نیارد و سود و بهبود خودرا در همان کار پندارد و از اسرار حسن یار در راه طلب کردار دور نیفتد

صنیار ۵

مضطرب گردد که بدون آن در چیزی نجات خود نه بنگارد وحتی که نگاه نموده نقد مراد را
بچنگ آرد و قرار گیرد برین تقدیر مخلص را که از بدو فطرت تجرد منشی پسند افتاده بود که ایام جوانی
را در بند کدر ایند حالیا خود دور اندیشی خیال رهنمون شده که هشت منزل از بخارفته یکی از
دختران همقرین خود را در سلک ازدواج کشیده و بکامرانی و عافیت اتفاق مراجعت کرد یدا بادی جا
صورت بست و بند آزادی بشکست الحمد علی ذلک سودهٔ پنجم کلام خیر الانام که
خیر الکلام است چنین اعلام میدهد النصیب یصیب ولو کان تحت الجندلین از نبجا ثابت که در
مقدرات الهی افراط و تفریط نیست و درچنین مقدمات احتیاج تحقیق نیست آدمی را باید که انچه میسرش آید بران قناعت نماید و بقول اهل تحقیق
در محبت نامه انچه از ناسازی آب و هوا آذربایجان و در دکوش و تنگی معاش مرقوم
بود دل را غنچه وار گرفته و خاطر را چون بوی گل از خود رفته کرد این مضمون
عجب آتشی افروخت که خرمن تاب و توان یکسر سوخت از انجا که العادت طبیعة ثانیه
یقین است که در چندین مخالفت آب و هوا موافقت مبدل شود و در دکوش موقوف
بر مهلک این محل خطر نیست حکم بعلاج کرده اند و خواص الاشیا بروی کار آورده اند
و درمان کند و فقره و در تنگی آخر اجات این متع العسیر یسرا را پیش نظر
و الله با سخن المؤمنین را شل نخبش دل و جگر دارند مسودهٔ ششم سودت
بنا ها بر امریست با وقتی اختصاص دارد و هر فعلی منتظر وقت خاص باشد هرچند که

انسان بنا بر حصول معاشقاتی میکند و تدابیر بشتابه بهم میرساند اتوسی
ازان کار کرد فتنش دز نرسیده است نمایان نگردد و پنهان ماند در پیش
آید که آمیز بیان وقت مصور سازد و آن ما مت نتواند رسید
پی سعی و تردد مطلب خود بدست طالب دود و ما مد جناب فضیل مآب
فضائل تحصیل ما قبت فرو ماند، امید که وکیل راهبرده می برم و از دیوان
اطلاع کرده نگذارم خالی کنا نبده چیزهم و فاء تخلفی نیز کرده
می نایم و بسلام حسن اختتام مسدود ه بنتم هر چند فوریه کار شتی بسیار و منافع
آن بیشمار من سکت سلم و من سلم نجی شاید این کفتار بیهوده و درین
تقلید دیکر بدین می افزایم و فرق مطلب بر فرقدان میسایم یکی از
حکیمی پرسید که او جلسا نه کوش دو آفریده است و زبان یک درین
چه حکمت او جواب داد که تا دو حرف شنود یک حرف کوید باید دانست که مراد از زبان
کم کفتن است نه ترک کفتن یعنی وقت کفتن کفتن و وقت خاموشی خاموشی
ورنه بطلان حکمت حکیم علی الاطلاق و کفران نعمت جاعل النفس و آفاق میکردد
درینصورت آن برخوردار را باید که در درکاه کاه حرف مناسب کفته باشد

آقایت و استعداد و هر امر معلوم ممکن کرد و آینده در آن اجرای کار و بار دنیوی
جودت بیفزاید آری سه تا مرد سخن گفته باشد: عیب و هنرش نهفته باشد: مسعود سعد
علم چنانکه معلوم است وحشی است و هر وحشی بدون سواست و مجالت رام نمیگردد و آرام نمی‌پذیرد
تشنها که در بیابان دیده و در سیاحتی که مشتبه داند محنت و رنج بسیار دیده و کشیده اند در انجا خان
نشود که در هوای شکار و سیر صحرا همه باید رود باید که در شبانه روز وقتی از اوقات هر عزیز خود را
اگر بسیار نباشد کم از کم ساعت و وقت در باز دید آن اشتغال و بسوی آن رویه
اقبال می نموده باشند تا صیدی که بدام افتاده است از دست نرود و دل صیاد
تا نیابای طلب و تباشش نزود و زیاده اقبال غلام و مرام بکام باد مسعود سعد هم
از پادشاهان زمان الی الآن افزایش قدر دهان سخنور نظر فیض اثر گماشته
از پرورده نعمت خود فانگیزد و نعمت پرورده عذر نه انگیزد عبید ذلیل قدیم خداوند
نعمت کریم اگر عرضی رود جادارد و اگر پذیرا شود رجادارد و هنری که از سر کار
فیض آثار مقرر است کفاف نمیکند و تنگی جان میکند از اضافه سر فرازی باید
تا عزتی که یافته است بجا ماند ✦ عمرت دراز باد که تا دور مشتری
دولت از عمر برخوری: مسعود سعد هم در خدمت اوجلت نه که آفرید کار جهان و جهانیان
و عادل حقیقی است فردا قیامت دین هر دین دار و دیندار او را قاطبت خواهد داشت
و کلکم تکلفوا با خلاق الله خداوند نعمت دینار الازم بل واجب در عالم امکان:

دست آویز اغماض و اعتراض خواهد شد استغفر الله ولاحول ولاقوة الا بالله حالیا بهزبان بیگانه
وهم بیان وساعی کار بدل و جان قصور معاف و دلها صاف مسوده دوازدهم سی ام عجد باید و اتا دارد
شاید تا بنداز کار بگشاید و گنج مقصود بدست آید دیروز مخلص بخانه عبد الهادی صاحب
رفته بودم ملاقات نشد حالیا بر دهیکه جعدار صاحب در خانه و منشی صاحب در دیوانخانه
باشند خبر دارند و خود بنفس نفیس قدم رنجه فرمایند ای هادی دین مبین همین
طریق اقرب است و بنا بر ایصال الی المطلوب اقرب و سهلا مولوی میر شیر علی صاحب
را نیز اگر مناسب دانند همراه دارند زیاده چه تصدیع دهد مسوده سیزدهم میر فضل علی
میرساماز عالی خاندانیکه در سیالکوت فرش حصه ارباب کرم شسته اند بخدمت گرم چه باید و بلند
قطریکه آباد و اجداد شان همه ارباب نعم گذشته اند سوای نزل و عطا چیزی نمایند برگاه
از بزرگان جناب بسیار یافت الصالحات بعضی کانبات مثل تالاب و سراو بخشر
موجود از ذات بابرکات نیز چنین مشتهر و چنانچه بسیاری از ابنای زمانه دران و بخشر
زخطیر از فوائد عامره مرحمت فرموده سرفراز و ممتاز ساخته اند فقیر دران میرابه
شده بیاد آمد این رسم که خواستگاری را عرضه بعید گذشته از انشعوب عظیم
الدوله بهادر دو بار کوشش گذار کنانیده بود آنوقت جناب متوقع فرمودند
قبل ازین در تقریب نذر عید خود هم زبانی التماس نموده بعرض پذیرایی افتاده
امسال که از طرف ثانی تقاضا شده است بلکه پیام رشتکنی رسیده چونکه این امر

موجب بدنامی و از قبیله ننگ و ناموس است مضطرب الکمال شده

بموقف عرض بارِ یافتگان بساط بوسه رساند که عریضه‌ی بنده از دستخط خاص مرا

باید که بدون جناب فدوی را طلبیا و ما دانیست و ندارد و کفی

باللهِ شهیدًا سوده چهاردهم پیست که اگر از شبه شبیه بقیت

در دره در بقیت شبه بدست آید شبه بجای در دره در بجای شبه صرف نشاید نمود

صاحب جوهری و صاحب هنری از ناسازگاری روزگار و دور بی‌لیل و نهار در نظر اولی

الابصار از محل اعتبار ساقط نمیشود آری سه قدر انسان از کمال است

وه از مال و منال : بر تقدیر محمد یوسف را که چون یوسف علی نبینا و علیه الصلوٰة

والسلام و شروه بثمن بخس دراهم برسواجب قلیل ملازم شده است غلبت شمرده هر وقت از هم

کلام شدن و از دیگران بالا دست نشاندن عزیز و ارزند تا از

بدل محجوب نشود و کسی جفتش ندارد مغز الیه مرد خانه‌ای سه صرف بصفت

چندین علوم است هر چند که ابا نماید از و کار عظیم کرفتن است

کما قیل سه جز بخرد مند مفرما عمل : کرچه عمل کار خردمند نیست : : :

سوده منقد بسم از دو فور نشاط و شمول انبساط این فرزند تازه
دست پیدا اندازه چه گویم و چه نویسم اعنی امروز زمانه را سعادت

بود و خاطر را بهجت که درین هنگام فرخنده انجام مطلع الصباح
چون برید صبا آدم جناب آمد نسبقه انیقه مشتمل بر طلب طالع مولود مسعود آورد و
زبانی هم خبر داد که از عنایت بی غایت رب العباد ساعت آن یگانه زمانه نیم سپهر
بلندی استریج خوش نگاهی تاریخ نوزدهم تقویمی ششم ماه
یوم الثلث از اوقات ارجمندی سر برزده ازین چه بهتر و خوشتر که اجابت بکار
بر آید و بهره حسن خدمت و بندگی شما را الله تعالی در عرصه یکدو روز از فرصت

تمام و خاطر جمعی ما لا کلام همه احکام نجوم برآورده زایچه کشیده مهم مسعود
اسم رسم کرده حاضر خدمت گرامی سازم الله تعالی این نونهال گلشن آمال را
در سایه والدین سعادت قرین بارور گرداناد و باوج عز طبیعی و ذروه
سعادت و نیک بختی رسانا مبارک باشد و باد مبارک
بحق سوره یسین تبارک بذوالسلام مسوده بیچدم نازم بستان یادگار شما

که شما را اسم شناسی خود گردانیده اعنی صداوند این نعمت را

پرورش فرمایی غربا افریده و بلطفهای دامن یکبیت المحزنین بر خط بخشش و عطایا بقلم
راه دوست میدارد و در هر گاه پیر و مرشد در هر مکانی هر زمانی رضاجوی خلق و در تحصیل
مراتب تخلق با خلاق الله از همه فایق می باشند این عاصی و دلیسر دار در پرورش
آنها و عفو جمیع تقصیرات محض و استه عنایات دریغ لازم بسیار تنگ کرده ملجا و ماوای
بجز عالی مقامات هیچ نیست ✻ خاقانی ازان تست دریاب
گو بجز تو کسی که دارد ✻ ظلکم ممدود یا بحرمة النبی و آله الامجاد تسود و نوروز هم
کار دنیا همه بر تنگ است نابود او همه آشفته یکی بود و هزار است یکی در پریشان
زبان از ریا دلی اخراجات پریشان بودم که نوابصاحب قبله مدظله مبلغ دو صد روپیه
انعام فرمود عجب آنکه زیاده ز حیران گشتم که الهی این عرض را کرا گاه دارم
کدام وقت و اگر صرف کنم کجا الحال در درستی امورات مشغولم هرچند که این فکر صورت
سرور است لیکن ارباب معنی را بحقیقتش رسیدن ضرور که بر آگاه ظاهر و باطن
خواستن کار خردمندان نیست هرچند که درین عرصه کدورت و ما کشیده بسیار کار بر
اختتام رسیده باین همه هنوز روز اول است آری ✻ کار دنیا کسی تمام نکرد
تا یک جهان زدل نربائیست در سیرتا حالا مشهود طالبان ما که اند که فرصت باید تا ذهن بسیط
آزاده و چنین ترکیب برابد انشاء الله تعالی سعی مشکور تا جهان و صورت مجاد
نابان خواهد شد الله تعالی شروع کامل بروزی کنام منظور فتح هر مرد دو ضرب
دشت که یکی بزرگ داده بود و دیگر بنا کرده بود و بنا کرده بود

یعنی تعلقه پالم بیدرهٔ افضال قادر ذوالجلال اطلاع عداو دیده را نور و دل را سرور حاصل شد
محبت پناها سودت بستگاها از آن روز نیکه نسیقه انیقه و صحیفه رسیقه یافته ام ازان زمان الی الآن
برای تحریر جواب خاطر خواهان بود لیکن تا الحال فرصت دست نمیداد که حسب تقاضای طبع بموجب سرشت
از نشاء پردازان و عبارت آرایان خلقی نماید چنانکه معلوم است خواهش دل چنین است هر گاه بیکاری
می نشست یک یک از تفکرات خانه و تکرارات زمانه چنان پیش آید که خاطر ازین سو بر خاسته
بصرف آنچه کار ناچار گشته بطرز رسمی بر قام نمودم باعث تاخیر این جواب آینده نیز همین تصور باید فرمود
الله تعالی در ازی عمر و ترقی درجات روزی کناد بحق نون والقلم صلعم بسیار دوم
چنانکه حق جل علاه مالک و مختار حقیقی است احوال همه بندگان عیانست همچنین هر ضمیر
سایر امراء و سلاطین که خداوندان مجازی اند کیفیت متعلقان خود نمایان با اینهمه
او تعالی ثنا بجا آورده است و در قرآن مجید فرموده و آتوه مما سألتموه و کذلک
و در حدیث نبی کریم علیه الصلوة والتسلیم آمده الدعا مخ العبادة لهذا بموقف عرض
بارگاه فلکبار بساط سراپا نشاط طی آرد و انچه در ماه مبارک رمضان از تصدق
صاحب دولتان بمستحقان رسیده بود تمکین نخشیده باشد لیکن ترجی آنرا فرمود کار بعرض
دولت زده مطلق تقریب ولادت که در خانهٔ عاصی بر معاصی بظهور پیوست اخراجات
شکر و سپاس آن همون آمش در کار کرده بود از قید قرضداری رهائی یافته
بار از سر نو پا بر پیدا افتاده حالا باب تمکین و بار چنین محتاج ام و زناه از اخراجات ضروری

یکی خواهم بهر طور که پیرو مرشد خواهند افزایش معاش فرمایند از سرکار عالی
خود باشد یا از دیوانی و پنشنری ظلکم مدد و دعا را مسودهٔ بست و سیوم ای
رسعی تو برافراخته سر، دین یزدان و شرع پیغمبر صلی الله علیه وسلم
دامت برکاتکم الحق درباره گاه حق جل علی سعی بزرگان مشکور است و دعای ایشان
بسوی خصوصاً در حق فرزندان خود که خلاصهٔ زندگانی و نتیجه کامرانی اند و چرا نباشد
که بفحوای الولد سر لابیه اصل نیک را فرع هم نیک باشد جناب مولوی صاحب علیه
الرحمه که محمود الواقعات از دار فنا بخلوتخانهٔ بقا شتافته اند چنین خلف گذاشته اند که حیات
ثانی یافته اند آن عاشق رسول کریم علیه التحیه والتسلیم بود نور جناب هم مقبول کافهٔ انام اند یقین
است هیچ یک دقیقه از دقایق عادات حسنه سنات نامرعی نخواهد ماند لهذا مصدع
اوقات سامی میشوم که جناب مستطاب مولوی صاحب طاب زاه در مجالس وعظ لاسیما در ایام
دوازدهم شریف والدهٔ ماجدهٔ عاصیه پر معاصی را اللهم اغفر وارحمها چه
زرحیات و چه بعد ممات از دعای خیر یاد فرمایند

نعم ما قیل ۵ چو با جیب شینی و باده پیمای ۵ بیاد آر مجان باده پیمارا ۵ اطلاعا بیکارسن
آوردم تا صدکه آن مرحومه مغفوره را از بن باده من و سوی مصنف خوان عظمی محروم
نفرمایند زیاده والسلام والاکرام مسوده بیت و چهارم هدایت فرمای انام راه نمای خواص و عوام موکو
محمد امام ایام اکرامه بعد از سلام سنت الاسلام حمایی خدام ذوی الاحترام مینماید حامل نامه میمنی
بعد السلام طالب فهیم و عقیل است و در تفهیم و تفهیم مسایل نظری بی نظیر و مدیل هر گاه او را در زمره
مشتاقان جناب طالی در جریده طالب علمان مدرسه جدیده منتظره مشتاق یافتم مجدست کرامی
فرستادم باب جناب مکتوبند توجه فرمایند که قابل تعلیم علوم معقول و منقول و فروع و اصول
شوند چه تصدیع بعد مسوده بست و پنجم بر ضمیر منیر یاران گلستان سریر مارست و حاشیه بر سیاق
صدر عالی قدر ایهت و جلالت پیدا و هویدا است که در باغی سخنی و باشجری بی خوش نیک و بد شیخ صنع
براید چه زاغ و چه باغبان خود را در پرورش آن از دیگران سعی میباشد همچنین اگر حیوانات در صحت
انسانی تربیت یافته آراسته و پیراسته کرد و مالک آنرا بدل میخواهد همچنین
آدم از هر نوعی که باشد عزتش افزاید و بعض بالاز صلب سامان خوب متجلی و بعض
از زیور خوش اسلوب متحلی گردانند الحمد لله من بیچ میزرگ از بنی نوع اشرف
محذوظ ام و در بدت مدید و عرصه بعید کسب فضایل و ترک رذایل نموده ام و از منهیات
بسبب عنایت و بنده پروری سرکار ذوی الاقتدار است که پیاده ماوای منجباد شفا

این دیار است مترصد و منتظر زنی مذره و تربیت شایسته و خدمات بایسته ام
و یقین میدانم که انشاء الله تعالی از کلفت و کسافت کردش ارض مامون
خصوصا در نیولا که باب تکیه و پارچه بشبینه محتاج برآمده و در قلیل الایام
از افزایش معاشش سرفراز و در همسران ممتاز خواهم شد یک لفظ
فرما که مستغنی شوم زایای جنس + مسوده بست و ششم بفوای الفقر فخری افتخارا
فخر زندگی بنکوست که الملک للملک الذی هو علی کل شئی قدیر در ملک اوست و
کسیکه از تقصیر تقدیر فقیر نباشد که از جنس سلطان اعظم شهنشاه معظم
در افراد بنی نوع آدم باشد که پادشاه دین پناه پاسبان شاه حقیقه الله است
و کرانیهم نیست هم غم نیست بشرطیکه عالم باشد این بس است که در معارف الهیه
و رشته الاتیا انکس است باقی همه فضل فضول و معقول همه نامعقول و نشنده اگر چه علامه
اگر قدره ان نیست مجنون است مگر طبیب که مناج الیه خلق باشد البته در دو دنیا
مکرم و در آخرت غرم است لیکن بدلیل المعقول خادم المنقول خادمش نشنه
نه حاکم انگاشته پل محکوم مخلص فقد عمر در پاشنه بلکه خود را همواره

درسی علوم مم نظم آرای و ان پردازی راه یافته ام و انقدر که دریافته ام دیوان و غیره از تالیفات و تصنیفات دارم و سوای این شرط فنون سپه گری هم خیلی بجا آرم که اصل و ماده خود ست حالیا از چندی برای تحصیل علته غائی همه تحصیل و رفع رسوای نارسای تکمیل ریاضت و مستفضت علوم دین برگزیده ام و از عنایت فاعل جمیع صور ممکنات و عالم همه معلومات تا بانجا رسیده ام که کتب شرح مدریاد و بخاری شریف و بیضاوی بافیت اگر زمانه یاری صحت مدد کار ست از توفیق ملک العلام و هو خیر ناصر در مدت قلیل تحصیل میرسم آنوقت بطرف دیگر متوجه خواهم شد و الحال از من کار دیگر نمی آید الا شنائی محال دانند انصاف فرمایند و معاف دارند مسودیست و ناقص جوینده اسرار الهی خواننده و حقائق کماهی از رفاه الله تعالی لقاهم سوت پناها در نباتات تا نیتکر مصایب کوناکون نمی کشد بدرجه قدر نبات نمیرسد همچنین تا سالان تا محنت رنج بر خود گوارا نمیسازد کسی او را ان کامل نپندارد و پس حضور در خدمت در دوشان و عمل بارتقا انسان لازم و واجب ست اول علم باید تا بعمل کرا ید پس نفس شاید تا یقین نماید و این اگر در حضر میسر نشود سفر کند سفر چند که صورت سفر ست لیکن وسیله ظفر انگاشته و نگاشته اند و مراد از حدیث رسول ایمن اطلبوا العلم و لو بالصین همین علم معرفت ست صلی الله علیه وسلم اگر شوق رهبر کامل همراه زاد کم فرصت ست و این راه بسیار بزرگ ست نقطه تا کل کند تمش

بد قدمی زنم ؛ بالفعل درین اقلیم این شهر از قدیم الایام دارالاسلام
بوده مشایخ کبار و اولیای ابرار چه از مجذوب و چه از
سالک این مسالک بسیار رو آورده بعد آرند و آیهٔ کریمه واعتصموا بحبل الله مراعی
محفوظ دارند انشاء الله تعالی اینکی از بسیار و نمونه از خروار حاصل خواهد شد

سعدی میگوید بم زبان کن یا بفکر سود باش + ای ز فرصت بیخبر در
بیخودی زود باش + دنیا دمی نو فیق رفیق با دولسلام والاکرام سوده
بیت و هشتم درخت خشک ازبا نمی لرزد و مرغ سر بریده از آبش نمی رسد
لهذا گفته اند موتوا قبل ان موتوا المال والبنون فتنه از آبشان مرد کن تا رو بود
آسایش بگذار شرمنده کسر نفس مدیست آرتا حسرت نبینی و در گوشهٔ راحت
نشینی که این سعادت بست و عکس آن شقاوت از شقاوت بپرهیز و باسعادت
دنیا خوابست و خیال دریاب خود را دریاب اگر خواهی که سرشوی بتا ترشوی
نبینی که تا نیرم در آتش نشوند و آتش نشود و تا نمک در آب شوریده نکردد
آب نکردد ولیکن رفته رفته آهسته آهسته ؛ دفعتاً و بغتتاً ؛ ؛ +

خورشید ۲۱

از همه بردار و خود را با خدا بگذار نشنیده ای فکر ما در کار ما ناز ما +
کارساز کار ما در کار ما + گر بقدر ضرورت تحصیل کدورت خاک
آده است ع بر توکل زانوی اشتر ببند + سعدی در دهم
بجوهر شناسان قابلیت و قابلیت شناسان عنایت بدایت
لعل بدخشان اگرچه از جنس سنگ است قدر و قیمتش همین قبول آبدار
و گل بوستانی هرچند از قسم گیاه است بحصول رنگ و بو ممتاز بین الاشیا
همچنین شجره میوه دار از عجم میوه دار عزیز است و حیوان قابل تربیت
معقول تر از حیوان بی تمیز هر گاه فیض قابلیت جمادات و نباتات و
حیوان را بایں رتبه رساند پس انسان که اشرف المخلوقات است از همه مشرف باید
است هر سو که رود او را ز خود را باقصی غایت رساند هم سلطان گردد و هم شیطان
سنه باید که رجوع بخیر کند که مفخر گردد نه بشر که از بشر حقیر شود سعدی
و سیوم بفحوای افصح الکلام قل و دل مدام میل سخن مختصر و مضبوط باشد
یعنی قلیل اللفظ و کثیر المعانی و از وقت حروف و نقاط بین هلال خاطر ناظرین کرده

نگرد و حالیا آنچه که در باب نثر از استادی میر تفضل حسین عطا مدظله العالی
رسیده است بر سایر از لفظ آنش پیداست که معنی نوپید اگر بیگانه نامقدور از الفاظ
کهنه هم دور ماند و برای هر مقدمه تقدیم نمیدید الزم و برای تمهید تجدید لفظ و معنی آنهم
لیکن در لغت نرود و محاوره اهل زبان از دست ندهد و چنان
کند که در اندک تغیر و تبدیل کهن را نو انماید و این وقتی باشد که صرف کند دقایق متقدمین محفوظ
و پیش آورده متاخرین ملحوظ باشد و چنان نگارد که به دقت نگرانده خصوصا در بعض
جاها که ربط و ارتباط نثر نظم را دار

بعد نماز عصر تکبیر کرده از دست خود عمل نماند و طعام تمام هم در پیچ خورده
سر فراز فرماید مسوده سی و ششم حالیا از افضال لایزلی و عنایت نامتناهی
او تعالی شانه هیچ مرضی ندارم لیکن بیمارم نمیتوانم که چیزی بخورم و جایی بروم که در
او فی حرارت و برودت مزاج از اعتدال منحرف گردد و در اندک حرکت و سکون
دگرگون میشود و انشاء الله تعالی قریبست که از گنج رنج نقاهت پا بیرون نهم و در گنج
طاقت دست یابم انگاه حاضر شده تلافی ایام گذشته خواهم نمود مسوده سی و ششم
کامل آنست که آنرا کامل کامل داند و ناقص ناقص خواند نه عکس آن اکثر کسانند که
فی زماننا چنان اند جز این نیست که این مشکل بر کاهل برآورده اند انیک از دقت
اهل فضل فردی برآورده اند و آنکه مال را جزو کمال دانند در تحصیل آن محنتها
برده اند و برخورده آن برخوردار را باید که سالک این مسلک باشد نه طالب
مسوده سی و نهم مکان فدوی و رحوفدوی پیله مقدور و از اخبار اخیار مهجور اکثر
اتفاق شده که آمدن ها را یکان رفته و در ماندن ها و یا برگشتن از اثنای راه شنیدن
خبرهای کاذبه بر دل و جان رنج فراوان الحال تصور گذشته معاف و آینده ها موقوف
منافع شود تا در بجا آوری خدمات قصوری نرود مسوده چهلم حکم لازم
قرارت القرآن علی کل حال قرآن مجید و فرقان حمید برای خواندن است نه برای
نهادن و اند کم با عدد حالیکه مرحمت کرده مطلق خوانده نمی شود لهذا بر گردانیده
شد بعد ازین عذر بدیهی بر امر دیگر نظر نفرمایند نظم کم میشود طی یاد مسوده چهلم و یکم

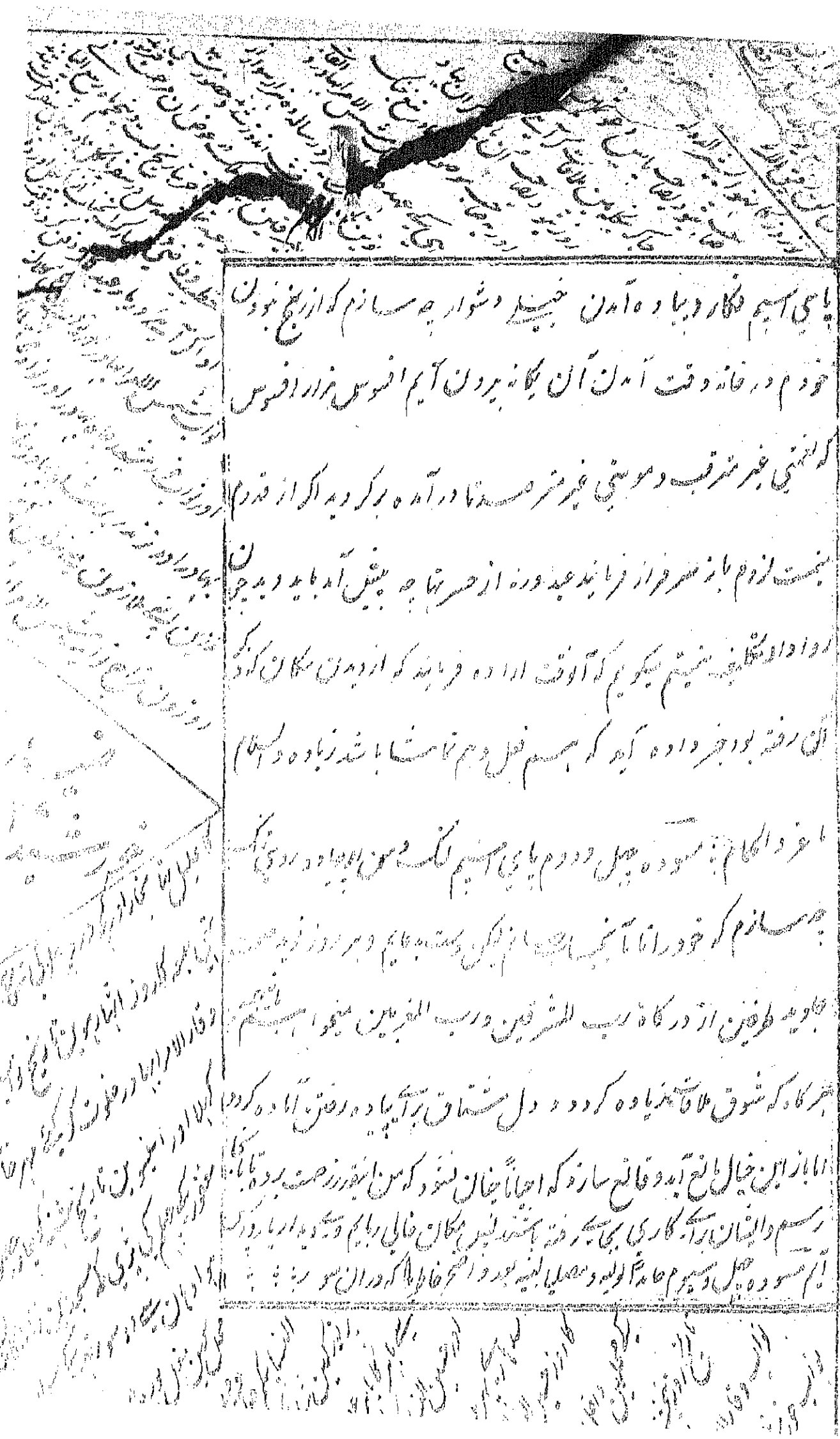

و آن سرور که روزگار موافق بود زمانه مساعد کامگار بوی داد و نصرت رکاب او اعنی
صحیفهٔ آن یار جانی و یگانهٔ لاثانی در عین انتظار صدور نموده معدن الواع تفرقات
و مطرح اضاف کرامات گردید ابواب فرح و خوری گشاد و داد مسرت و ابتهاج در داد و عمر
وقت تو خوش که وقت ما خوش کردی ✻ سه شود بلند بگذار تا نهد بنشاد ✻ ترفقات
مدارج بروز افزون باد ✻ از شرمساریها خود چه مشرح دهم و از خجالتها چه بیرون
تبسم که در بدیهت معتدبه بر خی از حالات مهاجرت نگاشتم و بعضی از اعلام آلام
تبرا فراشتم و چشش چانکه معلوم دوستان بلکه بمکانت خصوصا در نیولا بنا تحصیل
علوم دینی و تکمیل آنجنان شده ام شنیده اند قسم بخدا از دیدن روی ایشان و مطالعه
فرصت عام و اصلاح و تبدیل لباس نا مرد و هفته نمی یابم تا بدیگر چه رسد بانکه
عند الملاقات بر ارالعین خواهید دید و بر زبان و در تحریرات مولوی مسعود اعنی فرزند ارجمند
بگر پیوند آن یار یگانه هر یک چیزی ضرور ضرور نوشتنی و خواندنی پردازی و عبارت
آرای کردی که مسرت بر مسرت می افزود و حالیا بر این اقتصار و اختصار میسازم
و بدعا که از دیاد حیات می پردازم الله تعالی آن نونهال گلشن همیشه بهار را در باغ عالم
بزیر سایهٔ والدین و بزرگان والدین سرسبز و برخوردار گرداناد و بعد طی تحیهٔ دوستانه
رسانا السلام علیکم و علی من لدیکم مسوده چهارم شب است که بدیدن نگاشتم
گوید بگفتن می نرسد نامه تمت خاتمه گفتند سخنوران سخن خود بخود کردن

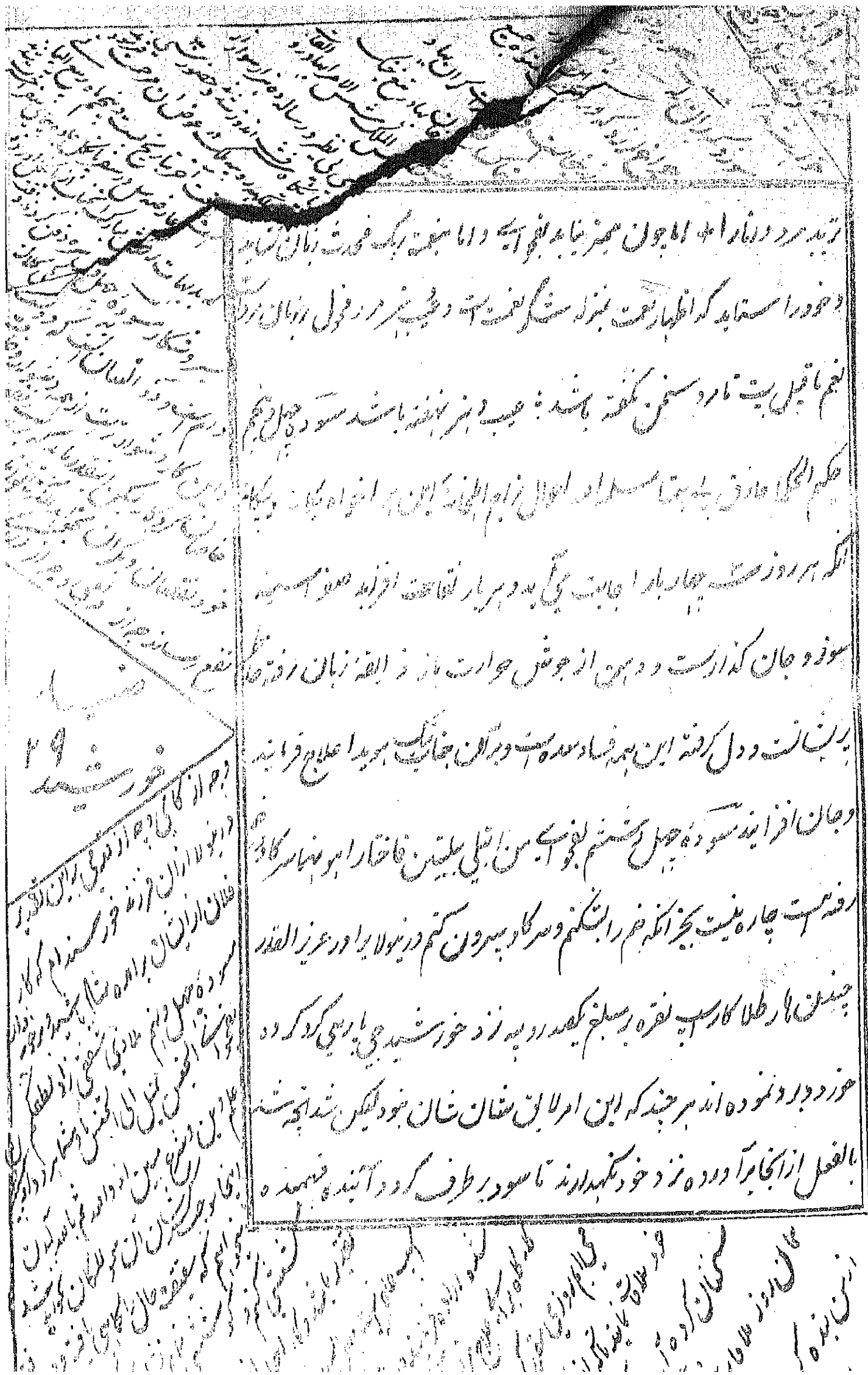

اولی است و همچنین نیز نباشد مضایقه نیست همدیگر بار برای جناب نزد ایشان
موصوف خواهم آمد اینقدر تکلیف نیز بر مخلص چندان دشوار نیست لیکن
رول پک ملاقات ازان ستوده صفات ضرور است قدمرنجه فرما بنده
و یا از کار خود دست بردارند زیاده والسلام حسن الختام رقیمه الوداد مقتدای
انام خان امام مسوده بنجا هم نه مال دارم که کسی کردن کرد و نه خواهان مال که
من کردن کسی بکردم فارغم از بیم و رجا و رغبتم بقضا محنت کشم نه منت کش و فادار
جفاکار هرچند که محسن و یکان نیم هم حاسد این و آن نیم ظاهرم ظاهر اعتبار است
و باطنم گرفتار عنا کو مصاحب امرا و سلاطین این دیارم لیکن بسبب جز معاشی ذلیل خوار نیم
و هم صابر تا این زمان جان و جهنم و انچه می باید می بینم خود را عزیز شمارم نه ذلیل و هوس
نعم الوکیل مسوده بنجا دیگر بعرض عالی میرساند خداوند تعالی که اکرم الاکرمین است با انکه کرم او بی پایان و فیض
او فراوان است بندگان خود را بطلب زیادتی نعمت امر فرموده و در نموده و اسئلوا الله من فضله ::

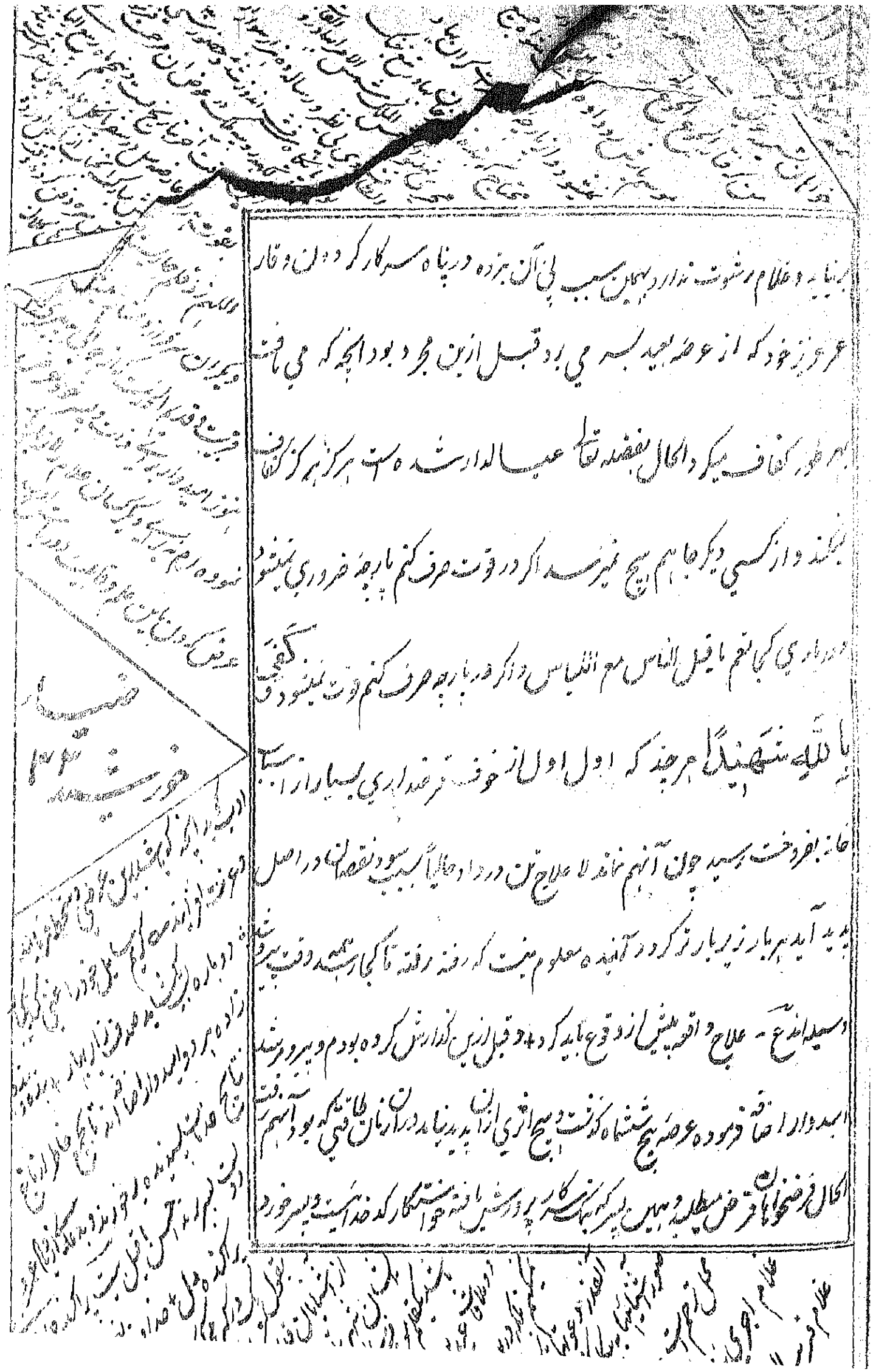

سبب آنچه که خرج خواهد شد و راه خواهد یافت در ملاهی و مناهی از علوم متعلقه
و منقوله بدست فضیلت یک کتاب شرح هدایه با قیمت قابلیت هر فنی که میسر ندارم
راحیه و عامه ندارم ظلمت ظاهر بین است هرچند که عالم درین بلده خواهند بود
لیکن عالم اینقدر ریاضی دان هم ناظم و ناثر نخواهد بود اکثر همدرسان غلام کتابهای
علم و استعداد ندارند و در حق خدمات نشته بزرگانه از مبلغ دو دو صد روپیه ماهوار
همچنان نادان و متفاخر اند و بخدمات متعین و بنده بتوز کرفتار کلال و نکال و حسد
غرض سایند ظلکم ممدود و یا بحرمة النبی و آله الامجاد مسعود و نیاه و دوم غور رسی احوال علما
و فضلا و خبر گیری پشان کاریست عظمی خالی از اجری نیست و نخواهد بود بسا احایت
حرص ایشان ناطق آنست هر گاه که این کمترین نیز بیرون این کوه است ازینجهت هم
مستحق کرامت که طالب علم و بصدد التحصیل است بنا بر فضیلت یک شرح هدایه با قیمت فقط
و عسرت انقدر که کتاب میسر نمی شود ان شاء الله تعالی

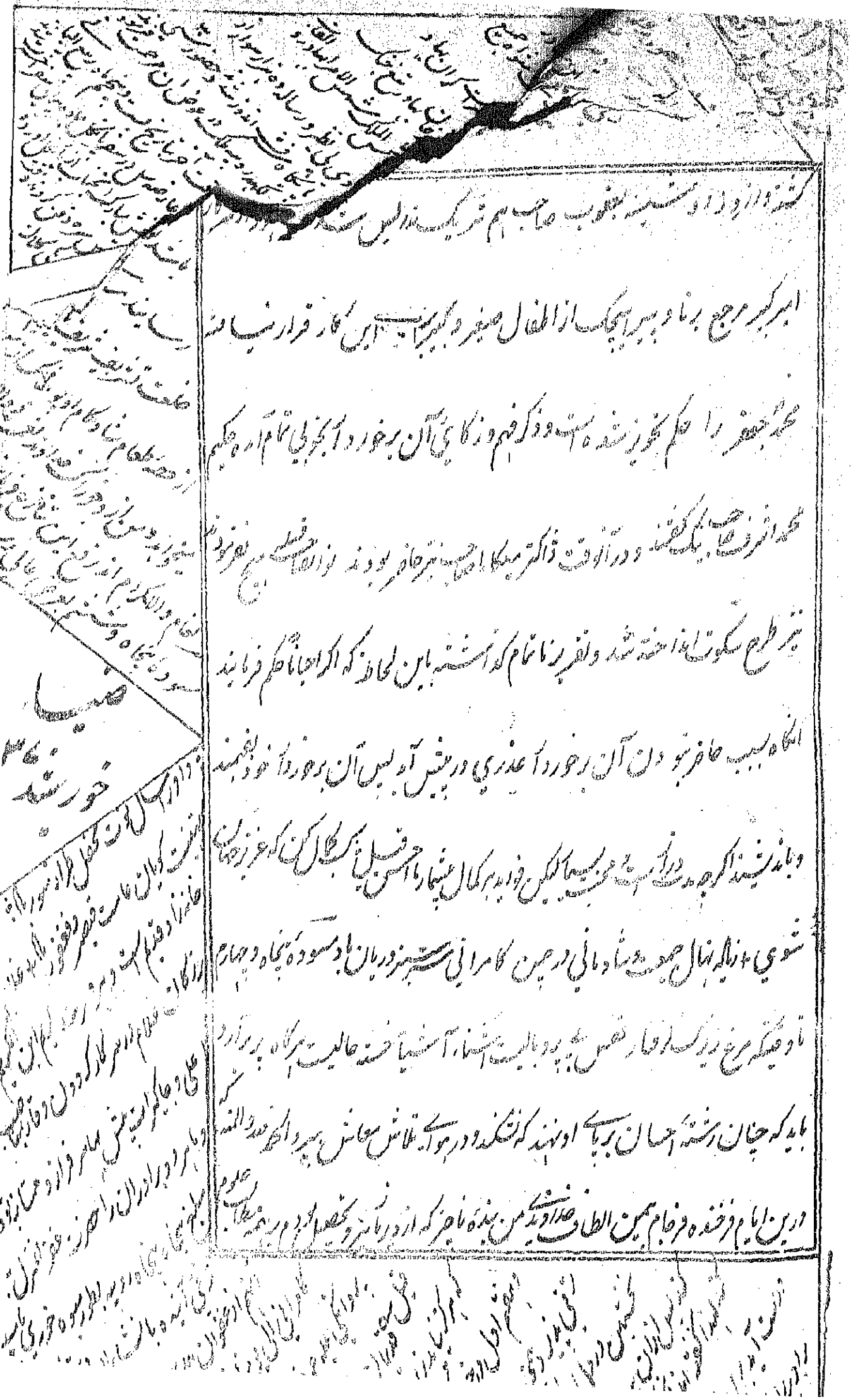

غنچه دل سرو باشند بلکه در آغوش سرکرم باشند بعید نیست که فریب خیال امید را
وسیله مقصود از گریبان حصول سر برآرد و همین کیفیت اضافه خواهد می شود و
تنگی اخراجات که همت بلند و نعم ما قیل ✻ مشکلی نیست که آسان نشود ✻ مرد باید
که بر آسان نشود ✻ در اسلام نمود پنجاه و هشتم سعید افندی های ارسالی که بمصحوب
حسین ارسال یافته آشپانه بیضهای مرغان صلاح بود یا شاخ طوطیان شکر شکنان
مروت هر دانه ز کف دل افتاده در دست پوست نارکش مصداق سطح خط کش بلکه چون
پوست انسان جز و از لحم نمایان و لحم آن پیدا نیست چون گردو که انسان ریشه در خون
مشتاقان دوان خسته اش خونبار از صدف در و گوهر هر قاش بالیده جانان در ریخت
اگر وقت تقسیم نهایت می بود بے گفتے ✻ لختی بر دار از دل کذر د هر که زیستم ✻ من قاش
فروش دل صد پاره خویشتم ✻ هر قطره آبش از چشمه آب حیوان کوچک صفت ربوده و رنگ
ربوش آب دیبای گل از صفحه بوستان جان زدوده الحاصل هر یک با این همه طرفه معجونے
بود مفرح سینه صلاوت بخش کام و زبان و فرحت افزای دل و جان گردیده .....

آن برخوردار بتکلیف تمام او انجامم در چشم همچشمان و همقران ازیمه یکه و ممتاز باشد

بسیار بسیار خاطر جمع دارد و اندیکه توقف نماند زیاده ایام جمعیت و شادمانی

بکام با مسعود نشست و یکم پسر که براه پدر بیت اگر فنی بهتر از ان آموخته از پدر

چه بهتر آفتاب خاندان خود بیت در قتل دام او در همه عمر در مذلت و خواری

بسر خواهد کرد و روزد و زنا کار و قمار باز و بیخبر از جمله امور است بگذار آنرا

بگذار تا توانی بگذار مسعود بنشست دردم استمرار و صعتها در زمانه نزدد تشنیع و فاق

که از صفت نشب آدینه و سینه ایل بگذشته که الآن کاکان بیت آنقدر نمانده ساخته

و از خود پرداخته که اگر شمل برادر لایق خود در خود جدایی و جهایی دریافتی

البته جادهٔ خودکشی را برتافتی الحمد علی کل حال مسعود نشست یکم چون بر اریکهٔ

هر کار مقدم انکار باشد چندی پیش از ان آگاه کردن منظر انکار بلکه شرط انکار بیت بنابر ان بعضا از

[illegible] بکار برده اند از ثمرهٔ آن بهره مند شده اند و اگر تغافلی رفته آنرا
از دست نگذاشته و بعض که میماند بعد از یک ریزی و افسردگی بسیار از سخن فهمیانه
برین تقدیر در امر چاکری تا وقتیکه دیگر جا بند و بست قرار واقعی قرار
نمیابد نشاید که از خود اول را تنگ کند که از پی نیاید و از انجا درمانده نشود
مسوده شصت و ششم چون الانسان عبید الاحسان آمده بهرت دو تا رباعی
در زبان هندی طبع زاد بر سبیل سوء و سوء در مزاج دباج ضمیمه نمیقه ساخته دیده آمد
هر چند که می بینم که ستایش کشف الاضداد از پیرایهٔ زیادات پاک عاید
امّا اینقدر قلیل استعداد در زمانهٔ کثیر نادر الوجود است
و هر آنچه نادر الوجود است بیچو معدوم پنداشته اند همچنین
باید گفت محبوبیت در غریب اگر پسند خاطر عاطر آید باید نظر
بر رشد و ترتیب میت و صداقت کراجاب بالا زاجاب ؛ ؛

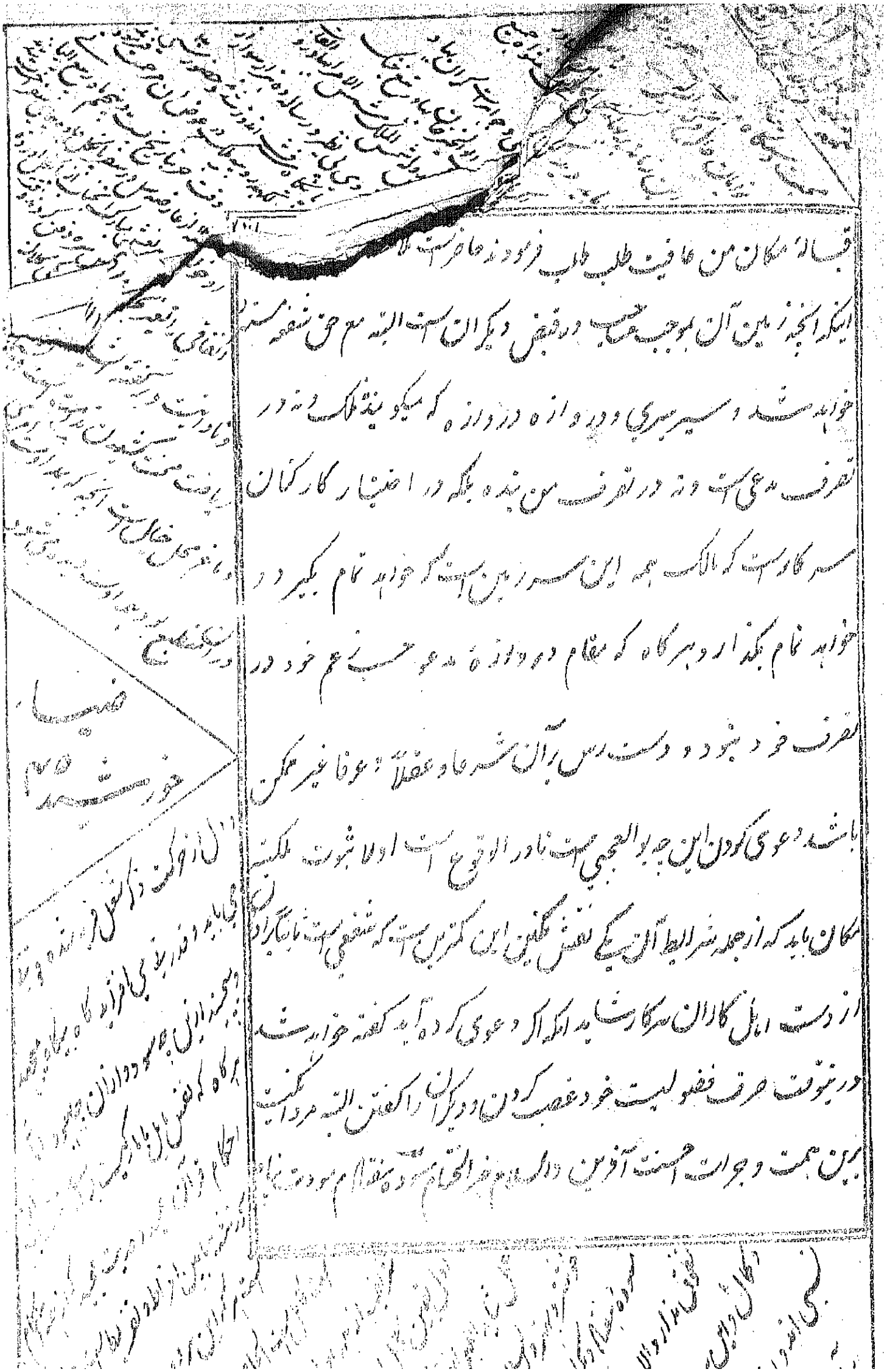

اسباب جمع آید پریشانی افزاید چنین در بیابان

اگر کوی بسه فراغ ازین بسراغ آن پی خواهم برد قبول لیکن

فراغ معلوم فراغ را تا فراغی باید و این را نهایتی نیست سعدی

علیه الرحمه چه خوش گفته بیت هفت اقلیم ار بگیرد و با دستمایه همچنان

در بند اقلیم دگر این فریب نفس دستمایه طالبست و بیم جان و تقاضای

آن یکی گذارد که بیفتد و گراید یکی عزم همانند که هیچ نخواهد

ابتدای هر کار را از ابتدائی شعور باید دست شاید که شاه شود و ظهور یابد

این کار کار مردانه است و باقی بهانه ستوده هفتاد و پنج سبحی که رشته میرود

بیخطا بهدف میرسد هر گاه که سنجی که از آلایش کذب پاکست و ام از لغزش مبراست بخلاف

دروغ که هرگز فروغ ندارد و لیکن این جا فهمیدنست و مقام سنجیدن کذب عمر او کوتاه است اما

دوران عرصه کار خود ساخته میرود و در تحصیل عرض الغرض مایل باید و در بیابان فرصت نامتناهی کند آب

باید و قبل از همان در کلماتش شاید مترصد که حسب الارشاد سامی از پرده اسمی
آسمانی سر فراز کرده و چیزی از تصدق فرق مبارک و صاحبزادگان بنده اقبال مشتاق
که فدویی ازین فرض العین و عین الفرض کم نیست همت خود واجب الادا دارد
فارغ البال و فدویی زاده آسوده حال کرده و اگر رسد آفتاب انجلای مصلحت اندیش
در حق بندگان خویش تامل فرماست فدویی از کفتار حق اعد و تقاضای طرفالی که بکام شاهی
تجاوز نموده و دیگر کسان همراهشان ذی عیال و اهل اند و ایشان تا زمانه حال در بلیت و تعلل
تنگ آمده است و بر ضمیر افلاک نظیر نیک روشن که من فدوی ملجا و ماوای دیگر ندارم که رو
سوی آن آرم با لفعل میخواهم که اینجا در وجه معاش فدویی را میسر آید ازان چیزی بنام
بنام او نشان دستخط فرمایند تا که آنچه پوشیده است که از زر نقدات در اخراجات اوشان
چقدر صرف میشود بر من بیکمان کرده باز بر کاه که نسیم عطا خاوندی بر چمن زار بندگان

صنعت شاه
ظل السلطان

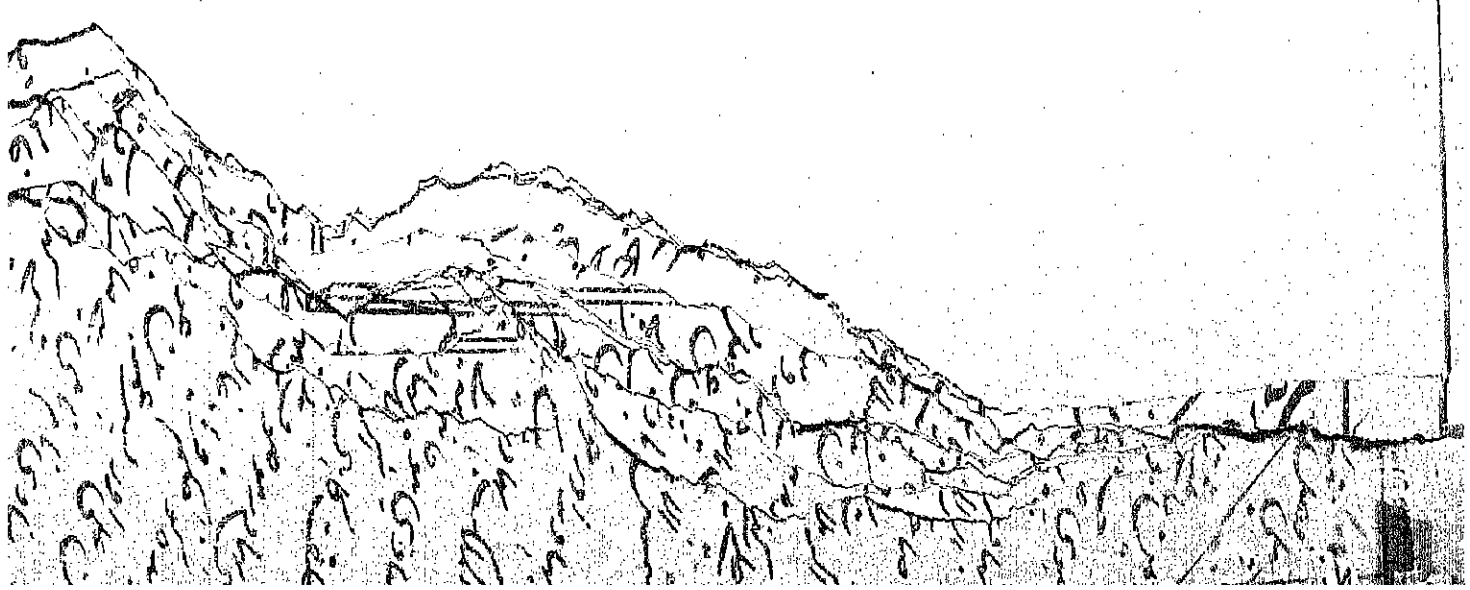

سطر	رسم الخط												
۲	۴	۶	۱	۱	نہو	نہو	۲۳	۱۳	اور سبب	ریضاً	۱۰	مستقبل	
۳	۱	بسلطنت	بسطت	بسطت	نہو	نہو	۲۳						
۴	ریضاً	۱۴	ترقیر	توقیر	توقیر	توقیر	۲۶	۱۳	اور سبب	قتل	۵۱	زیادہ سے زیادہ	
۵	ریضاً	۱۵	سیات	سخاوت	سخاوت	سخاوت	۲۸	۴	فتن	عداوت	ریضاً	۱۴	کہ کہ کہ
۶	ریضاً	۱	قلف	خلف	خلف	خلف	۳۰	۸	عداوت				
۷	ریضاً	۶	ریات	ریاست	ریاست	ریاست	ریضاً	۱۴					
۸	ریضاً	۱۰	متین	تمکین	تمکین	تمکین	۳۲	۶	انا انہا	انا انہا	۵۱	۵	
۹		۱۱	وجودہن	درجودہن	درجودہن	درجودہن	۳۳	۳	سانا یہ	سانا یہ	ریضاً	۱۱	
۱۰		۱۵	خدایس	خدایس	خدایس	خدایس	۳۴	۱۴	قدر دایلہ	قدر دایلہ	۵۳	۱	
۱۱		۱۶	بیکم	بیکم	بیکم	بیکم	۳۵	۱	علاء الدین	علاء الدین	ریضاً	۱۵	
۱۲		۹	برس	سال	سال	سال	۳۷	۹	اور سرت		۵۴	۱۴	
۱۳		۱۶	ازردی	اورازردی	اورازردی	اورازردی	۳۸	۱۰	تنق	تنق	ریضاً	۱۵	
۱۴		۵	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	ریضاً	۱۴	مالاتفاق	مالاتفاق	ریضاً	۱۶	
۱۵		۹	ابن	اس	اس	اس	۳۹	۵	ازکر کر	ازکر کر	۵۵	۱	
۱۶		۱۴	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	۴۱	۱۳	جب لوگون	جب لوگون	ریضاً	۱۱	
۱۷		۸	اسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	۴۲	۱۲	اب ظالم	ایسا ظالم	ریضاً	۱۴	
۱۸	ریضاً	۱۱	رحستم	رستم	رستم	رستم	ریضاً	۱۵	مزاج	مزاج	۵۶	۲	
۱۹		۱۰	اورزنام	اورزنام	اورزنام	اورزنام	۴۴	۹	ملک	ملک	ابضاً	۷	
۲۰	ریضاً	۱۴	شنکل	مشنکل	مشنکل	مشنکل	۴۵	۷	وافق	موافق	۵۷	۱۰	
۲۱		۵	عاجادر	عابداور	عابداور	عابداور	ریضاً	۱۰	فق	فسق	۵۸	۱	
۲۲	ریضاً	۷	اللہ اث	احداث	احداث	احداث	۴۶	۳	چندروز	بعد چندروز	ریضاً	۷	
۲۳	ریضاً	۱۱	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	ریضاً	۱۰	تجربہ کارے	تجربہ کاری	۶۰	۱۲	
۲۴		۱۵	براجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	۴۸	۱۴	اور سیجا	اور ایسیجا	ریضاً	۱۵	
۲۵		۸	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	۴۸	۱	ایکی	ایسکے	۶۱	۱	
۲۶	ریضاً	۱۵	دیوتاے	دیوتامی							۶۲	۸	

۲	۴	۶	۱	۱	نہو	نہو	۲۳						
۳	۱	بسلطنت	بسطت	بسطت	نہو	نہو	۲۳						
۴	ریضاً	۱۴	ترقیر	توقیر	توقیر	توقیر	۲۶	۱۳					
۵	ریضاً	۱۵	سیات	سخاوت	سخاوت	سخاوت	۲۸	۴	اور سبب	ریضاً	۱۰	مستقبل	
۶	ریضاً	۱	قلف	خلف	خلف	خلف	۳۰	۸	فتن	قتل	۵۱	زیادہ سے زیادہ	
۷	ریضاً	۶	ریات	ریاست	ریاست	ریاست	ریضاً	۱۴	عداوت	عداوت	ریضاً	۱۴	کہ کہ کہ
۸	ریضاً	۱۰	متین	تمکین	تمکین	تمکین	۳۲	۶	انا انہا	انا انہا	۵۱	۵	
۹		۱۱	وجودہن	درجودہن	درجودہن	درجودہن	۳۳	۳	سانا یہ	سانا یہ	ریضاً	۱۱	
۱۰		۱۵	خدایس	خدایس	خدایس	خدایس	۳۴	۱۴	قدر دایلہ	قدر دایلہ	۵۳	۱	
۱۱		۱۶	بیکم	بیکم	بیکم	بیکم	۳۵	۱	علاء الدین	علاء الدین	ریضاً	۱۵	
۱۲		۹	برس	سال	سال	سال	۳۷	۹	اور سرت		۵۴	۱۴	
۱۳		۱۶	ازردی	اورازردی	اورازردی	اورازردی	۳۸	۱۰	تنق	تنق	ریضاً	۱۵	
۱۴		۵	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	ریضاً	۱۴	مالاتفاق	مالاتفاق	ریضاً	۱۶	
۱۵		۹	ابن	اس	اس	اس	۳۹	۵	ازکر کر	ازکر کر	۵۵	۱	
۱۶		۱۴	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	۴۱	۱۳	جب لوگون	جب لوگون	ریضاً	۱۱	
۱۷		۸	اسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	۴۲	۱۲	اب ظالم	ایسا ظالم	ریضاً	۱۴	
۱۸	ریضاً	۱۱	رحستم	رستم	رستم	رستم	ریضاً	۱۵	مزاج	مزاج	۵۶	۲	
۱۹		۱۰	اورزنام	اورزنام	اورزنام	اورزنام	۴۴	۹	ملک	ملک	ابضاً	۷	
۲۰	ریضاً	۱۴	شنکل	مشنکل	مشنکل	مشنکل	۴۵	۷	وافق	موافق	۵۷	۱۰	
۲۱		۵	عاجادر	عابداور	عابداور	عابداور	ریضاً	۱۰	فق	فسق	۵۸	۱	
۲۲	ریضاً	۷	اللہ اث	احداث	احداث	احداث	۴۶	۳	چندروز	بعد چندروز	ریضاً	۷	
۲۳	ریضاً	۱۱	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	ریضاً	۱۰	تجربہ کارے	تجربہ کاری	۶۰	۱۲	
۲۴		۱۵	براجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	۴۸	۱۴	اور سیجا	اور ایسیجا	ریضاً	۱۵	
۲۵		۸	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	۴۸	۱	ایکی	ایسکے	۶۱	۱	
۲۶	ریضاً	۱۵	دیوتاے	دیوتامی							۶۲	۸	

۲	۴	۶	۱	۱	نہو	نہو	۲۳						
۳	۱	بسلطنت	بسطت	بسطت	نہو	نہو	۲۳						
۴	ریضاً	۱۴	ترقیر	توقیر	توقیر	توقیر	۲۶	۱۳					
۵	ریضاً	۱۵	سیات	سخاوت	سخاوت	سخاوت	۲۸	۴	اور سبب	ریضاً	۱۰	مستقبل	
۶	ریضاً	۱	قلف	خلف	خلف	خلف	۳۰	۸	فتن	قتل	۵۱	زیادہ سے زیادہ	
۷	ریضاً	۶	ریات	ریاست	ریاست	ریاست	ریضاً	۱۴	عداوت	عداوت	ریضاً	۱۴	کہ کہ کہ
۸	ریضاً	۱۰	متین	تمکین	تمکین	تمکین	۳۲	۶	انا انہا	انا انہا	۵۱	۵	
۹		۱۱	وجودہن	درجودہن	درجودہن	درجودہن	۳۳	۳	سانا یہ	سانا یہ	ریضاً	۱۱	
۱۰		۱۵	خدایس	خدایس	خدایس	خدایس	۳۴	۱۴	قدر دایلہ	قدر دایلہ	۵۳	۱	
۱۱		۱۶	بیکم	بیکم	بیکم	بیکم	۳۵	۱	علاء الدین	علاء الدین	ریضاً	۱۵	
۱۲		۹	برس	سال	سال	سال	۳۷	۹	اور سرت		۵۴	۱۴	
۱۳		۱۶	ازردی	اورازردی	اورازردی	اورازردی	۳۸	۱۰	تنق	تنق	ریضاً	۱۵	
۱۴		۵	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	اسمندپال	ریضاً	۱۴	مالاتفاق	مالاتفاق	ریضاً	۱۶	
۱۵		۹	ابن	اس	اس	اس	۳۹	۵	ازکر کر	ازکر کر	۵۵	۱	
۱۶		۱۴	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	اندیشہ صحیح	۴۱	۱۳	جب لوگون	جب لوگون	ریضاً	۱۱	
۱۷		۸	اسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	اوراسوسکے	۴۲	۱۲	اب ظالم	ایسا ظالم	ریضاً	۱۴	
۱۸	ریضاً	۱۱	رحستم	رستم	رستم	رستم	ریضاً	۱۵	مزاج	مزاج	۵۶	۲	
۱۹		۱۰	اورزنام	اورزنام	اورزنام	اورزنام	۴۴	۹	ملک	ملک	ابضاً	۷	
۲۰	ریضاً	۱۴	شنکل	مشنکل	مشنکل	مشنکل	۴۵	۷	وافق	موافق	۵۷	۱۰	
۲۱		۵	عاجادر	عابداور	عابداور	عابداور	ریضاً	۱۰	فق	فسق	۵۸	۱	
۲۲	ریضاً	۷	اللہ اث	احداث	احداث	احداث	۴۶	۳	چندروز	بعد چندروز	ریضاً	۷	
۲۳	ریضاً	۱۱	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	کشتاب کا	ریضاً	۱۰	تجربہ کارے	تجربہ کاری	۶۰	۱۲	
۲۴		۱۵	براجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	یہ راجہ	۴۸	۱۴	اور سیجا	اور ایسیجا	ریضاً	۱۵	
۲۵		۸	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	مقابلہ	۴۸	۱	ایکی	ایسکے	۶۱	۱	
۲۶	ریضاً	۱۵	دیوتاے	دیوتامی							۶۲	۸	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۵	۳	کوس زن	کوس زمین
۶۵	۴	اور زرت	اور غارت
۶۵	۴	نور والدینی	نور الدین
۶۵	۵	پسنے	پسنے والے
۶۵	۷	گذر رامین	گذر رامین
۶۵	۱۶	حیدین	عیدین
۶۵	الف آ	کور زرہا در	کور زرہا در
۶۶	۱۱	توپ بندوقچی	توپ بندوقچی
۶۶	۶	بادشاہ حکم	بادشاہ حکم
۶۸	۹	زبان	زبان
۷۱	۲	اس حبس	انس نوا حبس
۷۱	۱۴	عرصہ قلیل	عرصہ قلیل
۷۴	۶	خطاب	خطاب ہی
۷۵	۵	فوجہ	فوجہ
۷۶	۹	غرہ ربیع الاول	غرہ ربیع الاول
۷۶	۱۶	دولت عظمی	دولت عظمی
۷۷	۱	رتو مار	رتو مار
۷۹	۳	کنہیں	دکنہیں
۸۳	۱۱	دنیرہ	قوضہ
۹۸	۱	سندار	خدا و رسول
۹۸	۹	تخت سلطنت	تخت سلطنت
۹۸	۵	اور زبان	اور زبان
۹۸	۱۲		
۹۸	۱۴		
۹۹	۶		
۹۹	۹		
۱۰۰	۲		
۱۰۵	۴		
۱۰۵	۶		
۱۰۵	۱۶		
۱۰۵	۲		
۱۰۵	۱		

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۲	جو تو مالا کیا	جو تو مالا کیا
۱۵۲	۱	پیر صدر خلیل	پیر صدر خلیل
۱۵۲	۱	میر عبد الخلیل	میر عبد الخلیل
۱۵۲	۱	وزیر اعظم	وزیر اعظم
۱۵۴	۵	حسین علیخاں	حسین علیخاں
۱۵۴	۶	ساتھ حسن	ساتھ حسن
۱۵۴	۱۶	اور دے سنتھ	اور دے سنتھ
۱۵۷	۱۱	اکہ خود	بلکہ خود
۱۵۹	۶	انا جانا اور	انا جانا اور
۱۵۹	۹	تنہا اور وا کیا	تنہا اور وا کیا
۱۶۴	۲	روشن	روشن
۱۶۴	۱۴	سب و سب	سب و سب
۱۶۵	۶	لیس کے	اس لئے
۱۶۶	۵	اس جگہ تو	اس جگہ کا
۱۶۷	۱	بلسر	بکسر
۱۶۷	۳	او اور	اور اور
۱۶۸	۳	صوبہ دار	صوبہ دار
۱۶۸	۱۱	صمصام الدولہ	صمصام الدولہ
۱۶۹	۹	ناصر خاں	ناصر خاں
۱۶۹	۹	اس مرعیہ	اصل مدعیہ
۱۷۰	۶	صوبہ کابل	صوبہ کابل
۱۷۰	۱۲	فقد جاں	نقد جاں
۱۷۰	۱۴	سنگر	سنگر
۱۷۰	۶	پیام	پیغام
۱۷۲	۶	تیمور شاہ	تیمور شاہ
۱۷۲	۷	آوارہ	آوارہ
۱۷۲	۹	باوجود	باوجود
۱۷۳	۱۶	سلطنت شیدو	سلطنت شیدو
۱۷۳	۲	مذدور عالم	مذدور عالم
۱۷۴	۱	باوجود	باوجود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۹	۱		
۱۱۸	۸	نہاتی نہی چوکہ	نہاتی نہی چوکہ
۱۱۸	۶	منع کیا	منع کیا
۱۱۹	۱۱	قبول کیا اور کہا کہ	قبول کیا اور کہا کہ
۱۱۹	۹	جب اصل موعود	جب اصل موعود
۱۲۰	۱۳	مجاور تہا	مجاور تہا
۱۲۰	۱۳	اس طبقہ کے	اس طبقہ کے
۱۲۰	۱۰	عرف شاہ	عرف شاہ
۱۲۰	۱۴	عرف سلیم پسر	عرف سلیم پسر
۱۲۴	۱۶	حرارت کہ	حرارت کہ
۱۲۵	۴	اور نام سکا	اور نام سکا
۱۲۶	۲	اخیر کہ جسکا	اخیر کہ جسکا
۱۲۶	۳	یاد نہیں ماندہ	یاد نہیں ماندہ
۱۲۹	۴	مسکنی کہ	مسکنی کہ
۱۳۵	۲		
۱۳۶	۳	صورت ہیں	صورت ہیں
۱۳۷	۱۳	واضح ہو	واضح ہو
۱۳۸	۹	اور اول	اور اول
۱۴۰	۵	مع زین	مع زین
۱۴۱	۱۳	شرف حضور	شرف حضور
۱۴۳	۹	چونکہ اسمیں	چونکہ اسمیں
۱۴۵	۱۶	ظفر اسیکے	ظفر اسیکے
۱۴۶	۱	اور بیت بہام	اور بیت بہام
۱۴۷	۳	روزہ حضور	روزہ حضور
۱۴۷	۱	احسون سے	احسون سے
۱۴۷	۸	عالم گیر	عالم گیر
۱۴۸	۱۲		
۱۵۰	۲	سرا پہ	سرا پہ
۱۵۱	۳	اسکو نکہ	اسکو نکہ
۱۵۱	۸		
۱۵۱	۱۱		

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۲		
۱۵۲	۱		
۱۵۲	۱		
۱۵۲	۱		
۱۵۴	۵		
۱۵۴	۶		
۱۵۴	۱۶		
۱۵۷	۱۱		
۱۵۹	۶		
۱۵۹	۹		
۱۶۴	۲		
۱۶۴	۱۴		
۱۶۵	۶		
۱۶۶	۵		
۱۶۷	۱		
۱۶۸	۳		
۱۶۸	۱۱		
۱۶۹	۹		
۱۷۰	۶		
۱۷۰	۱۲		
۱۷۰	۱۴		
۱۷۰	۶		
۱۷۲	۶		
۱۷۲	۷		
۱۷۲	۹		
۱۷۳	۱۶		
۱۷۳	۲		
۱۷۴	۱		

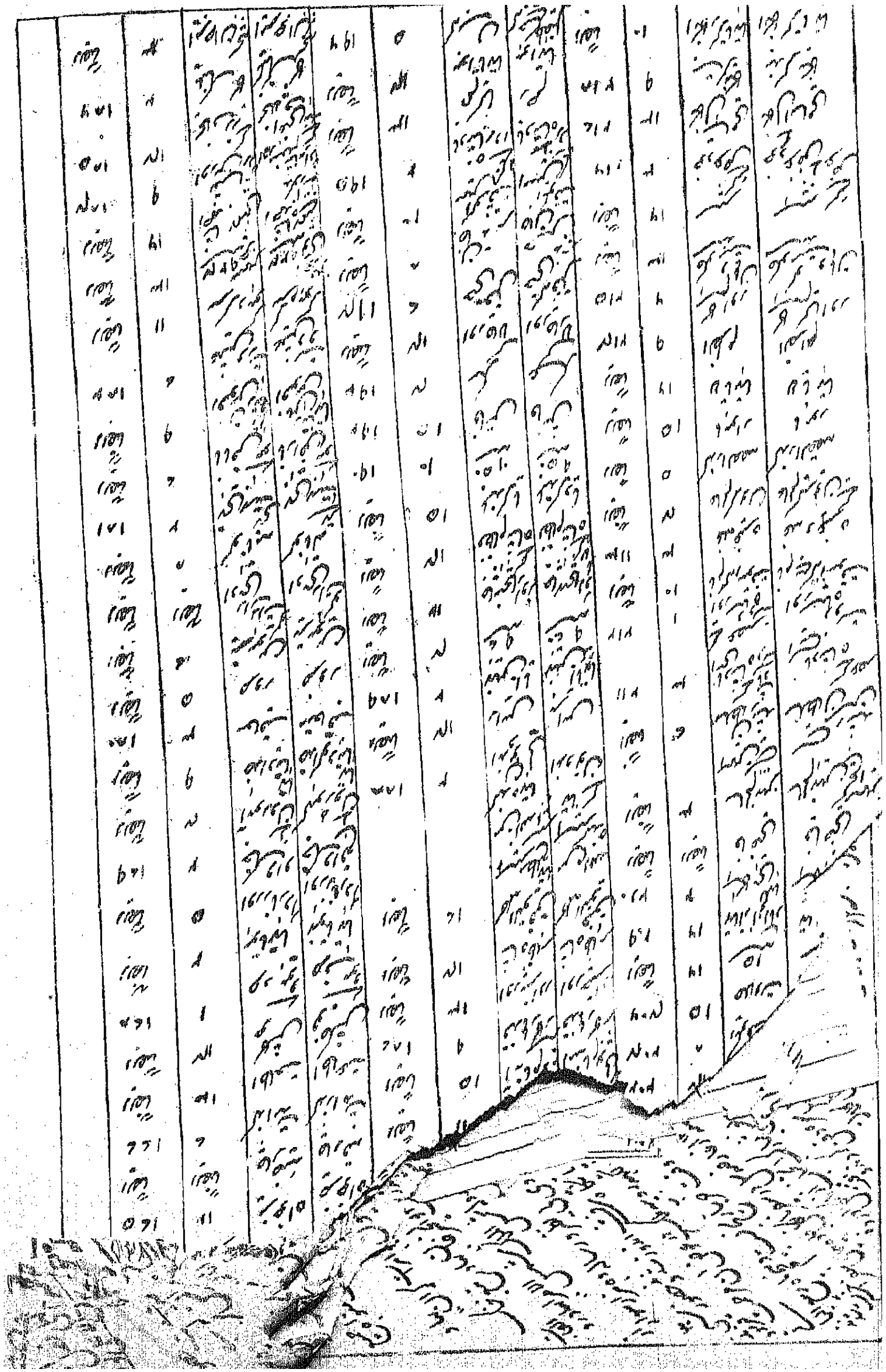

| | | |

| | | |

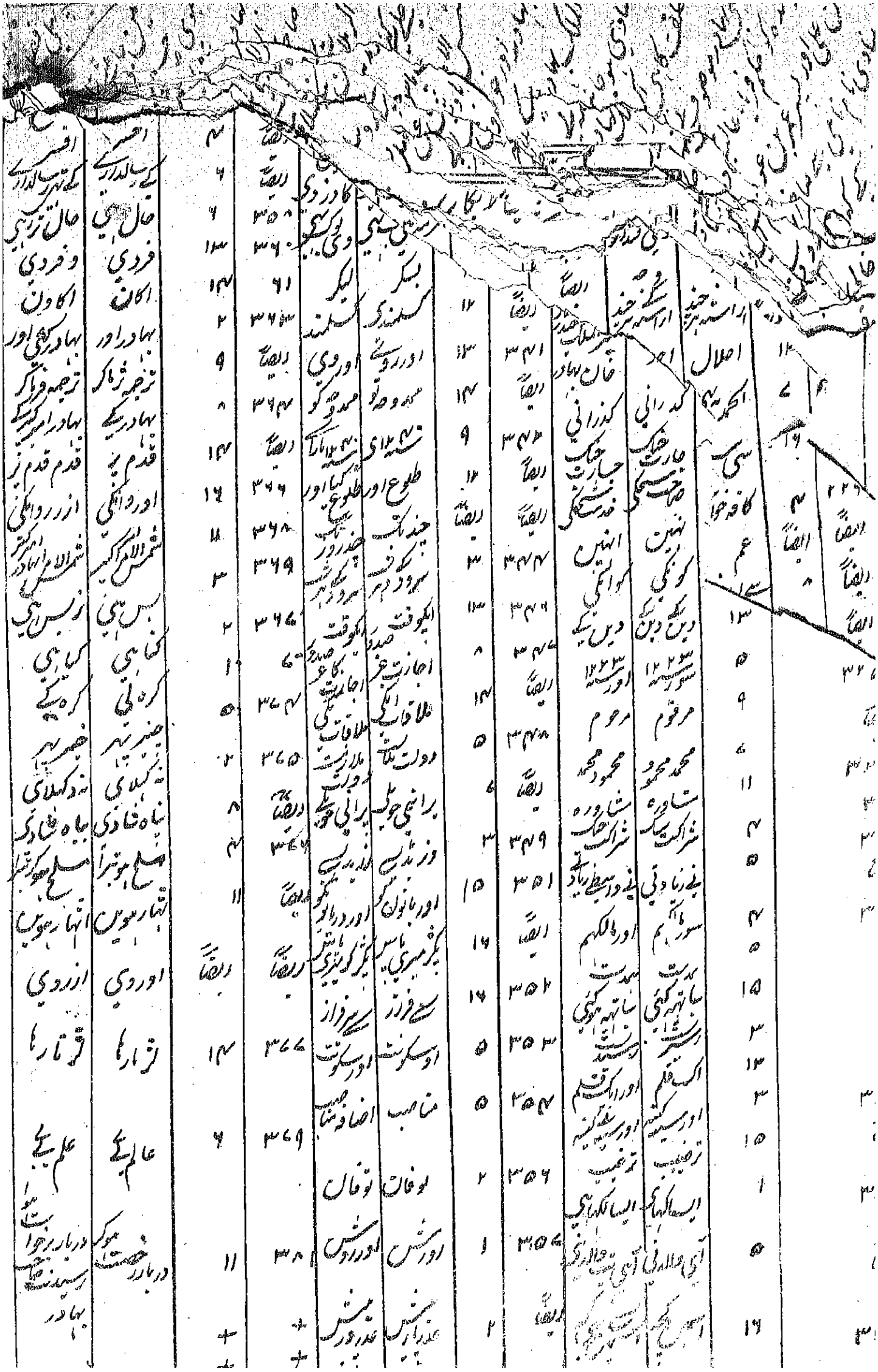

۳۹۶	۱۳	فرت	فرات								
۳۹۷	۳	ہزا	ہوا								
۳۹۳	۵	سوجڑاہا	جوجڑاہا	۹							
۳۹۹	۹	جھوبتے	جھونٹے	۴۱۰							
۳۹۹	۱۲	محسن صعدار بن	محسن صعدار	ایضاً							
۳۹۵	۱	نخل بہر	نخل کے پہر	۴۱۱	۳						
۳۹۷	۱	نل انی	نل آی	ایضاً	۴						
۳۹۸	۱۵	ایک ایک کو	ایک کو								
۳۹۸	۲	چاہایتے	چاہاہتے	۴۱۲	۱						
۳۹۹	۳	اور فتح قصا	اور فتح دروازہ	۴۱۶	۴						
۴۰۰	۳	معول ہیا	مول ہے کیا	ایضاً	۵						
ایضاً	۴	روز سے بقید	روز سے بقید	ایضاً	۳						
ایضاً	۸	عبادت	عبادت	۴۲۱	۱						
ایضاً	۱۴	بہتر سی	بہتری	۳۲۲	۱۴						
۴۰۴	۱۳	کاروہ ای	کارروائی	۴۲۳	۱۵						
۴۰۵	۴	ان دہ جمعدار	ان دو جمعدار	۴۲۷	۴						
ایضاً	۴	ضبط تنخواہ	فیصلہ تنخواہ	۴۳۱	۱۴						
ایضاً	۶	سراسراج الملک	سراسراج الملک	۴۳۲	۵						
ایضاً	۱۰	بابت تنخواہ بور	بابت تنخواہ	۴۳۳	۳						
ایضاً	۱۶	بانانک بخش	نانک بخش	ایضاً	۱۲						
۴۰۷	۶	۱۱۶۹ سنہ	۱۲۶۹ سنہ								
ایضاً	۷	ہوتے او سن	ہوتے اور سن	۴۳۴	۲						
ایضاً	۱۰	ہوشب نوازہ	دست نواز	۴۳۵	۷						
ایضاً	۱۵	والاشراق دو	والاشراق	۴۳۶	۲						
				ایضاً	۴						

		ذکر حضورہ	ذکر حضورہ								
		چار منار کے	چار منار کے	۴۴۷							
		جایئے	جایئے	ایضاً							
		مسجد کے کو بتے	مسجد کے اول کھنے	۴۴۸	۴۱۶						
		بدستور و غیرہ	بدستور عنبر	۴۴۹	۷						
		جب فرد	مانا میرصاحب	۴۵۰							
		ایک نصف	ایک نصف	۴۵۳							
		اب ضمن	اب ضمن میں	۴۵۹	۶						
		بہادر	بہار	۴۶۱	۶						
		چوانیں	چونکہ انہیں	۴۶۲	۱۱						
		راے راجہ صاحب	رای راجہ صاحب	۴۶۳	۱۲						
		اور اسپر ٹنڈنٹ	اور حکم اسپرنٹنڈنٹ	ایضاً	۱۵						
		ندا ہی	ندا ہوائی	۴۶۴	۷						
		وسپاہ پر	اور ملک و سپاہ پر	۴۶۵	۷						
		تنہا تنہا	تنہا اسکے	ایضاً	۹						
		بیا کیا	بیا کیا	ایضاً	۱۶						
				۴۶۸	۶						
		پنجاب ریب	پنجاب پر سب	ایضاً	۹						
		کیا ہنوز ٹی	کیا ہنوز ٹھے	۴۶۹	۱۴						
		۱۲۴۲ سنہ	۱۲۴۲ سنہ								
		سیر کے	سیر کے	۴۷۲	۴						

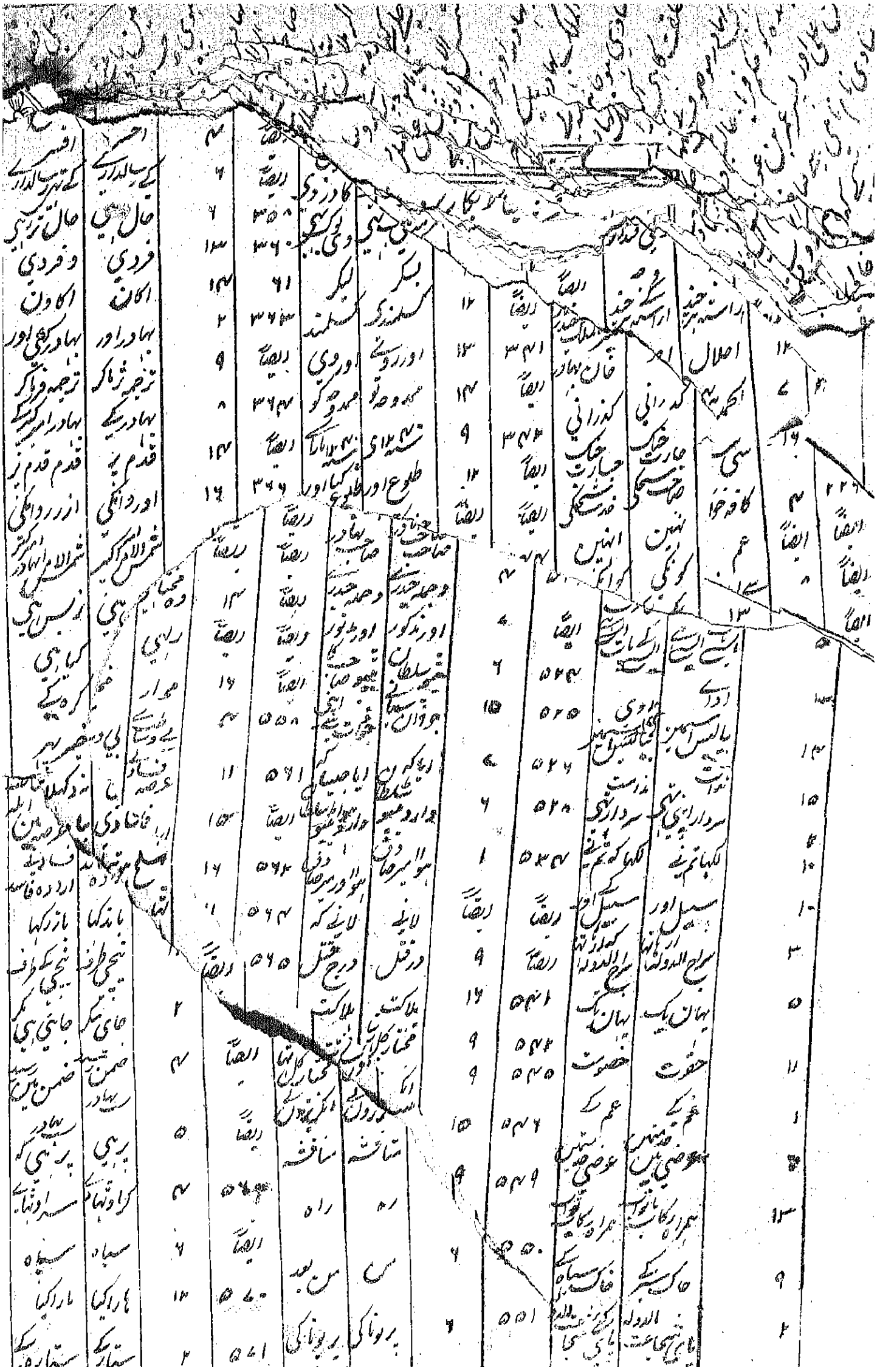

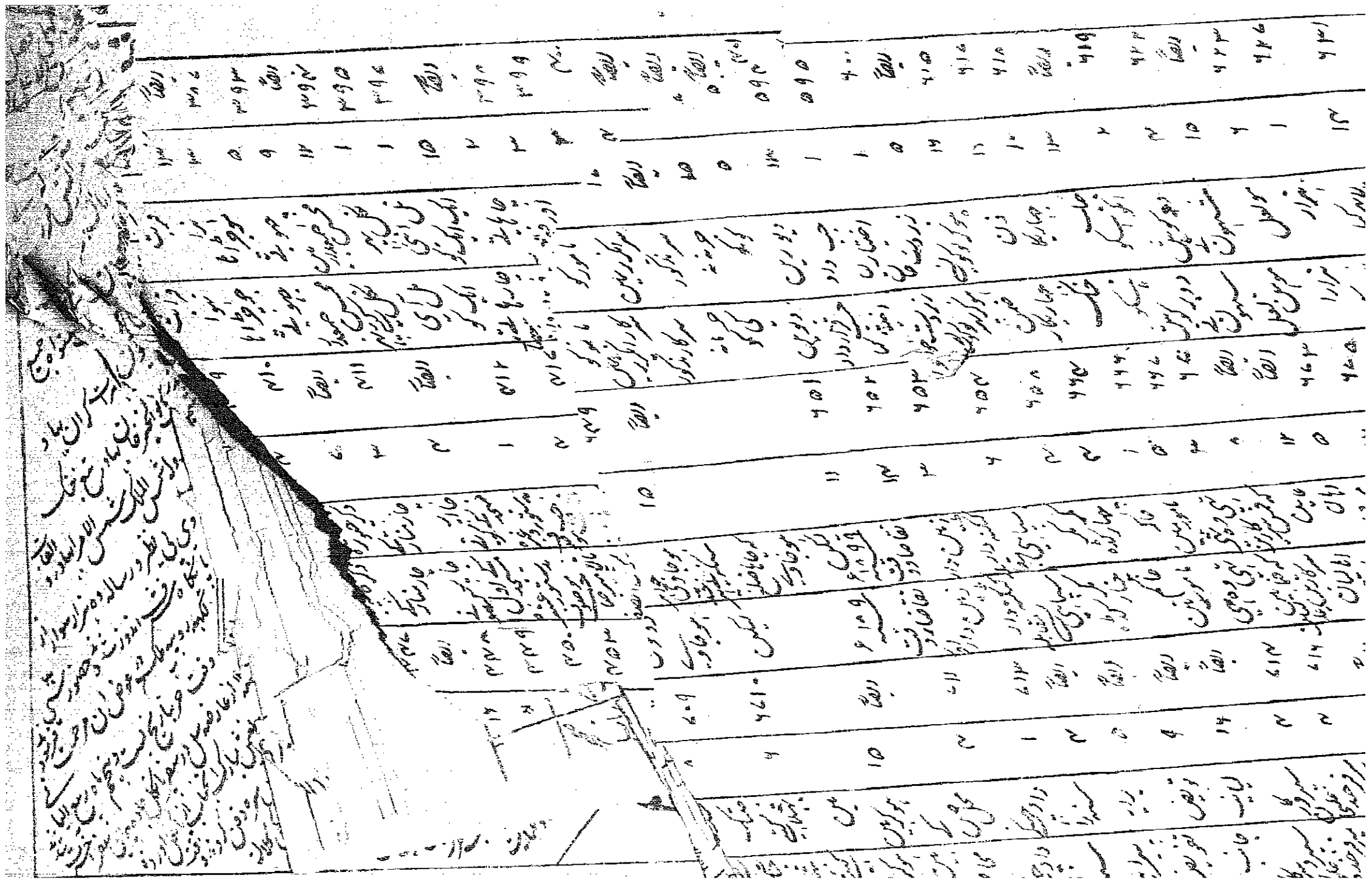

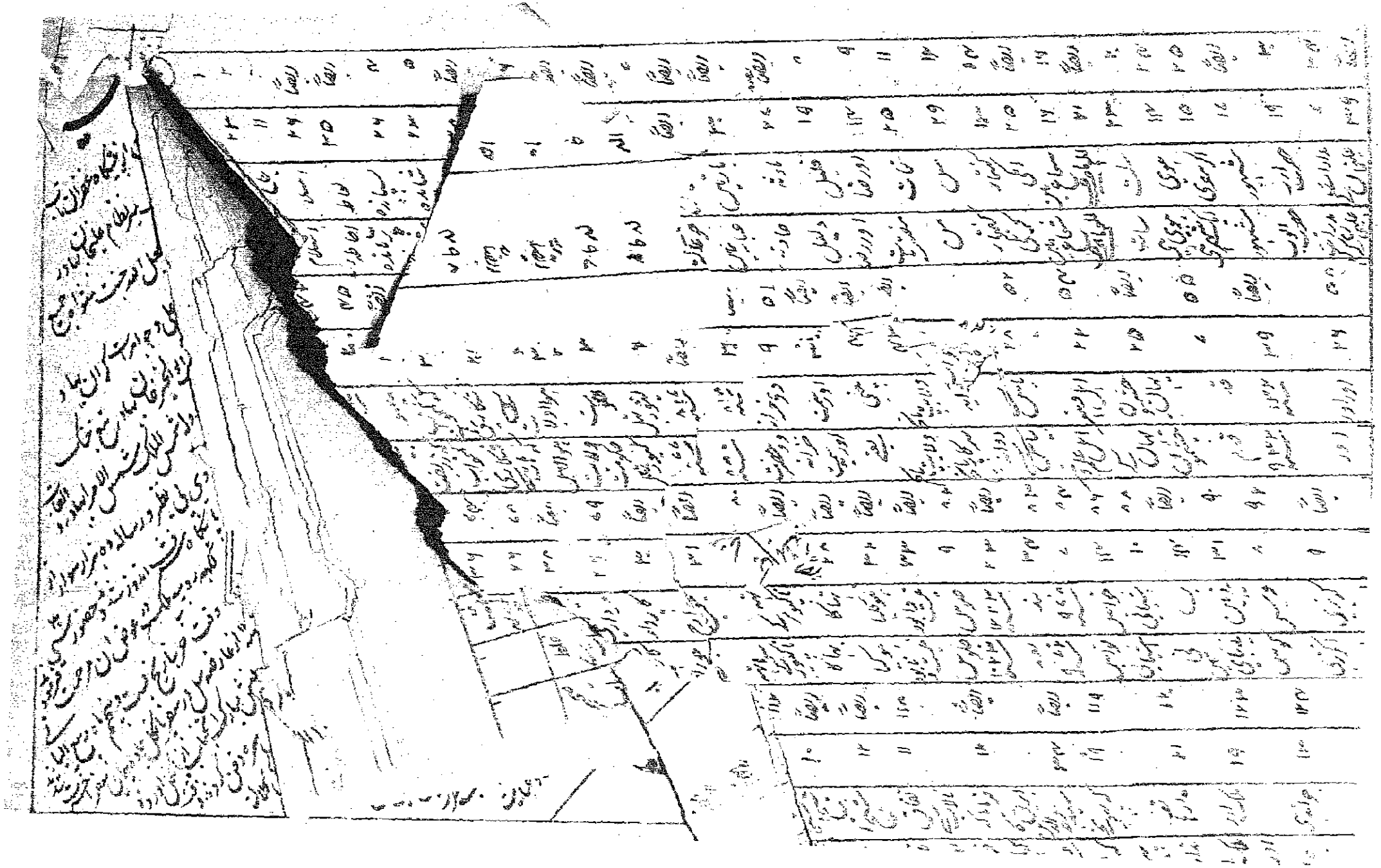

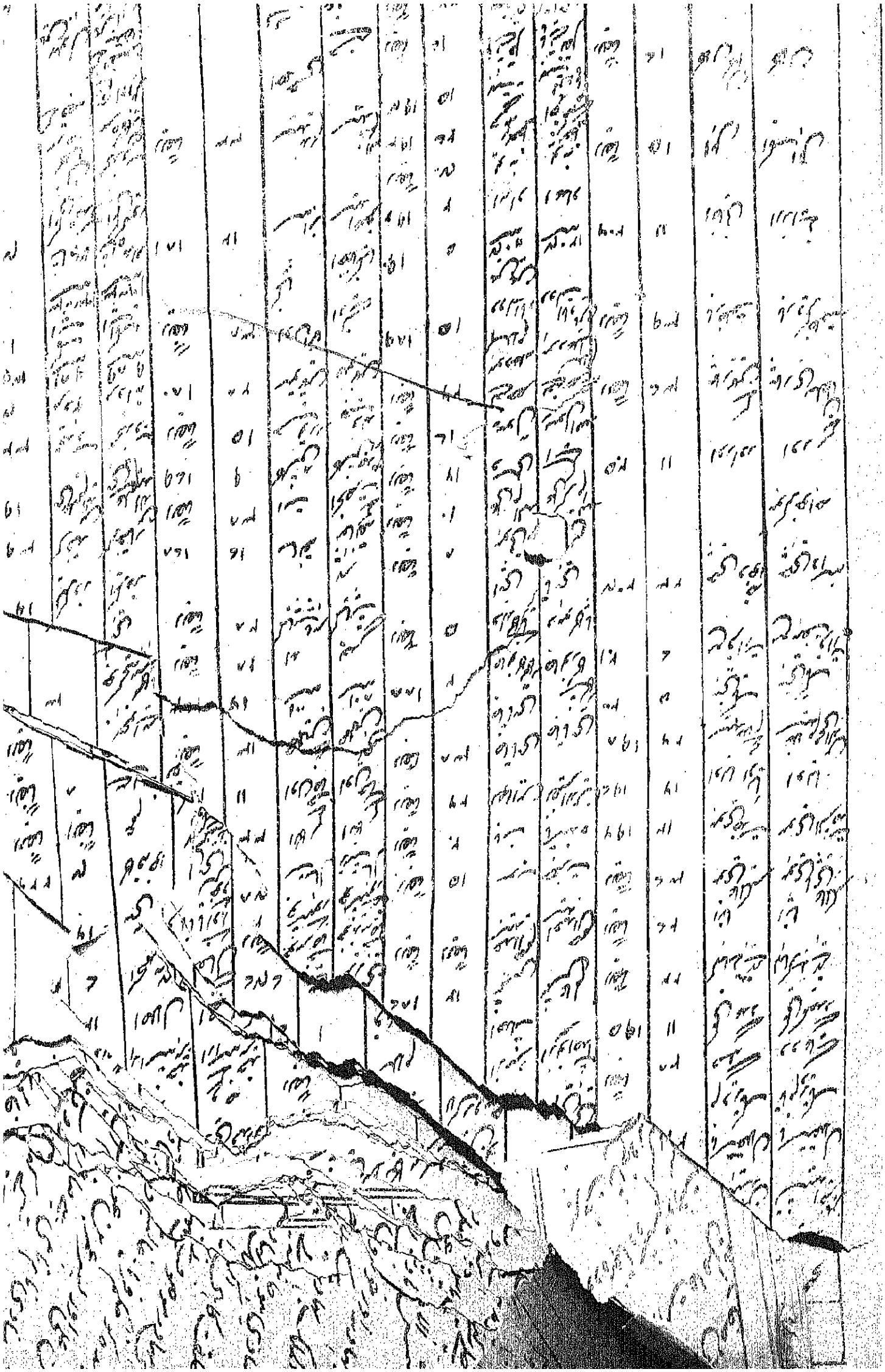

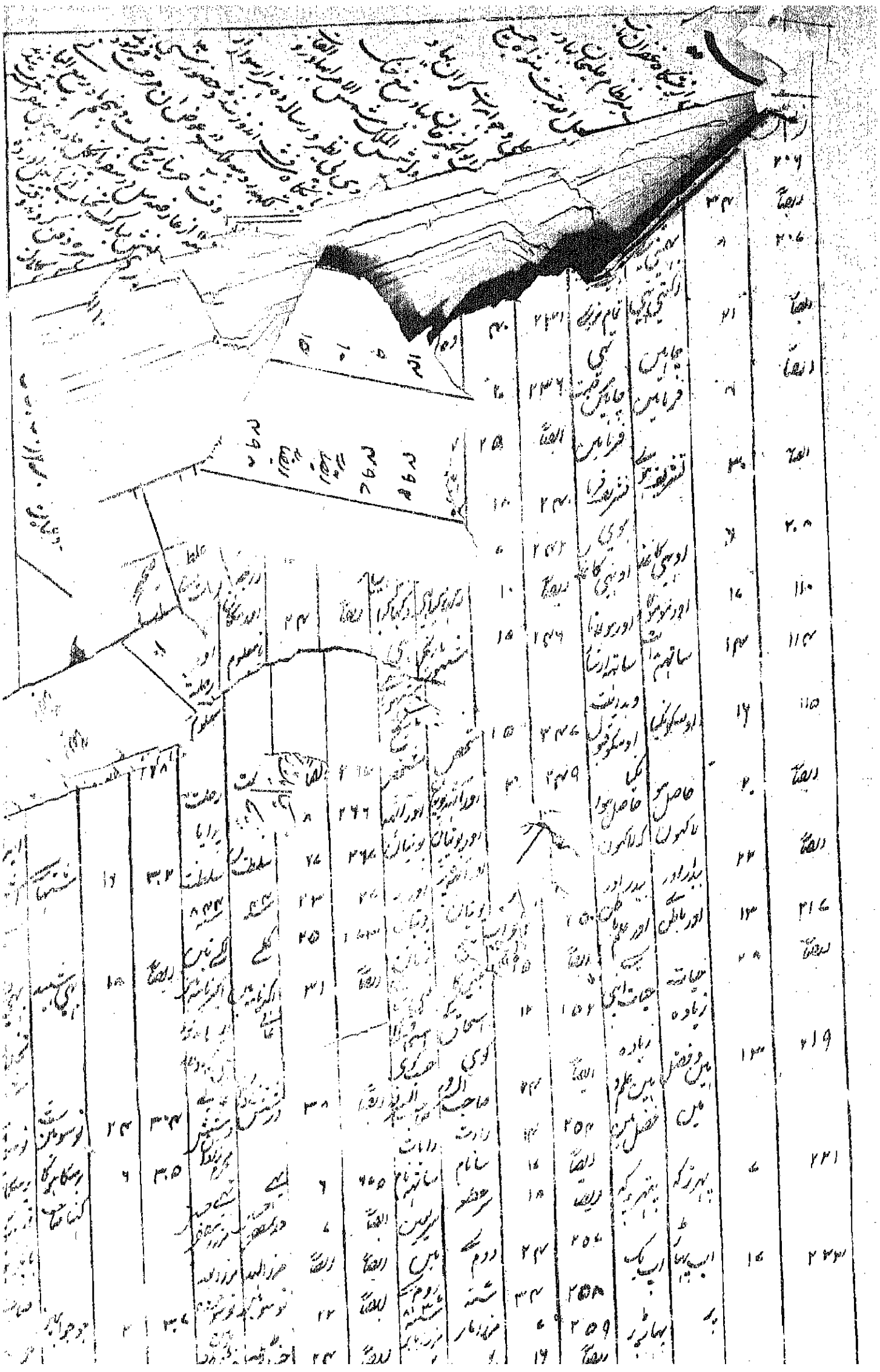

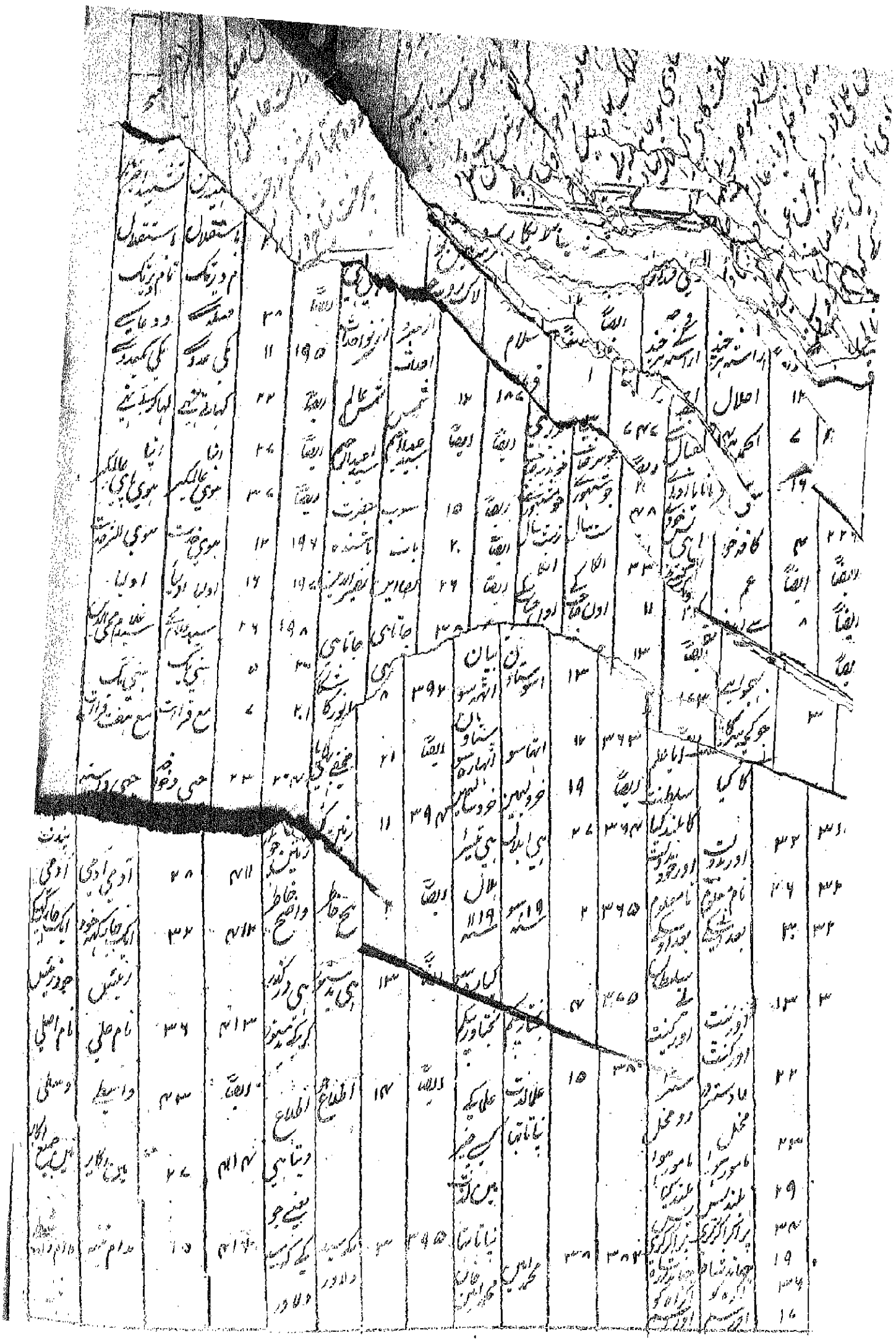

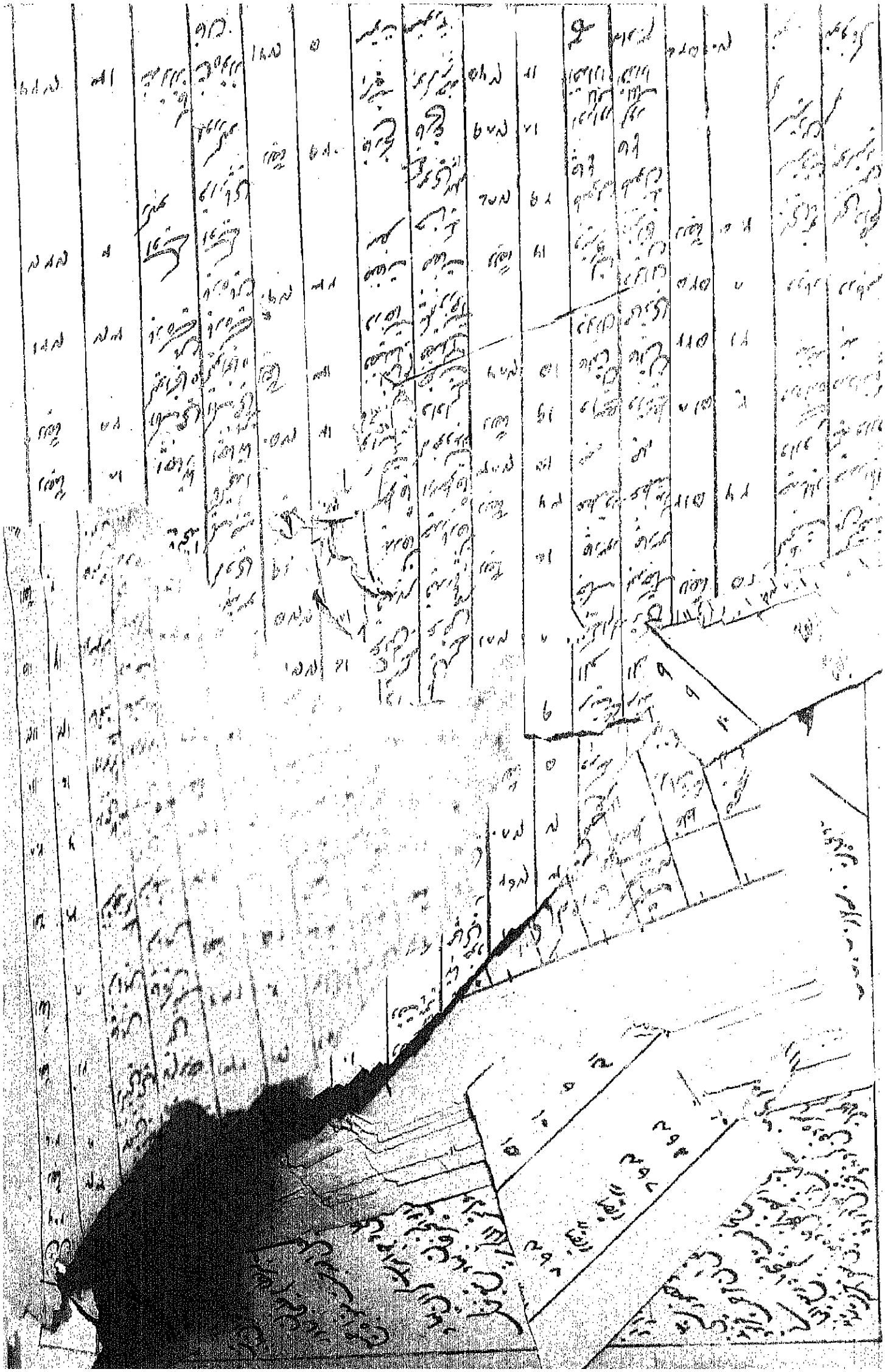

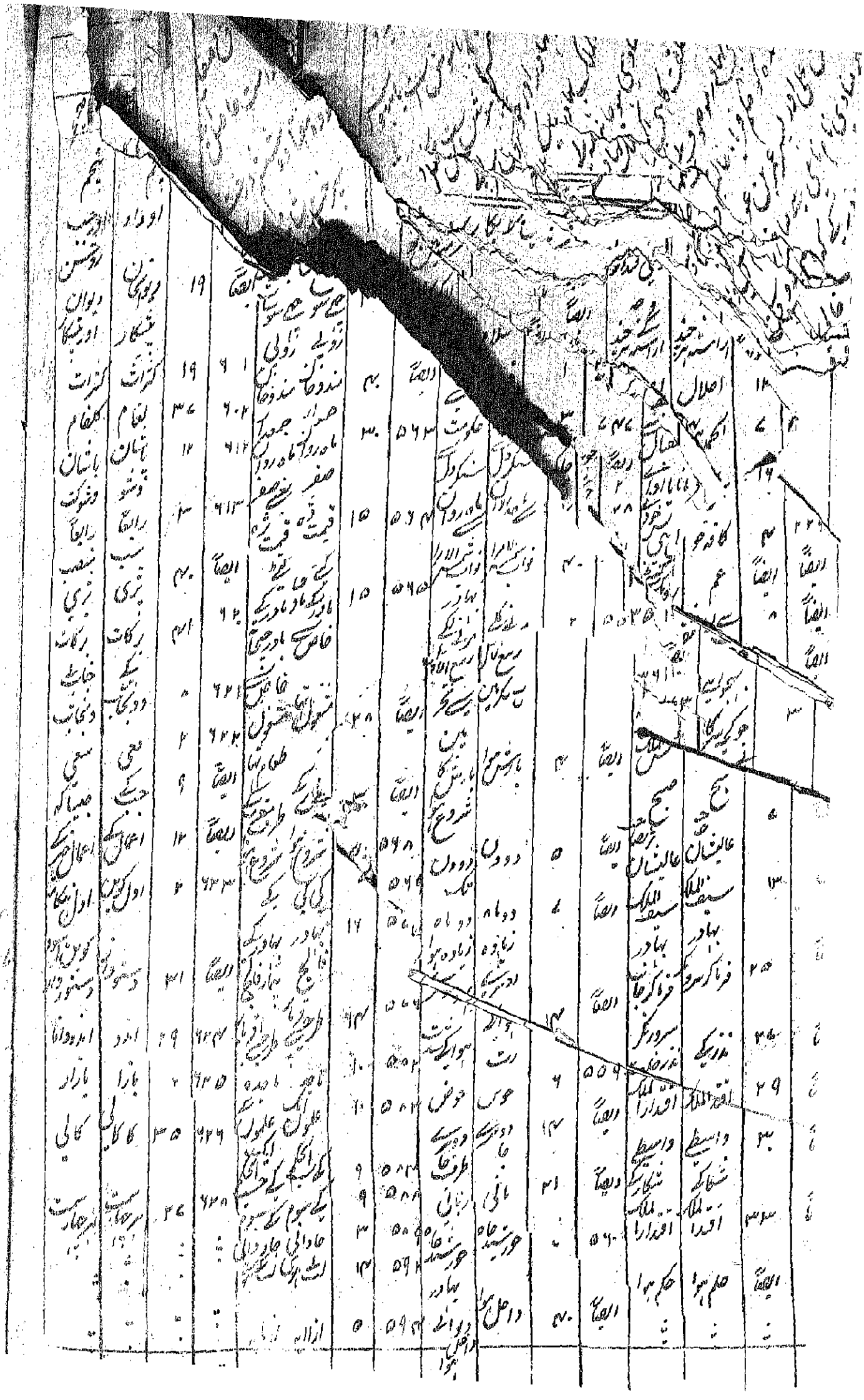

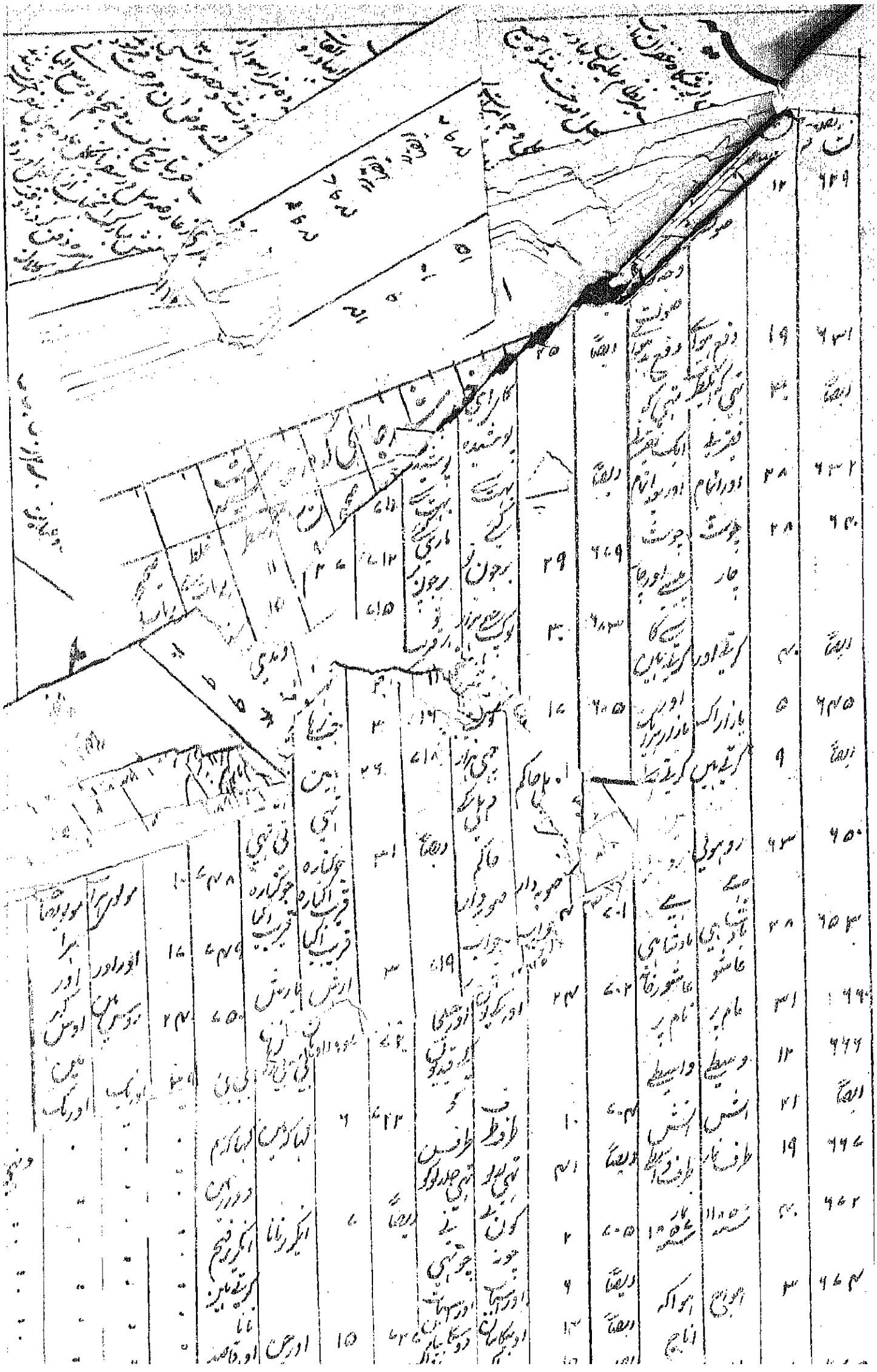

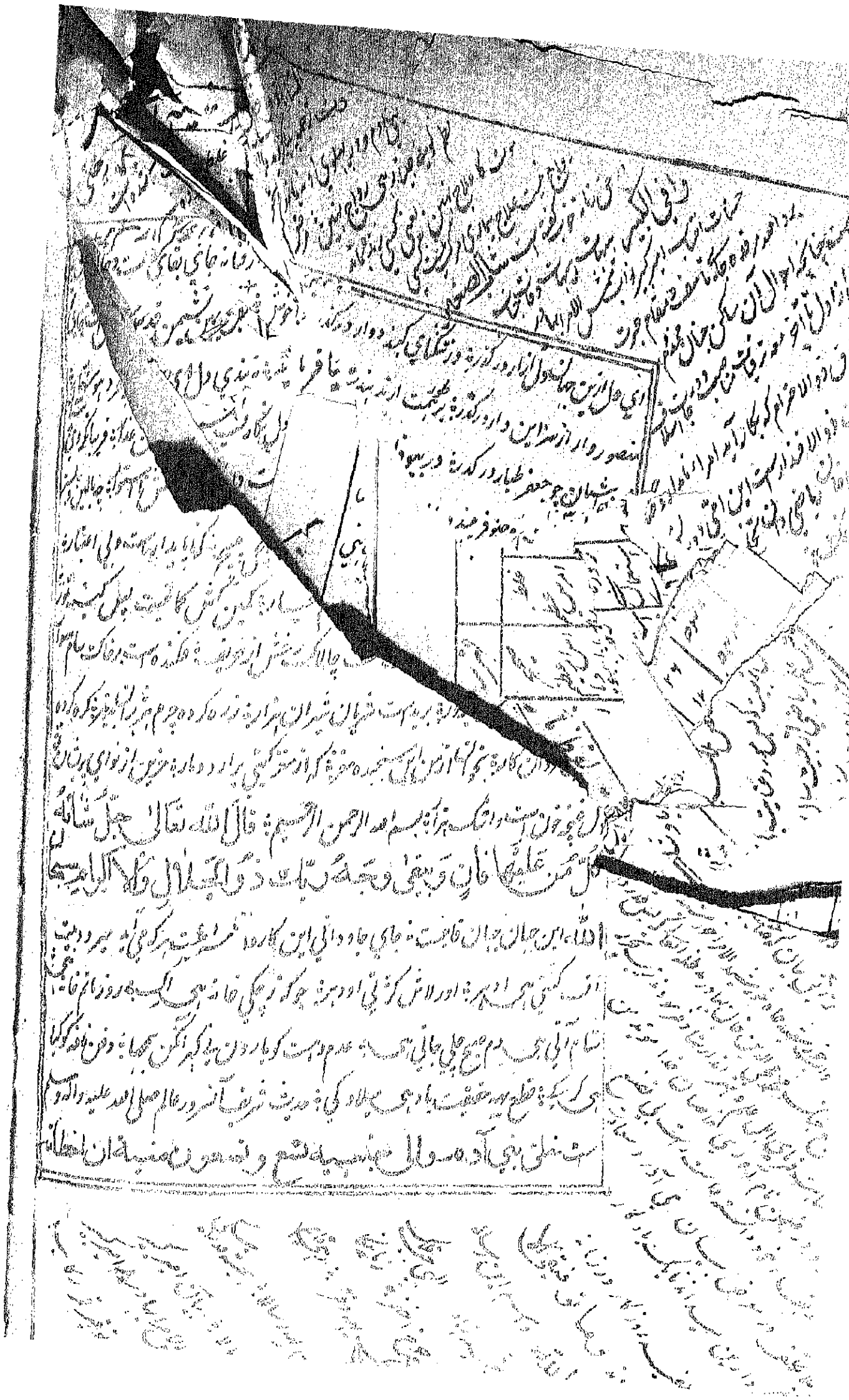

فلک جناب نواب شمس الامرا بهادر نام اصلی ابوالفتح محمد فخرالدین خان بهادر ولادت باسعادت ایشان در بلده حیدرآباد
در بیست و هشتم ماه رمضان ۱۱۹۵ هجری بوده است در خورد سالگی بعد تقریب رسم خوانی پیش قبله گاهی خود خورشید
الدوله غورشید الملک و امام جنگ محمد بهادرالدین خان بهادر از خطاب عم اصلی ابوالبرکات خان که آن نوجوان در جنگی
شهید شده بود مرقد آن در پرهان پور پهلوی دالان بندگان عالی غورسند و بهره فرمود در سنه ۱۱۶۱ آفتاب
بلکه ازان بهتر تر که برجرم آن لکه هاست و این درذات و صفات از سیاهی جرم و خطا پاک و بیباک سلسله صحیح حسب
و نسب جداعلای آن بحضرت شیخ فرید شکر گنج قدس سره العزیز میرسد این شیخ وارد دهلی در اولاد خواجه ابراهیم سلطان
بستند مبدا بزرگان آن از عمر خطاب رضی الله عنه است خاندان انعامی خانوادهٔ شیخی شیخ کلوچهار مردی
و شیخهای دستبانشانی همان بیان محمد ابوالخیر خان بهادر جداعجد امیر کبیر نواب شمس الامرا بهادر اول
محمد ابوالخیر خان بهادر بواسطه جداعجد نواب امیر کبیر شمس الامرا بهادر صیغه نوکر اختیار نموده خطاب خانی یافتند
در دربار محمد شاه پادشاه دهلی منصب علی داشتند وطن اوشان شکوه آباد دست خوش روزگار و آسوده
حال بودند من بعد وقتی که اعلی نواب مستطاب معلی القاب آصفجاه نظام الملک بهادر طاب ثراه ازسنه
اراده دکن فرمودند همراه رکاب ظفر انتساب اوشان شده وارد معموره دکن گردیدند نواب ممدوح منصب
هزاری و سه پانصد سوار و از جاگیر مشیر قرار شاد کام فرمودند و در عهد نوابی صرخانجی شهید و امیر الممالک نواب بجلالتجنگ
خطاب شیرجنگ بهادر امام جنگ و بالکی چهارداری سرافرازی گردیدند انتقال محمد ابوالخیر خان بهادر
در شانزدهم ربیع الاول سنه ۱۱۶۱ هجری از شدت مرض لقوه و فالج در شهر برهانپور شده است
مرقد مبارک آن در همان شهر است محمد ابوالفتح خان بهادر والد امیر کبیر نواب شمس الامرا بهادر
بعد محمد ابوالخیر خان بهادر فرزند ارشد اوشان محمد ابوالفتح خان بهادر بسبب کثرت خدمات نمایان و سعادت

هیچ مکانی نبود که ناگاه مشبی هوای تند وزید و باران چنان بارید که تمام خیمها افتادند و مردم لشکر تمام پریشان
مستغرق شدند آن وقت حضور جمله مستورات محل را در بنا یعنی کاریهای کادی سوار کرده اینها را
بشکن بدرقه رت استاده شده متوجه طرف ملاحظه لشکر شدند چون که برق بسیار خشید و روشنی آن یک
چیز خشید بار بار یک طرف نظر می آمد بما بازان حکم شد که بروید این چه درختان است آن آمده
می بینید تیغ جنگ بهادر تیغه در دست گرفته و این شش بار آن طرف خیمه گاه ایستاده اند این درخشنده کی قبضه
او نشان است جای است و اوطاق محل اوست نقل مشهور است که یک حضور از راه عنایت ملک خود را
مرحمت فرمودند تیغ جنگ شمس الامرا بهادر تمام شب در آن میکشید نصف شب یا قبل از شب باز بما بازان فرمودند
که بروید بین که شمس الامرا بهادر چه میکند آن رفته دیده برگشته عرض نمود که جهان پناه برای خوابیدن امر فرموده بودند او تیغ
جنگ را انداخته اند و کردان میکردند حضور تبسم فرموده خاموش ماندند چه خوب ادا است بر فارسا بندند نقل است
که حضور یکبار فرمودند پیلی ای شمس الامرا بهادر از سطوحا یک باغی درست کرده است شما هم یک باغ درست بکنید
عرض کرد هر چه فرمایند پیش سپاه خود در آن یک یک چیلتو ها و دکانها طاس کنج اب و طاس شیخ و غیره یعنی بنا بسیار کرده
آراسته کرده عرض نمود که حضور باغ بسیار خوب ساخته اند و ما آنقدری بسیار خوب نخواهیم ساخت مقابل مدین است بعد حضور فرمودند یعنی
حضور فرمودند خوب یاد آورده دیدن میکنم عرض کرد که قدم رنجه فرمودن ضرور نیست آن باغ باغ مدین است
همین جا بخدمت حاضر شده حضور فرمودند بیارید تمام جمعیت را یک سیر دسالی بدرخشندگی و خوشنمایی بخدمت سلام آورد
و اداشت حضور چون ملاحظه فرمودند عرض کرد که این باغ همچنین باغی است که باغ هر کس که خواسته باشند
میگیرند چقدر سخن لطف است آن وقت حضور بسیار خوش شده و یک باغ نزد یک باغ مدین بنا یافت کرده
چنانچه تا حال موجود و برقرار است غرض از نباشتن سپاه قلی بود غذاهای خوب خوب تربیت دادن

رسالهٔ ۵۰

نواب ممدوح همچنین مجلس و انتخاب میفرمودند که اکثر در سواری هم پهلوی خود در عماری می نشاندند چون دیر شد
نان تو یک خاصه که در محراب عماری امانت میباشد همان جا نشسته غذا را تناول میکرد و آب خاصه از دست
میخورانیدند امجد الملک بهادر که درخواصی میبودند عرض میکردند خداوندگار شما چه میشود میفرمودند شما
چه کار شما درین میان هیچ نگوئید میان ما و ایشان معامله دیگر است و تا سیدن بدن بموغ در حرم سرا میروند
بیکمات را اذن رسیدن میدادند در یک تقریبی یعنی عروسی عماری زر دوزی دو جهاره دار که عبارت از دو
هنوز موجود است فصل باز در عهد خود منفرت منزل سکندر جاه بهادر حضور سیوم او شان هم
بردوش و طور غفران مآب با عزاز و اکرام میکرده اند هر وقت میان دعوتها در خانه او شان آمده
خاصه میل کردند رقص و بدن سنجوشی مراجعت فرمودند دستور العمل او شان بود در عهد آن حضور
ولادت منجلی فرزند محمد رفیع الدینخان بهادر مدظله در خاص ایوان ریاست شده است بلکه یک صاحبزادی
هم در محل خاص حضور پیدا شده است فصل دحضور چهارم غفران منزل نواب ناصر الدوله بهادر جو
شدند خطاب امیر کبیر عطا فرمودند و بشیر الملک محمد سلطان الدینخان بهادر را صاحبزادی سلطانی بیگم صاحبه
و افتدار الملک محمد رشید الدینخان بهادر را حشمت النسا بیگم صاحبه دو فرزند را شش الامرا بهادر ثانی دو عروس
با تطراق رئیسانه شادی کرده دیگر قریب کردانیدند دیگر بران این افزایش که خود بسیار بجد شده بعد
راجه چندولعل را در ۱۲۶۵ هجری دیوان خود ساخت من بعد حال حضور فیض گنجور آصفجاه بهم افضل الدوله
بهادر سلطان دکن خلد الله ملکه و دولته طال بره و احسانه این عنایت را با قصی غایت رسانیده
که صاحبزادی خاص خ د حسین النسا بیگم صاحبه محمد محی الدین خان بهادر فرزند کلان اقتدار الملک بهادر را
از بطن عفت پناه حشمت النسا بیگم صاحبه صبیه مغفرت منزل انداده اند از خوشی خانه خود داد شان

قصیدہ ولادت باسعادت

ہوی ہی عید کی روشنی ہر خوشی + کہ اسمین کہ جسنے اتارے ہی ہی پیکی + وہ
ابن امیر کبیر عالیقدر + بہادر ابن بہادر سخی ابن سخی + وہ کہ ان آصف ثالث کی بنت کا
ہی ابن + وہ ہی نظام چہارم کا ابن اخت سہی + خطاب اسکے بدر کا ہی اقتدار الملک +
کہ جسکا بندہ احسان ہی ماہ اور ہا ہی + حضور حال مہین انکا خاص خویش ہی وہ ہ دکن
کی جسکو عطا کی خدا نے ہی شاہی + ہوا خطاب سے خورشید جاہ کا اوسکو + فروغ خلق
ہی وہ مظہر العالی + مبارک اوسکو ہو تقریب اس ولادت کی + کہ اوسکا شکر ادا مکن
ہو نہین یہہ دعا + کہ نسبت یہ ترقی پہ جلد ہو اسی + خدا کہ فضل سے آتا ہے اب اکہ سال +
برای اوسمین ہماری جو ہی رضا سے دلی + خضر حیات سلیمان مکان سیع خصال + ہو شاہ زادہ
کہ خوش جسکو دیکھکر ہوی + اور اسکی تسمیہ خوانی کی خود امیر کبیر + مچا مین دہوم کرین سیاہ پہر زہی
خجلی + یہان یہ کہ جو امرا رون کے شمس ہین حضرت + سلامت انکو رکہے حق ملک بخش ہی +
اسیطرح سے رہین شاد اقتدار الملک + زیادہ جاہ ہو خورشید جاہ کا یون ہی + ہمیشہ اپنے
رہی والدین کا سایہ + ہو اسکے سایہ مین اولاد بارور انکی + اور انکی آل کی اولاد کی جو
ہی اولاد + رہین مدام وہ سایہ مین سیکے شاد سبہی + کرون خطاب کی تاریخ عرض
شاہا + کہ جسکی دوسری ہو بحر دوسری ہو روی + ؛ قولہ :-
جب روز عید فطر ہی خورشید جاہ کا + نخت خطاب خویش کو اپنی

رسالہ

اہل کمال زہی ذی جلال و اقبال باد تا جہر
پاک کہ بزم دل مجلس ہی دین دار باد تشریف
بنگ کہ دار دولت کند فخر باد دولت
کش ہمتی کی طبع فیض مزاج ارباب
راضی از خلق و خالق دائم قرین توفیق
شعار اسلام اگر فرد روزگار سہیل
نوین و خوش نوید ہو ہر صبح و شام عرض
مضمون ہم یکہ کمال بود جمع و خرج

و علم برتک کین از زبان انگریزی در زبان هندی اردو ترجمه کرده نام آن مشتمل نهاده و بدستور انرا هم
چاپ نموده بر طالبان علوم تقسیم کردند غیر ازین دیگر بسیار کتب رساله جغرافیه و کره و کیمستری و اریثمیتک
و بیلکارتم و کسورات عشری و حساب وغیره دیگر مسایل علوم چند که نام آنها هم مردمان اینجا نشنیده باشند
ترجمه نموده و بعضی از انها را هم چاپ کرده بتقسیم نمودند و ارادهٔ بعضی بود معلومات علم عمارت بسیار خوب در
نقشه پیشی مشتاق اینجا نچه از اصد اثاث بانمات و عمارت بخصوص صنع باغ جهانما و مکانات بود و باشش طاهر
و باهر است هزاران آلات علم اقسام اقسام هنرارات ان روبه فرسنتاده از ولایت طلبیده شد و کتابهای
انها را ترجمه کرده فقط از جودت ذهن خود عمل هریک بخوبی همچنین میکردند که دانندهٔ ان فن دیده تعجب
میکردند و همچنین میگفتند که این علوم و این آلات در ینجا نیست شما را کی آموخت شما از کجا یاد کردید
این اصل است و این نقل و بسیار تر از یک خود هم ایجاد میکردند همچنین که مطبوع اهل ولایت باشند چون
هر عرض خواه عرضی باشد خواه عملی در هر امر مختصر معقول موافق فهم ان دادن قوانین سرکار بادشاه و ان
بسیار درست مطبوع پسندیده بیشتر در تقریبات عروسی بهار دهم هنرها ترانش بانو نمودند و از برای
ارائیش و آتشبازی وغیره در راه و بازار هجوم میکردند در مزاج ضبط هر قسم اوقات عادات خود را از
سنه خود به وغیره ساعات و دقایق روز و شب چون کرده بودند در تمام عمر فرق یکدقیقه در
هیچ حالت نه در صحت و نه در بیماری نشد الات زمانه صنع الهی کهتر بالس بهترین حسبی دل
تا بمنظر اینده را بمنظر هر طرح تازه متحرا کرامتی خشکی بابش طوفان وغیره در یابند و در همه مکانات

عنایت فرمودن عافیا بعنی هزاری مقرر کردن تاریخ بست دیم این ماه ذکر نمودن شمار آنجا
بودیکی مانده بود بوجع مکه معظمه پس امد تعالی نصرت آشیان معظم الملک محمد
زمان بهادر مرحوم ترقی داد
سیار دست بعضی امور ضروری چون رقص وغیره چیزیات که خلاف شرع نباشد پس آن مقتضای
خواهش نفس و از طبیعت هم مطلع بشی سیر چنانست با خدا آدمی
قدمبوسی چون آنشان تشریف می آورد دنادر دربار استقبال کرده مسکوک
یعنی قولی تبخیر خود میکرفتند این آداب مرشد بود خوف خدا هر کار را بر مرضی او کردانیدن بی انتها
بیچ امری نسبت بطرف خود داده نکرده بعد از عشا در حجره تنهایی
معلوم نیست که چه بخواست و چگونه زاری میکرد بعد فراغ باد
علما بسیار میکردند این قسم بوقت عید بغرعید نمی آمدند استاده
در ربیع الاول ربیع الثانی جنب وغیره چون دعوت دادند میفرمودند برای زیادتی تعظیم
کرفته دست همه شستن شیخ سعدی شیرازی علیه الرحمه چه خوش کفته است بیت تواضع
کند اکر تواضع کند خوی اوست + لیکن بر باکار در هر لباس که آمد بار یافت بازیکر هر چند دست کار
روبروی اصحاب قلعی زان باز میشد یعنی راز آن فاش میشد با اولاد نهایت محبت
میخواست رتبه هر یک را موافق رتبه خود بلکه مستحق زاید بلند پایه بخشیده بود همه را اعلی مقدور عطا کرده
خوشحال خاتمه الیال از هر قسم کداشته بود و آنها هم همچنین سعادتمند که همه تمام مشغول تفکر این عطیه عظمی

پیشانی بوده اگر کسی فوق تعریف کرد پس خود میفرمودند که من این قابلیت ندارم و همه قابلیت در ذات
امیری چنان مغفوره چنان منصب دیندار چنان درویش خو آزاد مزاج چنان عالم و بسیاری علم
کم استعداد ریاضی خود طبیعت بود لیکن بتجربه کار هایدیده خوبی عمر رسیده کار آزموده دولت مند صاحب
فراست از هر گونه بود خیرات از انواع اقسام میکرد تا فایده بعام خلق برسد چنانچه تا پنج دهم محرم بهراز
اخراجات دیگر بسیار خیرات و هر روزه مسلمانان را علم شدوان را خورده روبروی علی الصباح تقسیم میشد
حرفی دربین لطف است برای همین در ذکر کردن می آید کلاه نوا اطفال نابالغ را از دست خود میدوخت
میخوراندن پول دادن در دعوت عروسیها بخانه ملازمان خود رفتن جواهر و نقد و جنس و غیره هرچه باشد بعروس
و داماد دادن عیادت کردن جلوس شادیها بخانه خود دیدن تقسیم طعام امراء بلده و صاحبزادگان حضور مع اقربا و غیره
مثل روشنی و آتشباری و رقص و غیره بتکلف عظیم کردن طوری جوڑی طوری یعنی مجمعهای طعام جوڑی مجمعهای
خلعت بمردمان خود دادن خود دعوت حضور کردن شرائط ضیافت بخوبی سودی کردن نیازات بزرگان از افراط بجا آوردن تحفهای خوب بریانی پخته کرده بنده در سال چندین بار سیاه و
و مساکین خوراندن در ماه ربیع الاول هر دو وقت حدیث شریف نهایت مودبانه شنیدن که راقم
کسی را بهتر نشنیدن ندیده و دهم ماه تاریخ یازدهم بر شیرینی ختم شدن اهل خدمتان را زیست کردن خوب
هر قدر هر چند نادان و عصبی مزاج باشد باین طور کار کردن که مدتها روز بخته میدادن صحت او حال
خفیف بود هر که چندی ماند لیاقت حاصل کرد بهر حالت عزت پایه آدمهای خود هر قدر قدیم باشد همان قدر
پس در پناه و پرورش او شان نه در حمایت نبی درین همه سخنان استقلال از اینند تا انتها بر یک حالت ماند
در تمام عمر کسی ایذا ندادم حتی هوام و حشرات الارض را هم آزار نکردم حتی عقرب یعنی کردم و مایه کنونس یعنی

تحفه جات حضور پر نور ارسال نموده اند صاحب عالیشان با صاحبان دیگر دلی بیان یعنی خانوان ها
خانه باغ و باغ جهانسا نما بخانه او شان آمدن و ایشان با فرزندان در دعوت بکوشی میرفتن با استقبال
شدن با ندان عطر دان آمدن یعنی اورد ن کفشکوی محبت شدن و دستمال دوستی گفتن را دادن
همیشه جاری یعنی رسم احوال پرسی محافظت تن بطور خوب کردن سیر نشستن از اشیای مضرات پرهیز نمودن
از هوای سرد و گرم آب هوا خود را نگاه میداشتند کال همیشه خوشبو میداشتند لباس نفیس گرم میپوشیدند
غذای لطیف میخوردند حکمای انگریزی یونانی همیشه حاضر خدمت بودند چونکه تشخیص و دقیق اهل دولت مستقیم
است و ادویات دولتی قوی العمل و سریع التاثیر است علاج داکتران میکردند موافق رای ایشان عمل میکردند
لیکن میمان خاطر طرف کمی غذا زیاده بود هر چند رای اطبا بنوعی انها کم ازش میکردند پس این در آخر عمر
داکتر ها در هنگام جوانی وقت صبح پاو انار روغن مغز بادام کشیده وزن کرده شده بود داده شده یعنی یاوم
برشته شده و نبات آمیخته نوش جان میکردند وقت آرام پنج سیر شیر جوش داده شده که
در مقدار بقدر یک سیر مانده باشد خورده استراحت میکردند عرض تا طاقت جسمی و فکر دیگر چاری شدن
نتوانست کردن رفته رفته سن شریف زیاده شده و غذا نهایت کم حفاظت موجب چاری شدن تقاهت زیاده
شد جگر و شش ضعیف شد بر پاها ورم آمد او را هم نادو سال نگاه بالی میکردند پس نفس گرفته میشد
خفقان شد از آ تا سه ماه نگاه داشت آخرش استسقا شد صاحبزاده ها حاضر شدند اقتدار الملک بهادر را بسیار
خوشش میکردند و خدمت بجا می آورده اند خوب سعادت حاصل کردند نیز بدستور صاحبزاده سکندر اقبال
خورشید جاه بهادر دام اقبالهم اوشان روزها و شبهای ماه رمضان بیداری کردند روزه یعنی صیام
اینچنان گذشت که سحر هم نکرد هیچ غذا نخورده اند این مردم بخت آور و توانگر و کهواره اند ایشان

افسران فوج مطابق عمر شریف الحضرت ایستاده بنج ضرب سرکردند و این در ریب علیهی تشا به غم و الم
بزرگ و مرتبه بزرگ است بلی واقعی اوشان چنین بود مدرین ریبت باین بتکلف جنازه بیچکس تا امروز بیرون
نیامده است دو بیت و یک رباعی با ده مشتمل راس وقات انجناب ازین رقم این دو بیت است و هی هذا
چون امیر کبیر والا گوهر ؛ در سخی و کرم زحاتم برتر ؛ کرد در رحلت بجای سالش گفتم ؛ داخل مجلس رسول
اطهر ؛ رباعی ؛ آن شمس دکن بود امیر کبیر ؛ زخ چون زجهانیان بسبخ نهفت ؛ تاریخ وفات او زغیبی
هاتف ؛ شمس الامرا نور فردوس گفت ؛ ایضاً ؛ روز جمعه بستم شوال بود ؛ که در رحلت شمس امرا فخر دین
عبدالقادر را شد از هاتف ندا ؛ شد نهان اندر زمین شمس زمین ؛ این فضل حق نست این بنده خاص بود
دنیا هم خوب دین هم خوب دیگر ؛ این قدر عمر این فرصت این فهم کجا دو قطعه تاریخ از تصنیف محمد عبدالقادر
کاتب است قطعه جناب عالی شمس زمان امیر کبیر ؛ بست رخت سفر زین جهان بی بنیاد ؛ چو بود بستم شوال
دلیل جمعه بود ؛ نمود رحلت او بر جانش رحمت حق باد ؛ ز عبدقادر کاتب رقم شده تاریخ ؛ بجنان پاک تو
رحمت دوام نازل باد ؛ نظم مشتمل تعزیت و تهنیت از مصنف ؛ آن امیر کبیر عالی قدر
آفتاب دکن همایون فال ؛ کرد در رحلت چه بعد ست ؛ شب آدینه بیستم شوال ؛ نه و هفتاد و
یکهزار و دو صدة بود از هجرت نبی ان سال ؛ روز روشن شده شب بیکور ؛ عیش و عشرت نهاده رو
بملال ؛ شد شرف آفتاب بود آن روز ؛ یافت آن شمس چون شرف زوال ؛ امرا را چو شمس او افتش
بود ؛ شد نخسته زغم جهان چو هلال ؛ خنده برق شد نهان بفلک ؛ گریه ابر بر زمین سیال ؛ از سحرگاه
تا بشد خلق ؛ شد برآمد ضریح وقت زوال ؛ شمس بر رخ کشیده امن ابر ؛ ماه بر دل نهاده داغ
ملال ؛ بر و گاکین و بام در زور شر ؛ از اناث و ذکور تا اطفال ؛ تا در شهر نماند در گاه ؛ چه زر

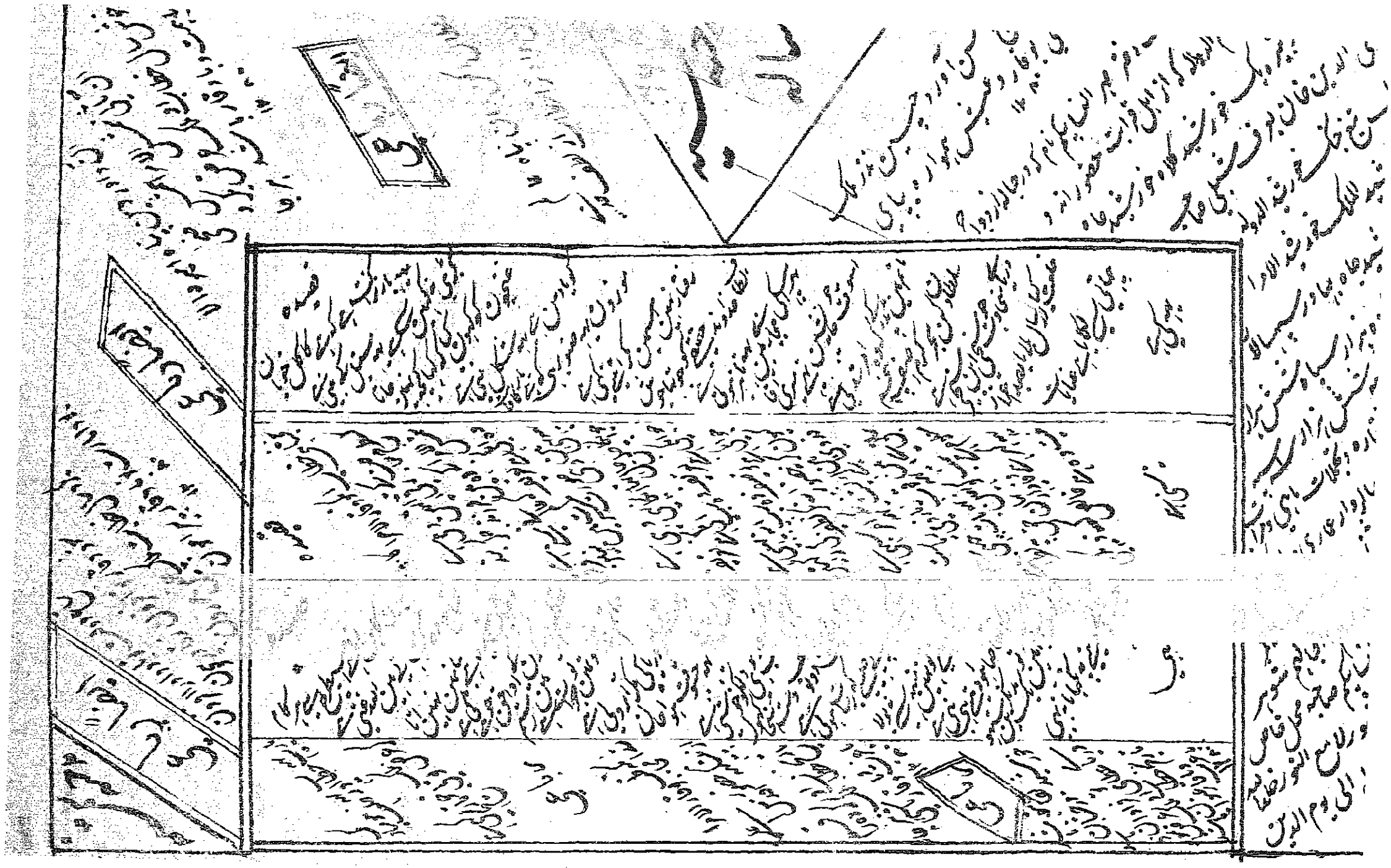

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.

ز ٣٩٤ ت ٩٥٢